

# کَلِمَاتُ صَادِقٍ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ

حَفِیْزُ الْحَاجِّ صُوْفِیِّ مُحَمَّدِیْنِ شَاهِ صَادِقِ دِهْلَوِیِّ  
قَادِی حَشِیْمِی أَبُو الْعَلَاءِی جَبَّانْگِیْرِ حَسَنِی

ناشر

حَفِیْزُ صُوْفِیِّ مُحَمَّدِیْنِ شَاهِ صَادِقِ دِهْلَوِیِّ

اِذَا كَتَابُ الشِّفَاءِ

۲۰۷۵ - کوچہ چیلان، دریا گنج، نئی دہلی ۱۱۰۰۰۲



# الحاج صوفی محمد یسین خاں صادق دہلوی

قادری، چشتی، ابوالعلائی، جہانگیری، حسنی



میری دنیا ئے ہستی میں اُجالا ہو گیا صادق  
ازل کی روشنی لیکر کوئی آنکھوں میں آیا ہے





آستانہ عالیہ  
حضرت الحاج صوفی محمد یسین خاں صادق دہلوی



حضرت الحاج شہزاد محمد حسین خاں صادق دہلوی





# سجادہ نشین



حاجی صوفی محمد احمد صادق دہلوی

# گلیات صادق رحمۃ اللہ علیہ

حضرت الحاج صوفی محمد حسین شاہ صادق دہلوی

قادی حشتی ابوالعلائی جہانگیری حسنی

ناشر

حضرت صوفی محمد ابراہیم شاہ صادق دہلوی

ایک کتاب الشفاء

۲۰۷۵ - کوچہ چیلان، دریا گنج، نئی دہلی ۱۱۰۰۰۲



جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ©

نام کتاب :-	کلیات صادق رحمۃ اللہ علیہ
مصنف :-	حضرت الحاج صوفی محمد یسین شاہ صادق دہلوی
مرتب :-	حضرت صوفی محمد احمد شاہ صادق دہلوی
صفحات :-	تین سو چھیتر 376
اشاعت :-	جون 2011ء
تعداد :-	پانچ سو 500
مطبع :-	ایچ۔ ایس۔ آفسیٹ پریس نئی دہلی
براہتمام :-	سید اسد حسین
قیمت :-	Rs 300/=

کتاب ملنے کا پتہ: آستانہ عالیہ قبرستان پنج پیراں، نزد سوریہ پیٹرول پمپ لاجپت رائے  
مارگ (جنگ پورہ) نئی دہلی ۱۱۰۰۰۲

## IDARA KITAB-US-SHIFA

2075, 1st Floor Masjid Mazar Wali Nahar Khan Street, Kucha

Chelan, Darya Ganj New Delhi 110002

Phone Office:- 011-23283494, Mb:-09312273887

Email:- idara.kitabusshifa@gmail.com

idara.asad@gmail.com

## فہرست

## کلیات صادق

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر	نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
(۱)	عرض مرتب	۷	(۱۷)	غزلیات	۵۸
(۲)	صوفی محمد یحییٰ خاں صادق دہلوی:	۹	(۱۸)	شہیدان وطن	۹۵
	قیصر حیدری دہلوی		(۱۹)	مصر پر جارحانہ حملہ	۹۵
(۳)	حرم نور	۱۵	(۲۰)	انہما	۹۶
(۴)	تعارف: مولانا اخلاق حسین قاسمی	۱۶	(۲۱)	مصر پر جارحانہ اقدام	۹۷
(۵)	ولی جزبات: مولانا محمد حفظ الرحمن	۲۳	(۲۲)	حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی	۹۷
	صاحب		(۲۳)	حضرت سید وحید الدین بیخود دہلوی	۹۷
(۶)	پاس ادب: مولانا مفتی عتیق الرحمن عثمانی	۲۳	(۲۴)	جناب پنڈت برجموہن دتاتریہ کپٹی کے	۹۷
(۷)	سچی جمیل: مولانا سید عبدالحق صاحب	۲۴		انشغال پر	
	خلیق برنی		(۲۵)	بروفات حضرت محمود دہلوی	۹۸
(۸)	دعا: حضرت عبدالعزیز میاں	۲۵	(۲۶)	قطعہ	۹۸
(۹)	نعتیں	۲۶	(۲۷)	بروفات علامہ کپٹی چڑیا کوٹی	۹۸
(۱۰)	سلام و منقبت	۳۱	(۲۸)	بروفات خیام الہند حضرت حیدر دہلوی	۹۸
(۱۱)	نغمہ روح	۳۹	(۲۹)	رحلت مفتی اعظم محمد کفایت اللہ	۹۸
(۱۲)	انتساب	۳۹	(۳۰)	امام الہند حضرت مولانا ابوالکلام آزاد کا	۹۹
(۱۳)	تعارف: ڈاکٹر پریم لال شفا دہلوی	۵۰		مساجد ارحال	
(۱۴)	مقدمہ: حضرت سائغر نظامی	۵۳	(۳۱)	امام الہند حضرت مولانا ابوالکلام آزاد کی	۹۹
(۱۵)	گزارش: صوفی احمد حسن شاہ صاحب	۵۷		کبلی برسی پر	
(۱۶)	قطعہ	۵۷	(۳۲)	جشن یوم ولادت شفا دہلوی	۹۹



۱۳۲	(۵۶) شاہ جیلانی	۱۰۰	(۳۳) بتقریب شادی سنتوش کمار
۱۳۳	(۵۷) بحضور حضرت خواجہ معین الدین چشتی	۱۰۱	(۳۴) زیارت حرمین
۱۳۳	(۵۸) خواجہ سنجر	۱۰۱	(۳۵) قطعات
۱۳۴	(۵۹) خواجہ انجیر	۱۰۳	(۳۶) راہ صادق
۱۳۴	(۶۰) سلطان الہند	۱۰۳	(۳۷) سراپا نور و رحمت : ڈاکٹر اسعد گورکھپوری
۱۳۴	(۶۱) بحضور خواجہ قطب الدین بختیار کاکی	۱۰۶	(۳۸) نقدہ جاں : آرزو دہلوی
۱۳۵	(۶۲) بختیار کاکی	۱۰۶	(۳۹) راہ صادق : آگلن نجیب آبادی
۱۳۵	(۶۳) بحضور حضرت سید نور الدین مبارک غزنوی	۱۰۶	(۴۰) پیغام محبت : شفا دہلوی
۱۳۶	(۶۴) بحضور حضرت خواجہ باقی باللہ	۱۰۶	(۴۱) تاثرات : مولانا اخلاق حسین قاسمی
۱۳۶	(۶۵) بحضور حضرت بابا فرید الدین گنج شکر		(۴۲) اظہار تشکر : نیلو فرصادق
۱۳۶	(۶۶) بحضور محمد و م خواجہ علاء الدین		(۴۳) نزارانہ عقیدت : صادق
۱۳۷	(۶۷) بحضور حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء	۱۰۹	(۴۴) حمد و نعت
۱۳۷	(۶۸) بحضور حضرت خواجہ امیر خسرو	۱۲۷	(۴۵) حضرت ابراہیم بن ادہم کی عربی مناجات
۱۳۷	(۶۹) بحضور خواجہ امیر ابو العلی		کاتر جہ
۱۳۸	(۷۰) بحضور حضرت مرزا محمد فرہاد شاہ	۱۲۸	(۴۶) یا رسول اللہ
۱۳۸	(۷۱) بحضور حضرت شیخ کلیم اللہ جہان آبادی	۱۲۹	(۴۷) آرزوئے دل
۱۳۹	(۷۲) بحضور حضرت وارث علی شاہ	۱۲۹	(۴۸) شاہ امم
۱۳۹	(۷۳) بحضور مولانا سید مخلص الرحمن	۱۳۰	(۴۹) منتہیں رہا می
۱۳۹	(۷۴) بحضور مولانا سید شاہ محمد عبدالحی صاحب	۱۳۰	(۵۰) بحضور قاضی خیر حضرت علی
۱۴۰	(۷۵) بحضور حضرت نبی رضا شاہ	۱۳۱	(۵۱) بحضور حضرت امام حسین علیہ السلام
۱۴۰	(۷۶) بحضور مولانا شاہ عبدالقدیر صاحب دہلوی	۱۳۱	(۵۲) شہید کربلا
۱۴۰	(۷۷) بحضور صوفی عنایت حسن شاہ	۱۳۱	(۵۳) حضرت شبیر
۱۴۱	(۷۸) بحضور صوفی محمد حسن شاہ صاحب	۱۳۲	(۵۴) شہید اعظم
۱۴۱	(۷۹) مرشد من	۱۳۲	(۵۵) بحضور غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی
۱۴۱	(۸۰) شہنشاہ حسن		

۲۳۰	(۱۰۴) غزلیات	(۸۱) مولائے من
۲۵۶	(۱۰۵) نذرانہ محبت	(۸۲) محبوب من
۲۵۷	(۱۰۶) رباعیات	(۸۳) پیر طریقت
۲۶۵	(۱۰۷) فیضان	(۸۴) بکھور صوفی شاہ عبدالعزیز صاحب شہید
۲۶۶	(۱۰۸) عرض صادق	(۸۵) قطعات
	(۱۰۹) انتساب	(۸۶) نگار صادق
۲۶۷	(۱۱۰) حمد و نعت	(۸۷) صاحب دل اور صاحب نسبت شاعر کا
۲۷۶	(۱۱۱) نظمیں اور مقبتیں	تعارف: حاصل عباس اعظمی
۲۷۶	(۱۱۲) بارگاہ رحمۃ اللعالمین میں	(۸۸) اظہار تشکر: صادق دہلوی
۲۷۶	(۱۱۳) تو	(۸۹) انتساب
۲۷۶	(۱۱۴) ساقی	(۹۰) غزلیات
۲۷۷	(۱۱۵) شہید کربلا	(۹۱) آج کی آواز
۲۷۸	(۱۱۶) حضرت صوفی محمد حسن شاہ صاحب کی بارگاہ میں	(۹۲) انتساب
۲۷۸	(۱۱۷) بارگاہ مرشدی و مولائی میں	(۹۳) تعارف: اسعد گورکھپوری
۲۷۹	(۱۱۸) حضرت صوفی عبدالعزیز شاہ صاحب	(۹۴) پیش لفظ: ڈاکٹر قمر رئیس
۲۷۹	(۱۱۹) حضرت صوفی لیاقت حسین شاہ صاحب	(۹۵) عظیم شاعر پیر طریقت: مولانا وحید الدین خاں
۲۸۰	(۱۲۰) حضرت صوفی محمد نقیب اللہ شاہ صاحب	(۹۶) اظہار تشکر: صادق دہلوی
۲۸۱	(۱۲۱) حضرت صوفی احمد کبیر شاہ صاحب	(۹۷) مجاہدین آزادی
۲۸۲	(۱۲۲) حضرت صوفی حاجی احمد بخش عرف حاجی احمد حسن شاہ صاحب	(۹۸) بھارت کے سپوت
		(۹۹) آئینہ حال
۲۸۳	(۱۲۳) حضرت صوفی علی حسین شاہ صاحب	(۱۰۰) مزدور اور سرمایہ دار
۲۸۳	(۱۲۴) حضرت صوفی محمد خوشحال شاہ صاحب	(۱۰۱) پیغام
۲۸۳	(۱۲۵) حضرت صوفی شمس الدین شاہ صاحب	(۱۰۲) شمع محبت
۲۸۵	(۱۲۶) حضرت صوفی عبدالحمید شاہ صاحب	(۱۰۳) انتساب
۲۸۵	(۱۲۷) حضرت صوفی غلام آسی شاہ صاحب	



- ۲۹۸ (۱۵۳) حضرت صوفی مولانا جلال الدین خضر  
روحی شاہ صاحب
- ۲۹۹ (۱۵۴) حضرت صوفی مولانا عبدالرزاق شاہ صاحب
- ۲۹۹ (۱۵۵) حضرت صوفی سکندر علی شاہ صاحب
- ۲۹۹ (۱۵۶) حضرت صوفی مولانا بشیر الدین شاہ صاحب بنگال
- ۳۰۰ (۱۵۷) خواجگان کی چوکھٹ
- ۳۰۱ (۱۵۸) شب برأت
- ۳۰۱ (۱۵۹) جان ہندوستان
- ۳۰۲ (۱۶۰) حاصل عشق
- ۳۰۳ (۱۶۱) ڈاکٹر اسعد گورکھپوری کے انتقال کے بعد
- ۳۰۴ (۱۶۲) غزلیں
- ۳۱۱ (۱۶۳) خضر منزل
- ۳۱۱ (۱۶۴) انتساب
- ۳۱۲ (۱۶۵) حم
- ۳۱۲ (۱۶۶) نعت
- ۳۲۰ (۱۶۷) ارشاد حسین
- ۳۲۰ (۱۶۸) شان حسین
- ۳۲۱ (۱۶۹) منقبت حضرت خواجہ محمد حسن شاہ صاحب
- ۳۲۱ (۱۷۰) غزلیں
- ۳۳۵ (۱۷۱) کلام غیر مطبوعہ
- ۳۵۵ (۱۷۲) رباعیات غیر مطبوعہ
- ۱۲ (۱۷۳) فہرست خلفاء
- ۲۸۶ (۱۲۸) حضرت صوفی قربان علی شاہ صاحب
- ۲۸۷ (۱۲۹) حضرت الحاج فضل حسین شاہ صاحب کمال میل
- ۲۸۷ (۱۳۰) حضرت صوفی منصور حسن شاہ صاحب
- ۲۸۸ (۱۳۱) حضرت صوفی علاؤ الدین شاہ صاحب
- ۲۸۸ (۱۳۲) حضرت صوفی حکیم الدین شاہ صاحب
- ۲۸۹ (۱۳۳) حضرت صوفی عبدالحی شاہ صاحب
- ۲۸۹ (۱۳۴) حضرت صوفی حاجی جمیل احمد شاہ صاحب
- ۲۹۰ (۱۳۵) حضرت صوفی عبدالعزیز بابا شاہ صاحب
- ۲۹۱ (۱۳۶) حضرت صوفی ثناء اللہ شاہ صاحب
- ۲۹۱ (۱۳۷) حضرت صوفی ڈاکٹر عبدالغفور شاہ صاحب
- ۲۹۱ (۱۳۸) حضرت صوفی حضور احمد شاہ صاحب
- ۲۹۲ (۱۳۹) حضرت صوفی ننھے شاہ صاحب (چکی والے)
- ۲۹۲ (۱۴۰) حضرت صوفی عبدالغنی شاہ صاحب (جے پوری)
- ۲۹۳ (۱۴۱) حضرت صوفی امانت رسول شاہ صاحب
- ۲۹۳ (۱۴۲) حضرت صوفی عطاء اللہ شاہ صاحب
- ۲۹۳ (۱۴۳) حضرت صوفی حافظ عظمت اللہ شاہ صاحب
- ۲۹۳ (۱۴۴) حضرت صوفی انعام اللہ شاہ صاحب
- ۲۹۴ (۱۴۵) حضرت صوفی حاجی عزیز اللہ شاہ صاحب
- ۲۹۵ (۱۴۶) حضرت صوفی یعقوب شاہ صاحب
- ۲۹۵ (۱۴۷) حضرت صوفی حکیم محمد جمیل بیگ شاہ صاحب
- ۲۹۶ (۱۴۸) حضرت صوفی رابعہ من شاہ صاحب
- ۲۹۶ (۱۴۹) حضرت صوفی اسلام احمد شاہ صاحب
- ۲۹۷ (۱۵۰) حضرت صوفی حاجی سید ابراہیم حسین شاہ صاحب
- ۲۹۷ (۱۵۱) حضرت صوفی شمس الدین شاہ صاحب
- ۲۹۸ (۱۵۲) حضرت صوفی منصور شاہ صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

## عرض مرتب

والدہ شہزادہ جہانگیر صوفی ٹیپس خاں صادق دہلوی کا شمار ممتاز شعراء میں ہوتا ہے۔ ان کے شعری سرمایہ پر مقتدر اہل علم و کسب کی قدرت کہے ہیں اور مولانا حفیظ الرحمن، مولانا محمد عثمان فرقیط، اخلاق حسین قاسمی، حضرت سر غفران شاہی، ڈاکٹر گلن ناتھ آزد، ڈاکٹر پریم لال شاما دہلوی، دل آزر دہلوی، فیاض احمد گلن نجیب آبادی، ڈاکٹر قمر رئیس، ڈاکٹر اسعد گورکھپوری اور حاصل عباس اعظمی نے نقد و نظر کا معاملہ کیا ہے۔

حضرت صادق دہلوی پر گوادرز و دکن کوثر عر تھے۔ الفاظ کے درو بست سے خوب واقف تھے۔ عارف بائند تھے، اسی لیے ان کے شعاردل میں اترتے چلے جاتے تھے۔ انہوں نے اپنی حیات میں اپنے آٹھ شعری مجموعے شائع کیے تھے اور ان کے دو مجموعے چھپنے سے رہ گئے تھے۔ الحمد للہ ابھی اس کلیات میں شامل کیے جا رہے ہیں۔ صادق دہلوی کے مرید اور خلیفہ جناب بدرنخور صاحب چاہتے تھے کہ ان کے کلیات کو قدیم انداز میں مرتب کیا جائے، جس میں تمام مطبوعہ اور غیر مطبوعہ مجموعوں سے منتخب منتخب رباعیوں، نظمیں اور غزلیں الگ الگ اصناف کے تحت جمع کر دی جائیں، لیکن ہمیں خیال گذرا کہ حضرت صادق دہلوی اور شہزادہ نے اپنے کلام کی جو ترتیب رکھی ہے، اس سے انحراف نہ کیا جائے، تاکہ حضرت قبلہ کی ترتیب کی برکات جاری و ساری رہیں۔ البتہ اتنا ضرور کیا کہ کتاب کی ضخامت کم کرنے کے لیے اسے دو کالموں میں تقسیم کر دیا اور کتاب کا سائز بڑھا دیا۔ اس سے ایک فائدہ ہوا کہ کتاب کا حجم گھٹ گیا اور دوسرا یہ ہوا کہ قاری کے تسلسل قرات میں اضافہ ہو گیا۔

حضرت والدہ صاحبہ قبلہ زود کو شاعر تھے۔ تقریباً روز ہی کچھ نہ کچھ کہہ کرتے تھے۔ در جب کلام کا ایک معتد بہ حصہ جمع ہو جاتا تو اسے مجموعہ کی شکل میں چھپوا دیتے تھے، اس طرح ان کا بیشتر کلام دستِ بروزہ نہ سے محفوظ رہا۔ ہم نے مقدور بھر کوشش کی ہے کہ اس مجموعہ میں کسی طرح کی غلطی یا کمپوزنگ سمجھو راہ نہ پائے، اسی لیے کمپوز ڈیوائس کو اتنی بار اور اس قدر پڑھا ہے کہ اب شاید ہی کوئی شعری مجموعہ اتنی مرتبہ پڑھ سکیں، پھر بھی اگر کوئی غلطی راہ پا گئی ہو تو قارئین سے التماس ہے کہ ہمیں مطلع فرمائیں تاکہ اسلئے اشاعتوں میں اس کی تصحیح کی جاسکے۔



میں قبہ والد صاحب کے ال ارادت مندوں اور اپنے احباب کا شکر گز رہا۔ جنہوں نے س کایات کو منظرِ عام تک لانے میں میری مدد کی۔ میں صوفی بدرِ مخمور صاحب کا بطورِ خاص مشکور ہوں کہ انہوں نے 'کلیاتِ صادق' کی اشاعت کے لیے مفید مشورے سے سرفراز کیا، مولانا مشتاق صاحب، مولانا داؤد صاحب اور مولانا محمد احمد صاحب بھی میرے شکر کے مستحق ہیں کہ ان حضرات نے صحت اور توجہ کے ساتھ اس کی کمپوزنگ کی۔ عزیزہ شمیم بیگم صاحبہ کو بھی صمیم قلب کے ساتھ دعا دیتا ہوں کہ انہوں نے اپنے پیر و مرشد حضرت صادق دہلوی کے اس کلیات کی اشاعت کے لیے مجھے بار بار متوجہ کیا۔ اس مجموعہ کی ترتیب میں تکنیکی تعاون کے لیے میں عمران اصغر کا بھی مشکور ہوں۔ میرے خاص اٹل عزیز ساتھی جناب عقیل الرحمن عرف (لالہ) کا بھی میں بہت مشکور ہوں جو ہر وقت قدم بہ قدم کے ساتھ آجنگ درگاہ کی تمام ذمہ داریاں اور اس کتاب کلیاتِ صادق کی اشاعت کے لیے رات دن میرے ہمراہ رہے۔ عزیز سید اسد حسین، ملک ادارہ الشفاء نئی دہلی کے لیے دل سے دعا کرتی ہے کہ انہوں نے اس کی اشاعت کو یقینی بنایا۔ جو کہ میرے والد کے دستِ سید محمود حسین کے پوتے ہیں۔

آخر میں اللہ تعالیٰ کے حضور دستِ دعا ہوں کہ وہ میری اس کوشش کو قبول فرمائے اور والد محترم جناب صادق دہلوی صاحب کے طاہری اور باطنی فیوض و برکات سے مجھے اور تمام متوسلین مسد کو مستفید و مستفیض فرمائے۔ آمین

محمد امجد شاہ صدیقی دہلوی

۶ جون ۲۰۱۶ء بروز پیر



کہیں یہ اہل خرد بھی ساقی بدل نہیں گئے نظام م م یہ بات بھی رہے اگر کسی میں تو تیرے رہد خراب میں ہے

## صوفی محمد یسین خاں صادق دہلوی (مرحوم)

### ایک نظر میں

### خلیفہ صادق قیصر حیدری دہلوی

۱۹۴۷ء کے بعد دن پر جہاں اور دوسری افتاد پڑیں روحانی دنیا بھی اس سی نہ بچ سکی۔ روحانی فیض پہنچانے والی محفلیں سرد ہو گئیں اور سیاسی پیرے میں ہر شخص خود کو مجاہد آزادی اور اس سے بڑھ کر نہ جانے کیا کیا ہلانے کا مدعی ہو چکا تھا۔ کہیں سے کہیں تک اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے جاننے ماننے اور پیچھے نئے والوں کا پتہ نہیں تھا۔ معدودے چند بستیاں یہی دیکھنے میں آتی تھیں جو کچھ حق ط انداز میں دوسروں کو تلقین و ہدایت روحانی اور بادۂ عرفانی کی تلقین کرتیں۔ ترکانِ دروہ کے علاقہ میں درگاہ حضرت دادا پیر رحمۃ اللہ علیہ کی راہ میں حضرت مولانا عبد السلام یزدی رحمۃ اللہ علیہ اپنے جاوید دل اور فیوض و برکات کا سینہ تھے۔ ہر شب یہاں مجالس روحانی کا دور دورہ رہا اور اس پاس کے لوگ آپ سے فیضیاب ہوتے۔ سیاسی چشمک رکھی والے اپنے ارد گرد کے لوگوں کے لیے سم قاتل بنے ہوئے تھے اور اکثر مجالس روحانی میں شریک ہو کر ایسے سوارات کرتے جن کا سر ہوتا نہ پیر۔ اسی طرح چاندنی چوک مسجد فتح پوری کے شاہی امہ حضرت ابن مولانا مفتی مظہر اللہ رحمۃ اللہ علیہ ہر جمعہ کو مسجد کے حجرہ میں بیٹھ کر بیٹھے ہوئے کو راہ مستقیم دکھاتے اور تشنگانِ روحانیت کو سیراب فرماتے۔ اکابرین ملت کو سیاسی جوڑ توڑ سے ہی فرصت نہیں تھی۔ مسلمانوں کی اجتماعیت کے ٹکڑے ٹکڑے ہو چکے تھے اور وجود کو برقرار رکھنے مشکل نظر آتا تھا۔ سب ہی سیاسی گٹھ جوڑ میں اپنی حقوں کے گھوڑے دوڑاتے پھرتے تھے۔ مگر مذہبیت جو اندر سے کھوکھی اور اجتماعیت جو اندر سے ٹکڑے ہو رہی تھی کسی کو اس کی پرواہ تک نہ تھی۔

بہر حال ۱۹۵۳-۵۴ء میں سیاست نے کروٹوں اور لوگوں نے یہ محسوس کیا کہ اب ملک کی آزادی کے لیے جدوجہد اور کوششیں باہر آوری ہوئی تھیں وہ ہونچکیں مزید اس طرف توجہ دینا اپنی زندگی واجب بنانا ہے۔

الحیجہ صوفی یسین خاں صادق دہلوی جو عمارت ۲۲ سال سے وابستہ تھے اور سیاسی میدان میں معرکہ آرائی فرما رہے تھے۔ عاصی طور پر علماء کے ساتھ کانگریس کے جلسوں اور جلوسوں میں شرکت کرتے اور عام فہم دل کی نمائی زبان میں نظموں کے ذریعے اہل حق کے نصب العین کی ترجمانی کرتے۔ عمارت کی صحبت نے مطابعت سیاست کے ساتھ ساتھ شعری دنیا سے بھی وابستہ کر دیا تھا۔ اثر سوچا کرتے کہ اے صادق انسان کی زندگی تو اللہ کی امانت ہے پھر یہ سیاست اور مارت کے جھگڑوں میں تو کیوں مبتلا ہے۔ آپ نے محسوس کیا مسلمانوں کا فائدہ ہی میں ہے کہ وہ روحانی زندگی کو اپنا شعار بنائیں اور اپنے اسلاف کے کرد کو آئینہ کریں۔ ۲۲ سال وہ سیاست سے وابستہ رہے عمارت سے انتہائی قرب رہا۔ سیاسی متبادر سے اپنے آپ کو ہر موقع پر پیش پیش رکھا مگر اس کے باوجود ایک ایسی کیفیت جس کو کافی عرصے وہ کوئی معنی نہیں دے سکے اس نے مضطرب رکھا۔ تلخی جاری رکھی۔ حضرات عمارت میں اپنی بہنو کو جاری رکھتے ہوئے دن دن بھر دہشت میں اور رات



رات جہ فقیروں و رگد آروں کی خدمت میں کسی رہبر حق کی تلاش میں سرگرداں رہتا اپنا شعار بنایا۔

اس زمانہ میں نواب مرزا خاں داغ دہلوی کے چائش فشی وحید امین بنجود دہلوی کے ارشد تلامذہ میں ڈاکٹر فضل الہی مخمور دہلوی کی شاعری کا چرچہ تھا ان کے کلام کی شہرت دور دور تک تھی۔ ان کے کلام سے حق کی آوازیں کانوں میں رس گھول رہی تھیں جس کی وجہ سے آپ وقتاً فوقتاً مخمور صاحب کی خدمت میں رہنے لگے اور مشورہ و سخن کیا کرتے۔ مخمور صاحب صادق صاحب پر خاص التفات فرمایا کرتے تھے۔ نظموں پر تو خیر تھوڑی بہت اصداغ فرماتے مگر غزلیوں اور نعتوں پر بھرپور توجہ فرماتے اور کبھی کبھی اس طرح مخاطب ہوتے کہ جی میں! آپ کہیں اس عہد گروہی میں پھنس گئے آپ کا مشرب تو درویشانہ و فقیرانہ ہونا چاہئے۔ ابتدا میں تو یہ بات حضرت صادق کی سمجھ میں نہیں آئی مگر ایک دن اتفاق سے خیال گزرا اور حضرت مخمور دہلوی کی باتوں کو بڑے غور سے سنا۔ خود حضرت نے ایک دن فرمایا۔

”کہ ہمارے پیرو مرشد الحاج صوفی محمد حسن شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تو ہمیں جہ میں حق کی راہ دکھائی لیکن پہلے میرے استاذ حضرت مخمور صاحب نے ان رموز سے آگاہ فرمادیا تھا۔“

حضرت مرشدی رحمۃ اللہ علیہ اس زمانہ میں دیوبندی مسلک سے متعلق تھے مگر قلب نامطمئنہ بار بار ضرب لگاتا تھا اور کسی جگہ جب اسکو نہ پاتے تھے تو تڑپ اٹھتے تھے۔ حضرت مخمور کے قرب نے آپ کو حضرت خواجہ میر درد رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر مکاشفے کی دعوت دی اور آپ وہاں سے یقین حق اور فیض و برکات روحانیت سے مستفیض ہو کر اٹھے اور پھر جب درد دل کا مداوا چاہتے تو خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر جا بیٹھتے۔ گھنٹوں بیٹھے کشف میں مبتلا رہتے اور کبھی کبھی جب دل کی تڑپ انتہی کو پہنچتی تو فرمایا کرتے حضور اوہ درد جس نے آپ کو سراپا درد کی نعمت عطا فرمائی ہے تھوڑا سا ہمیں بھی حصہ عطا ہو۔ اب زبان و دہان اور سوز و گداز دن بدن اپنے اطوار بدلنے لگے یہاں تک کہ اکثر مشعروں میں ان کے کلام پر چمکولیاں ہونے لگیں اور لوگ انہیں شاعر کم اور مبلغ زیادہ سمجھنے لگے۔ ایک مشعرہ میں جب آپ نے غزال کا مطلع پڑھا تو مشعرہ میں یک ہی کیفیت پیدا ہو گئی۔ مطلع فرمایا۔

سر جھکا کر بی نیازانہ گزر جائیں گے ہم جب تمہاری راہ میں دیر و حرم پائیں گے ہم

لوگوں نے بڑی ہمت و استیجاب سے آپ کے کلام کو سنا اور سرد ہنسنے پر مجبور ہو گئے۔ ایک طرف حضرت خواجہ میر درد رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ سے ملے ہو اور دوسری طرف استاذ محترم حضرت مخمور کی خاص توجہ۔ جب یہ دو آوازیں دونوں توجہات سے مائل ہو گئیں تو دنیا ہی اور تھی اور پھر ایک دن آپ نے فرمایا

مجھے اس وقت بھی تیرا یقین تھا جب ان آنکھوں نے دیکھا بھی نہیں تھا

اس پر دے سے ہے تو حضرت مخمور پردہ فرما گئے۔ اب یہ تھا ذات تھی یا خدائی ذات مگر ہمت نہ ہاری اور تلاش حق میں خود کو سرگرداں کر لیا۔ آخر وہ دن رب العزت نے عطا فرمایا کہ سلسلہ قادریہ ابو العالیہ چشتیہ جہانگیر یہ کے بزرگ حضرت خواجہ الحاج صوفی محمد حسن شاہ صاحب کا دن سے گزر ہوا جب آپ پر نظر پڑی تو فرمایا کہ یہ شخص تو حید کے چراغ روشن کرے گا اور پھر یہ ہی ہوا بھی کہ آپ کی نگاہ الطاف نے صادق رحمۃ اللہ علیہ کی دنیا ہی بدل دی اور صادق تڑپے لوٹے پوچھتے پوچھتے (ملک قصبہ بھینسوری) جواب مرشد مگر کے نام سے معروف ہے۔ رامپور

درگاہ آفتاب معرفت حضرت صوفی محمد عسکری حسن شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ میں پہنچ گئے۔ جہاں اچانک صوفی محمد حسن شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت ہو گئے اور جلد ہی یہ چرخ توحید بناروں چرخوں کو روشن کرنے لگا۔ ابھی کچھ بھی عرصہ مرید ہوئے نہ ہوا تھا کہ حضرت خواجہ خوجگان معین الدین دہشتی اجیری بخبری کے عرب مبارک کے موقع پر خدمت و اجازت کا سامان ہوئے۔

مرشدی حضرت صادق دہلوی بہر حال ایک حیرت زا خصوصیت کے حامل تھے انہوں نے دوبارہ بیعت اللہ شریف اور زیارت مدینہ منورہ کا شرف پایا۔ آپ کو بھرہ، قد شریف، لب لباب، شرف اور ربالات معنی جیسے مقامات مقدسہ کی حضری وسعدت نصیب ہوئی۔ چالیس دن کے بیشتر چلنے کیے اور عام سہولت کو وحدت و محبت اخوت و مساوات کے رستے اکھاڑے۔ میدان شاعری میں بھی وہ مہر حاصل کیا کہ دُک انہیں ایک ظہیر شاعر سے کم نہ سمجھتے تھے، مرسوک و تصوف کے ماہرین آپ کو ہر طریقہ سے پر مجبور فرماتے تھے۔

اچانک صوفی محمد حسین خاں صادق دہلوی کا ۱۲ جون ۱۹۳۶ء کو دہلی کے مشہور بازار کنواں میں حاجی میر خاں بن عبد الغنی خاں ویار مرحوم و مغفور کے ہاں توہ ہوا۔ آپ کی والدہ محترمہ محمودہ الدنہ بنت خدا بخش نے آپ کی تعلیم پر بڑا زور دیا مگر نامساعد حالات کی بنا پر تعلیم اچھوری رہ گئی مگر ان کی صلتہ صوفیہ سے وابستگی اور روح مطہرہ نے بہر حال سب کی وچ کر دیا۔ آپ نے عمر کے ابتدائی دور میں موروثی کام کاج جو زمین کی چاروں سے متعلق تھا کارخانے کی شکل میں انجام دیا۔ کم و بیش چالیس کاریگروں پر واحد حکمران تھے۔ بعد میں فریڈ آباد کی ایک بہت بڑی فیکٹری کے آپ ٹھیکدار ہو گئے۔ سلسلہ روحانیت بھی پورے عروج پر تھا۔ سینکڑوں اور بناروں کی تعداد میں مریدین کا حلقہ چاری و ساری تھا کہ فیکٹری کے دیگر کارکنوں کی برابر وروی سے آپ کو پریشانی ہونے لگی اور روحانی کاموں میں رکاوٹ پڑنے کا خطرہ بھی لاحق ہونے لگا تھا تو آپ نے فیکٹری کے مکان کے پیر و تمام حساب کر دیا اور پھر خود کو سسے کی خدمات کے لیے وقف کر دیا۔

آپ نے دوشادیں کیں۔ پہلی اہلیہ کا انتقال ہو گیا اور دوسری شفیق میموریل ٹریڈ سیکنڈری اسکول باڑہ بندورا میں معلمہ کے فرائض انجام دیتی ہیں۔ پہلی سے سات اور دوسری سے پانچ بچے ہوئے جو بفضل تعالیٰ حیات میں۔ سات شعری مجموعے، نور، فیضان، جمع محبت، راہ صادق، نگار صادق اور آج کی آواز منظر عام پر آچکے ہیں اور عوام و خواص میں مقبول ہو چکے ہیں۔ آپ کا کلام ریڈیو سے نشر ہوتا ہے اور نعت گو حضرات بھی نعتیں اور غزلیں پڑھتے ہیں۔ ہندوستان، پاکستان و ایران کے علاوہ اور دوسرے ملک میں تقریباً تین لاکھ مریدین ہیں۔ خفا کا بھی سلسلہ نہایت وسیع ہے اور انشاء اللہ ابد آباد تک وسعت پذیر رہے گا۔

آپ ۲۲ جون ۱۹۸۶ء بروز اتوار شام ۵ بجے اپنے مکان واقع گلی مسجد میر کرودہ قاسم جان سٹریٹ دل کنواں دہلی میں حرکت قلم بند ہوئے کی وجہ سے وصال فرما گئے۔

تدفین درگاہ پنج پیر، مقابل اودھی ہوش نی، دہلی میں عمل میں آئی۔ اسی شب دہلی سے ریڈیو، ٹی وی اور دوسرے ذرائع خبرات نے آپ کے وصال کی خبریں دیں۔ آپ کے وصال سے بعد آپ سے سب سے بڑے صاحبزادے میں محمد احمد وجوہ یزیدانویا حضرت عزیز میں رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہیں گدی نشین کر دیا گیا۔<sup>(۱)</sup>

(۱) صوفی محمد احمد صاحب پہلے قیدوار۔ انوار صاحب سے بیعت تو تھے مگر حضرت صادق صاحب سے ۱۹۵۰ء میں بخارانہ بیعت نہ ہوئی اور یہ بیعت یا دروغ رخ اس کو حضرت خواجہ خوجگان معین الدین دہشتی کے ہاں سے واقعہ پر چاروں پیش کرتے وقت (یعنی حاضر خواجہ صاحب میں) خدمت و چاشنی سے سرفراز فرمایا تھا۔ (عمران قاسم)

## فہرستِ خلفاء حضرت صادق دہلوی

صوفی عبدالمستقیم صادق مرحوم

روم نمبر ۱۰، صابری چال، جواہر نگر، کھاراسٹیٹ، ممبئی ۵۰

صوفی محمد رفیع صادق مرحوم

۵۵۳۳ قاسم جان اسٹریٹ، ہمدرد مارگ، نئی دہلی ۱۱۰۰۰۶

صوفی محمد شریف صادق

۶۷۷ پرانی آبادی، بڑا کیداریوے، ٹاؤن پلیس کے پاس غازی آباد، یوپی

صوفی قیصر حیدری صادق مرحوم

راحت منزل، قریش خانہ دہلی ۱۱۰۰۰۶

صوفی محمد انوار صادق

متھر والے، گلی کیلے والی، عید گاہ روڈ، غازی آباد، یوپی

صوفی محمد یامین عرف بندو صادق مرحوم

۲۰۵۲ گلی پھیل والی، گنج میر خاں مرحوم، دہلی ۱۱۰۰۰۶

صوفی مولانا حافظ نذیر الدین صادق

موضع عالم پور روڈ، ڈاکخانہ رائے پور، ضلع سہارنپور، یوپی

صوفی اقبال احمد صدیقی صادق

قلع نواب گنج، گلی نمبر ۲، سہارنپور، یوپی

صوفی صفدر علی صادق مرحوم

گلی تورعان، محلہ ٹھکران، متھر ۱ والے

حاجی صوفی محمد احمد صادق (سجادہ وگدی نشین)

۱۵۵۲ قاسم جان اسٹریٹ، ہمدرد مارگ، نئی دہلی ۱۱۰۰۰۶

صوفی مبارک حسن صادق

۱۵۵۲ قاسم جان اسٹریٹ، ہمدرد مارگ، نئی دہلی ۱۱۰۰۰۶

صوفی شہد حسن صادق

۱۵۵۲ قاسم جان اسٹریٹ، ہمدرد مارگ، نئی دہلی ۱۱۰۰۰۶

حاجی صوفی لطافت حسین صادق عرف چندامیاں

نیم جھگی این آئی ٹی ۱۷، فرید آباد اور چندامیاں الیکٹرانکس لمیٹڈ ۲۶ فرید آباد

صوفی ناصر علی صادق مرحوم

محلہ پہاڑی دروازہ گکینہ، ضلع بجنور، یوپی

صوفی نظام الدین صادق مرحوم

ڈاکخانہ بھرت نگر، گکینی ہارگاؤں، مہرچ پور، ضلع غازی آباد، یوپی

صوفی مولانا عبدالرؤف صادق مرحوم

محلہ کنکرو، کنواں، قصبہ بھراسی، ضلع بلند شہر، یوپی

حاجی صوفی محمد الیاس صادق

۲۵۶۳ بارہ درہی شیر آگن بلی ماران، دہلی ۱۱۰۰۰۶

صوفی محمد احمد صادق مرحوم

۱۳۵۷، راحت منزل، قریش خانہ دہلی ۱۱۰۰۰۶



صوفی بابو خاں صادق مرحوم

۱۳ محلہ تلیا بازار ضلع دھول پور، راجستھان

جمعہ خاں صادق مرحوم

رام پور، یوپی

صوفی محبت علی صادق مرحوم

لکھنؤ، یوپی

صوفی شریف عرف صنم صادق مرحوم

گجرات، یوپی

صوفی اشتیاق احمد صادق

کوچہ رحمان، دہلی ۱۱۰۰۰۶

صوفی صاحب علی صادق

سرائے خواجہ، رسول پور، نئی آبادی آگرہ گیٹ، یوپی

صوفی حنیف شاہ صادق مرحوم

دھول پور، راجستھان

صوفی محمود خاں منشی صادق مرحوم

دھول پور، راجستھان

صوفی مولانا جمیل الہی صادق

مسجد کرزن روڈ، دہلی

صوفی مرتضیٰ عدم فرید صاحب صادق

پاک پٹن شریف، پاکستان

صوفی سید یعقوب علی صادق مرحوم

اے ۱۳/۴ ناظم آباد نزد پٹرول پمپ، کراچی

صوفی سیدنا صریح صادق

کراچی، پاکستان

صوفی صادق صادق

ہیڈ ماسٹر ٹیچر، محلہ پیر پور، ضلع علی گڑھ اتراہلی، یوپی

صوفی عبدالرحمن صادق

۱۵/۸ گلی نمبر ۷، وشواس نگر، شاہد ر، دہلی ۱۱۰۰۳۳

صوفی علاء الدین صادق

۲۵/۳۲ وشواس نگر، بھیک سنگھ کالونی، شاہد ر، دہلی ۱۱۰۰۳۳

صوفی حیدر صادق

سعید نگر، شاہد ر، دہلی

صوفی سراج الدین عرف صوفی جی صادق مرحوم

گلی قاسم جان اسٹریٹ، مسجد میر کرڈ، دہلی ۱۱۰۰۰۶

صوفی محمد یونس صادق

محلہ امان خیل سرائے ترین، ضلع مراد آباد، یوپی

صوفی سخاوت علی صادق مرحوم

محلہ ٹھیک تانول، منڈی آرام داس، قنبرا

صوفی بشن علی صادق مرحوم

قصبہ سوکی، ضلع پیر پور، یوپی

صوفی سلیمان صادق مرحوم

کراچی، پاکستان

صوفی فضل حسین صادق کپڑی دے

محلہ مروانہ، ہسپتال کے سامنے قصبہ سندھ آباد، ضلع بلند شہر، یوپی

صوفی عبدالحمید قریشی صادق

دواخانہ قصاب پورہ، دہلی

صوفی سجاد علی صادق

رام پور، یوپی

صوفی محمدانو رصادقی ٹوپی والے  
 قصاب پورہ، دہلی  
 صوفی سیدنا یاب علی صادق  
 ۱۳۴۷ء تاظم آباد نزد پٹرول پمپ، کراچی  
 صوفی عاشق علی صادق  
 ۱۳۴۷ء تاظم آباد نزد پٹرول پمپ، کراچی

صوفی سیدنا یاب علی صادق مرحوم  
 کاغذی بازار، میٹھا دار، نور مسجد، کراچی، پاکستان  
 صوفی ہاشم علی صادق مرحوم  
 کراچی، پاکستان  
 صوفی عہد یوحید خاں صادق  
 کچی آبادی، گلی نمبر ۴۴ نزد نیسی بار صدیقی مسجد، اسد م پورہ،  
 لاہور، پاکستان  
 صوفی مدیر مخموری صادق  
 آرجی ہاؤس ۱۰۸، دوسری منزل، سامنے جی۔ بی۔ کے، ویسٹ انڈیا  
 لہرین، دہلی

# حریم نور

مجموعہ نعت و منقبت

احاج صوفی محمد یسین خان صادق دہلوی  
قادری، ابوالعلائی، چشتی، جہانگیر می، چشتی

انتساب

شفیع المذنبین رحمۃ اللعالمین

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کی بارگاہ میں

ہدیہء نیاز

صادق



## تعارف

مفسر قرآن حضرت مولانا اخلاق حسین صاحب قاسمی الدہلوی صدر مدرس مدرسہ حسین بخش دہلی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صادق صاحب کا پورا نام محمد حسین خاں ہے، اسم کا اثر سسکی پر پڑتا ہے، حسین قرآن کی روح ہے، صداقت اخلاق حسن کی بنیاد، ان دونوں نسبتوں نے صادق صاحب کے خلاق و کردار کو اسلامی صداقت کا نمونہ بنا دیا ہے۔ صادق صاحب کے والد حاجی میر خاں صاحب ابن عبد الغنی خاں ادیبہ دی کے مشہور کارخانہ دار ہیں، بہت نیک اور شریف آدمی ہیں، صادق صاحب کی والدہ کا نام محمود النساء بنت شیخ خدا بخش ہے جو خد کو پیاری ہو چکی ہیں، والدہ صاحبہ نے دوسری شادی سے اپنے گھر آباد کر لیا ہے اور کراچی کے پردیس میں مقیم ہو گئے ہیں، اگر کرت بھی گئے، وغیرہ۔

خوب امید میں بندھیں لیکن ہمیں حرامی نصیب

بدلیوں انھیں مگر بجلی گرائے کے لئے

وہ بدلیاں آزادی کی تھیں اور وہ بجلیاں تفریق وجدائی کی، اسے کاش! حاجی صاحب اپنے حسین کو صادق کے روپ میں پھلتے پھولتا دیکھ کر اپنا کلیجہ ٹھنڈا کرتے۔ صادق صاحب کے باؤ اجداد عہد شاہجہاں میں ہندوستان آئے ان کی ولادت ۱۹۲۶ء میں ہوئی، صادق صاحب کثیر العیال آدمی ہیں، بہت کچا ساتھ ہے ان کا، لیکن ایک سیدھے سادھے مسلمان ہونے کی وجہ سے وہ اس معاملہ میں بھی متکمل علی اللہ ہیں، صادق صاحب شاعر ہیں، لیکن شاعری ان کا ذریعہ معاش نہیں ہے بلکہ اپنے آپ کی پیشہ صنعت و حرفت سے اپنے ہال بچوں کا پیٹ بھرتے ہیں، یہی سب ہے کہ وہ باوجود فقر و افلاس کے فقر و افلاس کا رونا روتے نظر نہیں آتے، اس معاملہ میں صادق صاحب سے زیادہ اس کی نیک سیرت رفیقہ حیات قابل تعریف ہیں، اگر وہ اللہ کی بندی قناعت پسند نہ ہوتی تو صادق صاحب امیر مینائی کی طرح اس طرح خدا کو پکارتے نظر آتے۔

لیکن ہے بے زری میں صبر اسے خدا کروں

فرمائیں جو یار کرے اس کو کیا کروں

وہ اللہ کی صبر بندی صادق صاحب کی قلیل آمدنی میں چھ بچوں کو پال رہی ہے اور چار بچوں کی مفارقت کے داغ اپنے دل میں چھپائے بیٹھی ہے، صادق صاحب سادہ فاضل پڑھان ہیں، اس لئے ان کی شہرہ و نام نہان محنت سے نہیں چراتیں، لیکن مزاج انہوں نے آپ رسول کا پیو ہے، اس لئے وہ شعاری اور ادیبان کا طرہ امتیاز ہے، صادق صاحب کی تعلیم پر نئی تک ہے لیکن ایک باکمال استاد کی مشفقانہ سرپرستی نے شعرو شعور کی اچھی صدیوں سے انہیں راستہ کر دیا ہے، صادق صاحب حضرت حق کے دوسرے حج بیت اللہ کی سعادت سے مشرف فرمایا ہے، دوسری مرتبہ ۱۹۹۱ء مقامات مقدسہ، بصرہ، بغداد، لوفہ، نصف اشرف، مدینہ منورہ، یثرب، یثرب اور مزارات بزرگان سلف کی زیارت سے فیضیاب ہوتے ہوئے ام المانیا تاجدار اقلیم روحانیت صلی اللہ علیہ وسلم کے آستانہ رحمت پر حاضر ہوئے، صادق صاحب کی منتقوں اور سامعوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ صادق صاحب کے دونوں اہل حق کی حاضری صرف میرزا غلامیہ قیوم امیر دہلی "فتیہ انہ نذر" تھا۔

کہاں ہم کہاں اور ترا شاہ حسین

فقیرانہ یاں بھی گذر ہوگی

اور حقیقت یہ ہے کہ اس فقیرانہ نذر ہی میں وہاں سب کچھ ہے، صادق صاحب نے دلی کے کارخانہ دارانہ، حوال میں جوش سنبھا، مگر اس، حوال کی یاد باشیوں سے اپنے آپ کو الگ رکھا، پھر انہیں حضرت مخدوم جیسا استاذ با صفا و با مال مل گیا، جذب دل ان کی پاکیزہ فطرت کو مدائی تھا، بس ان دونوں رہنما یوں نے انہیں منزل پر لا کھڑا کیا، صادق صاحب نے استاد کی خدمت کی محنت کی اور انہیں تصویر بنائی گئی، شہر کی کیا ہے فقط تصویر جذبات نہیں  
 قوت تخیل کے ہمراہ تاثیر تھا  
 (عزیز بھٹوی)

صادق صاحب کی دھکیل کے اکثر حضرت چونکہ قادر یہ، چشتیہ، قلندر یہ سلسلوں میں بیعت ہوتے رہے ہیں اور تخیل کے اکثر فرما، حضرت سید ابوالحسن اکبر آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ عالیہ سے وابستہ رہے ہیں اس لئے قدرت نے انہیں ایک صاحب نظر لاج صوفی حضرت شاہ محمد حسن قدس سرہ کی خدمت میں پہنچا دیا اور شاہ صاحب نے صادق صاحب کو سلسلہ قادریہ، چشتیہ، بو العلاء، جہانگیر یہ میں بیعت فرما لیا، اور صادق صاحب ن محنت اور ریاضت کی غیر معمولی ترقی سے مطمئن ہو کر حضرت خواجہ معین الدین چشتی سنجرئی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے عرس ۱۳۷۷ھ کے موقع پر صادق صاحب کو خدمت و چارٹ سے معذرت مندر فرمایا، یہ صادق صاحب کا تعارف تھا، صادق صاحب کو میں جانتا ہوں، میرے دوست ہیں، اس سے مجھے حق تھا کہ میں ان کا تعارف کر ڈال لیکن ان کے نعتیہ کلام کا تعارف کرانا میرے لئے کیسے درست ہو سکتا ہے جب کے میں نہ سنخوڑوں اور نہ سخن فہم قارئین سے پہلے میں خود حیرت میں ہوں کہ، باب فن کی موجودگی میں مجھ سے یہ جرأت ہے جو کیوں ہو رہی ہے لیکن بہر حال ہو رہی ہے، اور اس لئے ہو رہی ہے۔

جس خار کو چاہے وہ گل تر ہو جائے  
 دیکھے جو صدف کی سمت گوہر ہو جائے  
 اوئی مرے ساتی کا تصرف ہے یہ  
 جس جام کو منہ لگائے کوثر ہو جائے

ابنہ اس کو نہ بھوسے کہ یہ فقیر صادق صاحب کے نعتیہ مجموعہ کی صرف معنوی خصوصیات کے متعلق عرض کریگا، ادبی خوبیوں اور شاعرانہ محسن کا جہاں تک تعلق ہے اس پر ارباب فن ہی اظہار خیال کر سکتے ہیں اتنی بات ضرور عرض کی جاسکتی ہے کہ صادق صاحب کا کلام فنی اعتبار سے سادہ، سادہ، روانی، سادگی اور اثر و سوز میں اپنے محرم استاد حضرت مخدوم ہوی کی شاعرانہ حسن کاری اور والہانہ پن کا بہترین عکس ہے، صادق صاحب جو کچھ کہتے ہیں اپنے استاد کی طرح پورے شدت احساس اور خصوص جذبات کے ساتھ کہتے ہیں، خاص طور پر نعت کے میدان میں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انہیں نعت سے فطری مناسبت ہے، وہ اپنے حضور کی نعت کہتے ہوئے حضور کی عظمتوں میں بالکل گم ہو جاتے ہیں، قارئین مجموعہ حرم نور کے بعد صادق صاحب کی غزلیات اور نظموں کا مجموعہ نغمہ روح کو بھی انشاء اللہ روح کا سامان محسوس فرمائیں گے اور ان کی غزلیات بھی ان کی نعتوں اور منقبتوں کی طرح تشنگان ذوق کے لئے جام طہور کے جرمے ہائے جاں نواز ثابت ہوں گی۔

رنگِ طبیعت - اردو شاعری فارسی شاعری کی ترقی ہے اور فارسی شاعری کی جان، مذاقِ تصوف ہے، لیکن بہت کم اردو شاعر ایسے ہیں جنہوں نے اس مذاق کو اپنایا ہے، سب سے پہلے خواجہ میر درد نے اس کی اہمیت کو پوری طرح محسوس کیا، اس دور کے شعراء میں خواجہ میر درد کے علاوہ تصوف کی چاشنی اگر پائی جاتی ہے تو حضرت مرزا مظہر جان جاناں کے کلام میں عہدِ نثر میں غائب نے اس رنگ کو لیا ہے۔ صادق فطرۃ تصوف مزاج واقع ہوا ہے، اس نے اس کے کلام میں جہاں سادگی، روانی، شادگی ہر جہاں اتم موجود ہے وہاں مذاقِ تصوف کی چاشنی بھی پائی جاتی ہے در شریعت الہی کے ایک ادنیٰ ترین خادم کی حیثیت سے میں صادق کا شکر گزار ہوں کہ اس نے عوامی دور کے عوامی تقاضوں کو ملحوظ رکھ کر ”بمہر و دست و ہمد از است“ جیسے عمیق مسائل تصوف کے مقابہ میں عملی تصوف و ترویج دی، جس کا تعلق انسان کے کیر کڑ کی اصلاح اور اخلاقی بندگی کے ساتھ ہے۔

یہ کام نہیں آسمان، انسان کو مشکل ہے

دنیا میں بھلا ہونا، دنیا کا بھلا کرنا

(ناب)

وعدتِ موجود کا تصور بھی اصل خبر و بھلائی کا، لگیہ سدی جذبہ پیدا کرنے کا ایک ذریعہ تھا، بنیادی بات تو یہی ہے کہ انسان صحیح معنی میں انسان بنے۔

”دمیت ہی تو بنی وہ ہے ہر قوم کی

ہو نہ یہ بھی تو دھرا گیا ہے پھر انسان کے پاس

(خیر)

موضوعِ نعت - نعت کا موضوع بہت نازک ہے، کیونکہ جس ذاتِ قدس کی شاعر تو صیف کرتا ہے وہ ذاتِ اشرافیٰ عربی محبوب و ممدوح ہے تو ایک مکمل ضابطہ حیات کی، اعلیٰ اور بنیہر بھی ہے، جہاں اس کی مقدس ذات میں محبوبیت کی ہزاروں حسین دایاں موجود ہیں وہاں اس کی زندگی کا ایک ایک قدم قانونِ الہی کا پابند ہے۔ کلامِ الہی کا شارح ہے۔

اے ناز قروش بزمِ انکاب

اے حلقہ بگوش حکمِ یزدان

(امیر)

اس ذاتِ قدس کی داعیانہ، منجانبہ اندہ، اور مردانہ حیثیت کا تقاضا ہے کہ تعریف کرنے والے ان کے پیغام اور ان کے دستورات سے بال برابر آگے بڑھتے پیچھے ہٹتے۔ سعدی نے کہا ہے۔

لیکن انشاء کما کان حقہ

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

فخر دہم صلی اللہ علیہ وسلم محض نبوت سے متصف نہیں بلکہ ختمِ نبوت کے منصب پر فائز ہیں، آپ نے خاتمِ امین بننے کی حیثیت سے دنیا میں جمعی اور فکری انقلاب برپا کیا، انسان کو عقلی اور فنی بندوں کی معرج پر نہ مویا، انسانی اخوت کا پیغام دیا، عدل و انصاف کو تقویٰ کہہ کر سب ہی برابری



اور معاشی، موری اور وحدانیت کی سب سے بڑی سچائی قرار دیا، محنت اور سہ ماہی میں توازن قائم رکھنے کے لئے مکمل اقتصادی پروگرام عطا فرمایا، سود اور شراب کو حرام قرار دے کر انسانی سماج اور انسانی اخلاق کو تباہ کرنے والی تمام چیزوں پر پابندی عائد کی، اور پھر توحید الہی اور وحدت انسانی کی دو مستحکم بنیادوں پر ایک مضبوط سوسائٹی کی بنیاد رکھی، ایک اسٹیٹ کی تشکیل فرمائی اور اس نظام بدل دامن نے عرب سے نکل کر سارے عرب و عجم کو اپنے نور سے روشن کر دیا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ وہ عظیم و بے مثال کارنامہ ہے کہ انسان اس کی تعریف و توصیف سے عاجز ہے اور بڑے سے بڑے شاعر کو شعر میں اپنے عجز و ورماندگی کا اقرار کرنا پڑا ہے۔

دقتِ تمام گشت و پیویں رسید عمر

ماہم چناں در اول وصف تو مانده ایم

(سعدی)

تفصیلی جائزہ :- ان چند تمہیدی گزشت کے بعد اب آپ صادق صاحب کے اختیہ کلام کی چند خصوصیات ملاحظہ فرمائیں۔

قرآنی سبب کا لحاظ داعی قرآن صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف و توصیف کا بہترین و مقبول ترین انداز و اسلوب وہ ہے جسے اپنے محبوب کے لئے خود حضرت حق نے اپنے کلام میں اختیار فرمایا ہے۔ قرآن کریم خدا کے محبوب (روحی فدائے) کے بسنے والی خدوخال کی تعریف نہیں کرتا، حضور کے اخلاق سریرانہ اور وصال پیغمبرانہ کی مدح سرائی کرتا ہے، صادق صاحب نے عموماً اس کا لحاظ رکھا ہے، وہ اپنے شعرا میں اکثر حضور کے انہی اوصاف کو نمایاں کرتے ہیں جنہیں کلام حق میں نمایاں کیا گیا ہے، کہتے ہیں۔

زبان حق ہوا سر از خدا کے ترجمان تم ہو

فہانے جس سے لاکھوں بن گئے وہ داستان تم ہو

قرآن نے کہا :- مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ اَاسْ كَا هِرْ نَفْثِ قَاقْ ۔ يُعَلِّمُهُمُ الْحِكْمَةَ وَهُوَ غُفُورٌ لَّكَامِ الْاٰمِیْ كِیْ حَكَمَتِیْ اور گہرائیاں سکھاتا ہے۔

دوسرے مصرعے میں حضور کو ایسی داستان کہہ کر جس سے ہزاروں افسانے (داستانیں) بن گئیں ہوں حضور کے قدم ذاتی کو بڑے مفہم انداز سے سمجھایا ہے، صادق کا ایک اور شعر ملاحظہ ہو۔

لاکھوں صدم اس شہد ذات صفات پر

وستور حق تمام ہوا جس کی ذات پر

یہ کتنی عظیم اور بے مثال خصوصیت ہے حضور کی کہ آپ پر دستور حق کی تکمیل ہوئی۔ اَلْیَوْمَ اَنۡكُمْتُ لَكُمۡ دِیْنُكُم

عالمگیر رحمت :- حضور کی عظیم خصوصیت آپ کا رجحان معاین ہونا ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ حضور سب کے لئے آئے تھے، جس نے مانا اس کو تو بھر پور نوازی، لیکن جس نے نہ مانا اس کی اعتقادی اور سماجی زندگی بھی کچھ نہ کچھ روشن ضرور ہوئی وہ نبوت کے نقاب (سراج) میں، کائنات ہستی کا ہر ذرہ ان سے نور حاصل کر رہا ہے۔

صادق نے اس پیرے انداز سے حضور کی رحمت و مہ کو خراج عقیدت پیش کیا ہے۔  
 یہ تیری زندگی کی مختصر تفسیر ہے صادق  
 جہاں کے ذریعے ذریعے میں تری تصویر ہے صادق  
 بھلا ”مختصر تفسیر“ کا یہ جواب ہو سکتا ہے۔

نبی عربی اور رسول مدنی کے القاب سے کچھ نادان آپ کی روحانی دولت کو عرب کے ساتھ خاص سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ”محمد“ (صلی اللہ علیہ وسلم) صرف عرب کے نبی ﷺ تھے۔  
 صادق نے مدنی نسبت کی وضاحت کرتے ہوئے بڑے حکیمانہ انداز سے ایک منظرِ اعتراض کا جواب دیدیا ہے اور کہا ہے کہ

یہ اور بات ہے کہ مدینے میں ہو مقیم  
 لیکن نوازشات ہیں کل کائنات پر

مکہ سے وادات کا تعلق ہے، مدینہ سے اقامت کا تعلق ہے، لیکن اس سے نبوت اور روحانیت کا تعلق محدود نہیں ہوتا، نبوت اور روحانیت تو کتب کی روشنی ہے جو اپنی جائے طلوع تک محدود نہیں رہتی، بلکہ سارے عالم کو زندگی عطا کرتی ہے اور بحانِ اندِ فظ ”مقیم“ نے تو شعر میں جان ہی ادا دی ہے۔ صادق نے اس ”فظ“ سے عقیدہ حیاتِ انبی کے سمندر کو کورہ میں بند کر دیا ہے۔  
 اس ”فظ“ کی داوہم جیسے کم علم تو یاد دے سکتے ہیں، حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ کی روحانیت ہی دے سکتی ہے، حضور کی ”عمومی رحمت“ کے سے صادق نے کس انداز سے عمومی اعتراف کو دلیل بنایا ہے، اور اعتراف کرنے والوں کو کس شاعرانہ لطافت سے ”ایمان“ کی دعوت دی ہے، ملاحظہ ہو۔

یوں ہونے کو تو وہ ان کا نام دنیا کی زبا پر ہے  
 مبارک وہ کہ ان کا ذکر جس کے دل کے اندر ہے

پیغامِ رسول کی اہمیت - آج کی دنیا دستور و قانون کی دنیا ہے، عقلی اور سائنسی دور کا انسان دستور و قانون کی عظمت کے سامنے سر جھکا دیتا ہے، چاند سورج کے معجزے اس واپیل نہیں کرتے، کیونکہ چاند سورج سے تو وہ خود باتیں کر رہا ہے اس دور میں ضرورت ہے کہ حضور کے پیغام اور آپ کے دے ہوئے دستور کی اہمیت کو بار بار دہرایا جائے۔ صادق کا ذہن اس ضرورت کے احساس سے پوری طرح متاثر ہے۔

نہیں کچھ غم اگر دنیا مقامِ فتنہ و شر ہے  
 مجھے جس کا سہارا ہے وہ پیغامِ قیمبر ہے

۱۔ مولانا محمد انور سہروردیؒ کے بانی ہیں اور سلسلہ چشتیہ، صابریہ کے مشہور شیخ حضرت حاجی امجد و اللہ مہاجر کی رحمت اللہ علیہ کے خاص خلیفہ آپ نے ”حیاتِ نبوی“ کے عقیدہ پر اپنی کتاب ”سب حیات“ میں بڑی انوکھی بحث کی ہے مولانا اس عقیدہ کی تعبیر میں بالکل منفرد ہیں۔

ضرورت شعری کے ساتھ ساتھ یہ تصور بھی صادق کے ذہن سے ابھر رہا ہے۔ اس حساس کا اظہار صادق نے جگہ جگہ کیا ہے یہ شعر ملاحظہ ہو۔

نہ پھر جس میں ترمیم و تہنیک ہوگی  
وہ لیکر اک ایسا پیام آ رہے ہیں

فکر روزِ محشر۔ فکر آخرت اسلام کا بنیادی تصور ہے، خالص خدا کا دل ہر گن اس خوف سے لرزتا رہتا ہے لاحوق عینہم کے معنی یہ ہیں کہ خالص خدا کے لئے اس دن ڈرنے کا کوئی موقع نہیں ہوگا لیکن اس کے باوجود وہ اپنے حقیقی محبوب کے غصہ کے ڈر سے لرزہ بر اندام ہوں گے اور یہ ان کی انتہائی سعادتمندی ہوگی وَهُمْ مِنْ حَشِيَّةٍ إِلَيْهِمْ مَشْفِقُونَ ط وروہ ڈرتے ہوں گے اپنے رب کی عظمت سے اور اگر تصوف کی زباں میں سمجھ سکتے ہو تو یوں سمجھو کہ جس طرح حالتِ ہجر میں عاشق تڑپتا ہے، اسی طرح حالتِ وصل میں بھی اس کو قرار نصیب نہیں ہوتا ”حکیم مومن خاں مومن“ سے پوچھو، وہ کہتے ہیں۔

وصل کی شب بھی نہ گزری چین سے  
میں خیوں پھر سے تڑپا گیا

ایک طرف تو فکر آخرت کی یہ اہمیت ہے، دوسری طرف ہر شاعروں نے یہ غضب یہاں ہے کہ حضور کی رحمت و شفاعت کا سہارا لیکر فکرِ عقبی کو بالکل بے حقیقت بنا دیا ہے، حضور کی رحمت کا نام سیکر یہ شاعر نہ ن کو خوفِ آخرت سے ڈر کرنے کی کوشش کرتے ہیں، صادق اگرچہ عام شعراء کی اس روش سے پیچھا نہ چھڑا سکا، لیکن پھر بھی اس نے بڑی احتیاط سے کام لیا ہے، ایک شعر میں تو اس نے حد کر دی ہے، ملاحظہ ہو۔

میں گم ہوں ان سارے دردِ عشق کی مدت میں کچھ ایسا  
غم دینا بھی باقی ہے نہ فکرِ روزِ محشر ہے

”دردِ عشق“ کہہ کر وہ مذکور باب اعتراض سے بال بال بچ گیا یہ ”دردِ عشق“ خود اپنے اندر ”فکرِ عقبی“ کی فراوان تحریکیں پنہاں رکھتا ہے۔ سینہ سینہ - سینہ سینہ کی اصطلاح کو کچھ نادانوں نے بڑا عجیب رنگ دے دیا ہے، یہ ”سینہ سینہ“ شریعت سے الگ ایک چیز ہو کر رہ گیا ہے، اسی سے حضرت علیؑ کی تفصیل دوسرے صحابہ گرام پر ثابت کی جاتی ہے حالانکہ جس طرح تصوف کے اہم سلسلوں میں حضرت علیؑ کی ذاتِ سرمدی مرجع و منبع ہے اسی طرح حضرت ابو بکر صدیقؓ کی ذاتِ گرامی بھی تصوف کے ایک اہم سلسلہ کی بنیاد ہے۔ لیکن صادق کے ادب و احترام کا جذبہ عام اس سینہ سینہ کو بڑے عمدہ طریقہ سے بیان کرتا ہے، وہ کہتا ہے۔

خدا را میرے دل پر بھی ہوا فٹ  
وہی جو راز ہے سینہ سینہ

اس راز کا حقیقی سرچشمہ کیا ہے؟



کھلے پنجاب علیؑ پر رموز حق جس سے  
یقین کی وہی دولت نصیب ہو ہم کو

چنانچہ صادق اس کے ساتھ حضرت صدیق اکبرؑ کے متعلق کہتا ہے۔

کبھی جو حضرت صدیقؑ کو ہوئی تھی عہد

پھر ایسی چشم بصیرت نصیب ہو ہم کو

صادق اپنے محبوب کے تمام جانباز عشقوں اور محرمانِ نبوت کا یکساں ادب کرتا ہے اور کہتا ہے۔

جس قدر اصحابؓ ہیں، جتنے ہیں یا رانِ نبیؐ

ہستیاں ان سب کی ہیں آئینہ شانِ نبیؐ

یک شعر میں صادقؑ نے معرفت کو فرمانِ نبیؐ کے تابع کر کے شریعت کی بنیادی حیثیت کو بالکل واضح کر دیا ہے۔ وہ کہتا ہے۔

منزلِ عرفاں نہیں دشوار کچھ میرے سے

ہر قدم پر رہبری کرتا ہے فرمانِ نبیؐ

اس سے وہ حلال و حرام کے حدود کا پوری طرح شناسا ہے اور اپنے سامعین کو اس شعور سے ایک لمحہ کے لئے محروم کرنا نہیں چاہتا،

وہ کہتا ہے

تو ہے نصیب کہ دنیا و دین سنوار دیئے

بتا کے فرقِ حلال و حرام مہاتی نے

یہ بنیادی تصور ہے جو اس کے ذہن کو آخر تک سیدھا چلاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صادقؑ خدا اور رسول کے فرق کو بھی سمجھتا ہے، اور کہتا ہے۔

یہ التجا خدا سے بھلا احترام ہے

چھوٹے نہ میرے ہاتھ سے دامنِ حضور کا

اسی طرح صادقؑ کے پاس حضور کے مقابلہ میں دوسرے رسولوں کی تنقیص بھی نہیں پائی جاتی، وہ کہتا ہے۔

یہ سچ ہے بزمِ عالم میں بہت پیغامبر آئے

مگر فرض آپ کی اب پیروی ہے یا رسول اللہ

وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم

فقیر اخلاق حسین قاسمی الدہلوی

۱۵ شعبان المعظم ۱۴۳۸ھ

## دلی جذبات

محکم دلت حضرت مولانا محمد حفظ الرحمن صاحب ناظم عمومی جمعیۃ علماء ہند و ممبر پارلیمنٹ جمہوریہ ہند

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت مخدوم دہلوی مرحوم اس آخری دور میں دلی کے شعر و ادب کی لاج تھے، صادق صاحب ان کے لائق شاگرد ہیں۔ میں جب صادق صاحب کی نعت یا غزل سنتا ہوں تو محسوس کرتا ہوں کہ مخدوم صاحب زندہ ہیں، ان کے کلام میں مخدوم صاحب کا پورا رنگ جھلکتا ہے۔ یہ صادق صاحب کے نعتوں کا مجموعہ ہے۔

نعت کا معاملہ یہ ہے کہ چودہ سو سال سے شعر و ادب کا گل چیں اس کوشش میں ہے کہ رسوں پاک روحی فدائے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اخلاق کریمانہ کے ماحسن و فضائل اور پیغمبرانہ کمالات کے سدا بہا چمن کے گلہائے رنگیں کو اپنے دامن میں سمیٹ لے، مگر بعد یہ کہاں ممکن تھا، بر گل چیں نے تنگی دامن کا گلہ کیا، اور تھک کر بیٹھ گیا۔

دامان نگہ تنگ و گل حسن تو بسیار

گل چین تو از تنگی دامن گلہ وارو

صادق صاحب نے بھی کوشش کی ہے اور وہ اس کوشش میں ایک حد تک کامیاب نظر آتے ہیں، ان کی نعتیں رسمی نہیں ہوتیں، دلی جذبات کی ترجمان ہوتی ہیں۔ دعا ہے کہ ان کی نعتوں کے حسین مجموعہ دوسرے داد و دعا مصلیٰ اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حسن قبول عطا ہو۔

محمد حفظ الرحمن گان اللہ

۳۰ رمضان المبارک ۱۳۸۰ھ

## پاس ادب

مفکر ملت حضرت اخراج مور نامفتی عتیق الرحمن صاحب عثمانی (ناظم ندوۃ المصنفین دہلی)

حاجی محمد حسین صاحب صادق دہلوی، دہلی کے مشہور و مقبول شاعر جناب مخدوم دہلوی مرحوم کی یادگار ہیں صادق صاحب نے اپنے استاد کی بے لوث خدمت اور فطری صلاحیت کی بدولت فن شاعری کی بہت اچھی خصوصیات کو اپنے دامن میں سمیٹ لیا ہے۔ صادق صاحب ”حرم نور“ کے نام سے نعتوں، سہ مسووں اور منقبتوں کا حسین ”مجموعہ“ اہل ذوق کے سامنے پیش کر رہے ہیں۔

مجھے یقین ہے کہ اس ”مجموعہ“ سے جہاں وہ اہل فن سے داد پا میں گے، وہاں تشنہ کامان محبت رسوں کی سودگی کا سامان بھی بہم پہنچ رہے ہیں، دیدار حبیب کی دوبارہ الہانہ حاضری نے ان کے کلام میں جذبات محبت کی ایک خاص شدت پیدا کر دی ہے، ہر مصرعہ سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ مشاعرہ جمال حبیب میں مستغرق ہیں، لیکن اس استغراق کے باوجود ان کے پاس ادب کا یہ عالم ہے کہ وہ ”حضور“ کی تعریف کے ساتھ دوسرے مرسلین کرم کے مراتب کا بھی پورے لحاظ رکھتے ہیں۔ میں اس بابرکت مجموعہ کی مقبولیت کی دعا کرتا ہوں۔

عتیق الرحمن عثمانی

۸ رمضان المبارک ۱۳۸۰ھ

## سعی جمیل

حضرت مولانا سید عبدالخالق صاحب خلیق برنی ثم الدہلوی (مختاری) قادری چشتی، ابوالعالی، جہاں گیری، حسنی، عزیزی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں نذرانہ عقیدت و محبت پیش کرنے والوں کی کسی زمانے میں کمی نہیں رہی، حتیٰ کہ غیر مسلموں نے بھی جذبہ عقیدت کا اظہار کیا، بد شبہ یک مصرعہ اور ایک فقرہ بھی مقبول بارگاہ ہو جائے تو کونین کی دوست اس کے مقابلہ میں بیچ ہے۔  
 دالک العور الکبیر۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں۔

شائے پادشاہ شرب و سلطان بطحا کن

اگر خو ہی تماشائے جمال شہد معنی

بد رگاہ ہش بیاد ہر چہ می خواہی تمنا کن

اگر از حسرت دنی و عقبی آرزو داری

میرے استاد بھائی جناب حاجی صوفی محمد حسین صادق دہلوی تاجدار مدینہ معلّم کی ذات و صفات سے عشق رکھتے ہیں اور بارگاہ رسالت میں شائخانی کوثر نصیر حیات سمجھتے ہیں، فرماتے ہیں۔

ہے ازل کے روزی سے دس میں ارمات نبی

میرے آب و گل میں شامل ہے محبت کا اثر

اور حضرت یوسفؑ کی خریدار بڑھیا کی طرح بصد بخرونیو زامیدوار ہیں کہ بروز حشر ”زمرہ ٹھہین و دہاچین“ میں شمار ہوں۔

زاتکہ نسبت بہ سگ کوئے تو شد بے ادبی (مولانا قاسمی)

نسبت خود بہ سگ کردم و بس منفعم

جناب صادق ان ہستیوں میں سے ہیں جو شہرت و نمود کے جذبہ سے بے نیاز، قانع و متوکل بخدا اور متوجہ الی اللہ ہیں، مجموعہ ”محرم نور“ نعتوں، سلاموں اور مقبول پر مشتمل ہے، صادق صاحب نے ”نعت“ کی دشوار گند روادی کو نہایت احتیاط اور خوش اسلوبی کے ساتھ عبور کیا ہے، جناب صادق کی خوش قسمتی ہے کہ آج وہ نعتیہ دیوان بارگاہ رسالت مآب میں پیش کرنے کی سعادت سے شرفیاب ہو رہے ہیں اور خوش ہیں کہ۔

من نیز حاضری شوم تصویر چناں در بغل

روز قیامت ہر کسے در دست گیر دنامہ را

خدا کے حضور دست بدعا ہوں کہ صادق صاحب کی یہ ”سعی جمیل“ مشکور ہو اور نہیں سعادت دارین نصیب ہو،

عبدالخالق خلیق برنی

۵ رمضان المبارک ۱۴۳۸ھ

## ﴿ دعا ﴾

عزیز و بیہ حضرت شہ عبدالعزیز میاں قادری، چشتی، بوالعلائی، چہر گیری، حسنی  
سجادہ نشین ستانہ عالیہ حسینہ، بھینسوڑی شریف ضلع رامپور

### بسم اللہ الرحمن الرحیم

مبارک ہیں وہ ہستیاں جن کے دلوں میں عشقِ قائم نامدار احمد تھیں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جاگزین ہے۔

نثر کے مقام پر اس شیعہ نگار کا اظہار حدودِ ادب میں رہتے ہوئے نعت میں کر دین ہر ک کے بس کا کام نہیں، یک ایک لفظ پر پوری  
توجہ دینا نعت گوشتِ عمر کے سنے از سن ضروری ہے، ہر لفظ کا استعمال بر محل و مہزوں ہونا ضروری ہے معنی میں نہ افراط کی گنجائش ہونے ضروری کی،  
مختصر یہ کہ ادب بہر حال ملحوظ رہے نعت گوئی میں یہی وہ مقام ہے جو انتہائی دشوار ہے۔

یہ معلوم ہو کر بچہ مسرت ہوئی کہ برادر محترم حاجی صوفی محمد حسین صادق دہلوی، اپنی منتخب نعتوں اور مقبتوں کا مجموعہ ”حریم نور“ کے نام  
سے طبع کر رہے ہیں موصوف کا کلام خود ان سے اکثر سنا ہے، جو کچھ کہتے ہیں محسوس کر کے کہتے ہیں، نعت سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
بالخصوص ان کے عشق کا ”میزینہ دار“ ہوتی ہے، اسی کا نتیجہ ہے کہ سننے والوں پر کیفیت طاری ہو جاتی ہے، عاشقانِ سرور کائنات ”حریم نور“ کو  
پڑھ کر نشاء اللہ بچہ مسرور ہوں گے، ملی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ”حریم نور“ کو قبولیت خاص و عام بخشے۔ آمین

دعا گو

عبدالعزیز عقی عنہ

۱۰ رمضان المبارک ۱۴۳۸ھ



## ساقی

نرم ہو تو صاف ہو جائے صادق دہلوی ہو  
ظلم حلف و سہمی میں جو تاثیر ہے ساقی

(امید پند)

## لاکھوں سلام

اے محمد مصطفیٰ اے لاکھوں سلام  
اے امام الانبیاء لاکھوں سلام  
رہبروں کے رہنما لاکھوں سلام  
اے امیر قافلہ لاکھوں سلام  
اے حبیب کبریٰ لاکھوں سلام  
دو جہاں کے بارہ لاکھوں سلام  
مرکزِ لطف و عطا لاکھوں سلام  
سبح جود و سخا لاکھوں سلام  
سید بدرالدینی لاکھوں سلام  
نورِ ذات کبریٰ لاکھوں سلام  
شانِ ابراہیم و فخرِ کائنات  
اے شہدِ ازل و سما لاکھوں سلام  
راحتِ قلب و نظیرِ تسکینِ جاں  
بیکسوں کے ہموار لاکھوں سلام  
رحمتِ للعالمین فیراورگی  
شافعِ روزِ جزا لاکھوں سلام  
پیش کرتا ہے حضورِ علیٰ ہضرت  
صادقِ غم آشنا لاکھوں سلام

## جلوہ گاہ محمدؐ

ہے میری طرف اب نگاہ محمدؐ  
مرا دل ہے اب جلوہ گاہ محمدؐ

میں میں انھم پر یہ سب ساقی  
کرتی وہ عام ہے تیرے ساقی  
ہیں تیرے رمد کی متھ تیرے ساقی  
نہیں ہے وہ ہے میں تری نور ہے ساقی  
میں کے غم ہے وہ مفت و مسک ہے ساقی  
ہے ساقی ہے وہ ہے میں مری تقدیر ہے ساقی  
مست نہ نہ نہ نہ تیرے تیرے میخانہ  
نہ نہ نہ نہ نہ اب ہے تاخیر ہے ساقی  
تیرے تیرے تیرے زندگی قربان ہے تجھ پر  
میں کی تو میرے لب کی تعبیر ہے ساقی  
کے میں کی مدت یہ افانی میر ہے  
نہ نہ نہ تیرے نام کی تاثیر ہے ساقی  
خدا کے مرے اس جذبہ ذوقِ تھوڑ کو  
جہاں بھی دیکھتا ہوں میں تری تصویر ہے ساقی  
نہ نہ نہ گئی ناممن ہو جس بیمار کا درماں  
کی ہشتم رہا اس سے لئے اکیر ہے ساقی  
پہاں تو نہیں ہے نہ کی کہ غرض کی قیمت بھی  
جو تیرے رند ہیں ان کی بڑی توقیر ہے ساقی  
تراغم تیری حسرت تیرا روم دل میں رہتے ہیں  
جو تیرے رند ہیں ان کی یہی جاگیر ہے ساقی  
وہی مجھے نہ سمجھے بات تو ایمان کی یہ ہے  
را پیغام ہی پیغام عالمگیر ہے ساقی  
کی سے بھی ہیں اوصاف تیرے ہو نہیں سکتے  
تو خوں خود ہی تیرا کاتب تقدیر ہے ساقی

حادث کے طوفان اگر ہیں تو کی غم  
مجھے مل گئی ہے پناہ محمدؐ  
تحلیل میں تصویر روئے میں ہے  
تصور میں ہے جلوہ گاہ محمدؐ  
دو عالم کے اسرار اس پر کھلے ہیں  
پڑی جس کے دل پر نگاہ محمدؐ  
جسے سوز ہو جسے جستجو ہو  
اسے مل ہی جاتی ہے راہ محمدؐ  
زمانے نے شاید یہ سمجھا نہیں ہے  
بندہ خدا ہے پناہ محمدؐ  
غم عشق اس طرح مجھ کو مٹا دے  
کہ بن جوں میں گرد راہ محمدؐ  
مدینے میں چر مجھ کو پہنچا دے یہ رب  
کہ پھر دیکھ اوس جلوہ گاہ محمدؐ  
مجھے ناز ہے اپنی قسمت پہ صادق  
کہ ہوں بندہ بارگاہ محمدؐ

### زبانِ حق

سمجھنے کو میں سمجھا ہوں بلند از آسمان تم ہو  
تحلیل کی رسائی ہو نہیں سکتی جہاں تم ہو  
زبانِ حق ہو اسرارِ خدا کے ترجمان تم ہو  
فہمائے جس سے لاکھوں بن گئے وہ داستان تم ہو  
ہمارے خاصہ دل میں ازل سے میسر تم ہو  
ہمیں بخشی ہے جس نے زندگی جوداں تم ہو  
تمہارے فیض ب پیوں سے ظاہر ہے دو عالم پر  
کی جس میں نہیں آتی وہ بحر بیکراں تم ہو

قدم بوسی کو جس کی منزلیں بے چین رہتی ہیں  
لہندہ چاہتا ہے وہ امیرِ کارواں تم ہو  
سمجھنے کو تمہارا مرتبہ اتنا ہی کافی ہے  
خدا بھی مہربان اس پر ہے جس پر مہربان تم ہو  
مدنک عرش پر آمینِ قدرت تم کو کہتے ہیں  
جہاں داب سمجھتے ہیں کہ دستورِ جہاں تم ہو  
رو صبر و رضا کی منزلیں آسان ہوتی ہیں  
مگر جب راہبر تم ہو امیرِ کارواں تم ہو  
تمہیں کو عرشِ اعظم پر بل کر گفتگو کی ہے  
تمہیں کو یہ شرف حاصل ہے حق کے بازواں تم ہو  
تمہاری رہبری پر انبیاء بھی ناز کرتے ہیں  
ملائک جس کے پیرو ہیں وہ امیرِ کارواں تم ہو  
محبت میں تمہیں پا کر تو سب کچھ پا یا میں نے  
تمہیں منزل کہوں یا میری منزل کا نشان تم ہو  
تمنا تھی یہی اس کی یہی رہن تھا اس کا  
خدا کا شکر ہے صادق پر اپنے مہربان تم ہو

### پیکرِ التفات

رہنمائے حیات آگئے  
شمعِ راہِ نجات آگئے  
روحِ بزمِ حیات آگئے  
حاصلِ کائنات آگئے  
سوزِ حیات آگئے  
حیکرِ التفات آگئے  
دہر کی ظلمتیں مٹ گئیں  
نور کی کائنات آگئے

مرن جنہو میں ابھی کچھ کمی ہے  
کہ نظروں سے نہیں ہیں شاہ مدینہ  
ہوئی ہے نہ ہوگی کبھی شہم جس کی  
وہ صبح درخشاں ہیں شاہ مدینہ  
یہ افضل سے افضل، ہیں اسی سے اہل  
نمایاں، نمایاں ہیں شاہ مدینہ  
زل سے بہریر ہیں جس کا مقدہ  
اک ایسا گلستاں ہیں شاہ مدینہ  
زمیں تا فلک جس کے جلوے ہیں صادق  
وہ مہر درخشاں ہیں شاہ مدینہ

### دستور حق

لاکھوں سلام اس عہدہ والا صفات پر  
دستور حق تمام ہوا جس کی ذات پر  
پرتو فگن جہاں ہے تیرا حیات پر  
چھب کی تیروں نہ مرق کائنات پر  
دیا کی عشقوں سے اسے واسطہ ہی کیا  
جس کی نظر دہی ہے ترے الفت پر  
پیدا ہوئی ہیں جو تری نسبت سے قلب میں  
کیوں نہ رشک ہو مجھے ن کیفیت پر  
یہ اور بات ہے کہ مدینہ میں ہو مقیم  
لیکن نوازشات ہیں کل کائنات پر  
معراج جسم و جاں ہوئی جس میں تجھے نصیب  
قرباں ہزار سال ہیں اس یک رات پر  
میں خود کو رچکا ہوں فراموش کس سے  
صادق ہیں وہ محیط مری کائنات پر

آئینہ بن کے اخلاق کا  
شاہ عالم صفات آگے  
کیوں نہ ہو اہل دنیا کو ناز  
سرور کائنات آگے  
عقدہ معرفت کھل گیا  
محرم حسن ذات آگے  
ماصیوں کی پرستی مراد  
رحمت کائنات آگے  
بن گیا مومن ان کا خلیل  
پیش جب حادثات آگے  
ہے تصور میں گوئے حبیب  
یا کچھ واقعات آگے  
پینے والے ہیں خم کے خم  
ساقی کائنات آگے  
جن کا صادق کو تھا انتظار  
وہ بصر الفت آگے

### صبح درخشاں

مر دین و ایمان ہیں شاہ مدینہ  
کہ تفسیر قرآن ہیں شاہ مدینہ  
مرے غم کا دریاں ہیں شاہ مدینہ  
قرار دل و جاں ہیں شاہ مدینہ  
مرا خاتمہ دل ہوا جس سے روشن  
وہ شمع فروزاں ہیں شاہ مدینہ  
ذرا شان بندہ نوازی تو دیکھ  
مرے دل میں مہر ہیں شاہ مدینہ

## مہر نبوت

بزم قصو کے سچے دو  
 ارمانوں کے دیپ جل دو  
 اس سے دلی کا نقش من دو  
 اپنی محبت اس میں بس دو  
 اپنی نظر کا جام پلا دو  
 پیاسا ہوں میں پیاس بجھا دو  
 سوئی ہوں تقدیر جگا دو  
 میری اتنی بات بنا دو  
 جام شرب عشق پلا دو  
 ہستی کو پر کیف بنا دو  
 رد عصیان سے دھند ہے  
 دل کا آئینہ چمکا دو  
 مہر نبوت ، نور مجسم  
 زرد ہوں خورشید بنا دو  
 اپنی محبت کا غم دے کر  
 مجھ کو سراپا درد بنا دو  
 سہل تک فیضانِ کرم سے  
 ڈوبنے والے کو پہنچا دو  
 میرے دل کے ہر گوشے سے  
 اس دنیا کی حرص من دو  
 اپنی ضیاء حسن سے مجھ کو  
 مشعلِ راہ عشق بنا دو  
 ثوابِ برقی ہے کشتی امت  
 اب تو بیڑا پار لگا دو

اے بزم کونین کے سلطان  
 مجھ کو برجِ پرتور دکھا دو  
 میرا سہل شوق ستارہ  
 شاہِ جی تک پہنچا دو  
 اپنی چشمِ کیف نگاہ سے  
 صادق کو محو بنا دو

## منزل عاشقان

نور کا آسمان مدینہ ہے  
 آفتاب جہاں مدینہ ہے  
 حسن کا گلستاں مدینہ ہے  
 رشک باغِ جنات مدینہ ہے  
 سبز گنبد کی یاد ہے پیہم  
 حسرتوں کا جہاں مدینہ ہے  
 سو صیبہ چھے ہیں دیوانے  
 منزلِ عاشقان مدینہ ہے  
 مرکزِ فیض ہے خدا شاہ  
 رحمتوں کا جہاں مدینہ ہے  
 ذرہ ذرہ ہوا ہے تابندہ  
 کس قدر خوش فشاں مدینہ ہے  
 لوگ پروانہ وار جاگتے ہیں  
 مجمعِ بزم جہاں مدینہ ہے  
 باغِ جنت کی آرزو کیوں ہو  
 جب مرا گلستاں مدینہ ہے  
 کیوں نہ مضطر رہوں میں اسے صادق  
 میرا دل میری جاں مدینہ ہے



## نگاہ پاک

میں نے اس وقت قدس پر کہ جو محبوب دہرے  
 وہ ملک میں جس کی ہر اک نساں برابر ہے  
 نہ ہی جانتا ہے جو مقام ذات اظہر ہے  
 مری نظروں میں ہولی اس سے بہتر تھا نہ بہتر ہے  
 یوں سونے و توان کا نام دنیا کی زبان پر سے  
 مٹا ہے وہ۔ اس کا ذکر جس سے دل کے اندر ہے  
 نہیں پتہ غم۔ دنیا مقام فتنہ و شر ہے  
 مجھے جس کا سہارا ہے وہ پیغام پیہر ہے  
 میں نے اس کے در عشق کی لذت میں کچھ ایسا  
 عمداً ہی باقی ہے نہ قدر و نہ محشر ہے  
 نہیں میرے تخیل سے نہ ہوگا کوئی کچھ  
 حد شد وہ دانش گہر منظر کا منظر ہے  
 نہیں مومن انیس پچھن سے کوئی نگر صدیقی  
 کہ ان کا مرنہ اورک نہائی سے بہر سے

## انسان رحمت

ہیں وہ اس ہے مومن کا  
 مخلص سے مومن کا  
 نہیں وہ مومن کا  
 اس وقت اس کا  
 اس کا یہ اہم نہ پوچھو  
 اس سے پھر مومن کا  
 یہ نہیں ہے اس کا  
 اس کا یہ مومن کا

نور ہے ان کا شمس و قمر میں  
 مسن ہے گلشن گلشن ان کا  
 اکھ حواث ہوں تو کیا غم  
 ہاتھوں میں سے دامن کا  
 ذکر کیا کرتی تے ہر دم  
 دل کی اک اک دھڑکن ان کا  
 ایسے ایل میں یہ صدیقی  
 دم بھرتے ہیں دشمن ان کا

## فرمان نبی

جس قدر صحابہ میں جتنے میں برابر نبی  
 ہتیاں ان سب کی ہیں سینہ شہادت نبی  
 کون سا سنا ہے دنیا میں شاموں نبی  
 فہر کی حد سے باہر بخت شہر نبی  
 ور کے سانچے میں ہل جاتی ہے اس کی تند  
 جس پہ پڑ جاتا ہے اس رہے تاباں نبی  
 آج بھی تاریخ کے اوراق ہیں اس کے گواہ  
 بیچ پر کانٹوں کی سوسے ہیں غلامان نبی  
 کس لئے ہو اب مجھے باغ جناں کی آرزو  
 میری سگھوں میں ہے تصور گلستان نبی  
 منزل عرفہ نہیں دشوار کچھ میرے لئے  
 پر قدم پر پہنچ کر ہے فرمان نبی  
 غم نہیں سبیل حواث ہو کہ ہو موج برا  
 سایہ اقلین ہے سری نیا یہ دامن نبی  
 بادشاہی بھی گولی بختے تو خور ماروس  
 اس قدر خودر ہوتے ہیں مدیب نبی

۱۶۴

آترا ہستی ہے ساقی  
 زندگن و دور ہے ساقی  
 غم طبیعت پہ ہر ہے ساقی  
 اب تجھے اختیار ہے ساقی  
 میکدے میں جو گئی اک بار  
 تیرا منت گدا ہے ساقی  
 شمع پر تو خدا میں پروا ہے  
 تجھ پہ دیا شہ ہے ساقی  
 وہ جو تو نے بھی پانی تھی  
 اب بھی اس کا خمار ہے ساقی  
 جس پہ پر جا اب نگاہ کرم  
 اس کا بیڑا ہی پار ہے ساقی  
 داغ صبر تیری فرقت میں  
 دیکھ سے تار تار ہے ساقی  
 تیر دست کرم نہیں رکتا  
 یہ تو تیر شہر سے ساقی  
 تنی پی رہ بھی ہوش ہے مجھ و  
 ہر قدم ستار ہے ساقی  
 صف تیری نظر کے صدقے میں  
 میکدہ پر بہار ہے ساقی  
 حد کو پہنچی ہے میں تین دن  
 روت تک بیقرار ہے ساقی

تو تجھ نے بہ جلیں بد مخف کے سر  
 بہرہ میں نہ چھوڑیں کے قدین کی  
 میرے آبِ قل میں شامل ہے محبت کا اثر  
 ہے اب کے مرے اس میں ارمان کی  
 بدی و خیر کی، ساری و ترکی کی  
 میں نے سب کو دیکھا ہے زیرِ واک کی  
 آج اب اس سے ہی دیکھتے ہیں نہیں  
 کہ اب ہیں نہ بھی صدقِ خدا کی

بسم الله الرحمن الرحيم

۱۔ سو اے دل! کہ مژدہاں مشورہ ہی ہے کیا  
 ۲۔ سو اے دل! کہ مژدہاں مشورہ ہی ہے کیا  
 ۳۔ سو اے دل! کہ مژدہاں مشورہ ہی ہے کیا  
 ۴۔ سو اے دل! کہ مژدہاں مشورہ ہی ہے کیا  
 ۵۔ سو اے دل! کہ مژدہاں مشورہ ہی ہے کیا  
 ۶۔ سو اے دل! کہ مژدہاں مشورہ ہی ہے کیا  
 ۷۔ سو اے دل! کہ مژدہاں مشورہ ہی ہے کیا  
 ۸۔ سو اے دل! کہ مژدہاں مشورہ ہی ہے کیا  
 ۹۔ سو اے دل! کہ مژدہاں مشورہ ہی ہے کیا  
 ۱۰۔ سو اے دل! کہ مژدہاں مشورہ ہی ہے کیا

تیرے نقش قدم پہ صادق کی  
زندگانی غار ہے ساقی

### حیات جاوہاں

محبت جس کو صادق ہو گئی اس ذات اطہر سے  
تو یہ سمجھو اسے سب کچھ ملا اللہ کے گھر سے  
یہی تعلیم ملتی ہے ہمیں خلق پیبرؐ سے  
جہاں تک ہو سکے دامن بچائیں فتنہ و شر سے  
ہوا بوجہل طالب معجزے کا جب پیبرؐ سے  
شہادت ذات اقدسؐ کی علی مٹھی کے سنگر سے  
بے سینہ جب بھی نکلا ہے تمہارے جسم طہرؐ سے  
تو خوشبو میں سوا پایا گیا ہے مشک و عنبر سے  
ثوابت اور یہ سیارگان عالم ہستی  
ہیں تابندہ تمہارے ہی تو سس روئے انور سے  
وفا کی منزلوں سے بے نیازانہ گذرتے ہیں  
وہ رہز جو ہیں وابستہ تمہاری ذات اطہرؐ سے  
وہی اک دن زیارت سے مشرف ہو بھی جاتے ہیں  
جو روتے ہیں لبو بحر نبیؐ میں دیدہ تر سے  
حیات جاوہاں اس راہ میں معصوم ہوتی ہے  
تمہارے عشق کا سوا نہ جانے گا مرے سر سے  
کبھی صادق حجابات نظر بھی اٹھ ہی جائیں گے  
جلا ملتی ہے دل کے آئینے کو عشق سرورؐ سے

### شاہ مدینہ

تاہم میں ہے اب میرا سفینہ  
کرم فرمائیے شاہ مدینہ

خدا شاہد فقط وہ ہے مدینہ  
جہاں ہے دونوں عام کا خزینہ  
یہی ہے آرزو شاہ مدینہ  
کہ شمع عشق سے روشن ہو سینہ  
تمہارے خلق نے دنیا کو آقا  
سکھایا ہے محبت کا قرینہ  
بھڑک اٹھے تمناؤں کے شعلے  
میر دیدہ ہو شاہ مدینہ  
خدارا میرے دل پر بھی ہو افشا  
وہی جو راز ہے سینہ بہ سینہ  
اد کیوں کر کروں فرض محبت  
میتھ ہے نہ تیجھ مجھ کو قرینہ  
بلندی پر ہے قسمت کا ستارہ  
تصور میں ہے تصور مدینہ  
وہ طیب ہے وہ صیبہ کی زمیں ہے  
جہاں کا ذرہ ذرہ ہے نگینہ  
تمہارے غم کی دولت چاہتا ہوں  
نہیں درکار دنیا کا خزینہ  
یہاں ہر گام پر ہوتی ہے رحمت  
مقدس راہ ہے راہ مدینہ  
تمہارے حجر میں جو دل بھی دوا  
ہر اک کلوا ہوا اس کا گھینہ  
ہر اک اس راز کو سمجھا نہیں ہے  
مدینہ عرش اعظم کا ہے زینہ  
ہے صادق بتائے رنج پیہم  
کرم اس پر بھی ہو شاہ مدینہ

## حجبات

ہی محسوس ہے پر تو کوئی بات بنے  
 مجھ کو محسوس ہے تو کوئی بات بنے  
 میں دیکھوں میں سہ تو کوئی بات بنے  
 حاتمہ دل کو بس تو کوئی بات بنے  
 عشق پاؤ تو کوئی بات بنے  
 جس میری جھڑ تو کوئی بات بنے  
 پر مدینے میں باہ تو کوئی بات بنے  
 مجھ جودہ دھ تو کوئی بات بنے  
 حجبات ٹھ تو کوئی بات بنے  
 پر سرے ہوش تو کوئی بات بنے  
 یہ ل نیک زمانے سے یہ خاند ہے  
 اس و پر نہر یہ تو کوئی بات بنے  
 میرے غم خاند ہستی کو کرم سے اپنے  
 شب خورشید بنا تو کوئی بات بنے  
 پ صادق کو غم عشق عطر کے حضور  
 غم سے انیا ہے چھڑ تو کوئی بات بنے

## چشمِ رحمت

تمہارے پر تو رخ سے ستارے جگمگاتے ہیں  
 جبر کے زخم اس کے داغ سداے جگمگاتے ہیں  
 ہر منزل نقوش پا تمہارے جگمگاتے ہیں  
 رہو لی امیدوں کے سہارے جگمگاتے ہیں  
 وہ آکر ہوں تخیل کو ہمارے جگمگاتے ہیں  
 فلک پر جس صرح شب کو تیرے جگمگاتے ہیں

تمہارے عشق میں ہم بے چھپا رکھے تھے جو دل میں  
 دیکھے بن کر وہ آنسو ب ہمارے جگمگاتے ہیں  
 جہیں تابندہ ہونٹوں کا قبسم عطر انگلیں  
 ہزاروں غم کے ماروں کے سہارے جگمگاتے ہیں  
 منور لیوں نہ ہو دل کا ہر اک گوشہ کہ اب اس میں  
 تمہارے ہی محبت کے شرارے جگمگاتے ہیں  
 گذر ہوتا ہے جب ان کا کبھی صحن گلستاں میں  
 یہاں رقص کرتی ہیں نظارے جگمگاتے ہیں  
 جو اس میں یاس کی تارکیوں سے غم کدے ان کو  
 تمہاری چشمِ رحمت کے اشعارے جگمگاتے ہیں  
 دل و جاں کیوں نہ ہوں پروندہ وار ان پر فد صادق  
 مثال شمع جو دل کو ہمارے جگمگاتے ہیں

## فیضِ عام

ہے جہاں شہد ترب اکرام کا  
 عرش تک شہرہ ہے فیضِ عام کا  
 ہے کسی و دور تیرے نام کا  
 کوئی متوال ترے پیغام کا  
 دور مجھ تک رہا ہے جام کا  
 پھر بھی طالب ہوں ترے انعام کا  
 یہ بھی تیرے عشق کا احسان ہے  
 آدمی مجھ کو بنایا کام کا  
 ہر گھڑی اک قرب ہے ن کو نصیب  
 اللہ اللہ مرتبہ خدام کا  
 ہے مگر آباد تیرے میکدہ  
 دور بھی چلتا رہے گا جام کا



سر پہ جہدہ جہاں مددک ہیں  
ک مدینہ ہی ایسی ہستی ہے  
ہے تری ذات رحمت عام  
نور ہی نور تیری ہستی سے  
سبز گلبہ کو دیکھنے کے لئے  
صادق اپنی نظر ترستی سے  
جستجوئے مدینہ

مرے دل میں ہے آرزوئے مدینہ  
مرے لب پہ ہے گفتگوئے مدینہ  
مجھے ہر نفس جستجوئے مدینہ  
مجھے ہر قدم فکر وے مدینہ  
مری زیت ہے آرزوئے مدینہ  
مری بندگ گفتگوئے مدینہ  
وہی میرا قبہ ہے، کعبہ وہی ہے  
کے چاہئے گفتگوئے مدینہ  
میں قربان ہو جاں سے اس شہر بھی  
کہ بخشی مجھے آرزوئے مدینہ  
وہ صادق ہوے کامیاب محبت  
جنہیں لے گیا عشق سوئے مدینہ  
ابیر کرم

تم اب کرم ہو شہر دوسرا ہو  
سہالی ہوں درد محبت عطا ہو  
کوئی اس کی ہستی سے گیا، آشنا ہو  
تمہاری نگاہوں سے جو پی رہا ہو

ل چہ تیرے یہ دماں رہے  
ن کو غم ہو اس سے دواں کا  
ہو گئی اس ہر مشکل مری  
سب پہ آنا تھا تمہارے نام کا  
نہ سے وابستہ ہے میری زندگی  
غم میں کچھ گردش ایام کا  
سب نگاہ لطف فرمائیں حضور  
نظر صادق سے اس ہنگام کا

### نور ہی نور

تنت حق جہاں برستی ہے  
وہ مدینے کی پاک ہستی ہے  
قلب رشک تیری ہستی ہے  
ہر نظر اید کو ترستی ہے  
میری فرقت میں اب شہر بھلی  
دل مرا رنج و غم کی ہستی ہے  
واق نظر و خام ہے شاید  
تیرا جلوہ تو ہستی ہستی ہے  
غم کے خم پی رہا ہوں نظروں سے  
جوش پر میری سے پرستی ہے  
سے تصور میں سستی محض  
دل میں خوفناک کیف و مستی ہے  
چشم پر شوق میں رہے قسمت  
میرے محبوب تیری ہستی ہے  
یوں رہے آرزوئے جام مجھے  
تیری آنکھوں سے سے ہستی ہے

جس کے پیٹے سے ہو عرفان محبت حاصل  
اپنے صادق کو بھی وہ جام پلاوے ساقی

### رموز حق

تمہارے عشق کی دوست نصیب ہو ہم کو  
خدا کرے یہ سعادت نصیب ہو ہم کو  
وہ زندگی محبت نصیب ہو ہم کو  
رسول پاک کی نسبت نصیب ہو ہم کو  
کبھی جو حضرت صدیق کو سولی تھی عطا  
وہی نگاہ بصیرت نصیب ہو ہم کو  
عمر کو جو در خیرالوہا پہ لے آئی  
انہی پھر وہ سعادت نصیب ہو ہم کو  
وہ جس سے مسرت عثمان و نواز تھا  
وہی نگاہ محبت نصیب ہو ہم کو  
جسے جناب علی پر رموز حق جس سے  
یقین کی وہی دوست نصیب ہو ہم کو  
جہاں لب سے جھگی ہے زمین بخت الفک  
اس آستان کی زیارت نصیب ہو ہم کو  
وسیلہ شہد خیرالبشر سے اے صادق  
بروز حشر شفاعت نصیب ہو ہم کو

### عشق صادق

تیری نسبت ترے رندوں کا یہ ایمان ہے ساقی  
بد تفریق ہر اک پر ترا احسان ہے ساقی  
تو میرا دین و ایمان ہے تو میری جان ہے ساقی  
پلاوے اپنی آنکھوں سے یہی ارمان ہے ساقی

اسے یہ غرض ہو متاثر جہاں سے  
نہ روز اس سے تمہیں چاہتا ہو  
یہ یہ وہی ہے گا سونے عصیر  
تیرے کم کا نئے آسرا ہو  
جس سے تمہارے سوا اور کوئی  
نہ ہو عشق بریں تک گیا ہو  
نہی مت کہ طے ہے صادق  
نہی نہ کی حسرت تمہیں دعا ہو

### عے عشق

اب نہ بھیر کوئے عشق پلاوے ساقی  
سے بہار غم کوئین یاد ساقی  
جس قدر بھی میں حجابات اٹھا دے ساقی  
تشنہ اپنی ہوں میں جلوہ اٹھا دے ساقی  
میں نے ہر اک غم سے چھڑا دے ساقی  
اپنے غم و مری تقدیر بنا دے ساقی  
زندگی بھر نہ مجھے ہوش کا عالم ہو نصیب  
م سے کم اتنی مجھے اور پلاوے ساقی  
خیر دل سے مرے گرد کدورت دھو کر  
زندگی کو مری آئینہ بنا دے ساقی  
نظر ذرا ناچیز سمجھتی ہے مجھے  
پتہ نہن سے خورشید بنا دے ساقی  
سر بلندی اسے ہوتی ہے دو عالم میں نصیب  
سر جو اپنا ترے قدموں پہ جھکا دے ساقی  
وہ جہاں میں نہیں پھر اس کا ٹھکانا کوئی  
تو نے اپنی نگاہوں سے گرا دے ساقی

کیف صادق مرا کم نہ ہوگا کبھی  
بادۂ عشق خیر اورا مل گیا

### نور بداماں

بھول گئے پیغم تمہارے  
پھر بھی ہے نغم تمہارا  
ہر ذرہ ہے نور بداماں  
یہ ہے فیض مدام تمہارا  
وحشی قوم بنی شہرہ  
یہ کیا کم ہے کام تمہارا  
ایذا میں دیں جن لوگوں نے  
ان پہ ہوا انعام تمہارا  
میرے لئے اب جانا نہیں ہے  
جو کچھ ہے پیغام تمہارے  
ان کے غلاموں میں اے صادق  
شکر کرو ہے نام تمہارا

### ارشاد حق

محفوظ ہر بلا سے ہے گلشن حضور کا  
سایہ ہے رشتوں کا گمہ دامن حضور کا  
مجھ کو نہیں ہے راہ کی تاریکیوں کا غم  
میری نظر میں ہے رخ روشن حضور کا  
ارشاد حق یہی تو ہے قرآن پاک میں  
ہر معصیت سے پاک ہے دامن حضور کا  
ہر رنج و غم خوشی سے گوارا تھا آپ کو  
دشمن نہ رہ سکا ولی دشمن حضور کا

نئی ہنرمیں کے آہرے پر جی رہا ہوں میں  
کہ ہنسی میں گستاہوں کا بڑا طوفان ہے ساقی  
کبھی مسرت ہے جینے کی کبھی مرنے کا ارمان ہے  
مے بہر غم کی کشمکش میں جاتا ہے ساقی  
کبھی حق بات کہنے سے نہیں ہوتا گریزن کو  
جو دیانے ہیں تیرے ان کی یہ پہچان ہے ساقی  
ترے صادق کو تیرے عشق صادق کی تمنا ہے  
عطیہ سدا کے کہ اس کا الگ یہی ارمان ہے ساقی

### دستور مہر و وفا

جس کو بھی سب کا نقش پا مل گیا  
پنی منزل کا اس کو پتا مل گیا  
مجھ کو صادق دار مصطفیٰ مل گیا  
زندگی مل گئی، مدام مل گیا  
آپ کے خلق سے حسن کردار سے  
ہم کو دستور مہر و وفا مل گیا  
نام نامی نہ کیوں میرے سب پر رہے  
آپ کی رہبری سے خدا مل گیا  
سامیوں کا کوئی سرا ہی نہ تھا  
دامن رحمت مصطفیٰ مل گیا  
یوں بھلتا مری ریت کا کاروں  
رہنمائی کو جب رہنما مل گیا  
سب خوش قسمتی سے جسے مل گئے  
میں سمجھتا ہوں اس کو خدا مل گیا  
ہم کیا بہت آپ کا وسط  
اک طریقہ برائے دعا مل گیا

## دکشی مدینے کی

کیا کہوں دکشی مدینے کی  
 غلہ ہے ہر گلی مدینے کی  
 ہے تصور میں سند خضر  
 دل کو حسرت میں مدینے کی  
 چشم پر شوق جو جلوہ ہے  
 دیکھ کر ہر گلی مدینے کی  
 بات کر ہمیشہ خدا کے لئے  
 اب گھڑی دو گھڑی مدینے کی  
 وہ بہت خوش نصیب رہو ہے  
 راہ جس کو ہی مدینے کی  
 اشک بھر آئے اپنی آنکھوں میں  
 یاد جب آگئی مدینے کی  
 ذکر ہے ہر نفس مدینے کا  
 یہ ہے ہر گھڑی مدینے کی  
 جا رہا ہوں میں جانب طیبہ  
 پھر کشش سے چلی مدینے کی  
 آج پھیلی ہوئی ہے اس صادق  
 ہر طرف روشنی مدینے کی

## شانِ سادق

تمہارے رخ کی تابانی کے صدقے  
 تجلی کی فراوانی کے صدقے  
 جدم دیکھو ہجوم عاشقان ہے  
 تمہارے حسن لاٹانی کے صدقے

کج تو یہ ہے کہ دولت کو نین مل گئی  
 جب سے ہوا ہے دل مرا مسکن حضور کا  
 دیکھتے ہو میری آنکھ سے کوئی خند گواہ  
 بند بریں سے کم نہیں گلشن حضور کا  
 جس سے عطا ہوئی ہے ضیا مہر وہ کو  
 وہ آفتاب ہے رخ روشن حضور کا  
 یہ تاج خدا سے محمد احترام ہے  
 چھوٹے نہ میرے ہاتھ سے دامن حضور کا  
 صاف خوف کرتے ہیں جس کا ملائکہ  
 وہ سر زمیں پاک ہے گلشن حضور کا

## کیفِ زندگی

لقا حلف دس پر آپ کی ہے یا رسول اللہ  
 میری مانیف زندگی ہے یا رسول اللہ  
 سنی یا تم مری خوش قسمتی ہے یا رسول اللہ  
 مرے دل میں محبت آپ کی ہے یا رسول اللہ  
 کتاب دین و ایمان کے مرا سرمدہ سستی  
 یہ موت آپ کے درے میں ہے یا رسول اللہ  
 میں اب سے صلہ فرما آپ میرے خاندان میں  
 ہر شے ن تمنا من گئی ہے یا رسول اللہ  
 یہ حج سے بزمِ عالم میں بہت پیغامبر آئے  
 مگر فرشِ آپ کی اب پیروی ہے یا رسول اللہ  
 حد شہد ضیا ہے آپ کی کے روئے روشن کی  
 دلِ صادق میں اب جو روشنی ہے یا رسول اللہ



وہ صادق ہے جن کا ظام آ رہے ہیں  
محبت ہے جن کا پیام آ رہے ہیں  
خدا جانتا ہے کہ بزم جہاں کا  
ہے جن کے لئے اہتمام آ رہے ہیں  
ہے توحید و تجلیل میں ذر جن کا  
وہ دونوں جہاں کے کام آ رہے ہیں  
نہ پھر جس میں ترمیم و ترمیم ہو  
وہ لے کر اک ایسا پیام آ رہے ہیں  
رسالی تخیل کی ممکن نہیں ہے  
جہاں سے وہ عاں مقدم آ رہے ہیں  
دی ہوئے جاتے ہیں تابندہ نور  
عہد دیں کے جو زیر گام آ رہے ہیں  
قدم جن کے ہیں رحمتوں کے پیامی  
جہاں میں وہ خیر الام آ رہے ہیں  
نہیں ان کے نزدیک تخصیص کوئی  
وہ سب کی مصیبت میں کام آ رہے ہیں  
یہ ان کی قربہ سے ان کی نوازش  
کہ مجھ تک لئے حق کے جام آ رہے ہیں  
نہیں کے تو نقش کف پا میں صادق  
جو راہبر کی صورت میں کام آ رہے ہیں

### جذبہ محبت

عجیب کشتی کا منظر رخ رسالت مآب میں ہے  
نہ وہ میں ہے وہ جاذبیت نہ وہ کشتی کتب میں ہے  
بتاؤں کیا حال زار اپنا جو اس جہان شراب میں ہے  
نگاہ لطف و کرم ہو آقا کہ زندگی اب خدا میں ہے

تہائی شان یکتائی کے قرباں  
تہری ذات الہی کے صدقے  
خدا را پھر تہب رخ اٹھا دو  
تہائی شان نوانی کے صدقے  
تہاب ب نوا یہ بھی کرم ہو  
تہری شان سطنی کے صدقے  
تہیں طوفان عصب سے نکلا  
تہہری اس نگہبانی کے صدقے  
تہیں اب ہم کو ساحل کی تمن  
تہارے غم و طفیلی کے صدقے  
تہے ک ک شعر میں حسن عقیدت  
میں صادق کی غزل خوانی کے صدقے

### نگہبان

شرہ بٹھا کا جو فرمان سمجھ لیتے ہیں  
جی تو یہ ہے کہ وہ قرآن سمجھ لیتے ہیں  
ان کو طوفان و عاصم کا کوئی خوف نہیں  
جو انہیں اپنا نگہبان سمجھ لیتے ہیں  
جن پہ ہو جاتی ہے ادنیٰ سی توجہ ان کی  
مقصد زیست وہ انسان سمجھ لیتے ہیں  
ان کا پیغام ہے پیغام خدا اے صادق  
جن کو حاصل ہے کچھ ایمان سمجھ لیتے ہیں

### رحمتوں کے پیامی

وہ جن کا محمد سے نام آ رہے ہیں  
ہے جہاں کا کلام آ رہے ہیں

طلب ہے تیری محبت کی اور گیا مانگوں  
ہر ایک چیز تو ہے بے ثبات اے ساقی  
یقین ہوا ہے مزاران سے اور بھی حکم  
جو تیری نریت کے ہیں واقعات اے ساقی  
کسی کو چشم کرم سے نوازا دینا بھی  
نہیں ہے تیرے لئے کوئی بات اے ساقی  
ہو اب تو اتنی توبہ کہ ختم ہو جائیں  
ہیں جس قدر بھی مری مشکلات اے ساقی  
ترا ہی نقش کف، پائنتان منوں ہے  
بنا رہی ہے یہ تیری حیات اے ساقی  
اگر نہ ہوتا ترا عشق خالصہ دل میں  
نہ جھگڑائی مری کائنات اے ساقی  
یقین ہے تیری نگاہ کرم کے صدقے سے  
ملے گی حشر میں مجھ کو نجات اے ساقی  
تری نوازش پیہم کی اب ضرورت ہے  
قدم قدم ہیں نئے حادثات اے ساقی  
فقط وہ تیری محبت ہے جس سے صادق نے  
سمجھ لئے ہیں رموز حیات اے ساقی

### شہنشاہ عالی

ہر اک مختصر ہے نگاہ کرم کا ترے در سے چاتا نہیں کوئی خالی  
خدائی کے مالک دو عالم کے آقا امیروں کے وارث غریبوں کے دان  
دعائیں تجھے دے رہے ہیں بھکاری سلامت رہے تیرا اور ہر عالی  
میں صدقے ترے بے طلب دینے والے نہ کا سہ ہے خلی نہ دان ہے خلی

در و توریت بھی ہیں شہد گواہ انجیل کے ورق بھی  
کے صحیفہ میں ذکر تیرے ہیں ترا ہر کتاب میں ہے  
اے صرف تیری ہی راہ میں تو نفس نفس میری زندگی کا  
یہ صدقہ تیری ہی یو کا ہے کہ دل مرا اضطراب میں ہے  
یہ یہ وہ مونس نفس میں ہے کیف و مستی کا لیک عالم  
یہ یہ وہ سدا جو نمشکی کی یہ زندگی کے رہاں میں ہے  
ہیں یہ شوق سے لئے ہیں ہزار دنیا میں آستانے  
کی میں اتنی شش پہاں جو در رسالت تاب میں ہے  
خدا رہے جگرہ محبت رہے یہ قائم مرا تصور  
پھر یہ محسوس ہو رہا ہے اندام تیری جناب میں ہے  
یہ یہ ایمان ہے میرے ساقی کہ جس کا نشہ کبھی نہ اترے  
مرا یہ خمار ہے تری نظر کی شراب میں ہے  
برادر مختصر بدقت پر آش ترقی شغفت کی ہے ضرورت  
جین ہے پھر وہ بخش ایگا خطا جو میرے حسب میں ہے  
تہیں یہ ہیں خرد بھی ساقی بدل سکیں گے نظام عالم  
بیت بھی سے اگر کی میں تو تیرے بعد خواب میں ہے  
تے حکم پہ ہے تصدیق ہزار جاں سے یہ تیرا صادق  
کچھ لکھی تاثیر ہے زبں میں لدا کچھ لکھی خطاب میں ہے

### نشان منزل

ہوا ہے جس پہ ترا التفات اے ساقی  
اے نصیب ہے طف حیات اے ساقی  
بنی ہے جس کے لئے کائنات اے ساقی  
وہ تیری ذات ہے وہ تیری ذات اے ساقی

ندم کو بھی نہ سکھا نام ساقی نے  
ذرا یہ ذرہ نوازی کی شوق و انہو  
قبول کر لیا میرا سلام ساقی نے  
مرے سرور کا عالم نہ پوچھ اسے صادق  
کہ لکھ دیا مرا رندوں میں نام ساقی نے

### حبیب دو عالم

غنی مکرم سلام علیک  
حبیب دو عالم سلام علیک  
میجائے عالم سلام علیک  
دربار ابن مریم سلام علیک  
بنائے دو عالم سلام علیک  
مؤخر مقدم سلام علیک  
گل گلشن تہ نہ تجھ پہ تحت  
بہار مجسم سلام علیک  
خدا بھی ہے تیرا خداں بھی تیری  
شہنشاہ عالم سلام علیک  
تری ذات ہے مظہر ذات باری  
مکرم معظم سلام علیک  
براک دل کی حسرت براک دل کا ارماں  
مناج دو عالم سلام علیک  
تری ذات اقدس سراپا محبت  
رفیق مکرم سلام علیک  
ہوں پیش نظر سبز گنبد کے جلوے  
کہیں وجد میں ہم سلام علیک  
تو ہی ہے سہاروں کا اک سہرا ہے  
شفیع معظم سلام علیک

تمہارے دل مرویش لے رہی ہے مدینے میں جلیلوں کی جنت کو دیکھوں  
نہ ہو میری نظروں سے دم بھر کو اوجھل کبھی بارگاہ شہنشاہ عان  
عطا ہو گیا اس کو نور بصیرت حجاب نظر اٹھ گئے جس قدر تھے  
اسے یہ بات حق کا دیدار حاصل تری خاک پا جس نے سرمہ بنالی  
نہ ہو مجھے پھوڑا تا سحر عصیاں نہ کرتے اگر میری امداد آقا  
دوستی بیٹھوٹاں سے ٹکرا رہی تھی مرے نا خدا نے کرم سے بچن  
یہ حادثہ کسے طوفان سے ہو کہ صادق بھی ہے سچ کا نام لیوا  
مرے حال پر ہنس رہا ہے زمانہ مجھے رو رہی ہے مری خستہ حالی

### حسن خلق

پلا کے ہادۂ عرفاں کا جام ساقی نے  
بدل دیا مرے دل کا نظام ساقی نے  
قدر ظرف دل سب و جام ساقی نے  
رہ نہ ایک کو بھی تشنہ کام ساقی نے  
سک ٹم کو یقین سے بدل دیا میرے  
دھاب میں کچھ ایسے مقدم ساقی نے  
رستہ نصیب کہ دنیا و دین سنوار دے  
بتائے فرق حق و حرام ساقی نے  
ہے فوقیت اسے عالم کے بادشاہوں پر  
نا لیا جسے اپنا نظام ساقی نے  
مرے لئے تو یہی عرش ہے، یہی کعبہ  
یہ ہے خانہ دل میں قیوم ساقی نے  
تہ منہر سے بندہ بنا دیا مجھ کو  
سکھا دیا ادب و احترام ساقی نے  
یہ حسن خلق یہ اطفاف یہ رواداری

## سلام و منقبت

بکھنور فاتح خیبر شیر خدا حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ

یا علیؑ شیر خدا لاکھوں سلام  
ہم شہیدہ مصطفیٰ لاکھوں سلام  
ہر قدم ادا فرمائی مری  
اے مرے مشکل کشا لاکھوں سلام

مے حب علیؑ تک آگیا ہوں  
سرور مرمی تک آگیا ہوں  
خدا کا شکر ہے قسمت سے صادق  
مقام آگیا تک آگیا ہوں  
(بجفہ شرف)

### شہید کربلا

اے شہید کربلا لاکھوں سلام  
حیکر صدق و صفا لاکھوں سلام  
راہ حق میں کر دیا سب کچھ غار  
بندۂ حق آشنا لاکھوں سلام

### سخی ابن سخی

یا حسینؑ ابن علیؑ لاکھوں سلام  
آرزوئے زندگی لاکھوں سلام  
کوئی محروم کرم رہتا نہیں  
اے سخی ابن سخی لاکھوں سلام

(کربلائے معلیٰ)

ترے راتے راتے پہ قربان صادق  
تمنائے آدم سارے عید

### گل نبوت

نزیب کوئے حبیب پہنچا  
مجھ کو لے کر نصیب پہنچا  
صدقے ہونے گل نبوت پر  
صورت عندیہ پہنچا

### حبیب خدا

ہو مبارک تمہیں جہاں والو  
تم میں حق کا خطیب آہنچا  
جس کی ہستی ہے قابلِ تقلید  
وہ خدا کا حبیب آہنچا

### دیار حبیب

مرز آرزوئے ہستی پر  
سج میرا نصیب پہنچا  
عمر جہر کی مرو پر آئی  
وہ دیار حبیب آہنچا

### طالب کرم

رفتہ رفتہ تری محبت میں  
تیری را کے قریب آہنچا  
ہاشم لطف و کرم ہو صادق پر  
میرے آقا غریب آہنچا

(مدینہ منورہ)

## شاہ دیں

پوری تمہارے دل کی ہوئی آرزو حسین  
حق کی نظر میں ہو کے رہے سرفرو حسین  
جس تشنہ لب کو دیکھ لیا تم نے طف سے  
اس کو رہی نہ حسرت جام و سبو حسین  
جذ و پدر ہیں جس کے نگہبان و باغبان  
اس گلستاں کے واسطے ہیں رنگ و بو حسین  
آگاہ ہیں مشیت حق سے جو شاہ دیں  
ہنس ہنس کے چومتے ہیں پیر کا گلو حسین  
حق پر ہماری جان تصدق ہے، غم نہیں  
کرتے ہیں فوج شہر سے یہ صفنگو حسین  
ہیوست تیر گردن اصغرؑ میں ہو گیا  
پانی کی کر رہے تھے ابھی جستجو حسین  
لپٹا لہو ہے سینے سے اصغرؑ کی لاش کو  
بھجوں کو دل کے کرتے ہیں کیوں کر رفو حسین  
بے یکن ہیں کہ سجدہ آخر ادا کریں  
فرما رہے ہیں خون سے اپنے وضو حسین  
چھلکا ہے جن سے بادۂ عرفان و معرفت  
ورثے میں ہیں تمہارے وہ جام و سبو حسین  
راہ خدا میں یوں تو ہزاروں نے جان دی  
رنگ اور کچھ ہی لایا تمہارا لہو حسین  
صادق کو سوز عشق عطا اور کیجئے  
حسرت بھی ہے اس کی بھی آرزو حسین

## بادۂ توحید

سلامی حق پہ مٹنے کے لئے سرور نکلتے ہیں  
کفن باندھے ہوئے ابن علیؑ نکلتے ہیں

سلامی آئینہ تصویر کے پیکر نکلتے ہیں  
مجاہد سر جھٹکی پر لئے باہر نکلتے ہیں  
زمین بیت الحرم کی تھوڑ کر سرور نکلتے ہیں  
نگاہوں میں حلال حیدری لے کر نکلتے ہیں  
بہتر کس کی خاطر شہر کے شہر نکلتے ہیں  
کبھی کھینچتی ہیں تلواریں کبھی خنجر نکلتے ہیں  
وہ صبر و رضا میں ان کو مغزش ہی نہیں ہوتی  
جو پی کر بادۂ توحید کے ساغر نکلتے ہیں  
وفا کے امتحان پر جان کی بازی گانے کو  
علیؑ اصغرؑ کو لے کر گود میں سرور نکلتے ہیں  
بچے تعظیم دو ہم جھکے ہیں جن کے قدموں پر  
الہی خیر ہو نیزوں پہ ان کے سر نکلتے ہیں  
دیا ہے ساتھ حر کا چند جہاز اہل ایمان نے  
بروں میں سے تو سچ ہے چند ہی بہتر نکلتے ہیں  
جنہیں صادق ہے حسرت راہ حق میں جان دینے کی  
وہ میدان عمل میں یا خدا کہہ کر نکلتے ہیں

## خلق پیہر

لطف و عطا و بذل کے پیکر حسینؑ ہیں  
خوئے علیؑ ہیں خلق پیہر حسینؑ ہیں  
ممکن نہیں کہ عہد خزاں سے ہو ممکن  
وہ گلستاں کہ جس کا مقدر حسینؑ ہیں  
فخر علیؑ ، وقار حسنؑ، فاطمہؑ کی جان  
نازاں صدف ہے جس پہ وہ گوہر حسینؑ ہیں  
جس نے جہاں مدد کو پکارا پلے گئے  
ہر یکس و غریب کے یاور حسینؑ ہیں



یہ امتحان یہ صبر کی منزل یہ حوصلہ  
سچ ہے حدودِ فہم سے باہر حسینؑ ہیں  
صادقؑ دکھائی شہنِ صداقت حضورؑ نے  
منصورؑ میں حسینؑ، مظفر حسینؑ ہیں

### پیکرِ صداقت

عیاں ہے تیرے تصویر سے مقامِ ان کا  
ہر ایک شخص پہ لازم ہے احترامِ ان کا  
وہ خوش نصیب ہے جو ہو گیا غلامِ ان کا  
وہ بد نصیب ہے لیتا نہیں جو نامِ ان کا  
جو اہلِ قافلہ نکلے حرم کی وادی سے  
تمہارا عشق رہا ہر قدمِ امامِ ان کا  
نہ ہوگا قوتِ باطل سے درہم و درہم  
مکمل اتنا ہے اپنی جگہ ظہورِ ان کا  
جہیں کو اپنی جھکاتے وہ شہد کے قدموں پر  
گر سمجھتے کوئی رتبہ اہلِ شہمِ ان کا  
قدمِ قدم پہ محبت نے امتحان لئے  
مگر نہ رہا سے بھٹکا کوئی غلامِ ان کا  
شہید ہو گئے عباسؑ و اکبرؑ و قاسمؑ  
اب سہ بھی تو نہ کی دیکھئے مقامِ ان کا  
ترپ کے جامِ شہادت پیا ہے اصغرؑ نے  
بچا کے چل بسا یوں پیاس تشنہ کامِ ان کا  
وفا کی راہ سے گندے ہیں راہرو لاکھوں  
بلند ہے مگر اس راہ میں مقامِ ان کا

یہ اور بات ہے گوئی اسے سمجھ نہ سکے  
پیامِ حق سے عبارت ہے ہر پیامِ ان کا  
ہوا ہے جس کو کچھ احساںِ ہمد کی عظمت کا  
جنتابِ حق کی طرح ہو گیا غلامِ ان کا  
خدا کی راہ میں قربان کر دیا سب کچھ  
بلند کیوں نہ دو عالم میں ہو مقامِ ان کا  
بھٹک سکیں گے نہ ہم معرفت کی منزل میں  
ہے مشعلِ رہا عرفانِ نشانِ گامِ ان کا  
یہ آرزو ہے یہ حسرت ہے یہ تمنا ہے  
ہمارے دل میں رہے عشقِ ابِ غلامِ ان کا  
حسینؑ ابنِ علیؑ پیکرِ صداقت ہیں  
زبانِ خلق پہ صادقؑ رہے گا نامِ ان کا

### راہِ حق

راہِ حق میں اس قدمِ ثابت رہے پائے حسینؑ  
امتحان پر امتحان دے کر نہ گھبرائے حسینؑ  
شہر کی تقریر پر یہ آپؑ نے فرما دیا  
غیر ممکن ہے کہ راہِ حق سے پھر جائے حسینؑ  
کس کی ہمت تھی یہ کس کا حوصلہ میرے حضور  
سچ تو یہ ہے کامِ امت کے تمہیں آئے حسینؑ  
ہر مصیبتِ خندہ پیمانی سے وہ سہتے رہے  
شکوہِ جور و ستم لب پہ نہیں لائے حسینؑ  
امتِ جد کے سفینے کو کنرا مل گیا  
جا کے طوفانِ شہادت سے جو فکرائے حسینؑ

ب یہی صادق تمنہ ہے یہی رہن ہے  
چم لوں آنکھوں سے میں نقشِ نف پائے حسین

قطعہ

جناب محمد کی سٹھوں کے تارے  
جناب علی اور زہرہ کے پیارے  
شہادت سے صوفیوں سے نعرے تم نے  
گائی ہے مت کی کشتی کنارے

(بائے علی)

منقبت

بحضور غوث الثقلین حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی

صداقت کا نشان ہیں غوثِ عظیم  
یقین کا کاروں ہیں غوثِ عظیم  
سرِ پاں گستاں ہیں غوثِ عظیم  
بہارِ ب خزاں ہیں غوثِ عظیم  
محبت کی زباں ہیں غوثِ عظیم  
دلوں پر حکمران ہیں غوثِ عظیم  
تفیق و مہرِ باں ہیں غوثِ عظیم  
انیس بیکس ہیں غوثِ عظیم  
جو کام آتے ہیں مظلوموں کے اکثر  
وہ ک مردِ جوان ہیں غوثِ عظیم  
بھٹکتے ہیں راہِ وفا میں  
وہ جن کے پاس ہیں غوثِ عظیم  
یقین و عزم کی مہر و وفا کی  
کمل داستان ہیں غوثِ عظیم

جو یارِ محبت ہیں وہ میں  
میں نے رہا ہیں غوثِ عظیم  
مجھے ہے نازِ پنی محویت پر  
رگ و پ میں نہاں ہیں غوثِ عظیم  
مشیت میں ہیں کچھ ایسی بھی باتیں  
کہ جن کے رزداں ہیں غوثِ عظیم  
قرب محبوب سبحانی ہے جن کا  
وہی شیریں زبوں ہیں غوثِ عظیم  
شہ کون و مکان کی زندگی  
حقیقی تریں ہیں غوثِ عظیم  
ہیں آلِ حیدر و حسین و زہرا  
مناج دو جہاں ہیں غوثِ عظیم  
جو اہل دل ہیں وہ یہ جانتے ہیں  
قریب لا مکان ہیں غوثِ عظیم  
ب فیضِ عشق سمجھ ہوں میں صادق  
زمین پر آسمان ہیں غوثِ عظیم

(بعد اشعار)

بحضور تاجدارِ خواجگان حضرت خواجہ حسن بصری

السلام اسے تاجدارِ خواجگان  
حضرت خواجہ حسن علی مقدم  
ہو عطا صادق گو جامِ بیگم  
ساقی میناں فخرِ الامام  
(بصرہ شریف)

بحضور امامِ اعظم ابوحنیفہ

ذکر حق لب پہ ہو ہر گام امامِ اعظم  
اود کچھ ہو نہ مرا کام امامِ اعظم

کیا سنا ہے ترا پدم امام اعظم  
ہوں ترا بندۂ بیدام امام اعظم  
ہو عطا ایسا کوئی جام امام اعظم  
ہوش سے کچھ نہ رہے کام امام اعظم  
تو نے جس کو بھی نوازا ہے کرم سے اپنے  
وہ ہوا واقف انجام امام اعظم  
صائق دہوی آیا ہے بعد بجز و نیاز  
دلت ہم ہو انعام امام اعظم  
(بعد شریف)

تہرے حمد کے میں جو پیش  
نہیں سے ہے یہ قائم نظم امام  
بقدر آرزو، درد محبت  
عطا فرمائیے شیخ معظم  
پریش حال صادق دہوی بھی  
کرم کا منتظر ہے غوث اعظم  
(بعد شریف)

بخصوص خواجہ خواجگاں آفتاب معرفت

حضرت خواجہ معین الدین چشتی، سنہری اجمیری

بخصوص غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی

سلام اسرار ذات حق کے محرم  
سلام اے قطب عالم غوث اعظم  
سنا میں ہم کسے افسانہ غم  
کہاں سے لائیں زخم دل کا مرہم  
محی الدین ہو تم اے شاہ جیلاں  
تمہاری ذات ہے ذات مکرم  
خدا شہد کہ میراب آج بھی سے  
تہرے فیض ہے پایاں سے عالم  
سنا یہ ہے کہ اقلیم جہاں کے  
ادب سے اس جگہ ہوتے ہیں سرخم  
میراب سوتا ہے ہر غم کا مداوا  
محضور ہے میں ہم باہم پڑ غم  
نہر جس دل پہ پڑ جائے تمہاری  
ہو آئینہ مثال سافر جم  
حقیقت آشا وہ ہو گئے ہیں  
منہیں تم نے نوازا غوث اعظم

گھر کے طوقاں میں تجھے جس نے پکارا خواجہ  
میں گیا اس کے سینے کو کنر خواجہ  
ہے مجھے تیری محبت کا سہارا خواجہ  
تیرے ہی غم پہ ہے اب میرا گذارا خواجہ  
تیری آنکھوں کا جو ہو جائے اشارا خواجہ  
زندگی کو مری مل جائے سہارا خواجہ  
احتیاج نگہ لطف و کرم ہے مجھ کو  
کون ہے میری طرح درد کا مارا خواجہ  
شانہ نور یقین سے شہہ عالی تو نے  
ہند کی زلف پریشاں کو سنوارا خواجہ  
مشعل راہ نئی تیری حیات اقدس  
تو نے عرفان کی منزل سے گذارا خواجہ  
کیا مبارک قدم آئے ترے اے قطب زماں  
چکا اجمیر کی قسمت کا ستارا خواجہ  
نور وحدت سے کیا خانہ دل کو روشن  
کس قدر مجھ پہ ہے احسان تمہارا خواجہ

تو نے صادق کو نوازا ہے کرم سے اپنے  
اوج پر کیوں نہ ہو پھر اس کا ستارا خوبہ  
(امیر شریف)

بحضور قطب الاقطاب

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی

خوابہ ہندوستان کے جانشین  
عاشق محبوب رب العلمین  
مشکو زینیں ہیں تابندہ جبین  
مطلع انوار ہے روئے مبین  
اللہ اللہ یہ ترا حسن و جمال  
ہے تری ذات گرامی بے مثال  
تیرے الطاف و کرم کے فیض سے  
پست ہو سکتے نہیں اب حوصلے  
رہروان راو عرفاں کے لئے  
ہیں چراغ راہ نقش پا ترے  
تیری ہستی نضر عالم آج ہے  
تیری ہستی فخر آدم آج ہے  
تیری ذات پاک باب پشت ہے  
زندگی تیری کتاب پشت ہے  
حسن تیرا انتخاب پشت ہے  
تو مجسم آفتاب پشت ہے  
تجھ سے ہے شاداب باغ چشتیں  
تجھ سے روشن ہے چراغ چشتیں  
اس قدر ادراک ہے مجھ کو کہیں  
کر سکوں اوصاف میں حیرے میں  
کعبۂ العشق تیرا آستان  
ہے مرے نزدیک اسے قطب جہاں

حضرت خواجہ معین الدین چشتی

بحضور حضرت مخدوم خواجہ

علاؤ الدین علی احمد صابر کلیری

چلا دو اس قدر مخدوم صابر  
رہوں میں باخبر مخدوم صابر  
جو ہو جائے نظر مخدوم صابر  
ہو قسمت اوج پر مخدوم صابر  
تصدق ہے متاع دین و ایمان  
تمہارے حسن پر مخدوم صابر  
لپٹ جاؤں گا دامن سے تمہارے  
ہوں خاک رہگذر مخدوم صابر  
مجھے بابائے کے صدقے میں عطا ہو  
مئے گنج شکر مخدوم صابر  
ہو صادق کے بھی زخم دل کا درد  
کہ تم ہو چارہ گر مخدوم صابر  
(میر شریف)

حضرت خواجہ بابا فرید شکر گنج

بحضور سیدنا شاہ امیر ابو اعلیٰ

چشتی، نقشبندی، احراری (اکبر آبادی)

وہ حسن بے مثال ہیں شاہ ابو اعلیٰ  
آئینہ جمال ہیں شاہ ابو اعلیٰ  
جن کی نظر نے رشک کے قابل بنا دیں  
وہ مرد باکمال ہیں شاہ ابو اعلیٰ

بخصوص مرشدی و مولائی سلطان ا. و سیاہ  
الحاج صوفی حضرت محمد حسن شاہ  
قادری، چشتی، ابوالعدائی، جہانگیری

چہر کامل ہے تو خدا کی قسم  
میری منزل سے تو خدا کی قسم  
جان محض ہے تو خدا کی قسم  
حسب کامل ہے تو خدا کی قسم  
غم کا حاصل ہے تو خدا کی قسم  
درد ہے، دل ہے تو خدا کی قسم  
دل میں جو اضطراب پیہم ہے  
اس میں شل ہے تو خدا کی قسم  
کیوں نہ تجھ پر فدا ہوں پرانے  
شمع محض ہے تو خدا کی قسم  
ہر قدم پر یقین ہوتا ہے  
خضر منزل ہے تو خدا کی قسم  
تجھ سے روشن ہے کائناتِ دل  
ماہ کامل ہے تو خدا کی قسم  
گرمی سے بچا لی تو نے  
رہبر دہ ہے تو خدا کی قسم  
کیوں کسی پر نظر ہو صادق کی  
جب مقابل ہے تو خدا کی قسم  
(حسینوزی شریف)

بخصوص سلطان العشقین حضرت شاہ محمد نبی رضا  
قادری، چشتی، ابوالعدائی، جہانگیری

رہنما و پیشوا ہیں حضرت شاہ رضا  
زندگی کا آسرا ہیں حضرت شاہ رضا

تصویر بن گیا ہوں میں جن کے خیال میں  
میر جہاں ہیں شاہ ابوالعلیٰ  
تندیں جن کے فیض کی ہتی نہیں کوئی  
وہ صاحب کمال ہیں شاہ ابوالعلیٰ  
پرانہ دور ان پہ فدا ک جہان سے  
یا حسن ایزال ہیں شاہ ابوالعلیٰ  
صادق کو اب کسی بھی مخالف کا ذر نہیں  
اس کے لئے تو احوال ہیں شاہ ابوالعلیٰ  
(آگرہ شریف)

مکنہ سلطان المشائخ

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الہی

محبوب الہی  
وہ شمع نام محبوب الہی  
نہ ہو سوں نہ جہوں گانہی میں  
راہ پیغام محبوب الہی  
زیبہ قسمت کہ اب میرے ہوں پر  
ہے تیرا نام محبوب الہی  
وفا کی راہ میں خود کو مٹانا  
ہو میر کام محبوب الہی  
تجھے پہچن لے ممکن نہیں ہے  
نگاہ عام محبوب الہی  
پلا بھی دیجئے صادق کو اپنے  
نظر کا جام محبوب الہی



میں گزر جاتا ہوں ہر طوفان سے بے خوف و خطر  
صادق اپنے ناخدا ہیں حضرت شہ رضا  
(نکلتہ شریف)

بکھنور محبت حق تینہ صدق و صفا  
الحاج حضرت شاہ عنایت حسن

قادری چشتی بابوالعدائی، چہانگیری  
مرا ارمان ہیں شہ عنایت  
مرے سلطان ہیں شاہ عنایت  
ہے صادق ناز مجھ کو زندگی پر  
کہ میری جان ہیں شہ عنایت  
(بھینسوی شریف)

بکھنور مرشدی دھورائی سلطان الاولیاء  
الحاج صوفی حضرت محمد حسن شاہ  
قادری چشتی بابوالعدائی، چہانگیری

یہی ہوں میں اپنا غم یا سیدی یا مرشدی  
مجھ پر بھی ہو لطف و کرم یا سیدی یا مرشدی  
بے منزل صبر و رضا تو رہبری فرما ذرا  
شمار ہے اک اک قدم یا سیدی یا مرشدی  
تیری دے دہری جاو کچھ بیا کر گئی  
ہیں بے نیاز ہوش ہم یا سیدی یا مرشدی  
رگام پر ہیں امتحان میں ہوں نحیف و ناتواں  
رحم مجھے ثابت قدم یا سیدی یا مرشدی  
تجھ پر خوشی سے جان و دل کیونکر نہ ہم قرباں کریں  
و شمع ہے پرانے ہم یا سیدی یا مرشدی

جس دل میں ہو جائے کیں تو اب مرے ماہ میں  
وہ دل بنے بیت الحرم یا سیدی یا مرشدی  
تیرا ہی غم کھاتا رہوں تیرے ہی گمن گاتا رہوں  
جب تک ہے میرے دم میں دم یا سیدی یا مرشدی  
جس دن سے ہم نے یہ نہ تو ہے میں سے زماں  
خود ہو گئے بیمار ہم یا سیدی یا مرشدی  
روئے منور ہو ترا میری نگاہ شوق ہو  
اتنا کرم ہو کم سے کم یا سیدی یا مرشدی  
اپنی نگاہ مست سے مخمور کو بخود بنا  
ساقی ہے تو میخور ہم یا سیدی یا مرشدی  
درد محبت ہو عطا شہ رضا کا واسطہ  
یہ آرزو ہو گی نہ کم یا سیدی یا مرشدی  
شاداب ہیں وہ گلستاں آباد ہیں وہ بستیاں  
پہنچے جہاں تیرے قدم یا سیدی یا مرشدی  
تو بوالعدائی، قادری، چشتی، نظامی، صابری  
ہے ذات تیری محترم یا سیدی یا مرشدی  
صادق مجھے کہتے ہیں سب صادق بنا بھی دیتے  
رکھ لیجئے میرا بھرم یا سیدی یا مرشدی  
(بھینسوی شریف)

۱۔ حضرت شاہ محمد بی رضا

ملت

# نغمہ رُوح

(مجموعہ کلام)

حاجی محمد یسین صادق دہلوی مخموری  
قادری، چشتی، ابوالعلائی، جہانگیری، حسنی

## انتساب

میں اپنے اس مجموعے کو بھد خصوص و محبت عزیز امدادیہ  
حضرت صوفی شاہ عبدالعزیز میاں مدظلہ العالی قادری، چشتی  
، ابوالعلائی، جہانگیری، حسنی خواہر زادہ، خلیفہ و سجادہ نشین  
مرشدی و مولائی سلطان امدادیہ حضرت الحاج صوفی شاہ محمد  
حسن قدس سترہ العزیز کے نام نامی و ذات گرامی سے  
منسوب کرتا ہوں۔

شاہاں چہ عجب گریبواز ندگدارا

صادق

## تعارف

(از جناب آنسر پریم، آل صاحب شفا، سوہی)

اثر ہے ان میں خلوص ال کا جو ال میں آں وہ بات کہہ دی  
کہ جس کی باتوں میں ہوں فسانے شفا وہ جادویاں نہیں ہے

میرے خولہ تاش بھائی حاجی صوفی محمد حسین خاں صافی دہلوی کے کلام سے دو مجموعے ”حریم نور“ و ”نغمہ روح“، شائع ہو رہے ہیں۔ ”حریم نور“ انجمن اہل حق و حقانیت اور معتدلوں کا مجموعہ ہے اس میں ہندوستان کے مستدر علماء اور صوفیائے کرام کی تقریریں اور تعارف شامل ہیں۔ ان میں ن کوٹواں اور ادبی حلقوں سے روشناس کریا گیا ہے نغمہ روح، غزوں اور نظموں کا مجموعہ ہے اور اس کے لئے تعارف بیکری کا نوٹ و فرض مجھ ناچیز کے حصے میں آیا ہے۔ میری تحریر ان نوٹوں کی معصومات میں، جنہوں نے صادق صاحب انہم نصیبت کا بہت قریب سے مطالعہ کیا ہے اور جن کی تعداد کم نہیں ہے کچھ اضافہ کر سکے گی لیکن ان حضرات نے ن کوٹواں سے یہ سچی طور پر لکھا ہے وہ اس ”تحریر“ سے ضرور مستفید ہوں گے۔

صادق صاحب حاجی میر خاں ابن عبدالحی خاں اولیاء کے فرزند ارجمند اور سنا، یوسف زئی پٹھان میں ۱۹۲۱ء میں دہلی میں پیدا ہوئے۔ والد محترم تیس سال کا عمر ہوا، رحلت فرما گئے۔ والد ماجد ۱۹۴۰ء کے انقلاب کے بعد سے رچی میں سکونت پذیر ہیں۔ صادق صاحب شیر حیا ہیں۔ اور مرتبہ بیت بند سعادت سے شرف ہو چکے ہیں۔

تعلیم نامہ ساز کاری حالت کی بنا پر زیادہ نہ ہو سکی لیکن علماء کی صحبت، تعلیم یافتہ دوستوں کے قرب، ذوق مطالعہ، استعداد محترم کے فیض اور مددگاروں کی توجہ نے اس کی کوپور کرایا۔ طبیعت بچپن ہی سے شعروشاعری کی طرف مائل تھی۔ اکثر و بیشتر مشاعروں میں جاتے رہتے۔ سن کریا دہریتے اور وقت فوقتاً سناتے رہتے۔ رفتہ رفتہ ذوق پروان چڑھا۔ ۱۹۵۰ء میں استانی حضرت مخدوم دہلوی کو ایک مثنوی میں نئے کاغذی ہوئے۔ ان کے کلام اور شخصیت نے ان کے دل پر گہرا اثر کیا۔ کچھ کوشش کے بعد نیاز حاصل ہو گیا۔ بالآخر سلسلہ تمذق کم ہوا اور ما تہ شعر بنے گئے۔ اس وقت نئی مانی حالت بہتر تھی۔ بعد میں معاشی زبوں حالی کا شکار ہو گئے۔ تقسیم ہند کے بعد عزیزوں اور دوستوں نے بہانہ دیکر ملاقات سے باز رہی۔ شاعر کو اہر ہوا دی۔ شاعری کی منزلیں تیزی کے ساتھ طے ہونے لگیں۔ افسوس کہ کسی شاعر میں استعداد محترم حضرت مخدوم کے انتقال کا سانحہ پیش آیا جس سے ان کے غم میں وراثہ اضافہ ہوا اور یہ عام ہوا گیا۔

مری نظموں میں صادق ہو گئی تاریک اب دنیا جدھر بھی دیکھتا ہوں میں دھراک ہو کا نام ہے

بیکہ عمر۔۔۔ بعد ایک صاحب نظر درویش حاج صوفی شاہ محمد حسن قادری، چشتی، دوالہائی، جہانگیری کے آستانہ عالیہ کی جہیں سانی ہ شرف نصیب ہوا اور اپنے اس شعر کے مطابق کہ۔

مذاق عاشقی اس طرح زندہ کریا میں نے نظر ملتے ہی ن سے دل کا سودا کریا میں نے

حضرت ۱۱ کے دست حق پرست پر بیعت ہو کر طریقت و معرفت کی راہوں پر گام زن ہوئے۔ آخر وہ وقت آیا کہ خدا وقت و اجازت و خلعت سے سرفراز ہوئے۔ مرشد کے تصرف نے طبیعت کے رنگ میں غیر معمولی تبدیلی پیدا کر دی اس سے پیشتر "سام" سے پرہیز کرتے تھے۔ میرے مکان پر اکثر قوالی کا پروگرام ہوتا رہتا ہے۔ ایک بار صادق صاحب بھی شریک محفل ہوئے اور قوالوں نے گانا شروع کیا تو یہ پہلے یہ۔ بعد ہی کسی جہان سے تشریف لے گئے۔ پھر ایک عرصہ کے بعد قوالی کی محفل میں غریب خانہ پر تشریف لے گئے اور گانا سنے رہے۔ جب قوالوں نے میری غزل کا یہ شعر پڑھا

اور کیا دیکھتا آپ کو دیکھ کر  
میری نظروں میں کل کائنات سگنی

تو صادق صاحب پر رقت طاری ہو گئی اور آنکھوں میں اشکوں کے ٹھونکنے اُمنڈ آتے۔ میری سمجھ میں نہ آیا کہ یہ اچانک تبدیلی کیسے واقع ہوئی۔ بعد میں معلوم ہوا کہ یہ ان کے دیر و مرشد کی بہت کا اثر ہے۔

صادق صاحب بے حد مفسر، صلہ کل، ہر دل عزیز انسان اور محض دوست ہیں۔ غالباً استاد محترم سے تیسری ملاقات کے موقع پر میں نے ان کو دیکھا تھا اور سب باتیں انھوں نے کونے کونے اس عرصہ میں یہ مجھ سے بھی ناراض نہیں ہوئے۔ حالانکہ ان کی "بھول" کی بدولت مجھے ان پر غصہ آیا۔ ایک دوسرے میں نے خط میں یا کسی کی زبان پر غصہ کا اظہار کیا تو انھوں نے یہی جواب دیا۔ "یہ ان کی محبت کی بات ہے۔ میں وہ جاکر منہ نہ گاؤں کہ انہوں نے میں واقعی ان کو کوئی دقت نہیں ہوتی کیوں کہ ان کو دیکھتے ہی غصہ کا فور ہو جاتا ہے اور میری یہ خاصیت اس میں معدوم ہے، دوستوں کی خاطر مدارات میں کبھی پیچھے نہیں رہتے۔ ایک دور تھا جب دوستوں کے ساتھ بیٹھ کر ایک وقت دس دس بیس بیس روپے خرچ کر دیتے تھے۔ اب اقتصادی حالات خراب ہونے پر بھی چائے اور پان سے تو واضح کے بغیر کسی کو جانے نہیں دیتے۔ کسی کا کوئی کام مل جائے تو حتی الوسع اس کی مدد کرتے ہیں۔ شعروں میں جو ان کو جانتے ہیں قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور صوفیوں کے حصے میں تو سب ان کے عاشق ہیں۔ دیر و مرشد بھی ان کے وصال حسد کی وجہ سے ان کو بہت چاہتے تھے اور سب دیر و مرشد کے وصال۔ بعد حضرت جی وومیوں کی شفقت و عنایت کا بھی نتیجہ ہے۔

ان کا کل مہینہ شہاب خدایک کے سدا بہار پھولوں کا خوبصورت گلہ است ہے اور اگر تم مکمل کو کسی ایک لفظ سے تعبیر کیا جا سکتا ہے تو وہ ہے محبت فرماتے ہیں۔

جہاں سے بھی تم اپنی ستم بچھڑیں گے وہ صادق  
محبت ہی کے عنوان پر ہماری گفتگو ہوئی

ایک اور شعر میں لفظ ہو

مجھے تو اس بات کی خوشی ہے شعور زندہ ہے بندگی کا  
وہاں بھی سجدے کے ہیں میں نے جہاں ترا آستان نہیں ہے

یہ مہران کی سب لوٹ اور سدا بہار محبت کا مرتع ہے۔ جس میں آستان کی کوئی قید نہیں۔ صرف شعور بندگی کا زندہ ہونا شرط ہے اور اسی شعور

کی بیداری منزل مقصود تک رسائی کا زینہ ہے۔

ایک اور جہد "نادیدہ عاشق" کے چیرہ میں گرم نو ہیں کہ

مجھے اُس دقت بھی تیرا یقین تھا  
باندیِ قہر کی پختگی کی کتنی دل کش تصویر ہے۔ سلاست اور سادگی بیان ملاحظہ فرمائیے۔

مجھے کیا تیری باہیں مل گئی ہیں  
زمانے سے پتا ہیں مل گئی ہیں

اس کے کلام میں نہ غیر، نوس الفاظ ملتے ہیں اور نہ فارسی، ترکیبوں اور عطف و اضافت کی بھرمار ہے۔ سہاست زبان اور فصاحت بیان۔ خصوصیت ہے۔ مختور صاحب قہر نے اس خصوصیت کو ہمیشہ برقرار رکھا اور زبان کو نکھارنے کی مسلسل جدوجہد کرتے رہے۔ زمانہ حال کا تقاضہ بھی یہی ہے کہ اگر اردو کو زندہ رکھنا ہے تو اس کو فارسی، عربی اور سنسکرت کے ثقیل الفاظ کی آمیزش سے ریز کرنا ہوگا۔ "اردو" نام بول چال کی زبان بن کر رہ سکتی ہے۔ یہی سلیس اردو دیوناگری رسم الخط میں آسانی کے ساتھ لکھی اور پڑھی جاسکتی ہے۔ یہ خاصیت صاحب کی سہل گوئی کا سبب ہی تو ہے کہ جب وہ کسی مشاعرے میں غزل پڑھتے ہیں تو ہندی داں حضرات بھی ان کے اشعار کو دل چسپی سے سنتے اور سمجھتے ہیں اور شاعر لوگ ہندی میں ان کے اشعار نوٹ کرتے رہتے ہیں۔

صادق صاحب زندگی میں عموماً ایسے صبر آزما حالات سے دوچار رہے ہیں جن میں گھر کران کا اعتقاد و اعتماد متزلزل ہو جاتا اور محبوبِ حقیقی کی طرف سے دل میں بدگمانی پیدا ہو جاتی ہے۔ لیکن یہ ہیں کہ ہمہ وقت نشہ محبت سے سرشار نظر آتے ہیں اور شکوہ و شکایت سے لبوں پر کلمہ نہیں ہونے دیتے۔ فرماتے ہیں۔

کوئی ہستی یہاں میری شریکِ غم نہیں ہوتی  
امیدیں ٹوٹ جاتی ہیں سہارے چھوٹ جاتے ہیں

حقیقی خوشی جس منزل پر آتی ہے اس سے پہلے دی گئی ہر اسامیہ کو تلاش منزل چھوڑ دیتا ہے۔ اس کے برخلاف صادق صاحب کو اپنے مرشد کی نسبت پر کامل بھروسہ ہے۔ یہی بھروسہ ان کو راہ کی مشکلات میں ثابت قدم رکھتا ہے۔ گندرجاؤں گا میں ہستی کی ہر دشوار منزل سے  
کسی درویش کی نسبت بھی صادق کم نہیں ہوتی

مختصر یہ کہ صادق صاحب کا کلام، بالغ نظر، قہر و سادہ اور گہری بصیرت کا آئینہ دار ہے۔

پریم لال شفا  
صدر بازار۔ دہلی  
یکم مارچ ۱۹۶۱ء



### مقدمہ

(حضرت سائرخ صاحب نقوی)

تقید کے آئیں نقطہ نظر میں۔ ایک تو یہ ہے کہ اردو شاعری کے تمام ارتقائی مرحلوں کے تجزیہ کے بعد یہ دیکھا جائے کہ زیر نظر شاعر کلام میں مرعد کی نشان دہی کرتا ہے یا اسے کس مرحلے کی نشان دہی کرتی چاہئے۔ ایک نقطہ نظر یہ ہے کہ اردو غزل کے جتنے روایتی عناصر ہیں ان میں مان کر اور انھیں کو روح شاعری تسلیم کرنے کے بعد کسی شاعر کے کلام کے حسن و قبح کو دیکھئے۔ ایک زاویہ یہ بھی ہے کہ جب کسی نقاد و ناقد کے کام لگتا ہو تو وہ محض اپنی کما کے نظریات میں حق و صداقت و توازن و اعتدال کے حدود سے بھی گزر جائے اور کیوں کہ اسے بہرہ مند ہونا ہے وہ شاعری اتنی قصیدہ خوانی کرے کہ ترقی کی ہر روشا عری پر بند ہو جائے۔

اس موقع پر مجھے اپنے محترم دوست فاطی مرحوم کی ایک بات یاد آتی ہے کہ شعر ہی ایسی شرب ہے جس کا برداشت کرنا انسان کا کام نہیں۔ ایک تو شاعر کا یہ احساس کہ وہ اچھا شاعر ہے اور دوسرے کسی نقاد کا اپنے ذوق نمود میں زمین و آسمان کے قلابہ طرینا، سچ بچ اس شراب سے مست ہو کر برداشت کرنا انسان کا کام نہیں نتیجہ یہی نکلتا ہے جو کل رہا ہے۔ زیادہ تر نقاد اپنے جذبہ نمائش میں نئی نسل کے شعراء کی شدید گمراہی کا باعث بن رہے ہیں یہ ان سے کون کہے کہ یہ ادب سے دوستی نہیں دشمنی ہے۔

تقید کے ان نقطہ نظر کے علاوہ ایک نقطہ نظر اور بھی ہے جسے حقیقی سمجھتا ہوں جس میں اعتدال اور توازن بھی ہے اور جو حقیقت سے زیادہ قریب بھی ہے۔ میری رائے میں کسی شاعر کے کلام کو اس کی ذات، ذہن، ماحول اور اس امکانات کے دائرہ میں دیکھنا چاہئے جو خود اس کی ریاضت و مافی سے تصدیق رکھتے ہیں۔ اسی طرح ہم اس کے کلام کے ممکن محاسن کو ظاہر کر سکتے ہیں اور وہ کمیاں خود بہ خود اس سے وابستہ نہیں رہ سکتیں جو غیر ضروری اور غیر فطری نقادوں اور مطالبوں کی موجودگی میں اس سے وابستہ ہو جاتی ہیں۔

اس نقطہ نظر کی معنویت کی پشت پناہی یہ حقیقت بھی کرتی ہے کہ ہمارا سماج ایک عبوری سماج ہے اس سماج میں کوئی شے پختہ اور کوئی شخص مکمل ترقی یافتہ نہیں ہے۔ نہ اس سماج کی قدیم، حوں اور تہذیبی قدریں کلیہ قدامت پسندی ہیں اور نہ جدید قہروں میں ذہن افسانی میں مکمل طور پر اپنی جگہ کی ہے۔ آج قدامت اور جدت کی ایک زبردست کشمکش جاری ہے۔ وقت کی بھٹی میں کبھی قدامت پھلتی ہے کبھی جدت سلتی ہے اور کبھی دونوں الگ الگ مسکراتی نظر آتی ہیں۔ سو سب کئی پرانے خیالات کی گرفت میں بھی ہے اور نئے تقاضوں کے گرم ہاتھ بھی سے کس رہے ہیں۔ کوئی ابھی اس کا انتظار ہے کہ صداقت اور قوت کس میں زیادہ ہے۔ جس میں صداقت اور قوت زیادہ ہوگی وہ چیز باقی رہے گی اور جس میں تاب مقہور نہیں ہوگی وہ خاک ہو جائے گی۔

ان حالات میں شاعری کا فریضہ بہت اہم ہو جاتا ہے اور اس سے زیادہ اہم تقید ہو جاتی ہے۔ تقید دراصل قدامت و جدت، غلط و صحیح اور اچھائی یا برائی کو ناپنے کا ایک پیمانہ ہے۔ تقید اتنی سرسری اور غیر اہم چیز نہیں جتنا اسے نقادوں نے پیدا دیا ہے۔ بہر حال متقدمین اور متاخرین کے کلام کو دیکھنے اور ان کے محاسن نمایاں کرنے کے لئے بھی جو نقطہ نگاہ اختیار کیا جاسکتا ہے وہ یہی ہو سکتا ہے جس کی طرف میں نے اشارہ کیا۔

اس نقطہ نظر سے جب ہم صادق صاحب دہلوی کے کلام کو دیکھتے ہیں تو اس کے محاسن سمٹ کر ایک مرکز پر جاتے ہیں اور ان کے کلام



کی خوب خوب خواہ رہا جاتی ہیں۔

صدق صاحب کا کلام میں سات سال سے سنتا ہوں۔ بہت زیادہ نہیں بلکہ غیر ضروری طور پر کم یہ خوشی کی بات ہے کہ ان کی بنیاد اور اور ان سے بہت جلد یہ محسوس کیا کہ مشاعرے اچھی شاعری کے اظہار اور شہرت کا یہ نہ نہیں بلکہ مشاعرے آج چند سماجی و اخلاقی مسائل کا باعث بن رہے ہیں۔ جو لوگ شاعری کو تہذیب و ثقافت، ادب و ثقافت اور بطورِ خلوص روحانی سکون کا آئینہ دار سمجھتے ہیں ان غریبوں سے مشاعرہ یہ تمہاری من چاہی لیتا ہے اور انہیں ہستی کی ایسی بھول بھلیوں میں الجھا دیتا ہے جن سے نکل کر روحانی سکون کے مستحق بننے کا پتہ پھر ان سے بس کی بات نہیں رہتی۔

میں ان سے بچ کر صدف صاحب نے وہ راہ اختیار کی جو صاف بھی ہے اور سچی بھی۔ انھوں نے اپنا مجموعہ کلام مشاعرے، کجرات، منہ کی کاٹھوت دیا ہے۔ یہ سب کے لئے صاف ہے چاہے وہ نکتہ دانی کریں یا نکتہ چینی اور جو لوگ ذہنی یا روحانی پیاس رکھتے ہیں وہ اس سے صاف سے اپنی روح کی پیاس بجھ سکتے ہیں۔

یہی وہ منزل ہے جس پر پہنچ کر کسی شاعر کے کلام کا حسن و نفع ظاہر ہوتا ہے اس کے کلام کے محسوس اور نقائص، عیب اور خوبی تخلیقی عناصر جو کچھ بھی اس کی شاعری کا طرہ امتیاز ہے وہ سب ظاہر ہو جاتا ہے اور پھر خلاق کے بس کی بات بھی نہیں رہتی کہ وہ اپنی مخلوق کی کسی اچھائی برائی سے انکار کر سکے۔

موجودہ زمانہ میں کسی شاعر کے کلام کا فن شاعری پر پورا اترا نا ایک اتفاقی حادثہ معلوم ہوتا ہے کیوں کہ اردو زبان و ادب وقت کے زلزلے میں آکر جن روح فرسا مرحلوں سے گزر رہا ہے اس میں ناقص میاں ہی ناقص میاں ہیں۔ فن اور اس کے ہر تعلق سے شعراء دور ہو چکے ہیں۔ اور بھی اور بے نیاز بھی لیکن میں پورے وثوق کے ساتھ سب سے پہلی بات یہ کہہ سکتا ہوں کہ صدف صاحب کا کلام فنی انحطاط سے پاک ہے ورنہ اسے۔

ان کی دوسری خصوصیت الفاظ کا انتخاب ہے اور تیسری خصوصیت غلطی سے بچنا ہے۔ وہ جذبہ و خیال کے نازک اور حسین دہش پر ناز اور ناتراشیدہ الفاظ کا ہر بہت کم ڈالتے ہیں بلکہ ”غزل“ ”نغمہ“ ”روح“ کو شروع سے ”خرنک“ پڑھنے کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچتا ہوں کہ وہ اس اصول کا احترام کرتے ہیں کہ غزل و مغلطی الفاظ سے پاک رکھا جائے اور اس لطیف پیکر کو وہی لباس پہنایا جائے جو اس کے رنگ و روپ کا ساتھ دیتا ہے۔

صدق صاحب نئے زمانے کے آدمی نہیں بلکہ نئے زمانے میں خواجہ میر درد کے حلقہ مصوفیاء کا ایک تصور معلوم ہوتے ہیں جس نے دہلی کی تہذیب خاک کے پردوں کو چیر کر ایک جرات مند انداز کے ساتھ اس روایت کو زندہ کیا ہے جو صدیوں پہلے پناہ ایک جہان بساے ہوئے تھی۔ یہ روایت اور اس روایت کی نشاۃ ثانیہ کس حد تک صحیح ہے اس سے بحث کرنا اس لئے غلط ہوگا کہ میں ابھی لکھ چکا ہوں کہ ہم اور ہماری ساری کائنات ایک عبوری دور سے گزر رہی ہے جہاں پرانی روایتیں اور نئی روایتیں مختلف ہستیوں میں بھرتی ہیں اور اپنے جہوں کے سحرانہ قواں میں ہیں ہماری قسمت تو اس قدر ہے کہ نذر ہو جاتا ہے ابدتہ فی نفسی یہ جائزہ ضرور لے سکیں گی کہ کون سی روایت فتح ہے اور کون سی مفتوح!



بہر حال صادق صاحب کے ظہور میں قدیم اخلاقی اور روحانی قدریں بڑی توانائی اور ٹھن کے ساتھ اجاگر ہوتی ہیں۔ دوسرے سب کی سب حقیقت کی تلاش دینی سرتی ہیں کہ ان کی جڑیں اس مادی مہد میں بھی مضبوط اور گہری ہیں۔ یہ بات میں آزادی سے اس لئے لکھ رہا ہوں کہ میں ایک تجسس ہوں اور خیر دشر، قدمت و جدت اور کائنات و دورے کائنات سے متعلق ہر مسئلے کے بارے میں، میں صرف تجسس کی سیر میں ہوں ظاہر ہے تجسس بھی تردید نہیں کرتا بلکہ تلاش اور غور و فکر اس کا مذہب ہوتا ہے۔ اس لئے جب میں نے صادق صاحب کا یہ شعر سنا۔

نہ جس پر بھی پڑ جاتی ہے اُس جان دو عالم کی ۔ وہ انساں بے نیاز کفر و ایماں ہو کر رہتا ہے

تو دبا مجھے اپنے تجسس کا اک سر ہاتھ آیا۔ سر ہاتھ آنا کیا ہے؟ اس تلاش کی تائید، اس رستے کی تائید جو خود اپنی گمراہیوں نے تلاش کیا ہے۔ میں انسانی کی صدیوں کی کاوشوں اور سو رہ خیالوں نے ڈھونڈ کر نکالا ہے۔ ایک ہند سٹیج جس پر انسانیت کی دیوی مسکراتی ہے۔ یہ بات میں رادہ ہوں کا سامنا ہوتا ہے وہ جس پر بھی ننگا دلتی ہے۔

وہ انسان بے نیاز کفر و ایماں ہو کر رہتا ہے

اس کی مریج شعاعوں سے تمام ہستی یہ تمام کارخانہ رنگا رنگ روشن ہے سوچئے تو اس کے ظہور سے پہلے کتنے چراغ جلے کتنی شمعیں روشن تھیں مین یہ دنیا۔ اس سے نئے دنوں نے دل اندھیری کوٹھری بنے رہے لیکن جیسے ہی یہ دیوی مسکرائی اس بزم کی تیرگی اور دل کی اندھیری کی کھمبہ یوں بھی چراغاں بن گئیں۔

شمعیں جیسں تمہارے بغیر ۔ بزم کی تیرگی نہیں جاتی

میں مجتہد و منتظم سے نثر کے عمر۔ میں یہ صد حیات اور اہمیت جہاں کہ تصوف اور اس کی منزلوں کی تشریح کا بار اٹھائے یوں بھی میں اس کا اہل نہیں لیکن میں "فنا شیخ" کی منزل و رستے کے مرحلوں کو کچھ کچھ جانتا ہوں۔ میرے مذہب میں اس کا نام "فنا فی المحبوب" ہے اور اس حیثیت سے مجھے کچھ یوں ہی خواب و خیال کی طرح محسوس ہوتا ہے کہ یوں بھی ہوتا ہے۔

تمہارے عشق میں یہ بے خوابی کا عالم ہے ۔ نذرندگی کی خوشی ہے نہ موت کا غم ہے

نیک دوسرے مرحلے پر جو ایک ہی راستے کا دوسرا موڑ ہے حصول مقصد کی راہ صادق صاحب اس طرح بتاتے ہیں۔

اگر ان کی محبت کی طلب ہے ۔ تو اس دنیا کو ٹھکرا کر پڑے گا

اور دنیا والوں نے دوری اور راہ کی سختی سے بچنے کے جو مرکز راستے میں بنائے ہیں صادق صاحب کی نظر میں ان کی اہمیت صرف اتنی ہے کہ ان سے سب نیازانہ گزرا جائیں۔

جب تمہاری راہ میں دیو و جرم پائیں گے ہم ۔ سر جھکا کر بے نیاز نہ گزر جائیں گے ہم

آخر منزل و منزل اپنا سفر طے کر کے وہ یک جگہ رک جاتے ہیں اور پورے ہتھوک سے کہتے ہیں۔

پہنچتی ہیں جو تیری انجمن تک ۔ محبت کی اور راہیں مل گئی ہیں

اور صرف قدیم صوفیانہ قدروں ہی کا سوال نہیں ہے زندگی کی نئی تواناقدریں بھی صادق صاحب کے ذہن کو متاثر کئے بغیر نہیں رہ سکیں یہ

اس کا ثبوت ہے کہ وہ ذہن جوئے مطلق کے تصور کی بنیاد پر منفی احساسات کے مغلوب ہو جاتا ہے اس ذہن میں بھی زندگی سے اشاعت و  
لرن چھوٹ سکتی ہے یعنی فنا۔ مطلق کا تصور اور اس کا مفہوم یہ ہرگز نہیں ہے کہ زندگی کی جدوجہد سے دست بردار ہو جایا جائے۔

بحر ہستی میں ہے ساحل کی تمنا ہے سود  
زندگی وہ ہے جو صوفیان سے ہم آغوش رہے

یہ زندگی کا نہایت صحت مند تصور ہے اس کے ابھرنے کے معنی یہ ہیں کہ تیگ کا مفہوم صادق کے نزدیک وہ نہیں ہے جو قدیم آریوں کا  
تھا۔ یہ سب کچھ ذہن انسانی کو دنیا اور اس کے متعلقات کا اندم نہیں ہونا چاہیے۔

ان تمام تصورات اور خیالات کے ساتھ ساتھ صادق اپنے مصرع کی ہر محسوس ہونے والی بات و شدت سے محسوس کرتے ہیں جو ایک  
حساس اور مفکر شاعر کی مجبوری ہے ایک شعر میں انسانیت کے خلاف تمام جاہلی عناصر کو اس طرح دکھاتے ہیں۔

اک طرف تو قائد انسانیت بنتے ہیں ہم  
ک طرف دامن پہ لٹا خوب سانی ہے آج

اور پھر دوسرے شعر میں عرفان ذات و ذرا فیض انسانی سے مطلق بیداری احساس کو اس طرح محسوس کرتے ہیں۔

میں اُتر چاہوں بدل سکتا ہوں دنیا کا نظام  
اپنی ہستی کی حقیقت میں نے پہچانی ہے آج

گذر جائیں حد ادراک سے ہم  
نخیل میں جو ہو پرواز پیدا

قفس کی تہیں خود ٹوٹ جائیں  
کرو وہ جرأت پرواز پیدا

یہ بھی جدید تصورات کا جاندار پر تو ہے۔ بہر حال "نغمہ روح" مجموعی طور پر جدید و قدیم اقدار و تصورات، صوفیانہ جذبات اور اعلیٰ تشق کا  
مظہر ہے جس کا پورا ڈھانچہ نچے محبت انسانی کی بنیاد پر قائم ہے اس بنیاد پر ماورائی بندیوں تک اک عمارت ابھرتی ہوئی محسوس ہوتی ہے۔ ظاہر ہے  
اس ایوان آسودگی کے دامن میں غربت اور جنگ و کیونکر دخل ہو سکتا ہے مجھے یقین ہے کہ اہل دل اس کو پڑھ کر روحانی کیف حاصل کریں  
گے۔ بچند اشعار بھی مدح نظر کیجئے ان اشعار سے بآسانی آپ ان کے مقام کا اندازہ کر سکتے ہیں۔

سوچتا ہوں کہ وہ مسکرائے نہ ہوں  
پھر شگفتہ ہوئے دل سے زخم کہن

جہاں بھی زندگی میں گردش آیم ستی ہے  
تمہاری رہنمائی ہر قدم پر کام ستی ہے

انھیں رندوں سے قائم ہے نظام میکہ صادق  
کہ جن سے دوسروں کی تشنگی دیکھی نہیں جاتی

نہیں ستی کسی کو موت دنیائے محبت میں  
چراغ زندگی کی لو یہاں مدھم نہیں ہوتی

مال کار بھی معلوم ہو جب مجھ کو ہستی کا  
لہی آرزوئے زندگی کیوں کم نہیں ہوتی

ایک ہی موج بلا اس کو ڈبو سکتی ہے  
تو اگر میرے سفینے کا گنہگار نہ رہے

تجھے دیدار کی حسرت ہے صادق  
رہے گا ہوش ان کو دیکھ کر کیا

جب عشق میں اپنی ہستی کا احساس مٹایا جاتا ہے  
پھر جس کی تمنا ہوتی ہے ہر شے میں وہ پایا جاتا ہے

بری دشواریوں سے زندگی مربوط ہوتی ہے  
مری ہستی کے دراق پریشاں دیکھنے والے

وہ اور ہوں گے جنھیں باغیاں سے شکوہ ہے  
میں رہ رہا ہوں گلستاں کی تیرد کے کے

یہ غیرت سے گزر جائے تو نجات ملے حیات و موت کا وقفہ ہی عرصہ غم ہے  
 چلا ہوں لے کے میں کچھ آنسوؤں کا سرمایہ کسی کی بزم میں تمہید گفتگو کے سے  
 راوش عروس نے تنہا کو کہیں موتی سے استعارہ کیا ہے کہیں ستارے سے کہیں عرشِ تمنا سے کہیں خاموش گفتگو سے لیکن ”تمہید گفتگو“  
 سے ان خصوصیت صادق کی قسمت تھی یعنی یہ تو اک بوند ہے بات تو کیجئے طوفان بھی اپنے پاس ہے۔

ساعر نظامی 15/3/61

## گزارش

از حضرت الحاج صوفی احمد حسن شاہ صاحب قادری، چشتی، بواعدنی، جبائیری، جسی

جمنے کہ تاقی مت گل او بہار بادا صنمے کہ بر جمالش دو جہاں شرباد

موجودہ دور میں، اس میں شک نہیں کہ اردو زبان میں جہاں اور قسم کے کلام کی کمی نہیں، وہاں مافانہ مضامین و مصوفیانہ رنگ کی غزلیں  
 نثر یا مفقود ہیں۔ مجھے یہ دیکھ کر بری مسرت ہو رہی ہے کہ محبی و محترمی جناب صادق دہلوی کے کلام کے دنوں مجموعے شائع ہو گئے ہیں۔  
 پہلے مجموعے کا نام ”حریم نور“ ہے جو نعتوں، سلاموں اور مثنویوں پر مشتمل ہے، اور دوسرے کا نام ہے ”نغمہ روح“ جو غزلوں اور نظمیں کا مجموعہ  
 ہے، یہ دنوں مجموعے اپنی خصوصیت کے لحاظ سے واقعی اسمِ بامعنی ہیں اور وقت کی بری ضرورت کو پورا کر رہے ہیں۔

جناب صادق دہلوی اپنی نیک سیرت، بلند کردار اور حسن استعداد کے علاوہ اپنے سینہ میں ایک درد مند دل رکھتے ہیں۔ ان کا کلام  
 نہ نہ رنگ کا حامل، سوز و گداز میں ڈوبا ہوا اور خصوص و عقیدت کا تئینہ دار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مرشدی و مولائی سطحاں اور یہاں، حضرت حسن  
 صوفی خمدان شاہ قدس سرہ کی حقیقت رس نظروں میں وہ محبوب تھے اور حضرت وار کو ان کا کلام پسند تھا۔

میں صادق صاحب کو مبارکباد دیتا ہوں کہ انھوں نے ارباب ذوق کی ضیافت طبع کے لئے ایک ایسا خوان کرم بچھا دیا ہے جس سے وہ  
 ہمیشہ لذت اندوز ہوتے رہیں گے۔ نیز جملہ وابستگانِ سلسلہ عالیہ سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ ”نغمہ روح“ اور ”حریم نور“ کو اپنے مطالعہ  
 میں رکھ کر روحانی ذوق و شوق میں اضافہ فرمائیں۔

فیراٹیش، احمد حسن۔ بمبئی۔ ۲۹ مارچ ۱۹۶۱ء

قطعہ

ہمارا کوئی تعلق ہے کائنات کے ساتھ؟  
 تمہاری بندہ لوازی کا بول بالا ہو  
 میں تو عشقِ فقط ہے تمہاری ذات کے ساتھ  
 نظر ہماری طرف بھی ہوا اللہات کے ساتھ

صادق



بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجھے اس وقت بھی تیرا یقین تھا  
جب ن سنبھوں سے دیکھا بھی نہیں تھا  
یہ میری عقل نے سمجھا نہیں تھا  
میت ہی پیہم او میں تھا  
میں سستی حجاب درمیں تھی  
وہی جی روز پوشیدہ نہیں تھا  
نیہ بخشی ترے جہدوں نے ورنہ  
کہاں روشن مرے دل کا تگس تھا  
بہت بے کیف میری زندگی تھی  
تمہارا درد جب دل میں نہیں تھا  
جہاں تم ہو وہاں کوئی نہیں ہے  
جہاں تم تھے وہاں کوئی نہیں تھا  
خدا رکھے یہ پرواز تخیل  
بیس موجود تھا لیکن کہیں تھا  
محبت کا اثر کیا پوچھتے ہو  
جو عام سچ ہے وہ کل نہیں تھا  
محبت میں وہ سب کچھ مل گیا ہے  
جو اس دنیا کے دامن میں نہیں تھا  
میری نظروں کو جس کی جستجو تھی  
وہ میرے خالص دل میں کہیں تھا  
نہ تھی جب تک محبت دل میں صادق  
میں سب کچھ تھا مگر کچھ بھی نہیں تھا

مذاق عاشقی اس طرح زندا کر لیا میں نے  
نظر مٹے ہی اُن سے بل کا سودا کر لیا میں نے  
یہاں تک خود کو پابند تمنا کر لیا میں نے  
کہ اپنی زندگی کو اک تماشا کر لیا میں نے  
میری ہشتم تمنا سے مسلسل اشک بہتے ہیں  
فراقی پر میں آنکھوں کو دریا کر لیا میں نے  
حوادث نو بہ نو در پیش ہیں تو غم نہیں مجھ کو  
محبت ہی میں مٹنے کا ارادہ کر لیا میں نے  
ہزاروں رُخس ہیں دل میں ہزاروں داغ سینے میں  
تری الفت میں حاصل آج کیا کیا کر لیا میں نے  
کسی کے آسرے پر کس لئے اب زندگی گزرے  
کہ سب کو چھوڑ کر تجھ پر بھروسہ کر لیا میں نے  
خدا کے واسطے اب تو سہا جا میری رگ رگ میں  
تری خاطر زمانے سے کنارہ کر لیا میں نے  
اسے میں بندگی عشق کا حاصل سمجھتا ہوں  
تمہارے آستانے پر جو جہد کر لیا میں نے  
خدا رکھے نگاہ مسک ساقی کے اشاروں کو  
کہ خود کو بے نیاز جام دینا کر لیا میں نے  
میری آنکھیں تو تیری دید کے قابل نہ تھیں لیکن  
کرم ہی سے ترے دیدار تیرا کر لیا میں نے  
ہزاروں جام پینے سے بھی جو حاصل نہیں ہوتا  
تمہاری یاد سے وہ کیف پیدا کر لیا میں نے  
تعجب کر رہے ہیں میری قسمت دیکھنے والے  
خودی گو کیا مٹایا خود کو اونچا کر لیا میں نے  
بہت تاریک تھا صادق مرا غم خانہ ہستی  
جلا کر عشق میں دل کو، اُجالا کر یہ میں نے

آنکھوں میں راجہ سرفراز کی رنج و محن  
 غم نہیں تھا۔ اس کی طبیعت میں حسن  
 خلق تھا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ رنج و محن  
 میں نہ مشہور نہ میرا دیوانہ بین  
 نہ تھا کہ ہے بے نیاز بہار چمن  
 دل میں دیا میں نے کوئی جہودِ قلبن  
 کام آئی کسی میر کی دیوانگی  
 بہارِ رب سے وہ سرِ انجمن  
 دل میں رہا ہے وہ حال پر  
 حالی کبھی نہیں میرے دل کی قلبن  
 یقیناً یہاں نہیں انجمن  
 یہاں نہیں انجمن  
 وہ نہ مہروں کا راجہ وقتا سے کبھی  
 دل میں سمجھے میں اسرارِ دل و رن  
 دل میں گیا نہیں اور خاموش ہواں  
 یہ مرا حسنِ ظن ہے مرا حسنِ ظن  
 یہی یہاں کا مجھے غم نہیں  
 یہ دل سے کہ پھولے پھلے یہ چمن  
 یہ مصیبت پہ نہیں کہتا ہوں میں  
 میں گوارا محبت میں رنج و محن  
 یہاں کہ وہ مسکرائے نہ ہوں  
 ہر شگفتہ ہوئے دل کے زخمِ لب  
 بان و دل و کس پر نہ کیجئے  
 جب وہی ہیں نظر میں یہاں چمن  
 یہوں نہ پڑ کیف ہو اب مرگی زندگی  
 مہربان مجھ پہ ہے ساقی انجمن

محبت ہے تو غم کھانا پڑے گا  
ہر اک طوفاں سے ٹکرانا پڑے گا  
بھرم رکھنا ہے صبرِ غم کا ناناں  
یہ کہہ کر دل کو سمجھانا پڑے گا  
ابھی تو دل میں سوزِ عشق کم ہے  
یہ شعلہ اور بھڑکا پڑے گا  
اگر ان کی محبت کی طلب ہے  
تو اس دنیا کو ٹھکرانا پڑے گا

فائدہ غم کا تمہیں جنوں تک  
برادرں بار دہرات پڑے گا  
نہیں معلوم یہ غنچوں کو شاید  
شگفتہ ہو کے مرجھانا پڑے گا  
اگر ہے جذب دل اپنا سلامت  
انہیں خود ایک دن آنا پڑے گا  
اس دنیائے فانی کی عبت ہے  
اے تو چھوڑ کر جانا پڑے گا  
اے ہے نیازی بھی کہاں تک  
برہ صادق پہ فرمانا پڑے گا

جب تمہاری راہ میں دہر و حرم پائیں گے ہم  
سر جھکا کر ہے نیازانہ گذر جائیں گے ہم  
زندگی کی منزلوں سے جب گذر جائیں گے ہم  
بھولنے والے! ہزاروں بار یاد آئیں گے ہم  
اب ہماری بے کسی کی لاج تیرے ہاتھ ہے  
تیرے کہلاتے رہے ہیں تیرے کہلائیں گے ہم  
دل میں پیدا کر گیا جوش جنوں کی آرزو  
نا کا یہ کہنا کہ تجھ کو اور تڑپائیں گے ہم  
آج قسمت کا ہماری فیصلہ ہو جایگا  
وہ ہمارے ہو گئے یا ان کے ہو جائیں گے ہم  
سنے والوں کے لئے درس یقین بن جائیں گے  
وہ نقوش زندگی جو چھوڑ کر جائیں گے ہم  
حب غم رہا محبت میں ہے شرط اویں  
عشق صادق نہ تو اے صادق نہ گھبرائیں گے ہم

جہاں بھی زندگی میں گردش ایام آتی ہے  
تمہاری رہنمائی ہر قدم پر کام آتی ہے  
تمہاری دید کا لے کر ہی تو پیغام آتی ہے  
وہ پگلی آخری جو نزع کے ہنگام آتی ہے  
ہجوم غم میں جب سارے سہارے چھوٹ جاتے ہیں  
مری ٹوٹی ہوئی ہمت ہی میرے کام آتی ہے  
خدا محفوظ رکھے ہر بشر کو تنگدستی سے  
یہ اپنے ساتھ لے کر سینکڑوں الزام آتی ہے  
خدا شاہد ہے مجھ کو غم نہیں کچھ اپنے سٹنے کا  
کہ دنیا میں ہر اک ہستی برائے نام آتی ہے  
حوادث عشق کے کچھ کم نہیں میرے مٹانے کو  
مرے ہمراہ کیوں تو گردش ایام آتی ہے  
نہیں سمجھا ابھی یہ راز تو نے دہر و ہستی  
محبت ہی تو لے کر ذیت کا پیغام آتی ہے  
نشاط و عیش میں جو فرض ہستی بھول جاتے ہیں  
انہیں کچھ درس دینے گردش ایام آتی ہے  
توجہ جن پہ فرماتی ہے چشم ساقی محض  
انہیں رندوں کو اے صادق صدف جام آتی ہے  
نوازے جا رہے ہیں جو تمہارے لطف و احسان سے  
انہیں کے دل مقرر ہو رہے ہیں نور ایمان سے  
نہ ہوتا میں اگر وابستہ صادق ان کے دامن سے  
بہت دشوار ہو جانا گزرنا راہ عرقاں سے  
شگفتہ غنچہ غنچہ ہے فضا میں کیف و مستی ہے  
تمہیں گزرے ہو شاید آج پھر حن گلستاں سے

رُنا آشنا ہوتی ترے پیغام سے دنیا  
محبت ہی نہ ہوتی پھر کسی انسان کو انسان سے  
ہے تیرے عشق سے زندہ مذاق زندگی میرا  
نہا آباد رکھے میرے دل کو تیرے ارماں سے  
جہیں صادق شرف ان کی قدم بوسی کا حاصل ہے  
وہ ذرے کم نہیں ہیں روشنی میں مہر تاباں سے

لطف ساقی اگر مدام رہے  
رقص میں زندگی کا جام رہے  
وادِی غم سے کس طرح گزروے  
جذبوۂ عشق جس کا خام رہے  
بش بھی دیتے شعور اجا  
آپ کی بندگی سے کام رہے  
بختو تیری ہو خیال ترا  
نار تیرا ہی صبح و شام رہے  
مسکین رخ ہو اور میری نظر  
شغل نگارن مدام رہے  
آرزو ہے حضور صادق کی  
لب پہ ہر دم تھاما نام رہے

سینکڑوں ایسے غم رہ گئے  
جن سے محروم ہم رہ گئے  
زلف ہستی سنواری بہت  
پھر بھی کچھ چچ و خم رہ گئے  
جب تصور کیا آپ کا  
بن گئے تصویر ہم رہ گئے

دن ساقی تو ہے آج بھی  
پینے والے ہی کمرہ رہ گئے  
مستی چشم ساقی نہ پوچھ  
ترکھڑ کر قدم رہ گئے  
راہ الفت کی شادیاں  
دو قدم چل کے ہم رہ گئے  
سوز غم اب ترقی پہ ہے  
اشک آنکھوں میں کمرہ رہ گئے  
موت آئی ہے کب دیکھنے  
جب وہ اک دو قدم رہ گئے  
جن میں صادق ہے انسانیت  
ایسے انسان کم رہ گئے

تری ہر شے میں کب جلوہ گری دیکھی نہیں جاتی  
مگر ہر جگہ سے یہ روشنی دیکھی نہیں جاتی  
خدا کے واسطے مرکز بنا لو اپنی نظروں کا  
دل یذا صلب کی بے کسی دیکھی نہیں جاتی  
کرم سے عار ہے تو کچھ ستم ہی کیجئے مجھ پر  
مسلسل آپ کی اب بے رخی دیکھی نہیں جاتی  
وہ آنکھیں اور ہیں جو دیکھ سکتی ہیں ترا جودہ  
یہاں ذروں کی بھی تابندگی دیکھی نہیں جاتی  
ہزاروں اٹھ گئے پی کر تری محفل سے اے ساقی  
صلائے عام میں پھر بھی کمی دیکھی نہیں جاتی  
بھی آنکھیں غمِ فرقت میں روتی تھیں لبو پہروں  
بھی آنکھیں ہیں اب جن میں نمی دیکھی نہیں جاتی

تری فرقت کو دیتا ہوں میں  
مرے ہونٹوں کو آہیں مل گئی ہیں  
وہ ہر شے میں انہیں کو دیکھتے ہیں  
جنہیں صادق نگاہیں مل گئی ہیں

وہ گر تیری محض بنے  
ناز کرنے کے قابل بنے  
جن پہ تیری توجہ ہوئی  
درے وہ وہ کال بنے  
حرف جب سے کہ میری نظر  
تیرے جلوں سے قابل بنے  
مجھکو وہ نم عطر  
زندگی کا جو حاصل بنے  
عشق سے ہو رہی ہے جانا  
کیوں نہ اب تینہ دل بنے  
وہ کہیں ہاتھ پھیلاے کیاں  
تیرے در کا جو ساک بنے  
جس پہ پڑ جائے تیری نظر  
کیوں نہ دل اس کا بکل بنے  
شکر کرتا رہوں گا ترا  
زندگی لاکھ مشکل بنے  
کھلتا ہوں میں طوفان میں  
کیوں نہ ہر موج ساحل بنے  
اب تو صادق ہے یہ گرزو  
عشق ہی میری منزل بنے

میں سے چشمہ ہوئی ہے گا اے طالب جلوہ  
جب پتی ہی نظریں روشن دیکھی نہیں جاتی  
مجھے دیکھو جس سے غم کو اپنا غم سمجھتا ہوں  
زمانے سے مگر میری خوشی دیکھی نہیں جاتی  
نہیں رندوں سے قائم سے نظام مسیدہ صادق  
کہ جن سے دوسروں کی تشنگی بھی نہیں جاتی

مجھے یا تیری باتیں مل گئی ہیں  
زمانے سے پتا نہیں مل گئی ہیں  
نہ جھٹکوں گا کبھی تاریکیوں میں  
مجھے تابندہ باتیں مل گئی ہیں  
ان نے جب سے کی ہے رہنمائی  
وفا کی شہ رازیں مل گئی ہیں  
مے میں یا تیرے نقشِ نصف پہ  
ترے مٹنے کی رازیں مل گئی ہیں  
ہوا ہوا ہے نیازِ دیر و کعبہ  
تسمائی ہو وہ گاہیں مل گئی ہیں  
خدا رخصتے ترا میخانہ ساقی  
کہ رندوں کو پتا نہیں مل گئی ہیں  
اپنی خیر ہو اب میرے دل کی  
نگاہوں سے بچائیں مل گئی ہیں  
خفت ہیں جو تیری انجمن تک  
محبت کی وہ رازیں مل گئی ہیں  
تو کی ہیں جیوں ہی میرے دل پر  
سک سے جب نگاہیں مل گئی ہیں

دلی ہستی یہاں میری شریک غم نہیں ہوتی  
وہ ک تیری نظر ہے جو کبھی برہم نہیں ہوتی  
نہیں آتی سی کو موت دنیائے محبت میں  
چراغِ زندگی کی وہ یہاں مدہم نہیں ہوتی  
امیدیں نوٹ باقی ہیں سہارے چھوٹ جاتے ہیں  
مگر تیری محبت کی حرمت کم نہیں ہوتی  
نہیں ہوتیں وفا کی منزلیں آسوں کبھی اس پر  
محبت میں جو ہستی آشنائے غم نہیں ہوتی  
مرے ساز دروں نے آنکھ میں آنسو نہیں چھوڑے  
یہاں شمعے بھڑکتے ہوں وہاں شبنم نہیں ہوتی  
ہمیں دنیا سے امید وفا ہو کس لئے آخر  
یہ دنیا تو کسی کی بھی شریک غم نہیں ہوتی  
آبِ کار بھی معصوم سے جب مجھ کا ہستی کا  
لہی آرزوئے زندگی کیوں کم نہیں ہوتی  
کہوں ہوتی ہے معرچہ نیازِ بندگی اب کو  
ترے در پر جہیں شوق جس کی خم نہیں ہوتی  
سرورِ بادِ حراں کبھی حاصل نہیں ہوتا  
نکاحِ ساقیِ محض اگر پیہم نہیں ہوتی  
گدہ جاں گا میں ہستی کی ہر دشوار منزل سے  
کسی ارایش کی نسبت بھی صادق کم نہیں ہوتی

ہے یہی شرطِ بندگی کے لئے  
سر جھکاؤں تری خوشی کے لئے  
عشق میں جل رہے ہیں پروانے  
درسِ عبرت ہے آدمی کے لئے  
اک زمانے کے ظلم سہتا ہوں  
میں فقط آپ کی خوشی کے لئے  
دل ہی جاتا ہے وہ بہر صورت  
جو مقدر ہے زندگی کے لئے  
خونِ دل شک بن کے بہتا ہے  
دل تڑپتا ہے جب کسی کے لئے  
اس طرح بھی بہر آتی ہے  
پھول روتے ہیں تازگی کے لئے  
سچ تو یہ ہے کہ آپ ہی کا غم  
اب سہارا ہے زندگی کے لئے  
اپنے جلووں سے کیجئے آباد  
خانہ دل ہے آپ ہی کے لئے  
ساری دنیا کو چھوڑ سکتا ہے  
تیرا صادق تری خوشی کے لئے

آپ کے نقشِ قدم پر جن کی پیشانی ہے آج  
سمانوں تک انہیں ذروں کی تابانی ہے آج  
پھر کوئی میرے تصور میں ہوا ہے جوں گہ  
میری نظروں میں یہ دنیا یوں بھی نورانی ہے آج  
یہ فقط ان کی توجہ ہے فقط ان کا کرم  
خانہ دل میں جو جلووں کی فراوانی ہے آج

غم کھاتا ہوں زندگی کے لئے  
دل جلاتا ہوں روشنی کے لئے  
غم مقدر ہے آدمی کے لئے  
سہ حوادث ہیں زندگی کے لئے



دل کی دل ہی میں رہی حسرت ایذا طبعی  
میرے دھنوں کے مقدر میں نمکدان نہ رہے  
اس کا دل بارگاہِ کس کے قابل ہی نہیں  
جس کے دل میں غم و اندوہ کا طوفان نہ رہے  
تو نے کانٹے ہی سہی کچھ تو دیا فصل بہار  
شکریہ تیرا کہ ہم بھی تہی دامن نہ رہے  
رند کو نہ میسر ہو کبھی کیف و سرور  
چشمِ ساقی کا اگر لطفِ غمراواں نہ رہے  
شوق سے کون سے میرا فسانہ صادق  
سازِ ہستی پہ اگر عشقِ غزل خواں نہ رہے

مجھے شوق دید میں پا کے غم وہ نقاب الٹ کے جو آئے  
نظر اور کچھ بھی نہ آسکا وہ مری نظر میں سا  
کہاں اپنی ایسی تلاش تھی کہاں اپنی ایسی تھی جستجو  
یہ ترے کرم ہی کی بات ہے تری بارگاہ میں آئے  
مجھے تیرے راہوں کا غم نہیں میں گذر ہی جاؤں گا ہمنشین  
وہ دکھا کے مجھ کو رخِ مہیں سرے دل میں شمع جلا کے  
نہیں ہے خیر وہ کسی طرح اسے ہر طرح کا شعور ہے  
جسے اپنی چشمِ کرم سے وہ کبھی ایک جامِ پلا کے  
مجھے آزما کے تو دیکھ لیں غم وہ جہاں کا امین ہوں  
یہ سمجھ یہ ہے کسی نے کیوں کہ جہاں سے اہل وفا گئے  
ترے بھر میں ہے وہ حال اب کہ بیان ہے جس کا محال اب  
لیا پوچھ جس نے بھی حال جب تو کچھ اشک آنکھ میں آئے  
وہی بزمِ عیش و نشاط ہے وہی نغمہ ہے وہی ساز ہے  
نہیں پھر بھی دل کو سکون کچھ وہ پیام ایسا سنا گئے

درد سے اتنا نوازو کوئی درماں نہ رہے  
دل کی اور کا شرمندہ احساں نہ رہے  
دور جو بچھ سے رہے وہ کبھی شاداں نہ رہے  
تیرے دامن میں جو آئے وہ پریشاں نہ رہے  
یہ رہے گا مری دنیائے محنت کا وقار  
خانہ دل میں اگر آپ ہی مہماں نہ رہے  
ایک ہی مونچہ ملا اس کو ڈبو سکتی ہے  
تو اگر میرے سفینے کا نگہباں نہ رہے

ہوا جن سے وفا کا نام روشن  
کچھ ایسے بھی ہوئے جہاز پیدا  
فقس کی تیلیں خود ٹوٹ جائیں  
آرزو وہ جرت پرور ہے  
محبت کے لئے قدرت نے صادق  
کیا ہے زندگی کا ساز پیدا

تری آنکھوں سے پینے کی جسے بھی آرزو ہوگی  
مرے ساقی اسے یہ حسرت جام و سہو ہوگی  
تری سستی گر خود بزم میں اسے شمع رو ہوگی  
ہر اک دل کو فدا ہونے کی تجھ پر آرزو ہوگی  
تصور میں وہ آئیں گے تو پوری آرزو ہوگی  
وہ میرے پاس ہوں گے در ان سے گفتگو ہوگی  
مرا تو بندگی عشق کا اس وقت آئے گا  
ترے نقش قدم ہوں گے جہین آرزو ہوگی  
تمہیں کو دیکھ کر غنچے چمن میں مسکرات ہیں  
تمہارے بعد کس کو احتیاج رنگ و بو ہوگی  
ہمارا قصہ غم سنتے سنتے زوب جائیں گے  
شب فرقت ستاروں سے جب اپنی گفتگو ہوگی  
اجل کے ساتھ ہی وہ بھی اگر تشریف لے آئے  
تو پھر اک اک فقس کی زندگی کو آرزو ہوگی  
بہت نزدیک ہے وہ دن کہ جب دنیا کے ہونٹوں پر  
مرا انسان ہوگا اور میری گفتگو ہوگی  
پس مردن زمانہ ڈھونڈتا ہے مرنے والوں کو  
ہمارے بعد دنیا کو ہماری جتنی ہوگی

سجی فکر ہے مجھے ہر گھڑی نہ لگاویں آگ چمن کو بھی  
جو شرارے برق کے باغباں مرا آشیانہ جلا گئے  
ترے غم کی حسرت و آرزو ہے زبان عشق میں زندگی  
جنہیں مل گیا ہے یہ مدعا وہ مقام زیست بھی پا گئے  
نہیں کچھ یہ مجھ ہی پہ منحصر ہے یہی جہاں کی زبان پر  
اس آواز میں صوفیاں تری رہ گزر میں جو آگئے  
یہ جو بندہ غزل میں ہے اسے کیوں کمالیٰ سخن کہوں  
یہ تو صادق اس کا سرور ہے جو نگاہ سے وہ پلا گئے

محبت نے کیا وہ ساز پیدا  
کہ اشکوں میں سونی آواز پیدا  
ترشائی ہے میری ایک دنیا  
دوں نے وہ کئے نواز پیدا  
میں جاے ہمارے دل کا عام  
وہ ساقی گر نگاہ ناز پیدا  
ہم تیرے مرے زخم جگر کا  
نہ ہوگا کوئی چارہ ساز پیدا  
نذر چائیں گے حد ادراک سے ہم  
تخیل میں جو ہو پرواز پیدا  
"بب ہے جہاں میں سر جھکاؤں  
"میں ہو جلوہ گاہ ناز پیدا  
وفا کا راز افش ہو رہا ہے  
اسی کر امین راز پیدا  
خدا رکھے تجھے درد محبت  
یا ہے دل میں سوز و ساز پیدا

ہاں سے بھی ہم اپنی داستاں چھیڑیں گے اسے صادق  
محبت ہی کے عنوان پر ہماری گفتگو ہوگی

وہ تو کہیں مستور نہیں ہے  
اپنی نظر میں نور نہیں ہے  
منزل تو کچھ اور نہیں ہے  
اس میں یقین کا نور نہیں ہے  
بان کی بازی کون لگے  
دار تو ہے منصور نہیں ہے  
جس پہ نہیں ہے تیری توجہ  
دیوانہ مشہور نہیں ہے  
میرے ساتی اور عطا ہو  
رند بھی مخمور نہیں ہے  
مجھ سے ہیں اوصاف ہوں تیرے  
یہ میرا مقدور نہیں ہے  
تجربہ نہیں مختار جہاں میں  
مجھ سا کوئی مجبور نہیں ہے  
مشق تم کیوں روک دی تم نے  
زخم ابھی ناسور نہیں ہے  
برق نظر سے پھونک سکے گے؟  
یہ دل ہے دل طور نہیں ہے  
شیع محبت سے ہے روشن  
میرا دل ہے نور نہیں ہے  
شکر خد بھی کر نہ سکے تو  
اتنا تو مجبور نہیں ہے

تیری خوش کامیابی ہے درد  
ہینا بھی منظور نہیں ہے  
چشم ساقی ہے صادق پر  
مست کے انگور نہیں ہے

میری خاموشی میں پنہاں ہے وہ افسانہ ابھی  
لب پہ آجائے تو اک عالم ہو دیونہ ابھی  
مہرباں کیوں کر ہو اس پر پیر میخانہ ابھی  
جس کو آتے ہی نہیں آداب رندہ ابھی  
جس قدر شاداب غنچے تھے وہ سب مرجھا گئے  
کون گذرا ہے چمن سے بے نیازانہ ابھی  
بازوؤں میں پھر پر پرواز پیدا ہو گئے  
کیا مری قسمت کا زیر ام سے دانہ ابھی  
زندگی میں یوں نہیں ہیں کیفیت زندی  
باہ غم سے سے خلی دل کا پیمانہ ابھی  
دل پہ پڑ جائے اگر پر تو تمہارے حسن کا  
نور سے معمور ہو دل کا یہ خانہ ابھی  
دیکھنے والے تو سمجھے خاک جل کر ہو گیا  
زندگی کی گود میں کیا ہے پروانہ ابھی  
حاصل راز دو عالم ہے اس کی زندگی  
ساری دنیا کہہ رہی ہے جس کو دیونہ ابھی  
جو مر مر شفقت حالی پہ ہیں صادق سندہ زن  
وہ سمجھتے ہی نہیں رمز فقیرانہ ابھی

کپا کوئی جاں نثار ہی نہ رہا؟  
ذکر منصور و دار ہی نہ رہا

اپنی ہستی کو مٹایا ہے وفا کے نام پر  
 کیا زمانے کیلئے اک نقشِ حیرت ہم نہیں  
 سننے والے کیوں نہ روئیں اپنی آنکھوں سے لبو  
 میرے غم کی داستانِ افسانہ مبہم نہیں  
 کیوں کھلیں کلیں چمن میں اور کیوں مرجھا گئیں  
 چشمِ عبرت کیسے یہ بات بھی سچہ کم نہیں  
 میرے دل کو زخمِ جو تیری محبت نے دیئے  
 شکر کرتا ہوں کہ ان کو حسرتِ مرہم نہیں  
 شیعہ دل میں نظر آتی ہے رقصاں کائنات  
 یوں سمجھئے جامِ یہ بھی جامِ جم سے کم نہیں  
 میکدے میں یوں تو ہونے کو بہت میخوار ہیں  
 ہیں وہ عالی ظرف جن کو فکرِ بیش و کم نہیں  
 دوسروں کے غم سے رہتا ہوں میں اے صادق بلول  
 اپنے غم کا تو خدا شاہد ہے کوئی غم نہیں

ترے غم نے کیا ہم پر اثر کیا  
 یہ سمجھے گی زمانے کی نظر کیا  
 یہ جان و دل بھی حاضر ہیں جگر کیا  
 قضاے محبت سے مفر کیا  
 تمنائے دو عالم مٹ گئی ہے  
 مرے دل میں ہوئے وہ جلوہ گر کیا  
 تمہاری ذات پر ہو جس کا تکیہ  
 حوادث کا اسے خوف و خطر کیا  
 ضیائے داغہائے دل نہ پوچھو  
 ہیں ان کے سانسے شمس و قمر کیا

رو برو روئے پار ہی نہ رہا  
 میرے دل کو قرار ہی نہ رہا  
 بارِ الفت تھا لی میں نے  
 بکری پر یہ بار ہی نہ رہا  
 آپ سے اک نگاہ ملتے ہی  
 حسرتوں کا شہر ہی نہ رہا  
 میری وحشت کی ہوئی تکمیل  
 اب گریں میں تار ہی نہ رہا  
 سوں غم وہ جہاں اٹھائے ہوئے  
 نغمہ داروں پہ بار ہی نہ رہا  
 تہہ پہ جو دشت میں پہنچے  
 تینے اب کوئی خار ہی نہ رہا  
 کیوں مجھے غم ملا نہیں کرتے  
 یا مرِ اعتبار ہی نہ رہا  
 مٹ گیا میں تری محبت میں  
 موت کا انتظار ہی نہ رہا  
 جو گرا آپ کی نگاہوں سے  
 اس کا کوئی وقار ہی نہ رہا  
 عشق میں وہ مڑا ملا صادق  
 مجھ کو دنیا سے پیاری نہ رہا

چشمِ ساقی کا کرم تو آج بھی کچھ کم نہیں  
 کیسے میں کہہ دوں کہ اب وہ کیف کا عام نہیں  
 ہے کسی اب میری قسمت ہے، غریبی ہے نصیب  
 یہ کرم ہی رُوشِ بیاہ کا کچھ کم نہیں

مستی چشم ناز کے صدقے  
 نظروں کے انداز کے صدقے  
 چاک ہوے دامن و گریباں  
 وحشت کے گھار کے صدقے  
 دل بھی زخمی اور جگر بھی  
 ایسے تیر انداز کے صدقے  
 نقد سرا ہے یک زمانہ  
 الفت تیرے ساز کے صدقے  
 قص میں ہے اب دل کی دنیا  
 میں تیری آواز کے صدقے  
 ایک جہاں ہے جس کا جوہ  
 میں اس حسن ناز کے صدقے  
 صادق کو منظور بنایا  
 ساقی کے اعجاز کے صدقے

صدقے میں تمہاری نظروں کے، دامن طلب معصور ہوا  
 خوش کوئی ہوا عشرت پاکر، میں غم لے کر مسرور ہو  
 منظور مجھے وہ رسوائی جس میں ہو رضا تیری شامل  
 ہے تیرے کرم پر ناز مجھے میں دیوانہ مشہور ہوا  
 دنیا کے وفا میں اے ساقی دیوانے ترے کم ہونہ سکے  
 جب دار و رسن کی بات آئی پیدا کوئی منصور ہوا  
 یہ بات نہ پوچھو رہنے دو کیا میرے دل پر گزری ہے  
 جب میرے قریب آ کر کوئی نظروں سے میری دور ہوا  
 اس جان دو عالم کے جلوے تاحذ نظر تو دیکھ سکا  
 جب حد نظر سے میں گذرا وہ نظروں سے مستور ہوا

نیل و ما کیوں دل میں آئے  
 میں نہ نہ کسی کا ہو گذر کیا  
 پہاڑ اور بن سر رہ گیا ہوں  
 یہاں بہ عشق نے مجھ پر اثر کیا  
 نہ موج عشق سے لگر گیا ہے  
 وہ چراگہ سینہ ادب کر گیا  
 تجھے دیر کی رست ہے صادق  
 رہنے گا ہوٹل ان کو کچھ کر گیا

جب عشق میں اپنی ساقی کا حساس مٹایا جاتا ہے  
 چرخوں کی تیز ہوتی سے رشتے میں وہ پایا جاتا ہے  
 اسے راج محبت کے روبرو انہوں نے کہ ناکامی کا  
 منزل بھی مل ہی جاتی ہے جب خود کو مٹایا جاتا ہے  
 ہم لاکھ چھپائیں غم پنا لیکس یہ کہیں تک ممکن ہے  
 صورت سے نہیں ہوتا ہے جو غم بھی چھپا جاتا ہے  
 جب نقش دہائی مٹ جاتا ہے وہ سامنے خود آ جاتے ہیں  
 معراج محبت ہوتی ہے دیدار دکھایا جاتا ہے  
 وہ جس پہ کرم فرماتے ہیں وہ جس پہ عنایت کرتے ہیں  
 ایسا محبت کا اس کو دستور بنایا جاتا ہے  
 اس باد غم کے ساغر کی مجھ کو بھی تمنا ہے ساقی  
 جو باد غم دیوانوں کی تقدیر بنایا جاتا ہے  
 اتنا ہی سمجھ میں آیا ہے دستور محبت اے صادق  
 راضی رضا ہو جائے سے محبوب کو پایا جاتا ہے

یہ ر محبت ہوں لیکن سرت کش چارہ گر تو نہیں  
صد شکر مرا ہر زخم جگر ہر زخم وں ناسور ہوا  
سے شایہ رم پر اسے ساقی صادق کی جان تصدیق ہے  
جو تیرے میخانے میں وہ تھنہ ب مضمور ہوا

کیا تو میرے پاس نہیں ہے  
مجھ ہی کو احساس نہیں ہے  
تیرا غم ہے تیری محبت  
وہ کچھ اپنے پاس نہیں ہے  
وہ کیا سمجھے راز محبت  
جس کو وہ کا پاس نہیں ہے  
عشق وہاں یہ ہے جہاں ب  
پنا بھی احساس نہیں ہے  
یک نظر بیمار غم پر  
جینے کی بس سس نہیں ہے  
شک غم ہے گوہر غصاں  
ہر سسہ الماں نہیں ہے  
صادق ان پر جان فدا کر  
در اثر کچھ پاس نہیں ہے

محبت کا پھپھاینا تو کچھ مشکل نہیں ہوتا  
مگر آشوب غم میں اعتبار دل نہیں ہوتا  
وہ دیوانہ سنی لیکن خرد مندوں سے بہتر ہے  
جو آداب محبت سے کبھی غافل نہیں ہوتا  
محبت وہ بڑی منزل ہے جس کی سخت راہوں میں  
ساروں زخم گھا کر بھی کوئی کامل نہیں ہوتا

پتہ پتے ہیں وہ جو جذبہ ایثار رکھتے ہیں  
محبت میں ہر اک آسودہ منزل نہیں ہوتا  
نہیں ہوتی جسے اُن مست آنکھوں سے کوئی نسبت  
سرور و کیف اس کو عمر بھر حاصل نہیں ہوتا  
اگر کچھ غم و ہمت راہرو کا ساتھ دے جائیں  
گذرنا عشق کی راہوں سے پھر مشکل نہیں ہوتا  
یہ عالم ہے کہ خود کو بھول جاتا ہے محبت میں  
تمہاری یاد سے صادق مگر غافل نہیں ہوتا

جب تک آنکھوں سے پی نہیں جاتی  
اپنی تشنہ ہی نہیں جاتی  
آپ کی ہے رشی نہیں جاتی  
وہ افسروں نہیں جاتی  
ماکھ شمعیں جلیں تمہارے بغیر  
بزم کی تیرگی نہیں جاتی  
جب سے سمجھ ہوں زندگی کا مال  
میرے لب سے انہی نہیں جاتی  
لکھ رنج و دم کا طوفان ہے  
پھر بھی زندہ دلی نہیں جاتی  
داستان غم محبت ہے  
یہ زباں سے کہی نہیں جاتی  
جو تمہاری نظر سے پیدا ہو  
کیفیت وہ کبھی نہیں جاتی  
تم سے منسوب ہیں جو دیوانے  
ان کی دیوانگی نہیں جاتی



ترے لب پر تبسم کی کرن ہے  
 شگفتہ آرزوؤں کا چمن ہے  
 ہمیں سے داستانِ کوہکن ہے  
 ہمیں سے قصہ در و درن ہے  
 ہمیں پر برق کی یورش ہے پیہم  
 ہمیں پر تلک دامانِ چمن ہے  
 کبھی تو آپ فرمائیں توجہ  
 مرا دل آپ ہی کی انجمن ہے  
 فقط ہے آسرا تیرے کرم کا  
 بہت گہرا ہوا اپنا چمن ہے  
 تمہیں پر کیوں نہ اک دنیا فدا ہو  
 تمہاری ذات شمعِ انجمن ہے  
 اگر نور بصیرت ہو تو دیکھو  
 ہر اک شے میں وہی جلوہ گلن ہے  
 نہیں ہے ہوش ہم کو اپنا صادق  
 محبت کی گلن بھی کیا گلن ہے

زخم لھتا ہوں مسکرتا ہوں  
 سچ ہے فطرت کبھی نہیں جاتی  
 عیشِ مصطب یہ یہ جواب ملا  
 تیری دیوانگی نہیں جاتی  
 میں وہ سورہ محبت ہوں  
 جس کی وحشت کبھی نہیں جاتی  
 ن کا جلوہ نضر نہیں آتا  
 دل سے جب تک دوئی نہیں جاتی  
 چشمِ ساقی سے مجھ کو اے صادق  
 اتنی حق ہے پی نہیں جاتی

تجھ کو غرض ہی کیا ہے سزا و جزا کے ساتھ  
 تو زندگی گزار دے مہر و وفا کے ساتھ  
 ہستی کا کوئی دل میں نہ باقی رہے گماں  
 ولایت اس یقین سے ہو تو خدا کے ساتھ  
 ہر لمحہ حیات گوارا ہے اس لئے  
 ہے لطفِ زندگی کا تمہاری رضا کے ساتھ  
 دستِ اجل نے توڑ دیا روضہ حیات  
 ٹوٹے ہیں تارہائے نفس اک صدا کے ساتھ  
 سمجھے ہوئے تھے مونس و غم خوار جن کو ہم  
 وہ بھی بدل گئے ہیں جہاں کی ہوا کے ساتھ  
 ان کو جنونِ عشق کی منزل ہوئی نصیب  
 وابستہ ہو گئے جو ترے نقشِ پا کے ساتھ  
 صادق اگر ہے عشق تمہیں ان کی ذات سے  
 گذرہ ہر اک مقدم سے صبر و رضا کے ساتھ

میں زبان سے کیسے بیاں کروں دل سوگوار کی بات ہے  
 مری چشمِ تر سے سنے کوئی غمِ حیر کی بات ہے  
 ہیں خطائیں کتنی بتاؤں کیا یہ کہیں شمار کی بات ہے  
 میں ہوں شرمسار تو بخش دے ترے اختیار کی بات ہے  
 کبھی میں نے تجھ سے نہیں کہا تری ذات ہے مرادِ عا  
 مجھے تو نے اپنا سمجھ یا ترے اعتبار کی بات ہے  
 مری زلفِ ہستی سنوار دے مری زندگی کو نکھار دے  
 مرے جذبِ دل کو ابھر دے ترے اختیار کی بات ہے

خویش مقروض مرے جاں پر انہیں میرے راز کی کیا خبر  
مرے دل کی دنیا بدل گئی یہ کی کہ پیار کی بات ہے  
مری راہ خوشی کے واسطے کوئی قید جام و سبون نہیں  
مجھے کیف رہتا ہے ہر گزنی یہ نگاہ پیار کی بات سے  
سب در سے صادق بیوا ہے اسے تو اک ترا سر  
کی بے نوا و نوا نا ترے اختیار کی بات ہے

یا تم اب بہرے بدلے  
ان کی سووار کے بدلے  
نوں وہے رسم پارینہ  
سچ مجھ چاں ثار کے بدلے  
وہاں بھی ملیں تو نھردے  
تیرا ایونہ دار کے بدلے  
دست دشت پٹی رگ چاں تک  
دامن تار تار کے بدلے  
سوختہ دل ہوا ویر کیا چاہوں  
نکد شعہ بار کے بدلے  
دشت دل کہاں چلی لے کر  
تو مجھے کوئے یار کے بدلے  
آپ ہی کہے میں کہاں جاؤں  
آپ ن رگہزار کے بدلے  
حسرت اضطراب رکھتا ہوں  
میں سکون و قرار کے بدلے  
چشم ساقی نے ہوش بخشا ہے  
مجھ کو صائق خمار کے بدلے

نظر میں کیوں مآل زیست اے انسان نہیں رہتا  
ہمیشہ تو کوئی اس دہر میں مہم نہیں رہتا  
محبت میں کچھ ایسی منزلیں بھی پیش آتی ہیں  
جہاں کوئی سکون قلب کا امکان نہیں رہتا  
بہت دشوار ہے اس کا پہنچنا اپنی منزل تک  
ہجوم یاس میں جو راہرو شاداں نہیں رہتا  
جو تجھ سے منحرف ہو اور تجھ سے ہد گمار ساقی  
مری دانست میں وہ صاحب ایماں نہیں رہتا  
نہ پوچھو مجھ سے کچھ سب جنوں کی کار فرمائی  
گریب ہاتھ آجائے تو پھر داماں نہیں رہتا  
غنا دیتے ہیں ایسے کام بھی وہ اپنی قدرت سے  
کہ جن کے سہل ہونے کا کوئی امکان نہیں رہتا  
انہیں کی ذات پر ہوتا ہے جس انسان کا تنگی  
اسی عالم میں وہ صادق تھی دماں نہیں رہتا

غم کا زمانہ یاد نہ آئے  
سب پر وہ روداد نہ آئے  
کیوں کر اجڑی دس کی دنیا  
کاش مجھے ب یاد نہ آئے  
دشت میں اب کیا خار نہیں ہے  
آبد پ دس شد نہ آئے  
عشق کی دنیا میں اب شاید  
ہم جیسا برباد نہ آئے  
تو ہے جب ہستی کا حاصل  
پھر کیوں تیری یاد نہ آئے

اں نی چشم مست کے صدقے  
برم سے ہم نشہ نہ آئے  
تشنہ ہی پھر جاگ اٹھے گی  
کھل ساقی یاد نہ آئے  
نام رہے تیرا ہی لب پر  
اور مجھے پھر یاد نہ آئے  
اں سے اُتر ہے عشق صادق  
بب پہ بھی فرما نہ آئے

۔ اس سی محبت میں سنبھل دل تو کیا ہوگا  
سینہ کے دوبا بہ سب ساحل تو کیا ہوگا  
دل تماقت اندیش یہ راہ محبت ہے  
ہو ہوگا متھن ناقص و کامل تو کیا ہوگا  
نہ پیچیدہ اس طرح نظریں امیدیں ٹوب جائیں گی  
نبے گا لب پر غم سرورے دل تو کیا ہوگا  
یہ میرا حسن ظن ہے اس کی نسبت میری خوش فہمی  
کسی پتھر کو احساس شکست دل تو کیا ہوگا  
تسارے بھر کا غم موت کی ایذا سے کیا کم ہے  
نہیں بدن اتر آسمان یہ مشکل تو کیا ہوگا  
نیشہ زندگی کا ہے سلاطم خیز موجوں میں  
نہ ہاتھ آیا الٹی دامن ساحل تو کیا ہوگا  
بضاعت عشق کی ہے ک دل حسرت زدہ صادق  
= ہدیہ بار گاہ حسن کے قہر تو کیا ہوگا

تیرے غم پر مرا گذارا ہے  
زندگی کو بڑا سہارا ہے  
کوئی دنیا میں کب ہمرا ہے  
آپ ہی کا ہمیں سہارا ہے  
کیا بتاؤں میں حال دل اپنے  
میری صورت سے آشکارا ہے  
کیا گذرتی ہے عشق میں دل پر  
اس سے پوچھو جو غم کا مارا ہے  
تو نے سمجھا نہیں دب ناداں  
نامیدی بھی اک سہارا ہے  
بات منصور کی طرح جو کہے  
تو اسے دار بھی گہوارا ہے  
میری فطرت میں معصیت پنہاں  
تیری رحمت تو آشکارا ہے  
آگے وہ مرے تہوار میں  
دن پہ اب مرا ستارا ہے  
تیرے حسن و جمال نے اسے دوست  
بزم کونین کو سنوارا ہے  
دونوں عام ہیں جس کے شیدائی  
میرے دل میں وہ جود آرا ہے  
لی رہا ہوں میں شوق سے صادق  
چشم مخمور کا اشارہ ہے

نہ دیکھیں مجھ کو محشر میں پشیمان ، دیکھنے والے  
کرم کی آس ہے اسے فردِ حصیوں دیکھنے والے

درد کیوں دل میں کم ہو گیا  
 بندہ عشق و مہر و وفا  
 میں خدا کی قسم ہو گیا  
 ان کے تشریف آنے سے دل  
 رشک باغ ارم ہو گیا  
 مٹ گیا دل سے نقش دوئی  
 سر ترے در پہ نغمہ ہو گیا  
 پر تو حسن جانا نہ پوچھ  
 میں چراغِ حرم ہو گیا  
 چشم ساقی کا اعجاز ہے  
 دل مرا جامِ جم ہو گیا  
 اپنے صادق پہ بھی اک نظر  
 وہ سراپا ارم ہو گیا

انہیں کا حسن ہے ہر شے میں پنہاں ، دیکھنے والے  
 چمن اندر چمن پھولوں کو خنداں دیکھنے والے  
 تعجب کیوں ہے مجھ کو دیکھ کر آغوشِ طوفاں میں  
 وہ خود ہیں میری کشتی کے گمباز ، دیکھنے والے  
 بڑی دشواریوں سے زندگی مربوط ہوتی ہے  
 مری ہستی کے اوراق پریشاں دیکھنے والے  
 امید و یاس کے عالم میں جو اس پر گذرتی ہے  
 تاملتے ہیں کیا ہم شامِ بھراں دیکھنے والے  
 خدا نے دانے چھ کام لے چشم بصیرت سے  
 گلستاں میں گلوں کو چاک دہاں دیکھنے والے  
 ملے چشمِ کلیم اللہ بھی تو اس سے کیا حاصل  
 رہیں گے ہوش میں کب حسن جاناں دیکھنے والے  
 خدا رکھے ہمیشہ تیرے ہونٹوں پر تبسم کو  
 سرت سے مرا چاکِ گرہیاں دیکھنے والے  
 کچھ اس صورت سے پڑ جائیں تری نظریں مرے دل پر  
 اندھیرے گھر میں ہو جائے چراغ ، دیکھنے والے  
 مجھے صادق یہاں تک ضبطِ غم پر ہو گئی قدرت  
 پشیمان ہو رہے ہیں مجھ کو خنداں دیکھنے والے

تمہاری چشمِ سرم جس پہ کیف ہا نہیں  
 اسے نصیب مئے عشق کا خمار نہیں  
 ہزار زخم ہیں دل میں ہزار ہیں ناسور  
 کہیں یہی تو محبت کی یادگار نہیں  
 جہاں کی ٹھوکریں کھا کر میں اتنا سمجھا ہوں  
 کوئی تمہارے سوا میرا تنگسار نہیں  
 میں اپنے منہ سے کہوں بھی تو کیا کہوں آخر  
 تمہارے سامنے کیا میرا حالِ زار نہیں  
 رسائی اس کی نہ ہوگی حریمِ جاناں تک  
 رہ وفا میں قدم جس کے استوار نہیں  
 نظر نہ آئیں جہاں فترہ ہائے تابندہ  
 مرے خیال میں وہ تیری رہگذار نہیں

آپ کا جب کرم ہو گیا  
 کچھ عیش و کم ہو گیا  
 مسکراتا ستم ہو گیا  
 دامنِ چشمِ غم ہو گیا  
 آپ سے ہے محبت مجھے  
 اتنا کہنا ستم ہو گیا  
 کیا نیا گل کھٹے گا کوئی

مبارا نقش کف پا مجھے ملے تو سہی  
 جبین شوق جھکانے سے مجھ کو مار نہیں  
 یہ غم غم کف پا ہے سرخرو میرا  
 کہ تہنہ تن بیباں میں کوئی خار نہیں  
 غم بزم جہاں میں مرا تعارف سے  
 یہ یوں ہوں کہ مجھے کچھ بھی اختیار نہیں  
 تاش سرخ و مینا سوئیوں مجھے صادق  
 نگاہ ساقی محفل میں کیا خمار نہیں

مستی ، غم ، عطا کردہ  
 لذت ، عشق ، عطا کردہ  
 جذبہ ، بندگی ، عطا کردہ  
 قلب کو ، روشنی ، عطا کردہ  
 ماسوا سے ، جو ، عطا کردہ بیگانہ  
 ایسی ، دیوانگی ، عطا کردہ  
 یہاں غم ، اپنی آرزو دے کر  
 جہوداں ، زندگی ، عطا کردہ  
 ہر قدم ، رہ ، میں ہے تاریکی  
 تو مجھے ، روشنی ، عطا کردہ  
 پٹی بستی میں چھ کو دیکھ سکوں  
 اس قدر ، آگہی ، عطا کردہ  
 غنچہ ، دس سے میرا ، افسردہ  
 تو اسے ، تازگی ، عطا کردہ  
 اپنی ، سکھوں سے ، پا کے مجھے  
 نہ ، سردی ، عطا کردہ  
 بخش کر ، درو ، عشق صادق کو  
 اب ، نئی ، زندگی ، عطا کردہ

مے محبت یہ اثر ہے ترے افسانوں میں  
 اک جہاں ڈوب گیا کیف کے طوفانوں میں  
 درو مندی کا تھوڑا نہیں فرزانوں میں  
 کچھ محبت نظر آتی ہے تو دیوانوں میں  
 جذبہ شوق کی تسکین چمن میں نہ ہوئی  
 لے چلی وحشت دل مجھ کو بیابانوں میں  
 ملتے ملتے بھی ہیں باقی مرے ماضی کے نقش  
 بستیوں کے ابھی آثار ہیں ویرانوں میں  
 ان کے جلوؤں کے لئے ذوق نظر ہے درکار  
 دیر و کعبہ میں وہی ہیں وہی میکانوں میں  
 آپ نے کیا رخ روشن سے الٹ دی ہے نقاب  
 بجلیاں کوند گئیں آج یہ خانوں میں  
 شمع محفل کے سوا کون سمجھ سکتا ہے  
 اس قدر جذبہ ایثار سے پروانوں میں  
 تیری سٹکھوں پہ تصدیق ہیں دل و جاں ساقی  
 رقص کرتے ہیں دو عام انہیں پینوں میں  
 دکھ پردوں میں ہے پوشیدہ جو صورت صادق  
 ہے مرے دل کے مچلتے ہوئے ارمانوں میں

شکستہ اگر شیشہ دل نہیں ہے  
 انہیں پیش کرنے کے قابل نہیں ہے  
 مے غم سے لبریز جو دل نہیں ہے  
 اسے کیف ہستی بھی حاصل نہیں ہے  
 وہاں ہے سفینہ مری ، زندگی کا  
 جہاں غم کا طوفان ہے ساحل نہیں ہے

سہارا نہ دیں مجھے تیری نظریں  
تو پھر زندگی کوئی مشکل نہیں ہے  
یہ ہے تجربات مسلسل کا حاصل  
یہاں غم سے خاں کوئی دل نہیں ہے  
عدا سوز الفت کو رکھے سلامت  
کہ اب درد ہی درد ہے دل نہیں ہے  
مہبت ہی اک ایسا دریا ہے جس میں  
تلاطم ہے موجیں ہیں، ساحل نہیں ہے  
یہاں دم نہ لے رہو راہ ہستی  
یہ جاوہ ہے نادان منزل نہیں ہے  
وہ صادق نظر کس طرح مسکین گے  
اگر صورت آئینہ دل نہیں ہے

پیام مرگ جب آتا ہے آدمی کے لئے  
نفسِ نسن کو وہ روتا ہے زندگی کے لئے  
ترے فراق میں رویا ہوں اس قدر اے دوست  
ترس گئیں مری آنکھیں بھی اب نمی کے لئے  
گدیری جوں کا پڑ چچ راہ ہستی سے  
تمہارے نقشِ نف پا ہیں رہبری کے لئے  
بھی تھے سامنے دار و درن بھی زنداں  
ہر امتحان سے گزرتے تری خوشی کیلئے  
سر نیاز جھٹانے کو سب جھٹاتے ہیں  
خدا کے دل بھی ہے درکار بندگی کے لئے  
نات سے جب سے وہ تشریف لانے والے ہیں  
وہ میں مانگ رہا ہوں میں زندگی کے لئے

بزار جامِ تصدق ہیں ان پہ اے صادق  
میں مضطرب ہوں جن آنکھوں سے میکش کے لئے

آپ ہی جب دوگام نہ آئے  
موت کا کیوں پیغام نہ آئے  
جس میں نہ سو تو جبہ فرما  
ایک کوئی شرم نہ آئے  
جن سے کچھ تسمیں ہو جاتی  
مجھ تک وہ پیغام نہ آئے  
لطف تو جب ہے سے نوشی کا  
ساقی کا الزام نہ آئے  
میرے دم سے رونق گلشن  
پھر بھی میرا نام نہ آئے  
رازِ امیری کیا سمجھیں گے  
وہ جو زیرِ دام نہ آئے  
غیروں کی بیجا ہے شکایت  
اپنے ہی جب کام نہ آئے  
اہلِ محبت ہوش میں رہنا  
حسن پہ کچھ الزام نہ آئے  
یہ ناممکن ہے ناممکن  
عشق صادق کام نہ آئے

جب مرا حسِ تنہا مائل پرواز تھ  
میں بیک لمحہ قریب جلوہ گاہِ ناز تھ  
یوں تو کہنے کو ہر اک بھرد تھا ہراز تھ  
فرطِ غم میں بھی کوئی دل کے سوا دمساز تھ



میں ناکامی پہ اپنی کس لئے مایوس ہو جاؤں  
کھل کر نہ ہستی کا یہی افسانہ آتی ہے  
محبت میں جنہیں قدرت ہے کچھ ایسا کرنے کی  
انہیں تک آتش سوز دل پروانہ آتی ہے  
سنجھل اے دار مراب ہوگی منزل سر فروشی کی  
ہمیں لے کر ہماری بہت مردانہ آتی ہے  
ہزاروں حسرتوں کا خون ہوتا ہے محبت میں  
پھر اس کے بعد ہی تو منہ بھانا آتی ہے  
جسے بھی جام ملتے ہیں مرے ساقی کی آنکھوں سے  
قدم ہوں تو اس کی لغزش مستانہ آتی ہے  
خدا رکھے ہمارے ذوق سے خوشی کو اے صادق  
تصور میں بھی اب تو صورت میخانہ آتی ہے

ہزاروں خاک ہوئے جس دن آرزو کے لئے  
میں مضطرب ہوں اسی ایک شمع رو کے لئے  
چلا ہوں لیکے میں کچھ آنسوؤں کا سرمایہ  
کسی کی ہزم میں تمہید گفتگو کے لئے  
وہ پوچھتے ہی رہے حیرا مدعا کیا ہے  
مری زباں نہ کھلی عرض آرزو کے لئے  
کہیں کلیم کے جذبے کا یہ اثر تو نہیں  
وہ آگئے ہیں سر طور گفتگو کے لئے  
مری نگاہ کسی پھول پر نہیں جمتی  
اک اجنبی ہوں میں دنیائے رنگ و بو کے لئے  
وہ اور ہوں گے جنہیں باغباں سے شکوہ ہے  
میں رو رہا ہوں گلستاں کی آبرو کے لئے

شمع سے پروانہ ٹکرایا تو یہ کیا خیال  
یا بساط اس کی تھی لیکن کس قدر جانہاز تھا  
کس قدر دلچسپ تھا افسانہ سستی مرا  
اللہ اللہ اک زمانہ گوش بر آواز تھا  
میں فقط اتنا کہوں گا پرسش اعمال پر  
تپ کی بندہ نوزی پر مجھے تو ہاز تھا  
بلندی سر جھکانے سے ہوئی صادق نصیب  
میں نے اب سمجھ نہیں کیا عجزی میں راز تھا

یہ تفصیل بہ میرے بار گراں کی  
مرے ساتھ ہیں حسرتیں دو جہاں کی  
محبت نہ ہوتی تو کچھ بھی نہ ہوتا  
ان سے ہے تڑپیں بزم جہاں کی  
راہیں دیوانگی میں بھی اتنا  
میں صاف منہ پر ترے آستان کی  
مر اک نقش مہووم من کر رہے گا  
مثبت فکر ہے مجھ کو نام و نشان کی  
ہم آزاد ہیں اور سبے ہوئے ہیں  
قصص بس نئی زندگی آشیانہ کی  
ہر آسرا ہے نگاہ کرم کا  
سب من ہی دل سے دونوں جہاں کی  
ی کی تکی تو نہیں ہے یہ صادق  
جہاں تھم گئیں گرشیں آسماں کی

مے فم کا یہ دنیا کے جب پیمانہ آتی ہے  
تو میرے کام میری جرات رندانہ آتی ہے

یہ امتحانات بھی صادق نہیں ہے کم ان ہا  
چتا ہے دل کو مرے اپنی سرزد کے لئے

جو تیرے عشق میں رسوا نہیں ہے  
وہ منزل تک ابھی پہنچا نہیں ہے  
وہ کیا سمجھے گا دیوانوں کی منزل  
جو راہ عشق سے گزرا نہیں ہے  
الگ ہے سب سے پروانوں کی دنیا  
ہر اک اس آگ میں جلا نہیں ہے  
یہی ہے فیصد میری نظر کا  
حسین لاکھوں ، مگر تم سا نہیں ہے  
بقدر ظرف سے سب کچھ میسر  
م سے کیا ترے ملتا نہیں ہے  
وہ کیا سمجھے فنا کیا ہے بقا کیا  
مثاب شمع جو جتا نہیں ہے  
تجہبی کو ہو مہرک طالب زر  
مرا متصور یہ دنیا نہیں سے  
اس کا نام ہے شہر خموشاں  
جہاں ہنگامہ دنیا نہیں ہے  
مجھے سے احتیاج چشم میگوں  
تاش ساغر و مینا نہیں ہے  
نہ پوچھو ان کے چھپنے کی " کیوں  
کہیں پردا نہیں پردا نہیں ہے  
مال کار کینا ہوگا جنوں کا  
بھی صداقت نے یہ سوچا نہیں ہے

خدا جانے محبت رہبر کمال کہاں تک ہے  
مرا پائے طلب آسودہ منزل کہاں تک ہے  
حجاب راہ جنوں میں ترے حائل کہاں تک ہے  
نہ جانے ذوق نثارہ مرا کمال کہاں تک ہے  
بصارت ہو تو دیکھو بھی بصیرت ہو تو سمجھو بھی  
زمانے کی روش تقلید کے قابل کہاں تک ہے  
محبت میں دیئے ہوں امتحان پر امتحان جس نے  
اسی سے پوچھئے دشوار ، یہ منزل کہاں تک ہے  
مسئلہ حدیث مذہب سے چلتے ہیں اب دل پر  
خدا جانے ہمارے واسطے مثل کہاں تک ہے  
بجا ہے آپ کا اپنے ستم پر ناز فرمانا  
ہمارا دل بھی دیکھو ضبط کے قابل کہاں تک ہے  
یہی اکثریت ہے دل سے دل کو راہ ہوتی ہے  
ہمارے حل سے واقف تمہارا دل کہاں تک ہے  
مرا افسانہ غم سننے والے تو نے سمجھا بھی  
کہ میں خونِ حسرت خونِ دل شامل کہاں تک ہے  
تمہیں صادق تمنا ہے جو چشمِ مسرت ساقی کی  
خود اپنا ظرف بھی دیکھو کہ اس قابل کہاں تک ہے

رازِ الفت کے جو حامل نہیں ہونے پاتے  
ان کے روشن ہی کبھی دل نہیں ہونے پاتے  
منزلِ صبر و رضا سے جو بھٹک جاتے ہیں  
وہ کبھی عشق میں کمال نہیں ہونے پاتے  
اپنی ہستی کی حقیقت سے ہوئے جو آگاہ  
اک نفس تجھ سے وہ غافل نہیں ہونے پاتے

مناہت ہے رہ عشق میں جو پی سستی کو  
میسر س کو صادق قرب جاں ہوئے رہتا ہے

تمہارے عشق میں یہ بنودی کا نام ہے  
نہ زندگی کی خوشی ہے نہ موت کا غم ہے  
ہر ایک سانس یہاں زندگی کا ماتم ہے  
ہزار شکر تری یاد پھر بھی پیہم ہے  
کسی کے گھر میں خوشی ہے کسی کے ماتم ہے  
اسی کا نام تو صادق انھم عام ہے  
یہ خیریت سے گذر جائے تو نجات ملے  
حیات و موت کا وقفہ ہی عرصہ غم ہے  
قدم قدم پہ ہیں ظلم و ستم زمانے کے  
مرے لئے تو یہی انقلاب عام ہے  
شب فراق کی تاریکیوں کو کیا کہئے  
سمجھ رہا ہوں ستاروں میں روشنی کم ہے  
خوشی سے ہمارے مصائب قبول ہیں مجھ کو  
تمہاری چشم عنایت رہے تو کیا غم ہے  
تمہارے عشق نے ڈلی ہے جان مردوں میں  
تمہاری ذات تمہارے ابن مریم ہے  
عبث ہے فکر تجھے زندگی کی اے صادق  
کہ اس حیات کا عالم مشابہ شبنم ہے

ساقی وہی نظم عالم بدل رہے ہیں  
جو تیرے میکدے سے پی کر نکل رہے ہیں  
تشنہ لبوں پہ ان کا انعام ہو رہا ہے  
دریائے معرفت کے چشمے اہل رہے ہیں

نہ جو چاہیں نہیں ، آپ کے افغانہ کبھی  
وجہ انفرادی دل نہیں ہونے پاتے  
وہ فقط اہل محبت کی زباں ہوتی ہے  
جس سے مجروح کبھی دس نہیں ہونے پاتے  
چار تھے بھی گستاخ میں نشین کے لئے  
انہی قسمت مجھے حاصل نہیں ہونے پاتے  
مرے راہ محبت کے کبھی اب صادق  
عزم محکم ہو تو مشکل نہیں ہونے پاتے

تمہارا حسن کب پردوں میں نہیں ہو کے رہتا ہے  
جہاں کے ذرہ ذرہ سے نہیں ہو کے رہتا ہے  
جو اس دنیا میں دنیا سے گریزاں ہو کے رہتا ہے  
دلوں پر حکمران صادق وہ انسان ہو کے رہتا ہے  
سمجھ سکتے ہیں اربابِ خود کیا اس کی منزل کو  
محبت میں جو خاک کوئے جاناں ہو کے رہتا ہے  
نظرِ حس پر بھی پڑ جاتی ہے اس جان دو عام کی  
وہ انسان ہے نیازِ کفر و ایمں ہو کے رہتا ہے  
اگر تشریف لے آتے ہیں وہ میرے تھوڑ میں  
مری تاریک دنیا میں چراغاں ہو کے رہتا ہے  
میری ناکِ حق پا سے شفا پاتی ہے اک دنیا  
تری نظروں سے زخمِ دل کا درماں ہو کے رہتا ہے  
تری محو آکھوں کا ہے یہ اعجاز اے ساقی  
جو میٹانے میں آچتا ہے انسان ہو کے رہتا ہے  
خیال آتا ہے جب تیرے جمالِ بروئے زیبا کا  
تو پیدا دل میں اربانوں کا طوفان ہو کے رہتا ہے

اب حال دل چھپنا دشوار ہو گیا ہے  
 میں غم رہا ہوں نین سوں نکل رہے ہیں  
 یہ وقت ہی برا ہے اس وقت کا برا ہو  
 غیروں کی شکایت اپنے ہاں رہے ہیں  
 جن کو یہ آرزو تھی چھوٹے پھلے گلستاں  
 بن کے شیشے گھشن میں جل رہے ہیں  
 سوس ہو رہی ہے میری کی جہاں میں  
 مجھ کو مٹانے والے اب ہاتھ مل رہے ہیں  
 اس یقیں نہیں کے نقش قدم ہیں صادق  
 جو ان کی جستجو میں کانوں پہ چل رہے ہیں

ان کا کوئی مقام تو ہو گا نگاہ میں  
 اس شمع رو جو خاک ہوئے تیری چاہ میں  
 تم سفر میں جب سے محبت کی راہ میں  
 یہ بات یاد بھی نہیں ہے نگاہ میں  
 بھجا رہا ہوں دل کو یہ حال تباہ میں  
 مٹے ہیں حادثے بھی محبت کی راہ میں  
 ان ہر گاہ ناز میں پہنچے بعد نیاز  
 رہا بھی تو نہیں ہے اثر میری آہ میں  
 اک بندہ وفا ہوں مرا جرم ہے یہی  
 مجھ اور تو نہیں مری فرو گناہ میں  
 ثروت نصیب تھی تو زمانہ بھی ساتھ تھا  
 ہمدرد ایک بھی نہیں حال تباہ میں  
 اب راج میری روز جزا تیرے ہاتھ ہے  
 بخشش کی کوئی راہ نہیں ہے نگاہ میں

تم ہی چن ہو ، تم ہی چن کی ہمار ہو  
 تم ہی کو دیکھتی ہے نظر مہر دہو میں  
 کیا تم نے اپنے رخ سے الٹ دی ہے پھر نقاب  
 اک حشر سا پایا ہے جہاں تباہ میں  
 شاید اس سبب ہوں میں دنیا میں مریض  
 سر میرا جھک گیا ہے تری بارگاہ میں  
 اس چشم لقا کے قربان چاہیے  
 صادق بنا دیا ہے مجھے اک نگاہ میں

زباں پر بارہا یوں تو خدا کا نام آتا ہے  
 بھروسہ شرط ہے اسے دل بھروسہ کام آتا ہے  
 نہ تڑپوں کس طرح اب ضبط کی طاقت نہیں دل میں  
 تڑپتا ہوں تو میرے عشق پر الزام آتا ہے  
 بہت دیکھے ہیں ہم نے دھویداران محبت بھی  
 وہ اپنا ہے مصیبت میں جو اپنے کام آتا ہے  
 دم آخر مسلسل ہچکیاں آئیں تو میں سمجھا  
 بلاوا اس طرح آتا ہے یوں پیغام آتا ہے  
 مری تقدیر کی گردش بدل دیتی ہے رخ اس کا  
 تمہاری بزم میں مجھ تک جو کوئی جام آتا ہے  
 مسلسل تجربات زندگی سے میں یہ سمجھا ہوں

اگر کچھ کام آتا ہے تو تیرا نام آتا ہے  
 سکون دل کی تجھ کو آرزو ہے کس لئے صادق  
 کوئی دنیا میں اسے ناداں ہے آرام آتا ہے

آپ سے منسوب کچھ ایسے بھی دیوانے ہوئے  
جن کی لغزش سے مرتب لاکھ افسانے ہوئے  
چشم ساق کے میسر جن کو پیمانے ہوئے  
واقعہ اسرار دو عالم وہ متانے ہوئے  
ایک ہم ہیں جو ترستے ہی رہے اک جام کو  
ایک وہ جن کو عطا لبریز پیمانے ہوئے  
وہ تمھارا آسرا چھوڑیں تو پھر جائیں کہاں  
جو تمھارے عشق میں دنیا سے بیگانے ہوئے  
ہم نہ تھے آگاہ سوز عشق کے انجام سے  
کچھ سمجھ میں آگیا جب خاک پروانے ہوئے  
ہر طرح برباد جب اس دل کی دنیا ہو گئی  
پھر کہیں آباد اس بستی میں ویرانے ہوئے  
مل رہے ہیں مجھ کو صادق جام ہائے تلخ و تیز  
ساقی محفل ہے میرا ظرف پچھانے ہوئے

جس پر تمھارا لطف فراوان نہیں رہا  
شاداب اس کے دل کا گلستاں نہیں رہا  
بندہ نوازیوں پہ تری مجھ کو ناز ہے  
وہ غم دیئے کہ میں تھی داناں نہیں رہا  
برباد کر دیا ہے حادثہ نے میرا دل  
یہ گھر بھی اب تو قابلِ مہمان نہیں رہا  
اب کیا تری نگاہ ستم آرزو نہیں  
افردہ زخم ہیں کہ نمکداں نہیں رہا  
اسے چارہ ساز کیوں ترا چہرہ اداں ہے  
کیا میرے درد کا کوئی درماں نہیں رہا

نشی وں ہے طوفان ہے  
اب خدا ہی نگہبین ہے  
میں مومن مصیبت کا طوفان ہے  
پھر بھی بخشش کا سہاں ہے  
چاک میری سریبان ہے  
اور دن پشیمان ہے  
ان کے آنے کا امکان ہے  
یوں بھی جینے کا ارمان ہے  
آپ کا جو بھی فرماں ہے  
وہ مرا دین و ایمان ہے  
راہ بستی ہے مشکل مگر  
خوصد ہو تو آسان ہے  
زندگی زندگی بن گئی  
یہ محبت کا احسان ہے  
ہے میری فریب ہوس  
آدھی کشت نادان سے  
میں تو بندہ ہوں محتاج ہوں  
بے نیازی تری شان ہے  
اب بھی جاؤ کہ پیار غم  
چند صحوں کا مہمان ہے  
شکر کرنا ہر ک حال میں  
بندہ عشق کی شان ہے  
ہر قدم ہیں نئے حادثے  
زندگی ہے کہ طوفان ہے  
سیف ہادہ ہے صادق نصیب  
چشم ساق کا فیضان ہے

جذبہ دل پھر مجھ سے چل اے کے سامنے  
مجھ تہی دست و تہی دامن کی ہے کیا حیثیت  
بندہ پرور آپ کی دریا دل سے سامنے  
ضدہ خیم پر بھی اس صداق چھٹ جاتے ہیں اشک  
غم چھپائے بھی نہیں چھپتے کسی کے سامنے

محبت کس کو کہتے ہیں یہ پروانوں سے پوچھوں گا  
جنون عشق کی باتیں ہیں دیوانوں سے پوچھوں گا  
بھائی پیاس جس نے پاؤں کے چھالوں سے کانٹوں کی  
ہے ایسا کون دریا دل بیابانوں سے پوچھوں گا  
اگر یہ داغ دل بن کر فروزاں ہو نہیں سکتے  
تو پیدا کس لئے ہوئے ہیں ارمانوں سے پوچھوں گا  
سوا خون جگر، خون تمنا، خون حسرت کے  
کی کس نے تمھیں رتلین، افسانوں سے پوچھوں گا  
محبت کی حقیقت سے خرد مندوں کو کیا نسبت  
رموز عشق کیا ہیں تیرے دیوانوں سے پوچھوں گا  
مجھے معلوم ہیں آداب میخانہ مرے ساتھی  
نہیں میں ایسا دیوانہ جو فرزانوں سے پوچھوں گا  
ہزاروں بیکسوں کی زندگی پر موت بنتی ہے  
ہوا کیا جذبہ ایثار انسانوں سے پوچھوں گا  
غریبوں کا لبو ہے کس قدر تعمیر میں ان کی  
مری امت سلامت ہے تو ایوانوں سے پوچھوں گا  
وہ جن کی لغزش مستانہ سے دنیا بدلتی ہے  
کہاں وہ رند ہیں صادق یہ میخانوں سے پوچھوں گا

رویہ ہوں اس قدر میں کسی کے فراق میں  
اک اشک بھی تو اب سر مڑگاں نہیں رہا  
وہ رُخسار پہ ان کی محبت میں کھلے ہیں  
ساتھی مائل گردشِ دوراں نہیں رہا

تمہارے ہجر کے غم میں ہماری آنکھ پر دم ہے  
یوں اب بہ نہیں سکتا جو اپنے دل کا عالم ہے  
دن موت کی چھائی ہوئی سے نبض مدہم ہے  
پتے آؤ کہ اب یہ غم کا سفری دم ہے  
محبت حاصل دیں ہے محبت حاصل دنیا  
محبت ہی کی مجھ کو جستجو سے امر یتیم ہے  
ہزاروں حادثے گذریں ہزاروں انقلاب آئیں  
محبت جب مری دنیا میں تو ہے مجھ کو کیا غم ہے  
جو غم مجھ و میر ہے تمہارے عشق صادق میں  
وہ میری آرزوئے زندگی سے تو بہت کم ہے

سر جہاں پیتے ہیں جو تیری خوشی کے سامنے  
وہ پشیمان ہو نہیں سکتے کسی کے سامنے  
فرہ غم میں بھی ہمیں پارِ وفا اتنا تو ہے  
پنی لے ہیں اشک جب آئے کسی کے سامنے  
ہو وہاں ہوئی محبت میں مجھے مٹنے کے بعد  
یہ ہے یہ زندگی اُس زندگی کے سامنے  
یہ ہے یہ مرحلے میں کیسے کیسے حادثہ  
بندہ مہر و وفا کی زندگی کے سامنے  
جس کی نظروں سے نوازا اضطراب و درد سے



نصیب ہوتا نہیں ہوئی شراب نے بھی  
مجھے نخر سے عطا وہ نذر رستے ہیں  
منجھیں سوں نہ میں صادق تو یہ مری قسمت  
وہ ہر قدم پہ مجھے ہوشیار رستے ہیں

وہ مرے دل میں ہوئے کیا میہماں  
ہو گیا روشن چراغ آشیاں  
آرزوئے جہدہ ریزگی کے شہ  
مل گیا مجھ و تمہارا آستیں  
پاسِ آدابِ محبت دیکھے  
سامنے ان کے نہیں کھلتی زبوں  
دل سے کہنے کے سے جھوٹی چیز  
اور وسعت میں ہے مثلِ آسمان  
چار تنگوں کا مقدر دیکھے  
برق کرتی ہے طوائف آشیاں  
جانتے ہیں وہ مرا حالِ زبوں  
ان سے یہ کہنی سے غم کی داستان  
اے محبت یہ ترا احسان ہے  
مٹ گیا انفریضہ سود و زیاں  
جب کسی کی یاد آتی ہے مجھے  
اشک ہو جاتے ہیں آنکھوں سے رواں  
ہر نفس ہے آزمائشِ ظرف کی  
ہر قدم ہوتا ہے میرا امتحان  
عاشقِ صادق کی یہ پہچان ہے  
وہ کبھی کرتا نہیں آہ و فغان

اُس قدر وہ محبت میں ام آتے ہیں  
میری رستہ سے کہاں سے کہ آتے ہیں  
تو جس قدر کہیں ہر تو ہر یہ نہ  
نہ سب سے سب کی ہر میں ہم آتے ہیں  
یوں چھپا رکھے ہیں سینے میں ترے عشق کے دغ  
نہ رستہ میں یہی نام و در آتے ہیں  
تو صبر ہر وقت تیرے شب صبر پہ  
راہ میں یوں تو بہت نقش قدم آتے ہیں  
یہ نہاکی جہم سے تو ہاؤں نہ ہو  
اس رستہ سے سے سیکڑوں غم آتے ہیں  
ان کی بات من کو تھی ماہن کی رہے  
وہ مری رستہ ہندازِ کرم آتے ہیں  
نوں دن، نوں جبر جن میں نہ ہو اب صادق  
یہ نہ تو مری آٹھ میں کہ رستے ہیں

جو عشق کرتے ہیں تم سے جو پیدا کرتے ہیں  
وہ اپنی جاں بھی تم پر شہ کرتے ہیں  
مرا تو جب ہے کہ ہو بندگی بقید وفا  
کہ یوں تو کرنے کو جہدے ہزار کرتے ہیں  
جو تیرے عشق کو سمجھے ہیں مددائے حیات  
دنوں میں طے وہ ہر اک رہنما کرتے ہیں  
کبھی ہم شک بہتے ہیں اپنے عصیاں پر  
کبھی تمہارے کرم کا شہ کرتے ہیں  
مجھے بھی دردِ محبت عطا ہو بندہ نواز  
اگر کچھ آپ مرا اعتبار کرتے ہیں

نسبت پر طریقت کے طفیل  
لہس گئے صادق پہ اسرارِ نبی

جنوں اغت کی نیر یا رب یہ جذبہ دس رہے سلامت  
میں ایسی راہوں میں کھو گیا ہوں نشانِ منزل جہاں نہیں ہے  
مجھے تو اس بات کی خوشی ہے شعورِ زندہ ہے ہندگی کا  
وہاں بھی جد کے تین میں نے جہاں تراستا نہیں ہے  
چمن کی رعنائیوں سے گذرے گلوں کی رنگینیاں بھی دیکھیں  
یقین ہے صادق تو غور کر لے وہ جوہر کہاں نہیں ہے

ان کی نظر کے دل تک پیکان آ رہے ہیں  
صد شکر اپنے گھر میں مہمان آ رہے ہیں  
ہر امتحاں پہ میری فطرت یہ کہہ رہی ہے  
جتنے بھی سرطے ہیں آسان آ رہے ہیں  
اے حسنِ ناز اب تو رخ سے نقاب اٹھ دے  
دیوانے تجھ پہ ہونے قربان آ رہے ہیں  
کیا میرا شیشہ دل اب چور ہو گیا ہے  
آنکھوں میں کیوں لبو کے طوفان آ رہے ہیں  
جوئے کی آرزو میں جو طور تک گئے تھے  
وہ آئینے کی صورت حیران آ رہے تھے  
احسان اے اجل کر کچھ دیر تو ٹھہر جا  
جن کا نہیں تھا کوئی امکان ، آ رہے ہیں  
جن کو نظر سے صادق ساقی نے بے پلا دی  
بن کر وہ میکدے سے انسان آ رہے ہیں

تیرے دیوانے سے بڑھ کر کون ہوگا ہوش میں  
میں ہزاروں راز اس کے اک لبِ خاموش میں  
کیا خبر کیا کہہ گیا ہے وہ جنوں کے جوش میں  
تذکرہ ہے تیرے دیوانے کا اہل ہوش میں

رہا ہی سے جسے پتہ جذبہ زندانہ ملتا ہے  
اسی کو چشمِ ساقی سے کوئی چکانہ ملتا ہے  
خدا جانے حرم تک کب ہمارا قافلہ پہنچے  
بھی تو بہ قدم پر ہم کو کب بخانہ ملتا ہے  
تجھ کی صوت سے من کر رہے تئیں میری تمنائیں  
سراپا کوشہ دلِ ناکام کا دریانہ ملتا ہے  
نردمانِ عالم اپنا دامن کھینچ لیتے ہیں  
قرب دار اگر ملتا ہے تو دیوانہ ملتا ہے  
نہیں میں سے سمجھ لیں آپ اک منصور کا قصہ  
جہاں والوں میں جن سے کچھ مرا افسانہ ملتا ہے  
یہ نعمت ہر کس و ناکس کی قسمت میں نہیں صادق  
مبارک ہیں وہی جن کو غمِ جانانہ ملتا ہے

رازِ آوی سے مجھ کو غرت جو بچ کہوں تو اماں نہیں ہے  
وہ اپنے دل میں سمجھ رہے ہیں کہ میرے منہ میں زباں نہیں ہے  
خدا رکھے ضبطِ سوزِ غم کو بجا آہ و فغاں نہیں ہے  
سایا ہے اُس گم کا سہارا کہ جل رہا ہوں دھواں نہیں ہے  
جہیں سے گل چیں کو ہے عذوت مجھی سے برہم ہے باغیاں بھی  
چمن کی ہر چیز ہے چمن میں مگر مرا آشیاں نہیں ہے  
نہ گائے کیوں بہلوں نے نغے نہ کیوں چمن پر نکھار آیا  
ابھی تو ہے فصلِ گل کا سایہ ابھی تو دور خزاں نہیں ہے  
وہ مجھ کو الزام دے رہے ہیں وفا کا انعام دے رہے ہیں  
مرے مٹانے کی سعیِ پیہم ہے یہ مرا امتحاں نہیں ہے

کس مرست سے جان دیتا ہے  
تم نے دیکھا بھی عزم پروانہ  
ہو سوا درد عشق صادق کو  
سپ کی شان ہے کریبانہ

نکدہ لطف سے حیات بدل سکتے ہیں  
بندۂ عشق کے دن رات بدل سکتے ہیں  
چشم گریوں سے رول ہے غم فرقت میں ہو  
آپ یہ موسم برسات بدل سکتے ہیں  
میری جانب سے نظر پھیر کے جانے واسے  
اس طرح کیا مرے جذبات بدل سکتے ہیں  
آپ فرما میں اگر مجھ پہ عنایت کی نظر  
میری تقدیر کے دن رات بدل سکتے ہیں  
چشم ساقی کا جو ادنیٰ سا اشارہ ہو جائے  
بادہ کش اپنی روایات بدل سکتے ہیں  
سازِ ہستی کو ذرا عشق کی مضرب سے چھیڑ  
دل کی دنیا یہی نعمات بدل سکتے ہیں  
جن کے دل ان کی محبت سے ہیں روشن صادق  
وہ زمانے کے خیالات بدل سکتے ہیں

ماگوں میں کچھ کسی سے ضرورت ہے کیا مجھے  
دیتا ہے دستِ غیب سے میرا خدا مجھے  
انہوں نے بھی فریب دیئے بارہا مجھے  
تیرے سوا کسی کا نہیں آسرا مجھے  
دنیا بھلا چکی ہے مجھے یہ درست ہے

انہرے زمان و مرست، یوں و حوال، اضطراب  
نہ ہر سب چھوٹ گیا ہے عشق کی آغوش میں  
میں کئی دل کے ہر اک گوشہ سے دنیا کی ہوس  
اور میں نے محبت سے مری آغوش میں  
نہ ساقی شہر ساقی سے نہ کوئی جام  
وہ نہ آئے ہیں نہ آئیں گے جہان ہوش میں

سایہ دل عشق جانانہ  
اک جہاں ہے رہا سے دیوانہ  
تسلیاں سب سے پھر بھی بیگانہ  
رہنمائی ہے ثیب فسانہ  
بہاروں تک نہیں ہے ہستی کا  
سے تصور میں رونے جانانہ  
مہر ہی تم ہو مری نگاہوں میں  
وکی اپا ہے اب نہ بیگانہ  
پھر وہی اک نگاہ ہوش ربا  
ہوش میں رہا ہے دیوانہ  
برحق جاتی ہے اور تشنہ ہی  
جستی پیتا ہے تیرا مستانہ  
جنوہ حسن کے تمنائی  
پہلے سے ہر مقام پروانہ  
تشنہ ب ہوں میں ایک مدت سے  
رخِ اصر بھی ہو پیرِ میخانہ  
اب نہ راز وفا ادا ہوگی  
میں گیا نقشِ پایے جانانہ

برہادر کر کے دس کو بہادر کر رہے ہیں  
 سب کچھ جملہ چکے ہیں اب یاد کر رہے ہیں  
 آنسو بہا بہا کر دل شدہ رہا ہے  
 محکمہ تمہارے غم کی بیدار کر رہے ہیں  
 اب مٹھاں کی مٹنیں آسان ہوئی ہے  
 وہ ہر قدم پہ میری امداد کر رہے ہیں  
 جب اپنے دل کو غم کا خوگر بنا چکا ہوں  
 اب قید غم سے مجھ کو آزاد کر رہے ہیں  
 نیرنگی جہاں کو حیرت سے تک رہا ہوں  
 لطف و کرم کے عادی بیدار کر رہے ہیں  
 میں نے انہیں کو اپنا رہبر بنا لیا ہے  
 نقش قدم تمہارے امداد کر رہے ہیں  
 اس شمعِ رو سے ہر دم اب لو لگی ہوئی ہے  
 ہر سانس اس کو صادق ہم یاد کر رہے ہیں

رو وفا میں وہ ہنگام آہی جائے گا  
 کہ ان کے سب پہ مرا نام آہی جائے گا  
 بقدر ظرف کوئی جام آہی جائے گا  
 کسی کے بعد مرا نام آہی جائے گا  
 اسی امید پہ اب زندگی گذرتی ہے  
 کبھی تو آپ کا پیغام آہی جائے گا  
 چھپو یا ہے جسے دل میں وہ ترا نام ہے  
 یہ زندگی میں کبھی کام آہی جائے گا  
 نفس کا رزق مقدر میں جس کے لکھا ہے  
 وہ بد نصیب نہ دام آہی جائے گا

یہ تو نہیں کہ بھلا یہ ہے خدا مجھے  
 مجھ سے خفا وہ عرشِ تمنا پہ ہو گئے  
 مل تو رہی ہے اپنے کئے کی سزا مجھے  
 دیوانگی عشق کے قربان جائے  
 ساری خدائی سنبھال گئی آپ کا مجھے  
 کچھ میں بندھے میں کروں جا کے کیا تلاش  
 دل ہی میں مل گیا ہے تمہارا ہوا مجھے  
 صادق یہ کہہ رہا ہوں میں اس حسنِ ناز سے  
 اپنی نگاہ مست سے بخود بنا مجھے

ذوقِ میرے لئے اک دن قرار دل نہ بن جائے  
 یہ صفاں بڑھتے بڑھتے دامنِ ساحل نہ بن جائے  
 وہ دانستہ گداز جاتے ہیں نظریں پھیر کر یوں بھی  
 ہماری چشمِ حسرت کا سہ سائل نہ بن جائے  
 ابھی تک میں حقیقتِ عشق کی اتنی ہی سمجھا ہوں  
 محبت کچھ نہیں ہے درد جب تک دل نہ بن جائے  
 کہیں ایسا نہ ہو اپنے کئے پر ہو پشیمانی  
 تری مشقِ ستم سے میرا مستقبل نہ بن جائے  
 تمہاری بے نیازی سے کہیں یہ انجمنِ دل کی  
 غم و اندوہ و درد و یاس کی محفل نہ بن جائے  
 گذرتا ہوں میں یوں دامنِ کشاں ہر بزمِ عشرت سے  
 تن آسانی کہیں میرے لئے مشکل نہ بن جائے  
 اُڑ پڑ جائے دس پر تو حسِ ازلِ صادق  
 رمانے کے لئے کیا آئینہ یہ دل نہ بن جائے

زندگی بھر غم دنیا سے فراغت نہ ملی  
جس کو تم یاد نہ آئے اسے فرصت کیسی  
مجھ سے آیا نہ مرے بعد کوئی اہل وفا  
رو رہی ہے مجھے دنیائے محبت کیسی  
ان کے کوچے کی گدائی ہے مقدر جس کا  
اس توغر کے لئے دولت و حشمت کیسی  
دل پہ صادق جو گذرتی ہے گذر جانے دے  
شکر گر شکر محبت میں شکایت کیسی

ہوش مندوں میں جسے دیوانہ سمجھا جائے ہے  
بات اتنی ہے وہ اپنے آپ کو پا جائے ہے  
کیا خبر دل کو مرے کیا حادثہ پیش آگیا  
ساری دنیا سے اسے بیگانہ دیکھا جائے ہے  
کیا بتائیں کیا گذرتی ہے دل رنجور پر  
مسکرا کر جب ہمارا حال پوچھا جائے ہے  
ہاں اگر چشم بصیرت ہو تو کچھ اندازہ کر  
حال و ماضی ہی سے مستقبل کو دیکھا جائے ہے  
دیکھئے ہوتا ہے اس آغاز کا انجام کیا  
اس کی ہستی سے بشر انکار کرتا جائے ہے  
عشق کی دنیا میں شاید انقلاب آنے لگا  
تیرا صادق اب تری تصویر بننا جائے ہے

مرا ذوق سجدہ ریزی مجھے لے گیا کہاں تک  
کبھی ان کے نقش پا تک کبھی ان کے آستان تک  
یہ خیال تھا کہوں گا غم دل کا ماجرا میں  
ترے رو برو جو آیا نہ کھلی مری زباں تک

ابھ رہے ہیں گھڑی بھر کو تار ہائے نفس  
تو اس کے بعد تو آرام آئی جائے گا  
جہاں نہ کام کوئی آسکے گا اے صادق  
مرا یقین مرے کام آئی جائے گا

حاصل کہاں غم سے ہوئی ہے خوشی مجھے  
سے اختیار آتی ہے اب تو ہنسی مجھے  
سے آئی اس مقدم پہ دیوانگی مجھے  
ہر شخص ہو گیا ہے جہاں اجنبی مجھے  
تم بھول کر بھی یاد نہ آتے کبھی مجھے  
اچھا کیا کسی کی محبت نہ دی مجھے  
جس کی مجھے تلاش بھی تھی سرزو بھی تھی  
راہ وفا میں مل گئی وہ زندگی مجھے  
جتن قریب ہوتی گئی جلوہ گاہ دوست  
دیتی گئی پیام جنوں عاشقی مجھے  
ہنگام نزاع ہے وہ عیدت کو آئے ہیں  
وہ وقت ہے کہ پیار کرے زندگی مجھے  
صادق جنوں عشق کی تکمیل ہوگئی  
دیونہ نہ رہا ہے ہر اک آدمی مجھے

دس پردے میں سہی پھر بھی ہے شہرت کیسی  
ذراے ذراے سے نہیں ہے حقیقت کیسی  
اس طرح روٹھ گئے وہ کہ منائے نہ منے  
مجھ سے برگشتہ ہوئی ہے مری قسمت کیسی  
اب تو مرا رہا ہے بے خوف گذر جاتا ہوں  
کار آئی مری نونی ہوئی بہت کیسی

چراغِ زندگی ہو جس کا روشن تیرے پر تو سے  
مثالِ شمع کیا پھر اس پہ پروانے نہیں آتے  
زمانے سے زمانہ کہہ رہا ہے داستانِ میری  
مگر میری زبان پر میرے افسانے نہیں آتے  
جو لکھے ہی نہ ہوں روزِ ازلِ قدرت نے قسمت میں  
کی تدبیر سے بھی ہاتھ وہ دانے نہیں آتے  
اگر طوفِ حرم کی آرزو دل میں نہ ہو صادق  
نظرِ منزل پہ منزل پھر صنم خانے نہیں آتے

ترے میوے میں ساقی کے ناب کون سی ہے  
جسے پی کے ہوش آنے وہ شراب کون سی ہے  
تمہیں اپنے دل میں پیدا تمہیں دم میں بھی دیکھا  
جو رہی تمہارے رخ پر وہ نقاب کون سی ہے  
جہاں ہفت آسمان بھی ہیں دب سے سر جھکانے  
یہ سمجھو یا ہے میں نے وہ جناب کون سی ہے  
جسے پی کے زندگی پر کھلیں رازِ ہر دو عالم  
ہو عطا مجھے بھی ساقی وہ شراب کون سی ہے  
کبھی آئینہ بھی لے کر یہ مشاہدہ کیا ہے  
نظر آتی ہے جو صورت وہ جناب کون سی ہے  
مجھے دو جہاں سے جس نے کیا بے نیاز صادق  
نہیں وہ شرابِ عرفاں تو شراب کون سی ہے

اگر دل آپ کا ممکن نہ ہوتا  
چراغِ آرزو روشن نہ ہوتا  
نہ آتے تم جو میری زندگی میں  
شگفتہ زیست کا گلشن نہ ہوتا

مراقبہ بہت تری ذاتِ پاک سے ہے  
وہی سحرِ نہ پہنچے مرے غم کی داستان تک  
مری حسرتیں ہی کیا تمہیں مری کوششیں ہی کیا تمہیں  
میں ترے روم سے پہنچا ترے سنگِ آستان تک  
میں قدمِ قدم پہ صدے میں نرس نرسِ حوادث  
ہے وفا کا پاس صادق نہیں لب پہ جو فداں تک

ہر ادا ڈوبی ہوئی ہے صن کی تصویر میں  
تو نہیں ہے اور سب کچھ ہے تری تصویر میں  
اپنی مرضی سے کوئی اک سانس لے سکتا نہیں  
ہر نفس ہے اختیارِ کاتبِ تقدیر میں  
وہ کی دوت سے مار مار کر دیتے مجھے  
یہ عادت اور کٹھن دیتے مری تقدیر میں  
قبر پہ میری کوئی دامن کشاں کیا تو ہے  
سج بھی کتنی کشش ہے خاکِ دامگیر میں  
مجھ کو انیسائے ہر اک غم سے کیا ہے بے نیاز  
اب محبت باندھ کر تو نے مجھے زنجیر میں  
اس نے اب صادقِ محبت زمانے کے لئے  
کوششیں کیں ہیں وہ عام و مری تقدیر میں

جسیرِ پینے مئے عرفاں کے پیمانے نہیں آتے  
مرے ساقی کی محفل میں وہ دیوانے نہیں آتے  
ایسی باعثِ نواں روشن میں پہنے نہیں آتے  
وہ جس کے دم سے مینانہ ہے میخانے نہیں آتے  
ہوں اپنی ہے جن کی غزلیں پہ قسمتِ عام  
مرے ساقی نظر وہ تیرے مستانے نہیں آتے

شکستہ حوصلوں سے کشتی دل ڈوب جاتی ہے  
کنارے تک اسے طوفانِ غم یہ نہیں کرتے  
زبے تقدیر صادق ان کا غم میرا مقدر ہے  
یہ دولتِ جالب دنیا کبھی پایا نہیں کرتے

حقیقت میں کرم ہے آپ ہی کا  
نہیں احساں مرے سر پر کسی کا  
زمانے بھر کو تو دشمن بنالے  
تقاضا ہے یہ ان کی دوستی کا  
تمہاری یاد میں ہر سانس گزرے  
میری مقصد ہے میری زندگی کا  
ہجومِ رنج و غم ہے اور میں ہوں  
کوئی لمحہ نہیں آتا خوشی کا  
زمانے کی فضا بدلی ہے لیکن  
وہی عالم ہے ان کی بے رخی کا  
محبت میں جو مٹ جائے گا صادق  
رہے گا نام بھی زندہ اسی کا

اربابِ وفا شکوہ قسمت نہ کریں گے  
بے مہرِ دنیا کی شکایت نہ کریں گے  
یہ ہم کو یقین ہے انہیں معلوم ہے سب کچھ  
ہم ان سے عیاں اپنی حکایت نہ کریں گے  
تاریک رہے گا مرا غم خانہ سستی  
روشن وہ اگر شمعِ محبت نہ کریں گے  
بے کیف رہے گی مری دنیائے محبت  
س دس پہ اگر آپ حکومت نہ کریں گے

نذرنا محبت راہوں سے میں کیونکر  
ہر باتھوں میں ترا دامن نہ ہوتا  
تمہارے در پہ جو سجدے نہ ہوتے  
بھی وارغ جبین روشن نہ ہوتا  
تپن کی جو قہیم نہ ہوتی  
بہنی صادق کا دس روشن نہ ہوتا

ہر ن کے خیات کو بہتر نہیں کہتے  
انسان کہ جو انسانے برابر نہیں کہتے  
کیوں کر میں انہیں رند کہوں پٹی زباں سے  
ماتی زری سنگھوں و جو سرغر نہیں کہتے  
یہ بات سمجھتے ہیں فقط اہل محبت  
وہ دس ہی نہیں جس کو ترا گھر نہیں کہتے  
اللہ نے بخش ہے یہ عزاز بشر کو  
رتبہ میں کسی اور کو برتر نہیں کہتے  
جو موقِ مودت سے نہ ٹکرائے اسے ہم  
دنیائے محبت کا شانور نہیں کہتے  
جس کو نہ ملے سوزِ غم عشق کی دولت  
صادق اسے تقدیر کا یاد نہیں کہتے

محبت میں ہر ناد سوس پیدا نہیں کرتے  
محبت جن کی صادق ہے وہ ٹھہریا نہیں کرتے  
پہ دیتا ہے جن کو سب اپنے ہاتھ سے ساقی  
من ہے یہ کبھی وہ ہوش میں آیا نہیں کرتے  
اس و جاں دین و ایمں نذر کر راہِ محبت میں  
جو سب تپڑ کھو نہیں سکتے وہ کچھ پایا نہیں کرتے



اس الفت پہ جتنا بھی شکر ہو کم ہے  
شرف عطا جو کیا ہے بشر بنا کے مجھے  
تمام عمر اسی آرزو میں رولوں گا  
زہے نصیب جو دیکھیں وہ مسکرا کے مجھے  
کبھی وہ درد سے صادق نواز بھی دیں گے  
یہ اور بات کہ دیکھیں گے زمانے مجھے

محبت ہی کو پھر وہ رہبر منزل بھی دیکھیں گے  
خوشی کے ساتھ جو اس راہ کی مشکل بھی دیکھیں گے  
جنہوں نے حال و ماضی کی حقیقت کو نہیں سمجھا  
تو یہ سمجھو کہ وہ تاریک مستقبل بھی دیکھیں گے  
اسی امید پر اب زندگی کے دن گزرتے ہیں  
کبھی تو جذبہ ایثار کا حاصل بھی دیکھیں گے  
گذر تو جائیں پہلے عشق کی راہوں سے دیوانے  
ترے جلوں سے پھر آباد اپنا دل بھی دیکھیں گے  
ابھی تک تو انہیں کچھ مہرباں پایا نہیں ہم نے  
کہاں تک کام آتا ہے خودی دہ بھی دیکھیں گے  
محبت میں نہ گھبرا غم کے طوفانوں سے اسے صادق  
جو ان کے آسرے پر ہیں وہی ساحل بھی دیکھیں گے

عشق میں یسا گم ہو جاؤں  
دنیا ڈھونڈے ہاتھ نہ آؤں  
اں کی محبت کا یہ تقاضا  
مرنے سے پہلے مر جاؤں  
غم کا فساد غم کی کہانی  
کوں نے گا کس کو سناؤں

مجھ کو بھی تو کچھ تپ سے امید کرم ہے  
کیا تپ عطا درد محبت نہ کریں گے  
ہائے میں فریب اتنے ہر اک گام پہ صادق  
دنیا پہ بھروسہ کسی صورت نہ کریں گے

دل برباد یوں تباہ بھی ہے  
کہ اب اس میں تمہاری یاد بھی ہے  
مری یذا پسندی کچھ نہ پوچھو  
فقر میں ہوں تو کچھ دل شاد بھی ہے  
مجھے خاموش رہنے دو نہ چھیڑو  
مرا نقد مری فریاد بھی ہے  
مجھی پر ملتفت ہے آسمان بھی  
مجھی پر مہرباں صیاد بھی ہے  
بہروں کے لئے جو مضطرب تھا  
ان کا تیشاں برباد بھی ہے  
زہے قسمت کہ میرا خاندان دل  
تمہارے درد سے آباد بھی ہے  
سر پہ کولی افسانہ دل  
تو صادق عشق کی روداد بھی ہے

صبرِ نسیب ہوئے یہ مری وفا کے مجھے  
وہ ایستہ بھی نہیں ب نظر اٹھ کے مجھے  
نہ امکان کبھی میرے پاسے استقد  
ہوں سہ نہ کوئی انقلاب آئے مجھے  
وہ میرے غم کو پائیں گے اور مستحکم  
نہ بار بھی دیکھیں جو آرزو کے مجھے

یار ہوتا ہے لطف آزادی  
 ذہنیت جب غلام ہوتی ہے  
 دور آتا ہے جب مصیبت کا  
 زندگی تلخ کام ہوتی ہے  
 آج آتی ہے جو خوشی صادق  
 کل کے غم کا پیام سوتی ہے

جو دیوانہ تمہارے نام سے مشہور ہوتا ہے  
 حقیقت میں وہ اپنے وقت کا منصور ہوتا ہے  
 شراب معرفت سے جس کا دل معمور ہوتا ہے  
 وہی مسرور ہوتا ہے وہی مخمور ہوتا ہے  
 نقاب رخ اٹھا کر وہ چہلے آتے ہیں محفل میں  
 ہمارے طرف کا جب امتحان منظور ہوتا ہے  
 تری چشم توجہ سے بصیرت جس کو متنی ہے  
 اسی کا دل متور مثل شمع طور ہوتا ہے  
 نہیں معلوم کیا ایسی کشش ہے حسن فطرت میں  
 محبت کے لئے ہر آدمی مجبور ہوتا ہے  
 ہر اک شے مجھ کو دنیا کی حسیں معلوم ہوتی ہے  
 تصور میں تمہارا جب رخ پر نور ہوتا ہے  
 مری نا کامیاں ہیں آج بھی اس بات کی شہد  
 وہی ہوتا ہے جو صادق انہیں منظور ہوتا ہے

اگر تو رہبر کامل نہ ہوتا  
 تو میں آسودۂ منزل نہ ہوتا  
 اگر تیرا کرم شامل نہ ہوتا  
 مقام زندگی حاصل نہ ہوتا

کیا گزری ہے عشق میں دل پر  
 اہل خرد کو کیا سمجھاؤں  
 میں نے پی ہے ان کی نظر سے  
 صادق کیسے ہوش میں آؤں

مجھ کو احساس ہے برا ہوں میں  
 پھر بھی بندہ تو آپ کا ہوں میں  
 ساز الفت میں ساز ہستی پر  
 نغمہ غم بنا رہا ہوں میں  
 عشق میں ان کی خاک پا ہو کر  
 کچھ نہ پوچھو کہ کیا بنا ہوں میں  
 جذبہ شوق ہو گیا کمال  
 ہر طرف تجھ کو دیکھتا ہوں میں  
 پوچھتے کیا ہو دعا میرا  
 آپ ہی کو تو چاہتا ہوں میں  
 ان کے نقش قدم پہ رکھ کے جہیں  
 اپنی قسمت بنا رہا ہوں میں  
 مجھ پہ صادق کرم ہے ساقی کا  
 چشم میگوں سے پی رہا ہوں میں

صبح ہستی کی شام ہوتی ہے  
 اپنی منزل تمام ہوتی ہے  
 اس میں ہوتے ہیں نالہ و فریاد  
 وہ محبت جو خام ہوتی ہے  
 وقت کی طرح یہ جوانی بھی  
 کس قدر تیزگام ہوتی ہے

خاموش ہو نہ جائے مرے بعد دیکھنا  
روشن ہے میرے دم سے، چراغِ حرم ابھی  
دو ایک بچپیوں کی ہے حقِ زندگی  
آج وہ تم کہ ہے مری آنکھوں میں دم ابھی  
کیوں گر وہ سر بلند ہو دونوں جہان میں  
جس کی جبین نہیں ہے ترے در پہ غم ابھی  
صادق ہمارا دل ہے اسی غم سے پامال  
دنیا بدل گئی نہیں بدلے تو ہم ابھی

محبت سے ہر اک تاریک دل کو جگمگا ہے  
مجھے اس دور کے انسان کو انس بنانا ہے  
محبت میں خیالِ غیر سے دامن بچانا ہے  
مجھے اس طرح اپنے دس کو سینہ بنانا ہے  
بقیدِ نقشِ پائے دوست اپنا سر جھکانا ہے  
مجھے اپنی جبینِ شوق کو یوں جگمگانا ہے  
منانا ہوں ہر اک نقشِ ہوس کو اس لئے دل سے  
کہ تیری آرزو کو نصرت کا حاصل مانا ہے  
ترے دم سے تو پیدا زندگی میں کیفیت ہوگی  
تجھے اے دردِ اشتِ میری رگ رگ میں سنا ہے  
جہاں کی ٹھوکریں کھ کر تمہارے در پہ آئیں ہوں  
تمہیں کہ اب تو میرا خلیفہ خوابیدہ جگانا ہے  
محبت میں غرضِ سود و زیاں سے کچھ نہیں صادق  
مجھے راہِ وفا میں اپنی ہستی کو ملانا ہے

مکراتے ہوئے دنی سے گذر جانے دو  
حق ادا کچھ تو غمِ عشق کا کر جانے دو

جہ تیرے ذات پر رکھتے بھروسہ  
تو کوئی کام بھی مشکل نہ ہوتا  
اگر تم مانگنا بن کر نہ آتے  
غیر بھی لبِ ساحل نہ ہوتا  
مجھے صادق ہے ان سے عشقِ صادق  
مجھے یوں کیفِ غم حاصل نہ ہوتا

دل ہی جب خود سے کے زیرِ دام آتا ہے مجھے  
یوں خیالِ گردشِ کام آتا ہے مجھے  
عشق پر الزام آجانے کا رہتا ہے خیال  
دردِ خونِ رونا دہ ناکام آتا ہے مجھے  
وہ مری دنیا ہے میرا دین مرا ایمان ہے  
ہر نفس جو آپ کا پیغام آتا ہے مجھے  
ورد رکھتا ہوں ہمیشہ آپ ہی کے نام کا  
زندگی میں اب یہی تو کام آتا ہے مجھے  
کرب بڑھ جاتا ہے صادق اور دل کا اضطراب  
جب خیالِ حسرت ناکام آتا ہے مجھے

دل میں تمہارا دردِ محبت ہے کہ ابھی  
بچھ اور بھی عہد ہو مجھے سوزِ غم ابھی  
اے آفتابِ صبحِ ذر لے تو دم ابھی  
افسانہ کہہ رہے ہیں ستاروں سے ہم ابھی  
ساقی تری نظر سے آرزوِ جام ہو عہد  
پہلے تبت گردشِ دوران سے ہم ابھی  
کچھ اور ہے ظہرِ تصور میں حسنِ باز  
تصویرِ بن سے نہ محبت میں ہم ابھی

اسے میں سرمہ سمجھ کر لگاؤں آنکھوں میں  
نصیب ہو جو تری خاک رہگذار مجھے  
جنون عشق کی تکمیل ہوگی شاید  
مہ نہ اپنے گریبوں کا کوئی تار مجھے  
نشاط و عیش کی اب مجھ کو آرزو نہ رہی  
دیئے ہیں غم تری الفت نے سب شمار مجھے  
تمہارے دم سے ہے شاداب زندگی کا چمن  
اسی لئے تو نہیں حسرت بہار مجھے  
خدا کے واسطے اتنا تو اور ترپا دو  
نصیب ہو نہ سکے عمر بھر قرار مجھے  
یہ میرے ذوقِ تصور کا مغرور کہے  
نظر ہر ایک میں آیا جمالِ یار مجھے  
گذر جدھر سے ہو اس آفتابِ عالم کا  
بنادے عشق تو اس راہ کا غبار مجھے  
ہزار سجدے کئے میں نے اس جہدِ صادق  
جہاں کہیں بھی ملا نقشِ پائے یار مجھے

تمہاری چشمِ کرم کے صدقے نصیب میں پہنچا نہیں ہے  
وہ جس کی حسرت ہے زندگی کو وہ غم ابھی تک ملا نہیں ہے  
اگر محبت میں داغ دل کا چراغ بس کر جلا نہیں ہے  
تو یہ سمجھو کہ اس پہ سن ازب کا پر تو پڑا نہیں ہے  
حریمِ جاناں ہے دور ہی کیا حریمِ جاناں قریب تر ہے  
قصور ہے اپنی جہتو کا جو قرب حاصل ہوا نہیں ہے  
نہ جانے یہ کیسے وقت آیا کہ مجھ سے میری دوستوں نے  
نگاہیں اس طرح پھیر لی ہیں کہ جیسے میرا خدا نہیں ہے

غنی روئیں گے گلستاں میں مثالِ شبنم  
ان کی انجامِ تبسم پہ نظر جانے دو  
غیر ممکن ہے مجھے منزلِ عرفاں نہ ملے  
عشق میں حدِ تعین سے گذر جانے دو  
ان سے تعمیرِ نشیمن کی بھلا کیا ہوگی  
جو یہ کہتے ہیں نضاؤں کو نکھر جانے دو  
بہ نیازانہ گذر جاؤ وہ ہستی سے  
حادثے جو بھی گذرتے ہیں گذر جانے دو  
وقت کی بات ہے وہ بھی ہیں اجل بھی موجود  
چارہ سازو مجھے اس حال میں مر جانے دو  
بھل کونینِ مرے ہاتھ میں ہوگی صادق  
شرط یہ ہے مری تقدیرِ سنور جانے دو

کیا جو میرے گناہوں نے شرمسار مجھے  
ترے کرم کا بنایا امیدوار مجھے  
عطا کیا تری آنکھوں نے وہ غبار مجھے  
زمانہ کہنے لگا آج بادہِ خوار مجھے  
ترے فراق میں دل کا چمن اداس رہا  
سکون دے نہ سکا موسمِ بہار مجھے  
وہ رنگِ لالائی ہے اب میری آبلہ پائی  
پکارتا ہے بیاں کا خار خار مجھے  
رہ وفا میں منہا ہے اپنی ہستی کو  
زہنِ عشق میں کہتے ہیں جاں نثار مجھے  
تمہارے وعدہٴ فراق کو جانتا ہوں میں  
یہ اور بات کہ پھر بھی ہے اعتبار مجھے

رہ طسب میں ہر اک نشاں پر یہ سوچ کر ہم نے سر جھکایا  
جہاں بنے گی ہماری قسمت یہی تو وہ نقش پائیں سے  
زار غم ہیں ہزار صدے ہزار ہیں دل میں زخم صادق  
ہمارے وقت وہ بھی دیکھو زباں پہ شکوہ ذرا نہیں ہے

ذرا سے دل میں پیدا و معذب کون و مکاں ہونا  
تعب خیز ہے قطرے کا بحر بیکراں ہونا  
سمجھ میں آگیا نا مہرباں کا مہرباں ہونا  
ابھی کچھ اور باقی ہے ہمارا امتحاں ہونا  
مٹانا ہی پڑے گا اپنی ہستی کو مجھے آخر  
برا معلوم ہوتا ہے حجاب درمیاں ہونا  
خوشی سے میں نے دیکھا اپنی بربادی کا نظارہ  
بہت اچھا ہوا میرا قریب آشیاں ہونا  
انہیں اک دن تڑپنے کے لئے مجبور کر دے گا  
مرا دے گا مری تمہید غم کا داستاں ہونا  
نہ ہو تم جس سے خوش اس سے خدا راضی نہیں ہونا  
تمہاری مہربانی ہے خدا کا مہرباں ہونا  
بہت بہتر ہے صادق زندگی بھر کی ریاضت سے  
خصوص دل سے اک سجدہ قریب آستاں ہونا

وہ اور ہوں گے جن کو شکایت ہے آپ سے  
بندہ نواز مجھ کو محبت ہے آپ سے  
میں یہ بھی جانتا ہوں کہ میں ہوں گناہگار  
پھر بھی امید لطف و عنایت ہے آپ سے  
میری طرف سے آپ نگاہیں نہ پھیرے

افسانہ حیات میں عدوت ہے آپ سے  
لغزش ہو کس لئے مرے پائے ثبات کو  
وہ خوش نصیب ہوں جسے نسبت ہے آپ سے  
یہ مہر و ماہ اور یہ دنیائے رنگ و بو  
ہر چیز اس جہاں کی عبارت ہے آپ سے  
خود کو ابھی مٹا نہ سکا راہ عشق میں  
کچھ اس لئے بھی مجھ کو غلامت ہے آپ سے  
کیا بات تھی کہ جس سے وہ برہم سے ہو گئے  
اتنا کہ تھا میں نے محبت ہے آپ سے  
ہے مجھ کو التفات فراواں کی احتیاج  
دنیائے زندگی میں لطافت ہے آپ سے  
صادق کا جو بھی حال ہے روشن ہے آپ پر  
پوشیدہ اس کی کوئی حقیقت ہے آپ سے؟

یہ کون آیا مرے دل میں میہماں کی طرح  
بہار پر ہیں مرے زخم گلستاں کی طرح  
یہی سبب ہے ہر اک راز عشق راز رہا  
دل و زباں پہ رہے ہیں وہ حکراں کی طرح  
اگر یہ ان کا تصرف نہیں تو پھر کیا ہے  
کہ چھ گیا ہوں میں دنیا پہ آساں کی طرح  
تمہاری راہگذر میں جو آگئے ڈرے  
وہ جملگا اٹھے خورشیدِ ضو فشاں کی طرح  
ہر امتحاں محبت پہ مسکراتا ہوں  
چھپا لیا ہے ترے غم کو رازداں کی طرح  
ہے برق و باد کی سرگرمیوں سے خوف مجھے  
مٹانہ دیں کہیں گلشن کو آشیاں کی طرح

نشان منزل مقصود مل گیا صادق  
جنوں نے کام کیا میرے کارواں کی طرح

غیر ہم بھی نہیں سمجھے اُرتھ کو خدا سمجھے  
سمجھے میں جب نہ آتا تو دنیا تم کو کیا سمجھے  
نہ اپنی بتا سمجھے نہ اپنی اجنا سمجھے  
حقیقت زندگی کی کون سمجھے اور کیا سمجھے  
یہ دل آئینہ ہے اس کو کدورت سے پہچانا ہے  
وہ اور اچھا نہیں ہوتا جو اوروں کو برا سمجھے  
وہ جس کی جستجو میں کارواں کے کارواں گم ہیں  
نہ اس کو راہرو سمجھے نہ اس کو رہش سمجھے  
وفا کے امتحان پر ہاربا سب نے پڑے مجھ کو  
تر یہ کہ جن کو ساری دنیا ماروا سمجھے  
انہیں کا نام روشن آج بھی ہے بزم عام میں  
تمہارے عشق کو جو زندگی کا مدعا سمجھے  
محبت ہے فنا قربانیوں کا نام اے صادق  
وہ رستے ہتھیلی پر وہ مفہوم وفا سمجھے

کیا ان سے دل کا حال کہیں گے زباں سے ہم  
یہ داستان سنائیں گے اشک رواں سے ہم  
دل کی مراد لے کے انھیں گے یہاں سے ہم  
وہ نہ جائیں گے وہ ہر مغف سے ہم  
تم کو بھی کافی جاں سے تیرے مینہ  
خود رو نہ جائیں گے انہوں سے ہم  
ہر کام ہر نفس ہے حوادث کا سامنا  
پائیں گے کیا نجات غم دو جہاں سے ہم

پاس ادب ہے اور وفا کا خیال ہے  
لیتے ہیں کام عشق میں ضبط فغاں سے ہم  
عشرت کی آرزو ہے نہ ارماں تشاؤ کا  
تسکین پا رہے ہیں غم دو جہاں سے ہم  
روشن کریں گے زیست کی تاریک راہ کو  
دل کو جل کے گرمی سوز نہاں سے ہم  
پیغام دے رہا ہے سفر کا ہر اک نفس  
پھر بھی ہیں بے خبر جڑیں کارواں سے ہم  
ہم بھی ہیں تیری ہشیم گرم گے امیدوار  
اتنا کہیں گے مالک کون و مکاں سے ہم  
اس جان گلتوں کے تصور کا فیض ہے  
صادق ہیں بے نیاز بہار و خزاں سے ہم

ایک کوئی ساز نہیں ہے  
جس میں ترن اور نہیں ہے  
تجھ پہ یقین ہے تجھ پہ جدوسہ  
اور کسی پہ تیرے نہیں ہے  
تیرے سوا یہ غم کا  
کوئی چہرہ ساز نہیں ہے  
تجھ تک جو آواز نہ پہنچے  
وہ دل کی آواز نہیں ہے  
پھر بھی ہے تیرا ہی تجسس  
لاکھ پر پرواز نہیں ہے  
تیرے سوا اب میرا جہاں میں  
کوئی بھی دمساز نہیں ہے

وہ عد طرف تھے ان کے چہن کی یاد باقی ہے  
 وطن کے عشق میں گزرے ہر اک پر خار دادی سے  
 ابھی تک ان کے اس دیوانہ پن کی یاد باقی ہے  
 لباس جسم اب تک چاک گرویتے ہیں دیوانے  
 ہر اک زخمی کے زخمی سے من کی یاد باقی ہے  
 فرائض اپنے سر انجام دینے کی ضرورت ہے  
 اگر ان جوں نثاران وطن کی یاد باقی ہے  
 ہمیں لازم ہے صادق کام میں چشم بصیرت سے  
 اگر دل میں ردایاں لہن کی یاد باقی ہے  
 مصر پر چارحانہ حملہ

ماہرین بین ارتقائی سیاست ہیں کہہ  
 فوج اسرائیل نے جیسے کئے کیوں مصر پر  
 سامراجی طاقتوں کی پیش قدمی دیکھ کر  
 کہہ رہے ہیں حالت تشویش میں ہیں  
 کیوں نہیں میدان میں آتے امن کے پیغامبر  
 پوچھنا یہ ہے کہ آخر ہے انہیں اب کس کا  
 ہم گرائے جا رہے ہیں مصر پر شام و سحر  
 آج یو۔ این۔ او کو آخر کیا نہیں اس کی خبر  
 ان کی جانب سے زمین مصر پر اٹھا ہے شر  
 جو بنے بیٹھے ہوئے ہیں اس کے پیغامبر  
 ہر ستم کو خندہ پیشانی سے سہنا چاہئے  
 ان سے دنیا کو بہت ہشیار رہنا چاہئے  
 بے نیازانہ گذر ہر وہ سے بے خوف و خطر  
 ختم کر دے جس طرح ہو حاسدوں کا شور و شر  
 تیرے ہاتھوں میں ہے استقلال کا دامن اگر

سودا، حاکم، جانی، صادق  
 کوں شہید ناز نہیں ہے

نہ نرم سے اپنے بہ سے مجھے یہ عہد نہہ کا  
 ہیں جس کے زمانہ سے منتظر تھے التماس نگاہ کا  
 نہ سے رہا مائی مسیدہ کہاں جا میں تو ہی مجھے بتا  
 کہ میکہ سے سو نہیں کوئی اور گوشہ پناہ کا  
 یہ ہے فیض تیرے ہی عشق کا کہ رہی نظر میں تری رضا  
 ہیں رکے ہیں قدم سے ہوا جب راہ گنہ کا  
 ترا سن رہا گل میں ہے ترا نورش و قمر میں ہے  
 اور اعتبار نہ کر سکے تو قصور میری نگاہ کا  
 ہی ہنس مجھے زندگی ملی ہے قدم مجھے روشنی  
 ہم نے نجب کی بات ہے کہ میں ڈرتا ہوں تری راہ کا  
 میں سے رشتہ سے عتاب اگرچہ تو بزم حیات میں  
 میں ٹوٹنے سے تم پہ فدا کروں ابھی نور پتی نگاہ کا  
 مجھے جس کے قدموں پہ دو جہاں جو ہے دس کی دنیا پہ خلراں  
 میں تار صادق کی پہ ہوں میں غلام ہوں اسی شد کا  
 شہیدان وطن

اسی صورت شہیدان وطن کی یاد باقی ہے  
 کہ جیسے قصہ وار و رس کی یاد باقی ہے  
 ہر اک میں ان ارباب وطن کی یاد باقی ہے  
 باغداد اگر نہیں چہن کی یاد باقی ہے  
 تصدق جان کر دیتے تھے وہ رہبر کے ایم پر  
 تعجب کیا جو ان کے ہاتھوں کی یاد باقی ہے  
 حقیقت میں وہ خدمت قوم کی بے لوث کرتے تھے



کوشش صالح بھی ناکام ہو سکتی نہیں  
 نیک نامی مورو لازم ہو سکتی نہیں  
 یک دنیا حمد ہیبت ناک کرنا ہے تجھے  
 ان کے منصوبوں کو جس سے خاک کرنا ہے تجھے  
 سینہ سفاک کو صد چاک کرنا ہے تجھے  
 سر زمین مصر کو اب پاک کرنا ہے تجھے  
 ثبت کر لے اپنے دل پر تو روایات کہن  
 ہر گھڑی تو یاد رکھ اسلاف کے اپنے چہن  
 میری باتوں کو سمجھ لے مصر کا ہر خاص و عام  
 آرہا ہے وقت پھر ہو جائے گا عالی مقام  
 یاد رکھ ہر گام پر ناصر کا یہ صادق پیام  
 ہوشیاری و دلیری سے تجھے کرنا ہے کام  
 بھول جائے گا مصائب بھول جائے گا ام  
 فتح و نصرت چومنے آئے گی خود تیرے قدم  
 اہنسا

اہنسا تیرے دم سے ہیں بہاریں صحن گلشن میں  
 اہنسا تو نہ ہو تو کیا ہے پھر ہستی کے دامن میں  
 اہنسا ہی محبت ہے محبت ہی اہنسا ہے  
 محبت ہی نہ ہو تو فرق کیا ہے دوست دشمن میں  
 وہی تو اصل میں انسان کہانے کے راقی ہیں  
 محبت کا جو سرمایہ لئے بیٹھے ہیں دامن میں  
 وہی انسان امن پر وہ ہائے راز ہوتے ہیں  
 جنہیں خود باندہ مٹی ہے محبت اپنے بندھن میں  
 محبت کی حقیقت جب سمجھ میں آئی صادق  
 تو میں نے گوہر نایاب پائے اپنے دامن میں

مسراے کی تری منزل بھی تجھ کو دیکھ کر  
 چہ نہیں دشوار ہمت ہو تو پھر آساں بھی ہے  
 شرم کی آغوش میں نور سحر پنہاں بھی ہے  
 ظالموں نے آ کر لے کر قسیہ سوئیز کی  
 اس دی ہے اب بلاست میں عرب کی زندگی  
 دعوے داران محبت بن گئے ہیں انجمنی  
 جو سیاست جانتے ہیں وہ سمجھتے ہیں یہی  
 اور کچھ دن کی ہوا کھتا ہے امریکن بڑاک  
 دیکھ لینا اڑنے والی ہے بہت جلد اس کی خاک  
 تو ہے وہ مظلوم و بے کس تو ہے وہ بے بال و پر  
 خون روتا ہے زمانہ حیری جانب دیکھ کر  
 گر رہی ہے کام دشمن کی حریصانہ نظر  
 ہو گیا پیدا بالآخر امن عالم کو خطر  
 میں بتاؤں کس طرح ان سے نبٹنا ہے تجھے  
 مغربی تنہیب کا تختہ الٹنا ہے تجھے  
 فوج اسرائیل بمباری میں اب مصروف ہے  
 سرمایہ پکٹ مکاری میں اب مصروف ہے  
 چابازی اور عیاری میں اب مصروف ہے  
 ہو کے طاقتور بھی میاری میں اب مصروف ہے  
 خوئے مردانہ سے ہر دم کام لینا چاہئے  
 عزم مردانہ سے قیم کام لینا چاہئے  
 لڑکھڑا جائیں نہ تیرے پاؤں اس رہ میں سنبھل  
 تجھ میں ہمت ہے تو دشمن کے نکل جائیں گے بل  
 دست دشمن ہو گئے ہیں تو بھی اب تیور بدل  
 تیری قربانی کا اک دن تجھ کو مل جائے گا پھل

### مصر پر جاہانہ اقدام

نہ نے یہ تاریخ سے ورق کو دیکھا نہیں  
اثرات زمانہ کا سبب سمجھا نہیں  
میں بجز اک اور سے کہ دشمن حق نہیں  
میں آہم کر رہے ہیں نصرت کو نہیں  
نہ کی حالت حادثہ سے یہ پوشیدہ نہیں  
نہ کی حالت غائبانہ سے یہ پوشیدہ نہیں  
نہ سے کہ زلزلہ اپنی صوت دیکھ میں  
نہ سے کہ پہلے ہی ہیں لگے، غارت گئے ہیں  
نہ کی نعمت سے گھر بیدار ہو جاتی ہے قوم  
چراغ بے نور ہے بے نور غرق ہے قوم  
عزم و استقامت بے پناہ ہے نہ کیا  
نہ کی غلغلہ بن جائے نہ کیا  
نہ کی نصرت پہ بھی نہ موش ہو سکتے نہیں  
نہ کی نصرت سے ہوئے ہیں ہوش ہو سکتے نہیں  
وہ سمجھتے ہیں نہیں یہ کس کی نصرت سے  
مصر ہی کی یہ سارے ایشیا کی جنگ ہے  
بروقت حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی

ہوں سہی بزم عالم  
ہوں میں نسلیں تنگیوں پر غم  
ب صدیوں تک مل نہ سکے گا  
قوم کو یہ رہبر اعظم  
آن ہے چاروں سمت اندھیرا  
آن ہے دنیا بھر میں ماتم

لاکھوں دل تھے جس سے راز  
دوب گیا وہ غم  
غم میں موزا مدنی  
ہر دل بے مصروف رہا  
صادق اس میں شک بھی ہو  
صوت العالم صوت العائم  
وفات نصرت آیات

حضرت حاجی سید وحید الدین بیجو، دیوبند  
جانشین حضرت داغ دہادی

کیوں نہ ہر سب پہ آئے نام ترا  
مشعل راہ ہے کلام ترا  
حق تو یہ ہے کہ جانشین داغ  
ختم ہوگا نہ فیض عام ترا  
جناب پنڈت برجموہن دتا تریہ کئی

کے انتقال پر

بیجو و کئی عدم کو کیا گئے  
اک جہاں پر غم گئے بادل چھا گئے  
چل گئی گلشن میں کیا بادِ سہوم  
پھول جو شاداب تھے مرجھا گئے  
پوچھتے کیا ہو سبب اسے دوستو  
کس لئے آنکھوں میں آنسو آگئے  
سونا سونا ہو گیا سحر چمن  
کیسے گلہائے غن مرجھا گئے

## بروفات حضرت آیات

استاذ محترم حضرت مخدوم دہلوی نور اللہ مرقدہ  
 بہوں اشکِ غم آنکھوں سے پنی جس قدرم ہے  
 یہ ہے وہ حادثہ ہست جس کا حج ماتم ہے  
 اپنی پانچے تو میں کیونکر کیوں کیا میرا ماتم ہے  
 ہاں سہکت ہے آنکھیں غم ہیں، دل مصروف ماتم ہے  
 نہیں ہے جیتے ہی امکان کوئی ان سے ملنے کا  
 اسی دن سے بڑھ کر بھی زمانے میں کوئی غم ہے  
 ابو بن کر مراد دل بہہ رہا ہے میری آنکھوں سے  
 حلقہ ہاں کو کیا ہوا کیوں مجھ سے برہم ہے  
 تہوں میں تمہیں کیا حضرت مخدوم کی نسبت  
 نہیں ہے ہوش تک اپنا مجھے میرا یہ عالم ہے  
 نہیں سے مجھ کو نسبت ہے انہیں سے ہوں میں وابستہ  
 انہیں سے غم میں میری زندگی اب صرف ماتم ہے  
 مری نظروں میں صادق ہوگی تاریک اب دنیا  
 جدھر بھی دیکھتے ہوں میں اُدھ اک ہذا کا عالم ہے  
 قطعہ

اب اصل چھینا ہے کیوں مخدوم کو  
 کیا ہمارے دل میں کوئی غم نہ تھا  
 داغ و حالی، سحر و سائل کے بعد  
 بیخود و کینے کا صدمہ کم نہ تھا  
 بروفات حضرت علامہ مبین احمد کیفی عباسی چڑیا کوٹی  
 بارہ لے ہستی موبہم کا  
 پردہ غفلت اٹھا آ ہوش میں

حضرت کینی سے صادق نکتہ رس  
 سو رہے ہیں قبر کی آغوش میں  
 بروفات خیم الہند حضرت حیدر دہلوی

دل تیرا افسردہ آنکھیں ہیں غم  
 سب ہیں رنجور ہیں قلم  
 جس پہ تھا اہل دہلی کو ناز  
 چل دیا سوئے ملک عدم  
 مرگ حیدر کی سن کر خبر  
 رہ گئے تہہ سکتے میں ہم  
 اشک آنکھوں میں آنے لگے  
 کھل گیا ضبط غم کا بھرم  
 موت نے آکے سلجھا دیے  
 زلف ہستی کے سب پیچ و خم  
 اب وہ آغوشِ تربت میں ہے  
 سوگِ حس کا مناتے ہیں ہم  
 غم کے بادل ہیں چھائے ہوئے  
 دل ہے اب وقف رنج و الم  
 ایسی صورت میں صادق بھلا  
 کس طرح مرثیہ ہو رقم

رحلت مفتی اعظم محمد کفایت اللہ نور اللہ مرقدہ  
 بہر اشک غم صادق میں اپنے دل کو سمجھ لوں  
 تخی کے لئے یہ بات کافی ہو نہیں سکتی  
 جل نے ہم سے ایسا گوہر نایاب چھینا ہے  
 یہ وہ نقصان سے جس کی تلافی ہو نہیں سکتی

امام اہلبند حضرت مولانا ابوالکلام آزاد کا سانحہ ارتحال

غم ، اندوہ ، صدمہ آیا  
نیشہ غم بہ اک انسان آیا  
دن چھائی بزم جہاں پر  
یہ کس دن موت کا فرمان آیا  
امام اہلبند حضرت مولانا ابوالکلام آزاد

کی پہلی بڑی پر

وہ رہبر تھا جو اپنے فرض کو انجام دیتا تھا  
حیاتِ سرمدی کا قوم کو پیغام دیتا تھا  
اس نے اپنے استقلال نے اک زندگی بخشی  
اس نے رہبری میں قسمتِ قوم و وطن بدلی  
اس کی جلی پیہم سے یہاں وہ انقلاب آیا  
کہ جس نے بعد اپنے گلتوں پر پھر شباب آیا  
اسی فرنگیوں نے دھسے کوہِ سراں نکلا  
اسی تو عظمتِ ہندوستان کا پاساں نکلا  
حریفوں سے بھی وہ اپنے مروت ہی سے پیش آیا  
محبت کا وہ خوگر تھا محبت ہی سے پیش آیا  
کسی میں سچ یہ کردار مانا غیر ممکن ہے  
کہ ایسا قوم کو معمار ملنا غیر ممکن ہے  
نہ جانیں کس قدر ہیں غم اٹھانے اپنی قسمت میں  
امام اہلبند بھی صادق ہیں آج آغوشِ تربت میں

بمقرب جشنِ یومِ وراثت

جناب ڈاکٹر پریم لال شفا مخموری دہلوی

یومِ پیدائش ہے حیرا آج کیا اے پریم دل  
آج کا دن ہے تری ہستی میں گویا ہے مثال  
ساتھیں بھی ہیں مبارک اور دن بھی ہے سعید  
یہ مہینہ بھی مبارک ہے مبارک ہے یہ سار  
لاکھ چنے کو چلا کرتا ہے گردوں اپنی چال  
حوصلہ تیرا حوادث کے لئے بنتا ہے ڈھال  
انجام دے میں لب پر تبسم کی کرن  
سچ تو یہ ہے غمِ غم میں ہے تجھے حاصل کمر  
جب بیاں کرتا ہے کوئی اپنے زخمِ دل کا حال  
اس کا فرماتا ہے تو دستِ شفا سے اندام  
یہ سنا ہے نام کی تاثیر ہوتی ہے ضرور  
اس لئے تو ہے پریمی بھی کہ تو ہے پریم دل  
میں ہوں صادق مجھ کو یہ کہنے میں کیوں ہو احتمال  
تو نے بخشی ہے ادب کو اک حیاتِ لازوال  
میرتاباں ہے ادب کے آسمان پر آج تو  
'بوستانِ روس' ہے اس کی درخشندہ مثال  
تیرا انداز بیاں اس بات کا شہد ہے سچ  
تیری ہستی ہے ادیبوں شاعروں میں ہے مثال  
تیرا صادق تیرے حق میں یہ دہا کرتا ہے آج  
اے شفا تجھ کو مبارک ہو یہ دن یہ ماہ و سار

## بہترین شادی خاتہ آبادی سنتوش کر

سارے وہ کتاب : سر پریم ال ختہ (دیوی)

نئی میں وہ شہنشاہ  
 وہ بیک سے گلزائیاں  
 میں فصاحت میں رعنائیاں  
 سو میں ختم تنہائیاں  
 ہم شہرت کے چنے لگے  
 وہ اس کے لئے لگے  
 پھر کے لئے چاند سے آج  
 رقی دیکھی شاہاں سے آج  
 وہب سنتوش نازاں سے آج  
 ہر طرف تل سے آج  
 ہوں وہ مسرور ہے  
 ہر طرف نور ہی نور ہے  
 دادا : دادی کا ارمان لئے  
 بیش : عشرت نے سماں لئے  
 پیر : مہر و بیجاں لئے  
 بستی : نو کا عنوان لئے  
 سی : نسیم سحر  
 باغ : سنتوش میں جھوم کر  
 زندگی : رقص کرنے لگی  
 یف : مستی بھرے لگی  
 نہیں : الفت ابرے لگی  
 زلف : قسمت سنورنے لگی  
 مسر : اہل روح حیات

جھگڑنے لگی کائنات  
 سن گلپوش سہرے میں ہے  
 عشق خاموش سہرے میں ہے  
 اک دفائش سہرے میں ہے  
 یعنی سنتوش سہرے میں ہے  
 آرزو جس کی مدت سے تھی  
 وہ خوشی کی گھڑی آگئی  
 سہرا، الفت کا آغاز ہے  
 سہرا ہستی کا ہمزاد ہے  
 "نغمہ عیش" کا ساز ہے  
 دو دلوں کی، اک آواز ہے  
 روئے نوشہ کی چلن یہی  
 آرزوؤں کا گھٹن یہی  
 سہرا، اک ایسا عنوان ہے  
 زندگی جس پہ قربان ہے  
 دوستوں کا بھی ارمان ہے  
 اور ماں، باپ کی جان ہے  
 کاش سمجھے زمانہ یہ بات  
 اس میں پنہاں ہے رازِ حیات  
 سہرا، دہن کی تقدیر ہے  
 روئے نوشہ کی تنویر ہے  
 ان کے خوابوں کی تعبیر ہے  
 اب یہی ان کی جاگیر ہے  
 یہ ہے صادق کی صادق وہ  
 ان کو بہاد رکھے خدا

## زیارت حسین

اے فضل سے فارغ ہوے وسیع الدین  
 ہوائے خاتمہ پہ کیا مبارک ہو  
 اندر سے اک مائیکہ سے قدم سے تر  
 دم میں گوشتے وان صد مبارک ہو  
 نغمہ کے سامنے تھ روضہ نعتی کریم  
 زیارت شہ خیروری مبارک ہو  
 عرب آنکھ و نور یقین مدام رہے  
 خد کا قرب میسر ہوا مبارک ہو  
 سامنے آیا ہے صادق یہ آپ کو مراد  
 قبول ہوئی ۔ اک دم مبارک ہو

## قطعات

تم و گلاب تر میں دیکھ ہے  
 تم کو ٹپس و قمر میں دیکھا ہے  
 تم سے ہو مجھے شب غم میں  
 تم کو در سحر میں دیکھ سے

نام تیرا ہے میرے ہوتوں پر  
 تیری صورت مری نگاہ میں ہے  
 یک مدت کے بعد سمجھا ہوں  
 زندگی ہے تو تیری چاہ میں ہے

جیسے بہت لئے جاتے ہیں اب طبیب کے پاس  
 نہیں سے کوئی دوا میری اس غریب کے پاس

مجھے ڈسا ہے محبت کے ناگ نے صادق  
 مرا علاج فقط ہے مرے حبیب کے پاس

پیدا تری نظروں نے یہ جام مجھے  
 ترس گزرتی نہیں دس پہ اب کون نکلت  
 تر خیال مرا مونس و معبود ہے  
 ہے تیرے عشق کی آغوش میں مری رحمت

تلاش دوست میں پہنچے گم سے آگے ہم  
 کبھی زمیں سے کبھی آسمان سے آگے ہم  
 ہم اپنی جرأت پرواز کیا کہیں صداقی  
 گئے ہیں وسعت کون و مکان سے آگے ہم

مضطرب ہے دس ٹکائیں بے قرار  
 برائے نفس رہتا ہے تیرا انتظار  
 کبھی جا اے آروے زندگی  
 تیری فرقت میں ہے صادق الشکر

دل کے ارمان پورے کئے جا  
 تو شراب محبت پہنے جا  
 لاکھ دنیا مخالف ہو صادق  
 بندہ عشق بن کر جئے جا

دامن دل میں ہر غم لئے جا  
 زندگی تلخ سے بچنے جا

وہ تو خود سامنے آجائیں گے  
غیر کا نقش مٹا کر دیکھو

تو ہے بندہ بس اتنا مجھ سے  
جس طرح وہ جلاکس جئے جا

اپنی ہستی کو مٹاؤ تو سہی  
دل کو تینہ بناؤ تو سہی  
آپ تنقید کرے گی دنیا  
تم عمل کرے دکھاؤ تو سہی

ہجوم یاس کے عالم میں کیا نظر آیا  
نہ راہرو نہ کوئی رہنما نظر آیا  
وہ حادثات محبت کی راہ میں آئے  
ہر ایک گام پہ صادق خدا نظر آیا

کیسے گزروں گا راہ ہستی سے  
فکر مجھ کو یہ کم سے کم کیوں ہو  
آپ جب ہر قدم ہیں میرے ساتھ  
پھر کسی حادثے کا غم کیوں ہو

غم ملے جاوداں حیات ملے  
آرزوؤں کی کائنات ملے  
جس کی صادق تلاش ہے پیہم  
لطف جب ہے مجھے وہ ذات ملے

آرزو ہے نہ کوئی حسرت ہے  
میری دنیا فقط محبت ہے  
جلوۂ حسن یار کے صدقے  
میں ہوں اور اک مقام حیرت ہے

دل میں الفت کار فرما ہو گئی  
درپے آزار دنیا ہو گئی  
یہ ہے صادق عشق صادق کا اثر  
میری ہستی اک تماشا ہو گئی

سوز غم دل میں چھپ کر دیکھو  
عشق میں دل کو جلا کر دیکھو



# راہ صادق

مجموعہ نعت و سلام و منقبت

مژدہ ہے یہ ہر رہبر و راہی کے لئے  
ہیں رحمت کونین ہی شاہی کے لئے  
قرآن ہے ہر دور میں کافی صادق  
سرکارِ دو عالم کی گواہی کے لئے

مصنف

الحاج صوفی محمد یسین خان صادق دہلوی  
قادری، ابوالعلی، چشتی، جہانگیری، حسنی

مرتبہ

نیو فرصادق ڈبل۔ ایم۔ اے۔ بی۔ ایڈ (علیگ)



### سراپا نور و رحمت

جناب ذاکر محمود قادری سعد گورکھپوری ایڈیٹر روزنامہ انجمیتہ دہلی

ماہِ صوفی محمدؐ میں خاص صائق و ہوی قادری ابوالعطائی چشتی جہانگیری حنی اسم مسکی ہیں اور متاعِ عرف نہیں۔ مجھے خوشی سے  
 راتے اور صبح بے پناہ دوس زیادہ ہوتا ہے رہے ہیں درمیان نہایت جب کہ اس پر غیبی معرفت کا ہے۔ میں نعت کو شعر اور بڑائی اور  
 مدد رس محبت و دل میں لفظِ رحمت میں جس کی زبانِ ترسوس کا کیا کہا اس پر رحمت ہی رحمت برحق ہے۔ حضور اکرمؐ سے یہ نامی کو سننے  
 سے خدا کی آیت پر رہا ہوا ہے وہ بڑا محبت ہے اور تکرار رسول کریمؐ کے ہر سے کہ بڑائی ہے اور نئی وہی ہوتا ہے جو مدد رہتا  
 ہے۔ دل سے دل سے دل سے دل سے۔ آپ اللہ کے نور سے ہیں اور ساری دنیا آپ کے نور سے ہے۔  
 جہاں روشن است از جمال محمدؐ

کس تک آپ کی تعریف کی جائے اور آپ پر درود ملے بھیجے پائے اس کی کوئی حد نہیں ہے اور حقیقہ یہ ہے کہ جو آپ پر درود  
 دے گا اللہ تعالیٰ سے اپنے اور رحمت کے دروازے کھولے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو محبوب میں اور اللہ خود آپ پر درود ملے بھیجتا ہے۔ یہی حال  
 ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی رحمت سرائی بھی ایسی ہی ہے یوں کہ وہ ارشیں رسول میں سے ہیں  
 جسے رحمت آتا ہے کہ حاجی محمد حسین صادق دہلوی کتنے دوست مند ہوتے جا رہے ہیں اس سے پہلے بھی ان کا ایک نعتیہ گہوارہ اور  
 یہ مجموعہ غزلیات اشعارت پذیر ہو چکا ہے۔ اور اب یہ "راہِ صادق" کے نام سے تیسرا مجموعہ منظر عام پر آ رہا ہے۔ نام بھی بڑا اچھا ہے۔ اللہ تعالیٰ  
 اس صادق نامی سے حاجی صاحب کے تحفوں سے یہاں خوب کام لے لیتا ہے۔ یہ بھی انہیں رب دی ہے۔ اس سے قبل کے نعتیہ  
 مجموعہ تحریر و تالیف حضرت مولانا صفی الرحمن حضرت مولانا محمد عثمان فاروقیہ چیف ایڈیٹر جمعیتہ دہلی حضرت مولانا اخلاق حسین  
 صاحب مدظلہ کے شاہ عبدالعزیز میاں سجاد عثمان آستانہ عالیہ حنفیہ نے اپنے رشحات قلبی پر قدم کئے ہیں۔

غزلیات سے "موسمِ روح" پر ذاکر پریم لال شفا دہلوی ساغر لکھی جگن ناتھ آزاد اور دیگر حضرات نے طہار خیال کیا ہے۔  
 حضرت محمد دہلوی کے شاگرد ہونے کی وجہ سے صادق صاحب کے کلام میں رنگِ غزل نمایاں ہے جو شاعری کی جان سے اور بچ  
 ان کی پانچ زبانِ سخن اللہ کیا کہنا ہے۔ ہر ایک کوٹ کوٹ کر بھرا ہے۔ اللہ مبارک کرے۔ پڑھئے اور مدد دھنئے نعت شریف کے چند شعرا  
 کا مدعا ملے۔

سراپا نور و رحمت آپ کی ذاتِ ساری ہے	ہمارے زخمِ عصیاں کیسے دواں محمدؐ ہیں
دوست کو نہیں سے کر کیا کروں	میری پونجی میرا دھن ہیں آپ ہی
شرف بخش ہے جو تو نے مجھے اپنی غامی کا	یہی سرمایہ ہے مجھ بندہ یہاں ساقی
مدینہ سے حسن و عام کا منبع	بہار دو عالم بہار مدینہ



عشق کی گت سے جو سینہ بریں سوچھپ نہیں سکتا آگ لگتی ہے تو دھوس بھی اٹھتا ہے۔ صادق دہائی کے کام میں جو سر  
... زبانِ شعلہ روں کا ہے۔ کہتے ہیں۔

حیات اپنی تمہارے عشق کے سانچے میں ڈھالی ہے  
تصور سے تمہارا اپنی دنیا جگمگاں ہے  
پنی حق میں تجھے جلوہ قلن دیکھا ہے تجھ سے روشن ہے مری شمع یقین اسے ساقی  
تری اس نگاہ کا شکر یہ مجھے جس نے تیرا پتہ دیا  
مری عشرت دل و جاں ہے وہ جو مرے لیوں کو تو آہ دہ  
میں یہ ہے کہ یہ سب کچھ مرا ہوں سے ہٹ کر کہا گیا ہے۔

تم نے بنا رکھا ہے ممکن  
خدا کی اک بڑی پہچان ہو تم  
تمہاری دید ہی دیدِ خدا ہے  
... میں تیرے نامی خود موجودے لیکن محبوب کی تعریف میں صادق صاحب و سکین نہ ہونی پناہ پذیر نہیں نے شیراز کے شہر کی بھی تو  
سج شمع نری۔ کہتے ہیں۔

رہا پر نور تو صبحِ درخش  
اس صادق فدائے روئے ریا  
سلام اے نیر تابان عالم  
سلام اے حاصلِ ایمان عالم  
... یہ شہداء حضرت امام حسین علی مقامِ شان میں کہتے ہیں۔

سپ کی ہستی ہے پیغامِ عمل  
اے پیامِ زندگی لاکھوں سلام  
... ایک شعر میں نہ صرف یہ کہ سید الشہداء کو خزانِ عقیدت پیش کیا ہے بلکہ حق و صداقت کے قتل کا ظلم اور شہداء کو کس کے غروب  
... کا منظر دکھایا گیا ہے اور ان دونوں منظر کے درمیان اظہارِ حق کی شان اور شہید کی حیاتِ بدری واضح کی گئی ہے اور مقصد کا ثبات یعنی  
... صادق کی عقیدت۔ پس کہ یہ اول عشرہ محرم ہے اس لئے منقبتِ حسین سے متعلق صادق صاحب کے اس شعر پر اپنے تہہ و توقیرف کو ختم کرتا  
... اس کا یہ کہ اس ایک شعر کی تشریح میں جی چاہتا ہے کہ پوری ایک ضخیم کتاب لکھوں۔ پڑھے اور غور کیجئے۔ حسن و نکاتِ شاعری نے  
... ہے مگر یہ شعر بی حد مستحکم ہے اور مختلف صفاتِ شاعری کا مجموعہ ہے۔

(ڈاکٹر) محمود قادری اسعد

۲۳ فروری ۱۹۷۲ء

## نغمہ جاں

(جناب کتھیالال صاحب آزرودہ دہلوی)

محترم انج صوفی محمد یحییٰ خاں صادق دہلوی میرے عزیز ترین صادق دوست اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے شیدائی۔  
ان کا فنیہ کلام میرے خیال میں بجائے خود ان کے جذبات کا آئینہ دار اور مغفرت کا وسیلہ ہے۔ جس سے متاثر ہو کر یہ رباعی کہی ہے جو پیش خدمت ہے

دل کو جو پسند آئے ادا پیاری ہے  
جو نغمہ جاں ہو وہ صدا پیاری ہے  
بخشش کی ضمانت ہے یہ ”راہِ صادق“  
داور کو محمدؐ کی شا پیاری ہے

کتھیالال آزرودہ دہلوی ۲۰ فروری ۱۹۷۲ء

## راہِ صادق

(جناب فیاض احمد صاحب آفکن نجیب آبادی)

جن کے پیرہن کی خوشبو سے مہکتا ہے چمن  
جن کی زلفوں سے ہے وابستہ نظامِ انجمن  
جن کے قدموں کے نشاں روشن ہیں مثلِ مہر و ماہ  
”راہِ صادق“ پر ہیں ان کی رحمتیں جلوہ افکن

آفکن نجیب آبادی۔ ۳۰ فروری ۱۹۷۲ء

## پیغامِ محبت

(جناب ڈاکٹر پریم لال صاحب شفا دہلوی)

زیرِ خامہ کلامِ مشفق ہے  
ایک صوفی کا یہ کلامِ عفا  
میں پڑھوں بھی اسے تو کیا سمجھوں  
یہ ہے اک مجموعہ صداقت کا  
یعنی تقریظ ”راہِ صادق“ ہے  
منقبتِ نعت اور حمد و ثنا  
اور سمجھوں نہیں تو کیا نکھوں  
آئینہ اس کی پاک طینت کا

اس میں پیغام ہے محبت کا  
 ذکر ہے اس میں ان کی عظمت کا  
 اس میں نصی ہے اس نے حمد و ثنا  
 جو پڑھے اس کو فیض حاصل ہو  
 سلسلہ جو بنا اشاعت کا  
 کاش مقبول ہو شفا یہ کلام  
 اور صادق کا ہو بلند مقام  
 دعا گو

شفادہ ہوگی صدر بازار دہلی۔ ۲۱ فروری ۱۹۷۷ء

### تاثرات

مفسر القرآن حضرت مولانا اخلاق حسین صاحب قاسمی الدہلوی

صدر جمعیت علماء ہند دہلی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صادق صاحب کا یہ تیسرا مجموعہ نعت و منقبت ”راہ صادق“ ناظرین کے ہاتھوں میں ہے۔

نخن پرور حضرات صادق صاحب کے کلام میں دلی کی ٹکلی اردو کی سادگی روانی اور برجستگی کا وہ پختہ رنگ پائیں گے جو ان کے محترم استاد جناب محمود دہلوی کے کلام میں موجود تھا۔ اصحاب معرفت صادق صاحب کے سوز و اثر اور خلوص جذبات سے محظوظ ہوں گے اور انہیں ”راہ صادق“ میں حضرات خواجہ میر درد اور حضرت مرزا مظہر جان جاناں کے مذاق تصوف کا کیف و سرور محسوس ہوگا۔ اصحاب شریعت و سیرت یہ دیکھیں گے کہ صادق دہلوی پر رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا صحیح تاریخی مقدم واضح رہا ہے اور حضور اکرم کا پیشوایان عام میں جو متاز و منفرد درجہ ہے وہ صادق کی نظر سے اوجھل نہیں ہے اور نثر میں ہو یا شعر میں آپ کی تعریف و توصیف کا حق کسی نہ کسی درجہ میں اسی وقت ادا ہو سکتا ہے جب لکھنے اور بولنے والے کے سامنے یہ حقیقت موجود ہو کہ رحمت عالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی تظاہری اور محاسن باطنی میں اپنی مثال آپ ہیں۔ حسن ظاہری میں آپ چودھویں رات کے چاند ہیں ورنہ فکری اخلاق اور عملی برتری میں آپ امام الایمان اور سرور مرسلین ہیں۔ آپ کی ہادی اور رہنما نہیں جسے تاریخ نے کل کی چیز قرار دے دیا ہو۔ بلکہ ایسے ہادی انسانیت ہیں جن کی قیادت آج کی چیز ہے اور عالم انسانیت اپنی ترقی و بقا کے لئے آج بھی آپ کی طرف دیکھ رہی ہے۔ صادق صاحب کہتے ہیں۔

جن کی کوئی مثال نہیں کائنات میں      انساں وہ پاکمال بنایا ہے آپ کو  
یہ محض عقیدت کی مہذب آرائی نہیں بلکہ صادق کے سچے مٹانے کا نتیجہ ہے۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندہ قیادت اور ابدی رہنمائی  
کے اظہار کے لئے صادق نے کتنے اچھے انداز سے بات کہی ہے۔

تم یونہی مجھ تبسم رہنا      سینکڑوں غنچے ہیں خنداں تم سے  
کچھ مہر و مہر پہ موقوف نہیں      ذرہ ذرہ ہے درخشاں تم سے  
آج دنیا کی مختلف قوموں نے رسولِ انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم سے سماجی اقتصادی اور اخلاقی قدریں حاصل کر کے اپنے  
سب کو سنبھالنا شروع کر دیا ہے۔ یورپ نے علمی اور سائنسی ترقی کی معراج اور سیاسی جمہوریت اور مساوات و آزادی کا جو نظام بنایا ہے وہ  
سب اسلام ہی کا فیض ہے۔ صادق نے اپنے کلام میں جگہ جگہ اس حقیقت کو بھی واضح کر دیا ہے کہ رسولِ برحق نہ کوئی قومی رسول تھے نہ خاندانی  
آپ کی تعلیم نہ صرف عربوں کے لئے تھی نہ شام و ایران کے لئے بلکہ آپ تمام انسانیت کے لئے تھے آپ پوری انسانی دنیا کا پیش بہ تحفہ  
ہیں۔ تمام جہاں کے پاسنے والے کی طرف سے تمام انسانوں کی عزت اور تمام قوموں کی آمردہ ہیں۔ صادق نے کہا ہے  
یہ اور بات ہے کہ دیئے میں ہو مقیم      لیکن نوازشات ہیں کل کائنات پر  
اخلاقِ حسین قاسمی دہلوی      و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آلہ و اصحابہ وسلم۔

۲۳ دسمبر ۱۹۷۲ء

### اظہارِ تشکر

ان حضرات کی خدمت میں جنہوں نے ”راہِ صادق“ کے سلسلے میں اپنی  
آراء پیش قیمت سے نوازا۔

نیدو فر صادق

### نذرانہ عقیدت

مرشدی دہلوی سلطان الاولیاء حضرت الحاج صوفی محمد حسن شاہ صاحب کی بارگاہ میں  
صادق

### سرورِ کائنات

ربانی

اے رحمت کوئین رسول اکرم  
امت کے نمبران معین اعظم  
صادق مجھے کہتے ہیں زمانے والے  
رکھ لینا مرے نام کا محشر میں ہجر

ازل کے حسن کا آئینہ ہے بس آپ کی ہستی  
 نہیں ہے جن کا سایہ وہ بلند انساں محمدؐ ہیں  
 دو عالم میں بہر سو جلوہ سمانی انہیں کی ہے  
 جہانِ قلب و جاں کے غیر تاباں محمدؐ ہیں  
 سراپا نور و رحمت آپؐ کی ذاتِ گرامی ہے  
 ہمارے رمِ عصیاں نے بے دماغی میں  
 تمنا لے دو عالم سے ہمارا دل ہے مستحق  
 ہمارے حسرت و ارماں شدہ خواباں محمدؐ ہیں  
 نہ بھٹکیں تشنہ کام بادۂ وحدت ادھر آئیں  
 مئے عرفانِ حق کے ساقی دوراں محمدؐ ہیں  
 بہارِ بے خزاں ہے جن کے دم سے میری ہستی میں  
 مرا ایمان ہے وہ گلشنِ ایمان محمدؐ ہیں  
 بصیرت رکھنے والے جان لیں گے یہ بہر صورت  
 ہماری داستانِ زیست کا عنوان محمدؐ ہیں  
 سکوں کیسے نہ ان کے نام سے صادق میسر ہو  
 زمانے کے لئے شمعِ نشاطِ جاں محمدؐ ہو

آفتابِ انجمن ہیں آپؐ ہی  
 ہر طرف جلوہ فگن ہیں آپؐ ہی  
 آرزوئیں کا چمن ہیں آپؐ ہی  
 میرے ہر دم کی لگن ہیں آپؐ ہی  
 کون ہے رواجِ رواجِ زندگی  
 سچ تو یہ ہے جانِ دتن ہیں آپؐ ہی  
 اور بھی محفل میں شمعیں ہیں مگر  
 میری شمعِ انجمن ہیں آپؐ ہی

حمد

دل سے جب نام پکارا تیرا  
 میں تیرا مجھ کو سہارا تیرا  
 جاں کو آرام ہے دل کو تسکین  
 میں قدر نام ہے پیارا تیرا  
 تیرے جیوں کی نیا پاشی نے  
 نقشِ دل میں ابھار تیرا  
 قدیم کی ہے مجھ سے باہر  
 نے تعلق جو سہارا تیرا  
 ہر چیز ہے چنے میں اُتر  
 شمع کی دلی میں شرر تیرا  
 موت ہے نام تری مرضی کا  
 زندگانی ہے اشارا تیرا  
 میں صادق کے برنگ کوثر  
 سے رہاں شفیق کا دھارا تیرا

شہ پہیروں ہیں نامِ یزداں محمدؐ ہیں  
 نامہ وہ بہاں ہیں حاملِ قرآن محمدؐ ہیں  
 نورِ حق میں صورتِ یزداں محمدؐ ہیں  
 و ہاں ان میں ان کی منزلِ عرفان محمدؐ ہیں  
 ہمارے قہرِ دل کعبہِ ایمان محمدؐ ہیں  
 کہ محبوبِ خدا کو نہیں کے سلطان محمدؐ ہیں  
 متاعِ دین و دنیا رحمتِ یزداں محمدؐ ہیں  
 بیتاں دو جہاں ہیں خسروِ خوباں محمدؐ ہیں



تراک اک نفس اٹل جہاں کو درسِ عبرت ہے  
محبت ہی تقاضا ہے ترے پیغام کا ساقی  
شعورِ بادہ نوشی بخش دے تو اپنے صادق کو  
میں تجھ کو واسطہ دیتا ہوں تیرے نام کا ساقی

جس کی جانب ہے زمانے کی نظر  
حسن کی وہ انجمن ہیں آپ ہی  
جم کے رہ جاتی ہے ہر شے پر نظر  
جاں نام جان من میں آپ ہی  
آپ سے ہے میری ہستی میں بہار  
میری دنیا کا چمن ہیں آپ ہی  
دوست کو نہیں لے کر کیا کروں  
میری پونجی میرا دھن ہیں آپ ہی  
اب تو صادق کی حیات و کائنات  
اسے شہنشاہِ زمن میں آپ ہی

مجھ کو ہے تیری جستجو صلی علی محمد  
دعوتِ ربا ہوں کو یہ کو صلی علی محمد  
تخلیق کائنات تو صلی علی محمد  
دینِ خدا کی آبرو صلی علی محمد  
جو ہے میں تیرے چار سو صلی علی محمد  
پھر بھی ہے تیری آرزو صلی علی محمد  
پیشِ نظر ہے تو ہی تو صلی علی محمد  
صورتِ حق ہے ہو یہ ہو صلی علی محمد  
روزِ ازل سے آج تک لاکھوں اسیرِ کرگئی  
تیری ہی زلفِ مشکِ بو صلی علی محمد  
تو ہے حبیبِ انس و جاں تو ہے امامِ مرسلان  
تجھ سے نہیں ہے خور و صلی علی محمد  
میرے دل و جگر کو بھی سوز و گداز بخش دے  
تجھ کو قسم ہے شمعِ رو صلی علی محمد  
بزمِ تصورات سے حسنِ تجلیات تک  
جلوہ نما ہے تو ہی تو صلی علی محمد  
پر تو سے تیرے صوفیاں شمس و قمر نجوم ہیں  
غنچوں میں حیرا رنگ و بو صلی علی محمد  
تیرے کرم کے فیض سے پیتا رہوں میں عمر بھر  
تیرے جمال کا سیو صلی علی محمد

خدا سمد نوئے نہ دورِ جام کا ساقی  
ابھی بدلا نہیں رخِ گردشِ لیلِام کا ساقی  
عطا فرمائے جا صہبائے حسن و عشق کے ساغر  
مھے ارموں نہیں ہے بادِ گھلام کا ساقی  
شرفِ بخشا ہے جو تو نے مجھے اپنی غلامی کا  
یہی سرمایہ ہے مجھ بندہ ہے دام کا ساقی  
پاک یک جب بھی تیری یاد میرے دل میں بھری ہے  
وہی تو وقت گزرا ہے ذرا آرام کا ساقی  
تنبہاں کون ہو تیرے سوا میرے سفینے کا  
مری سستی ہے اب طوفاں غم و آہ کا ساقی  
مجھے تو رہتا ہے بس ہو کے تیرا بندۂ الفت  
زے موتے ہوئے کیوں خوف ہو انجام کا ساقی  
مٹا دے مٹا کا نقشِ میری لوحِ ہستی سے  
بنا دے میرے دل پر نقشِ اپنے نام کا ساقی

ہر ایک غنچہ و گل میں تمہیں تھے جلوہ قلن  
تمہاری شکل و شباہت سے تم کو دیکھ لیا  
نہ کوئی اور تم نہ کوئی اور طلب  
نظر ٹھٹھائی تو حسرت سے تم کو دیکھ لیا  
تمہاری ذات ہے پیغام زندگانی کا  
تمہاری صورت و سیرت سے تم کو دیکھ لیا  
خود اپنے ذاتی نظر پر غار ہے صادق  
بہت قریب کی نسبت سے تم کو دیکھ لیا

حسن و جمال سے ترس گئے و مگان حسین ہیں  
فرش سے عرش تک ہے تو صلہ علی محمد  
میرا علاج درد و غم تیری ہی اک نظر میں ہے  
دل کے بھی زخم ہوں رفو صلہ علی محمد  
میں ہوں مریض غم ترا جب ہو لبوں پہ دم مرا  
صورت ہو تیری رو برو صلہ علی محمد  
سیرت پاک نے تری افشا یہ راز کر دیا  
حق کی کتاب ہے تو تو صلہ علی محمد  
فرشتے ہو پیش جب ذات خدا کے سامنے  
رکھنا مجھے بھی سرخرو صلہ علی محمد  
تیری بلند ذات ہے تیرا مقام ہے بلند  
تیری خدا سے گفتگو صلہ علی محمد  
شیریں کلام ہی ترا کیف دوام عشق ہے  
کون ہے ایسا خوش گلو صلہ علی محمد  
صادق بے نوا پہ بھی رحمت کی اک نگاہ کر  
صف و کرم ہے تیری خو صلہ علی محمد

میں سمجھا ہوں بہ فیضان محمد  
خدا کی شان ہے شان محمد  
مرے دل میں ہے ارمان محمد  
نظر میں ہے گلستان محمد  
ذبیہ لاکھ ہو میرا مخالف  
نہ چھوڑوں گا میں دامان محمد  
ہے میرا دل فدائے روئے زیبا  
ہے میری جان قربان محمد  
ہیں ساری جنتیں قربان اس پر  
خدا رکھے گلستان محمد  
جہنم کیا جلا سکتی ہے مجھ کو  
مرا دل ہے، شبتان محمد  
سرور کیف میں ڈوبا ہوا ہوں  
یہ ہے لطف فراوان محمد  
ملائک ان کی چوکھٹ چومتے ہیں  
جو بندے ہیں غلامان محمد

مری نظر نے عقیدت سے تم کو دیکھ لیا  
دفور عشق و محبت سے تم کو دیکھ لیا  
مری طلب سے ہوا بخششیں ہوئیں مجھ پر  
تمہاری شان سخاوت سے تم کو دیکھ لیا  
مری مجال بہن تھی کہ دیکھتا تم کو  
تمہارا لطف و عنایت سے تم کو دیکھ لیا  
تمہارے جہوں کا ابرار اے معاذ اللہ  
نہ کے سینہ حیرت سے تم کو دیکھ لیا

السلام ہے ہاتھ خند بریں  
السلام ہے صدر بزم کائنات  
السلام ہے عرش کے مستنشین  
السلام ہے جس طیبہ اہل  
السلام ہے رشک فردوس بریں  
السلام ہے صاف کیوں نور  
السلام ہے رحمت حق شاہ دین

تصور میں ہے پردہ دار مدینہ  
کہ آنکھیں ہیں اب جلوہ زار مدینہ  
نظر میں ہے صبح بہار مدینہ  
مرے جان و دل ہیں شہر مدینہ  
ہیں صدیق و فاروق و عثمان و امیر  
ان ہی سے ہے شان و وقار مدینہ  
نظر کھو گئی جن کی رہنمائی میں  
کچھ ایسے ہیں نقش و نگار مدینہ  
بھاری نظر میں حدود نظر تک  
ہیں جلوے ترے پردہ دار مدینہ  
مدینہ ہے حسن دو عالم کا بیج  
بہار دو عالم بہار مدینہ  
مرے حال پر بھی نرم شاہ خوبوں  
کہ میں بھی ہوں کہ دلفگار مدینہ  
شب و روز پیتا ہوں جام حقیقت  
سرایا ہوں میں بادہ خواہ مدینہ

ازل سے ہے دل دیوانہ صادق  
اسیر زلف چوینا محمد

السلام ہے سرور دنیا و دین  
السلام ہے رحمت اللعالمین  
السلام ہے رہنمائے اونیں  
السلام ہے پیشوائے آخریں  
السلام ہے راہِ خالق کے امیں  
السلام ہے بانگِ وسین متیں  
السلام ہے خند لب روشن جبین  
السلام ہے مژدہ جاں آفریں  
السلام ہے غم زدوں کے غم گسار  
السلام ہے دست رب عالمیں  
السلام ہے مانتاب زندگی  
السلام ہے سرِ امین و یقین  
السلام ہے ہاشاہِ نین و جان  
السلام ہے حاصل دنیا و دین  
السلام ہے درجِ عرفان و عمل  
السلام ہے شرح قرآن میں  
السلام ہے ہر دو عالم کی بہار  
السلام ہے رفیق دنیا و دین  
السلام ہے رشکِ خوبانِ جہاں  
السلام ہے حسن رب العالمین  
السلام ہے شافعِ روزِ جزا

ہائیں محمد حسن مجھ کو صادق

مل دامن تاجدار مدینہ

میرفانہ مستی کا ہے تو ہی مایہ

پر کیف مری زینت بنا اے ساقی

سرچشمہ رحمت ہے تری ذات عظیم

تو دست خدا ہے بندہ اے ساقی

مل جائے اگر کوڑ و تسنیم کا جام

ہو جائے مرے دل کی جلا اے ساقی

میں تیرے سوا کسی کو پکاروں آخر

ہے تیرے سوا کون مرا اے ساقی

تو بخش بھی دے اپنے کرم سے اس کو

جو کچھ بھی ہوئی مجھ سے خطا اے ساقی

حاصل ہے سے سیف محبت ہر دم

سمجھا ہے جو پیغام ترا اے ساقی

بس اپنے کرم ہی سے سکھا دے مجھ کو

میں خانے کے آداب ہیں کیا اے ساقی

اب اتنی نوازش ہو مری ہستی پر

بن جاؤں میں آئین وفا اے ساقی

نعمت محبت ہوں لیوں پر رقصاں

وہ رندی و مستی ہو عطا اے ساقی

ہے مجھ کو تری ذات سے امید کرم

ہر نقشِ الم دل سے سٹا اے ساقی

پر تو جو ترے روئے میں کا پڑ جائے

مل جائے مرے دل کو ضیا اے ساقی

میں تجھ سے مہر و مہر کے ساغر رقصاں

تو نور خدا ہے بخدا اے ساقی

گلشن میں ہیں شاداب جو یہ غنچہ و گل

ہے تو ہی یہاں جلوہ نما اے ساقی

حبیب پاک ہا ہوں کا خدا را آسرا دے دو

محبت کی نگاہوں کا خدا را آسرا دے دو

پرستار وفا کی وحشِ دل ناکمل ہے

دنوں پر دور نگاہوں کا خدا را آسرا دے دو

تعلق جن کا فرش خاک سے ہے عرشِ اعظم تک

مجھے ان شاہراہوں کا خدا را آسرا دے دو

سوائے معصیت کچھ بھی نہیں ہے میرے دامن میں

میں بندہ ہوں گناہوں کا خدا را آسرا دے دو

بلا کے رنج و غم بخشے ہیں مجھ کو دنیا والوں نے

تم اب اپنی پناہوں کا خدا را آسرا دے دو

بہر جاوہِ حوادث کے تلاطم ہی تلاطم ہیں

مجھے منزل کی راہوں کا خدا را آسرا دے دو

زمانہ ہو گیا ہے پیاس آنکھوں کی نہیں بھرتی

نظر کو جلوہ گاہوں کا خدا را آسرا دے دو

جو میرے کام آجائیں بہ پیشِ داورِ محشر

مجھے ان سرد آہوں کا خدا را آسرا دے دو

زمانے سے شکستہ دل ہے صادق آپ کے غم میں

حضور اپنی نگاہوں کا خدا را آسرا دے دو

وہ بادۂ توحید پنا اے ساقی

ہر سمت نظر آئے خدا اے ساقی

پشم اذف و کرم اے رحمتہ العالمیں  
 حدیث میں دم بہ دم اے رحمتہ العالمیں  
 آپ کے ہیں آپ ہی کے نام سے مشہور ہیں  
 آپ ہی رہیں بھرم اے رحمتہ العالمیں  
 سر بہ سجدہ ہیں دو عالم جس کی عظمت کے لئے  
 آپ ہیں وہ محترم اے رحمتہ العالمیں  
 حق تو یہ ہے آپ کے فیض و تصرف کے طفیل  
 بن گئے انسان ہم اے رحمتہ العالمیں  
 خضر منزل بن گیا ہے ساری دنیا کے لئے  
 آپ کا نقش قدم اے رحمتہ العالمیں  
 ہم کو بھی روئے منور کی زیارت ہو نصیب  
 اے مجبلی حرم اے رحمتہ العالمیں  
 ہر نفس ہے بندۂ غم کو سہارا آپ کا  
 صیب محترم اے رحمتہ العالمیں  
 میں سراپا معصیت ہوں رحم فرما دیجئے  
 اے شہنشاہ امم اے رحمتہ العالمیں  
 اب تو صادق دہوی پر بھی ہو رحمت کی نظر  
 مرز لطف و کرم اے رحمتہ العالمیں

مہر نبوت جلوہ یزداں صلی اللہ علیہ وسلم  
 وہ رسالت تاج رسواں صلی اللہ علیہ وسلم  
 خالق مجسم انس بداناں صلی اللہ علیہ وسلم  
 قبضہ عالم عہد ایماں صلی اللہ علیہ وسلم  
 حسین سراپا خسرو خواہاں صلی اللہ علیہ وسلم  
 غم کا مداوا عیسیٰ دوراں صلی اللہ علیہ وسلم

سے تیرے ہی جلووں کی ضیا اے ساق  
 یہ دم بہ دم سے چہرہ اے مجھ کو  
 وہ دم بہ دم سے عطا اے ساق  
 وہ فیض و اعلیٰ سے امین و صادق  
 وہ شان و عہد سے خدا سے ساق  
 وہ ساق پہ جس اذف بھری یک نظر  
 یہ بھی ہے ترے درگاہ اے ساق

مجھے چاہیے اب قسم تمہارا  
 مرز رحمت ہے تکلم تمہارا  
 اے تاب سوئی تمہیں دیکھنے کی  
 نہ جدوں کا یہ تہتم تمہارا  
 دلی دل سے مضطربوں دل پہ گل  
 بات فرمیں ہے تہتم تمہارا  
 تمہیں سے مہر و مہر و بنم درخشاں  
 نہیں مہر و مہر تمہارا  
 وہی ر فراز جہاں ہو رہے ہیں  
 ملا ہے جنہیں کچھ رحم تمہارا  
 وہ اپنے رہے مجھے بھی نوازو  
 زندہ ہے آسودۂ غم تمہارا  
 وسیلہ سے بخشش کا ذات گرامی  
 اے پیغام رحمت تکلم تمہارا  
 بہ ساقی سک و یہ بیدار بدو  
 اے مرز لطف و کرم تمہارا

بٹک جائے نہ میرا کارواں اسے رہبر اعظم  
مری راہوں میں منزل کا اشارا بن کے آجاء  
غریبوں بیکسوں کا کون ہوتا ہے زمانے میں  
خدارا بے سہاروں کا سہارا بن کے آجاء  
تمہارے سوزِ غم کی آرزو ہے یا رسول اللہ  
مرے دل میں محبت کا شرارا بن کے آجاء  
زمانے کے حوادث نے نہیں کا بھی نہیں چھوڑا  
تمہارا آسرا ہے تم سہارا بن کے آجاء  
الحیرے چھ رہے ہیں مطیع امکانِ بستی پر  
جنہن وقت کا روشن شرارا بن کے آجاء  
کس اب دامنِ صبر و تحمل ہی نہ چھب جائے  
بھاری بارہ نوش کا سہارا بن کے آجاء  
خدا شاہد کہ صادق نقشِ لب ہے اک زمانہ سے  
مے عرفانِ حق کا تیز دھارا بن کے آجاء

سو حبیب اب غینہ سے مرا  
منزل ہستی مدینہ ہے مرا  
نام نامی ہے نس کے ساتھ ساتھ  
یہ مہابت کا قرینہ ہے مرا  
شافعِ محشرِ مدد فرما دے  
حرِ عصیان میں سفینہ ہے مرا  
اے حبیبِ کبریا مجھ پہ کرم  
رنج و غم تیرا اور سینہ ہے مرا  
ہجرِ حبیب میں شکستہ کیوں نہ ہو  
دل بھی تو اک سببِینہ ہے مرا

نست ترم رحمت یزداں صلی اللہ علیہ وسلم  
نست اعظم کائنات انسان صلی اللہ علیہ وسلم  
آقا و مولا ہادی دوراں صلی اللہ علیہ وسلم  
ماوا دلچا منزل عرفاں صلی اللہ علیہ وسلم  
رنگِ گل رشکِ گستاں صلی اللہ علیہ وسلم  
روحِ تغزل چن غزواں صلی اللہ علیہ وسلم  
ذاتِ سنی ماہِ ترمی حسن کدلی کیف ادواں  
حق کے پیای نامہ یزداں صلی اللہ علیہ وسلم  
مہرِ وحدت شہدِ قدت حسن شریعت رازِ مشیت  
شمعِ ہدایت پرتو قرآن صلی اللہ علیہ وسلم  
سب پہ تبسم مونِ تلامذہ شانِ تکلمِ لطف و رحم  
کیفِ مئے خم ساقی دوراں صلی اللہ علیہ وسلم  
جانِ محبت منبعِ شفقت نارِ شامت حامی انت  
چشمِ رحمت فیضِ کا طوقاں صلی اللہ علیہ وسلم  
روئے منور اللہ اکبر قامتِ موزوں جگرِ تاباں  
قدس و اطہر پاک و درخشاں صلی اللہ علیہ وسلم  
جدوہِ غزلِ خونی خلوتِ عشقِ فراواں حسنِ کمال  
حسرت و ارماں جوہرِ جاناں صلی اللہ علیہ وسلم  
بقعہ انورِ صمدِ خضرِ شہرِ مدینہ جنتِ ارفع  
یہ اک منظرِ حاصلِ ایماں صلی اللہ علیہ وسلم  
مرشدِ علی شاہ حسن کی نسبتِ صادق سے لے صادق  
میں ہوں سک سلطانی رسولاں صلی اللہ علیہ وسلم

ہجومِ غم کا عام ہے سہارا بن کے آجاء  
نظمِ من تلامذہ میں کنارا بن کے آجاء





میں شہ اند تیرے محبوب اس  
 یہ نہ جانی سلام میک  
 و مجھ پر بھی رکا پھر عنایت  
 سوں میں ہی سوں سلام میک  
 عرب و ہمارا ہم رسولان  
 نبوت کے ہوائی سلام میک  
 و ہمارے میں خطا پوش تم ہ  
 اس شان جمالی سلام میک  
 ارشاد ہیں کونین جلوں سے تیرے  
 رخ و چون سلام میک  
 وہ بخشش کے صادق دو عالم کی نعمت  
 ہے جو سہائی سلام میک

تمہارے دہ کی گدائی نصیب ہے تو سہی  
 زب نصیب رسائی نصیب ہے تو سہی  
 مری بھی گہری بنا دو تو کوئی بات بنے  
 کہ تم کو شان خدائی نصیب ہے تو سہی  
 مجھے بھی مل تو گیا ہے تمہارا نقش قدم  
 مری نہیں تو رسائی نصیب ہے تو سہی  
 سوں دل ہے میرے تمہاری الفت میں  
 غم حواں سے روائی نصیب ہے تو سہی  
 نہیں جذبہ الفت مری نگاہوں کو  
 تمہاری جلوہ روائی نصیب ہے تو سہی  
 تمہارے عشق میں گذرا ہوں خارزاروں سے  
 مذاق آبلہ پائی نصیب ہے تو سہی

تمہارے حسن کے جلوے ہیں او صداق نے  
 دل و نظر کو صدفی سیب سے دہی

ما مجھ کو وہ ذوق یہ تیری آشنائی میں  
 ترے جلوے نظر آنے لگے ساری خدائی میں  
 نشہ زندگی بخشا مجھے تیری محبت نے  
 دل و جاں کا سکون ہے تیری شان و رہائی میں  
 خدا رکھے قیامت تک ترے جہوں کی تابانی  
 کوئی تجھ سے نظر آتا نہیں ساری خدائی میں  
 میں اپنی زندگی کا ان کو سرمایہ سمجھتا ہوں  
 جو مجھے میرے گزرے تیرے در کی بیہ ساری میں  
 سفینے کو جو تیرے آسرے پہ چھوڑ دیتے ہیں  
 گزر جاتے ہیں ہر طوفاں سے تیری ناصدائی میں  
 ترے جلوں سے دنیا کی نگاہیں کیوں نہ سوں خیرہ  
 قیمت کی کشش ہے جب تری جلوہ نرکی میں  
 طبیعت بے نیاز عیش و عشرت ہو گئی آخر  
 وہ نعمت مل گئی ہے تیرے کوچے کی گدائی میں  
 جہاں بھر کی ترے نقش قدم نے رہنمائی کی  
 مزاروں قافلے گزرے ہیں تیری رہنمائی میں  
 مرا سینہ بھی ہو معمور انوار محبت سے  
 یہی صادق دعا ہے بارگاہ کبریائی میں

حسن کے پیکر کئی والے  
 زلفوں کو چہرے سے ہٹا  
 سامنے آجا چھپنے والے



صادق تیرا بندہ غم ہے  
اس کو بھی کئی میں چھپالے

عرض ہے حال پریشاں تم سے  
مشکلیں ہوتی ہیں آساں تم سے  
دس لے ہر گوشے میں آہ ہو تم  
شمع ہستی ہے فروزاں تم سے  
جان و دل کیوں نہ ہوں تم پر قرباں  
مل گئی دولت ایساں تم سے  
تم یونہی محو تہنم رہنا  
سینکڑوں غنچے ہیں خنداں تم سے  
کچھ مدد و مدد چاہتا ہوں نہیں  
ذرا ذرا ہے درخشاں تم سے  
ربط دس تم سے ہے تم سے الفت  
زندہ رہنے کا ہے سماں تم سے  
ابن مریم سے ہمیں کیا مطلب  
ہم تو ہیں طالب درماں تم سے  
معصیت پر ہے ندمت ہم کو  
ہر نفس دل ہے پشیمان تم سے  
تم ہو دیوانہ اگر اسے صادق  
نہ چھٹے کوچہ جاناں تم سے

مجھے بھی رحمت عالم پناہ میں لے لو  
گنہ گار ہوں اپنی نگاہ میں لے لو  
مری حیات کو ہے آرزو مدینے کی  
خدارا مجھ کو بھی اس جلوہ گاہ میں لے لو

دید کا طاب یوس جھالے  
بہول بھول صورت والے  
ہم بھی ہیں تیرے متوالے  
ایرو میں کونین کا قبد  
آنکھیں ہیں توحید کے پیالے  
تیرا جلوہ جلوہ رنگیں  
ایوانے ہیں دینے والے  
عشق و وفا کی زنجیریں ہیں  
تیرے برادریسو کاسے  
واٹس و دلیلیں کا جلوہ  
رٹ پر گویا چاند کے ہالے  
تیرے سوا ہے ماہ مدینہ  
قلمت سے اب سو نکالے  
دین ہے اس کا دنیا اسکی  
تیرے لئے جو خود کو منالے  
ہر منزل ہر گام ہے لغزش  
تیرے سوا ب کون سنبھالے  
اس کو ملے کونین کی دوست  
بس کو بھی تو اپنا بنالے  
عصیان پر میں شرمندہ ہوں  
چشم کرم اے رحمت والے  
مجھ سے نظر سرکار نہ بدلیں  
دنیا چاہے آنکھ تیرے  
دکھ برا ہوں تیرا گدا ہوں  
اپنی کی ذلت سے بچا لے

بہر جانب مرے غفلتِ کد میں صوفیانی ہے  
تری ذاتِ گرامیِ شمعِ کاشف ہے اے ساقی  
کوئی چٹا نہیں تیرے سوا میری نگاہوں میں  
مرا ذوقِ نظر سب سے جداگانہ ہے اے ساقی  
مجھے اس واسطے دنیا کی ہر شے سے محبت ہے  
کہ دنیا تیرے جلوں کا صنمِ خاند ہے اے ساقی  
دل سے میں ترے عشق و محبت کا وہ سدوان  
مرے غم کی کہانی تیرا افسانہ ہے اے ساقی  
ترے قابلِ کوئی پنچ نہیں سے میرے دامن میں  
شمتہ دل تری خدمت میں نذرانہ ہے اے ساقی  
سب شہ سنہتے ہیں جس کو وہ صادق بھی  
ترے در پر یہ نذرانہ گدینہ ہے اے ساقی

آئینہ جمال بنایا ہے آپ کو  
قدرت نے بے مثال بنایا ہے آپ کو  
خلقِ کائنات کے موجب ہیں آپ ہی  
بنیادِ حال و قال بنایا ہے آپ کو  
راکھوں چمن ہیں آپ کے جلوں سے لالہ زار  
وہ صاحبِ جہاں بنایا ہے آپ کو  
خالق نے اپنی ذات کی پہچان کے لئے  
دنیا میں اک مثال بنایا ہے آپ کو  
ممکن نہیں رسائی کسی شام کی جہاں  
وہ صبحِ ازواں بنایا ہے آپ کو  
ہم عاشقوں کے دل کو نہ تسلیں ہو کس لئے  
ودار و مہر جمال بنایا ہے آپ کو

میں عاداتِ زمانہ سے دل شکست ہوں  
مرے حضور مجھے بھی پناہ میں لے لو  
میں نہتا ہوتا ہوں پاک تک تو پہنچا  
برصائے دستِ نرم ہر گدو میں لے لو  
تمہارے چائے واہوں میں ایک میں بھی ہوں  
مجھے بھی عقدِ رختِ سیاہ میں لے لو  
میدوارِ عنایت ہوں اک زمانہ سے  
مرے ساتھ مجھے بھی جگہ میں لے لو  
تمہارے عشق میں سب کچھ جو بھول جاتے ہیں  
مجھے اس وفا کی سپاہ میں لے لو  
مستحقِ ہوش و قربانِ کرچکا صادق  
یہ جان و دل بھی تم اب اپنی راہ میں لے لو

تری رحمتِ ترا دستورِ میخانہ ہے اے ساقی  
کہ اور ہم اطفِ کریمانہ ہے اے ساقی  
بقدرِ ظرفِ تیرا لطفِ شہانہ ہے اے ساقی  
نگاہوں میں تری سب کوئی بیگانہ ہے اے ساقی  
رخِ کونین تیرے پر تو رخ سے منور ہے  
نئے بھی دیکھئے وہ تیرا دیوانہ ہے اے ساقی  
خدا رکھے تجھے قائمِ سلامت تیرا میخانہ  
کہ تیرے دم سے زندہ ذوقِ رندانہ ہے اے ساقی  
تری باتیں سمجھنے کو نرم درکار ہے تیرا  
تری جو بات بھی ہے رازِ رندانہ ہے اے ساقی  
گدائے بے نو پر بھی نگاہِ لطف ہو جائے  
ترے پیشِ نظرِ حالِ فقیرانہ ہے اے ساقی

تصدق نہ ہوں کیوں دل و جاں ہمارے  
جناب رسالت مآب آ رہے ہیں  
بہر سو ہے انوار رحمت کی بارش  
وہ رقیب مہد و آفتاب آ رہے ہیں  
کچھ میں گئے ہم ناس سے راز مشیت  
وہ سے کر خدا کی کتاب آ رہے ہیں  
مہد و ثنم ہیں ان کے جہوں کا مرکز  
بہاریں ہیں جن کا شباب آ رہے ہیں  
جو ہیں بخشش و مغفرت کا وسیعہ  
وہی رحمتوں کے سحاب آ رہے ہیں  
ہر اک ذرہ روشن ہے دامن شب کا  
وہ صد غمخیز آفتاب آ رہے ہیں  
جو صادق کو دیکھا تو قدسی پکارے  
غلام رسالت مآب آ رہے ہیں

لی ہے راہرو کو راہ بے سان و گماں روشن  
تمہارا نقش پا ہے اے امیر کارواں روشن  
تمہارے حسن ہی کی روشنی ہے عرش اعظم پر  
تمہارے پر تو رخ سے ہیں ثنم و کھلش روشن  
تمہاری ذات اقدس آئینہ ہے حسن فطرت کا  
تمہارے دم قدم سے ہیں زمین و آسمان روشن  
تمہارے دشمنوں نے بھی کیا ہے اعتراف اس کا  
نہیں تم جیسا کوئی بھی امین و رازداں روشن  
یہ دنیا ہے یہاں کوئی نہ مونس ہے نہ مدد سے  
تمہاری ذات ہی ہے صرف ہر یکساں روشن

میں نے کوئی مثال نہیں کائنات میں  
انسان وہ بس بنایا ہے آپ کو  
ترویجہ یوں جنوں نہ ہو صادق حضور کا  
خاق نے خوش خصال بنایا ہے آپ کو

سنت اپنی تمہارے عشق کے سانچے میں ڈھلی ہے  
تصور سے تمہارے اپنی دنیا جگمگاں ہے  
حبیب دوسرا تم ہو حسین و دلربا تم ہو  
تمہاری شان و شوکت سارے عالم سے زالی ہے  
مناج عیش سے ہے بے نیازی میری ہستی کو  
تمہاری حسرتوں سے اپنی بزم دل سجالی ہے  
مرتب امن میں تجھ ہے یہ نہیں یہ فکر ہی کیوں ہو  
اگر میں ہوں گدائے بے نوا تو شاہ عالی ہے  
تمہارا جان کر ٹھکر دیا ہے جس کو دنیا نے  
تمہیں کہ وہ زمانے بھر میں اس کا کون والی ہے  
تمہیں پر کیوں نہ میں قربان کردوں زندگی اپنی  
بنا جو کئی ہے سر پر وہ میرے سر سے ٹالی ہے  
سے میں معجزہ سمجھا ہوں فیض عشق و الفت کا  
مراد بل مطمئن ہے چاہے مجھ کو پائمالی ہے  
کے جاں سناؤں میں حدیث غم ذرا کہے  
سوا اب آپ کے دنیا میں میرا کون والی ہے  
تمہارا ہے سگ شاہ حسن صادق دل و جاں ہے  
رم اس پر بھی تو فرمائیے یہ بھی سواں ہے

و خاق کا ہیں آفتاب آ رہے ہیں  
نہیں ہونی جن کا جواب آ رہے ہیں

مراں کیوں نہ مومنوں اس عطف فراوان کا  
کہ ہے راہ خدا میرے تہوارے درمیں روشن  
نہروں قافلے طیبہ راہ تا ابد ہوں گے  
کہ ہو جاتے ہیں رکھوں قلب اک پل میں وہاں روشن  
کرم صادق پہ بھی فرمائیے اسے رحمت عام  
سب اس کا حال تو ہے اے شفیق عاصیوں روشن

نور ذات خدا محمدؐ میں  
سرور نبیا محمدؐ میں  
دور سے آشنا محمدؐ میں  
میرے غم کی دوا محمدؐ میں  
وفا کی ملت براہمکی  
حسرت آمنا محمدؐ میں  
شمع بزم از رخ تاباں  
وہ جہاں کی ضیا محمدؐ میں  
کاراں کو ملے گی ب منزل  
بر قدم رہنا محمدؐ میں  
وہ مقدم بھی ہیں موخر بھی  
ابتدا انتہا محمدؐ میں  
مرضی ذات حق کے سب حالب  
اور حق کی رضا محمدؐ میں  
روئے نور ہے میر قرآن  
حسن کا سینہ محمدؐ میں  
کوئی ایسا نہیں رسوں میں  
نہ قد خوش ادا محمدؐ میں

ہر نفس ید ان کی تازہ ہے  
میرے دل کی صدا محمدؐ میں  
جس میں دور خزاں نہیں آتا  
وہ چمن باخدا محمدؐ میں  
ذات اقدس ہے رحمت عام  
سچ ہے خیر الوری محمدؐ میں  
کیوں نہ آسمان ہوں مشکیں میری  
میرے مشکل کش محمدؐ میں  
بخشش و مغفرت یقینی ہے  
شفیع دوسرا محمدؐ میں  
قدر روز جزا ہے کیوں صادق  
جب ترا آسرا محمدؐ میں

سپ حق کا عرس ہیں  
سچہ دل و جان ہیں  
سپ رحمت عام ہیں  
سرور رسوں ہیں  
سپ علی کے جلووں سے  
وہ جہاں درخشاں ہیں  
سپ کے رخ و گیسو  
کیفیت کا سامان ہیں  
سپ کی محبت سے  
رہبت میں چہ اغاں ہیں  
سپ علی کے صدقے میں  
پرسوں میں و جان ہیں  
سپ کشمکش دل کے

یہ اعجاز تصور ہے محبت کی رامت ہے  
 جدھر بھی دیکھتا ہوں روبرو تیری ہی صورت ہے  
 انہیں دلت عطا کر دے جنہیں دلت کی حسرت ہے  
 ترے دیوانگان عشق کو تیری ضرورت ہے  
 منور ہے ترے جلوں سے گوشہ گوشہ عالم کا  
 ترا پیغام ہر دل کے لئے شمع ہدایت ہے  
 بھٹک سکا نہیں وہ راہرو راہ حقیقت میں  
 ترا نقش قدم جس کے لئے خضر طریقت ہے  
 میں سمجھا ہوں فقط تیرے کرم سے اس حقیقت کو  
 ترے قدموں پہ اپنا سر جھکا دین عبادت ہے  
 نگاہ لطف سے لے جان عالم سرفرازی دے  
 ترے صادق کو تیرے آستان سے خاص نسبت ہے

زمانے سے اسیر رنج و غم ہوں یا رسول اللہ  
 کرم ہو میں بھی محتاج کرم ہوں یا رسول اللہ  
 شرف نظارگی کا بخش دو میری نگاہوں کو  
 تمہارے جگر میں تصویر غم ہوں یا رسول اللہ  
 تمہیں کو رنج رکھنی ہے اب اپنے بندہ در دیں  
 تمہارے آستان پر سر بہ خیم ہوں یا رسول اللہ  
 خدا کا کچھ سہارا دیجئے میرے سہنے کو  
 کہ میں بھی غرق طوفانِ الم ہوں یا رسول اللہ  
 مرے دل کو تم اپنے عشق کی نعمت عطا کر دو  
 بس اتنا طالب لطف و کرم ہوں یا رسول اللہ  
 تمہارے عشق صادق نے مجھے صادق بنایا ہے  
 تمہاری ہی تو میں خاک قدم ہوں یا رسول اللہ

ولی نگہاں ہیں  
 آپ ساقی دور  
 جان بزم رند ہیں  
 آپ اپنے صادق کے  
 درد دل کا دریا ہیں  
 اپنا جلوہ دکھا دیجئے  
 میری قسمت بنا دیجئے  
 دل کی دنیا بسا دیجئے  
 زندگی جگمگا دیجئے  
 آپ ہیں رہبر دو جہاں  
 مجھ کو میرا پنا دیجئے  
 اپنی چشم توجہ سے آپ  
 دین و دنیا بنا دیجئے  
 ہر طرف غم کے طوفان ہیں  
 پیر پیدا لگا دیجئے  
 مجھ کو قدموں سے رکھیے نہ دور  
 اور کوئی سزا دیجئے  
 کیف سگین نظر سے مجھے  
 ہام وحدت بلا دیجئے  
 آپ دنیا کا ہیں آسر  
 مجھ کو بھی آسرا دیجئے  
 لوگ کہتے ہیں صادق مجھے  
 آپ صادق بنا دیجئے

ترے پر تو سے میرے دل کی دنیا جھگڑاتی ہے  
ازل ہی سے میں تیری شان و شوکت کا پجاری ہوں  
تری ذات میں آئینہ ہے قرآن ناطق کا  
ترے حسن عمل کا تیری سیرت کا پجاری ہوں  
ریاضِ غلد سے کیا مجھ کو نسبت میں ہوں دیوانہ  
خدا شاہد ترے کوچے کی جنت کا پجاری ہوں  
سرورِ بادۂ عرفاں میرے مجھے صادق  
میں ان مخمور آنکھوں کی عنایت کا پجاری ہوں

اے نورِ یزداں اے نامِ حق رسولِ اکرم سلام علیک  
اے حسنِ کامل اے شاہِ خواہاں حبیبِ عام سلام علیک  
مہِ رسالت شہِ رسولاں نبیِ اکرم سلام علیک  
خدا رکھے یہ جمال تیرا حبیبِ عام سلام علیک  
تو ہی ہے اَوَّل تو ہی ہے آخر تو ہی ہے خاتم تو ہی ہے باطن  
اے وجہِ تخلیق ہر دو عالم اے نذرِ آدم سلام علیک  
بیاں کروں کیا صفات تیری امین و صادق ہے ذات تیری  
تو سب سے افضل ہے سب سے اعلیٰ حبیبِ عالم سلام علیک  
تجھی سے غنچوں میں نازگی سے تجھی سے پھولوں میں دل کشی سے  
تجھی سے گلشنِ کِ زندوں ہے بہارِ عام سلام علیک  
میں تیرے جو دو خاکے صدقے تو میرے دامن میں عشقِ بھروسہ  
غریب پرور ہے ذات تیری شہِ معظم سلام علیک  
اے ساقیِ کائنات ہستی عطا ہو مجھ کو بھی کیف و مستی  
پلا دے اپنی نظر کا ساغرِ حبیبِ عالم سلام علیک  
سکھا دے آدابِ عشق جھکو بنا دے مہر و وفا کا پیر  
کرم ہو بہرِ خدا بس اتنا معینِ عظم سلام علیک

من ی شے میں تو موجود نہیں اے ساقی  
تیرے جلوں سے میں کونینِ مسیں اے ساقی  
اپنی ہستی میں تجھے جلوہ فگن دیکھا ہے  
تجھ سے روشن ہے مری طمعِ یقیں اے ساقی  
بندگی کے مجھے اسرار بتائے تو نے  
لیوں نہ بھکتی ترے قدموں پہ جہیں اے ساقی  
تجھ سرور و خطا کار پہ بھی ایک نظر  
رحمتِ حق سے تری ذات میں اے ساقی  
میرے بھی دل کو عطا کر دے محبت کا سرور  
تجھ پہ قربان مری جانِ حزیں اے ساقی  
میں دارنِ صدقت تو بہت دیکھے ہیں  
میں بھی ہو نہ سکا تجھ سا امین اے ساقی  
جامی و سعدی و رومی کا ہو اندازِ بیاں  
میں حافظ ہو مری طمعِ حسیں اے ساقی  
یہ سگِ درجے کتنا ہے زمانہ صادق  
تیرے کوسپے کا سے اک خاکِ نشیں اے ساقی

ترے دس نضر کا تیری صورت کا پجاری ہوں  
مجھے تجھ سے محبت ہے محبت کا پجاری ہوں  
آئینہ رخ میں حقیقت ہی حقیقت ہے  
میں تیرے واسطے سے شان و وحدت کا پجاری ہوں  
مرے دل کو بسا کر مجھ کو عزت بخش دی تو نے  
میں تیری اس گراں ملیہ عنایت کا پجاری ہوں  
سرایِ معصیت میں دلِ پشیمں آنکھ میں آنسو  
امیدِ مغفرت سے تیری رحمت کا پجاری ہوں

ہیں دین و ایمان غارتجہ پر متاع ہوش و خرد تصدق  
تری محبت ہی زندگی ہے حبیب عالم سلام علیک  
و واقف ہر بلند و پستی سراپا اسرار تیری ہستی  
نہاں نہیں کوئی راز تجھ سے اے حق کے محرم سلام علیک  
سی کو کیا حال غم سناؤں یہاں کوئی ہم نوا نہیں ہے  
تری عنایت کا منتظر ہوں عقیق عظیم سلام علیک  
یہاں فردِ عمل ہے میری کرم کی ہو اک نگاہ مجھ پر  
اے رحمت حق شفیع امت رسول اکرم سلام علیک  
جہاں میں مجھ سا برا نہیں ہے ترے سوا آسرا نہیں ہے  
جے تجھ کو اب لوح شرم میری نہی اکرم سلام علیک  
رخِ مہیں سے اٹھ دے پردہ دکھا دے جلوہ بنادے بخود  
یہی ہے اک آرزوئے صادق حبیب عالم سلام علیک

زست ہے چیز گام اے ساقی  
تیز کر رقص۔ جام اے ساقی  
میں بھی ہوں نقشہ کام اے ساقی  
مجھ کو بھی کوئی جام اے ساقی  
دل ہو آگاہ راز میخانہ  
بخش دے وہ مقدم اے ساقی  
جس کی رفتار اک پیوم بہار  
تو ہے وہ خوش خرام اے ساقی  
تجھ سے پر نور ہیں یہ ارض و سما  
تیرے جلوے ہیں عام اے ساقی  
تیری سنکھیں صدمت میخانہ  
لب ہیں تفسیر جام اے ساقی

تیرا حسن و جمال کیا کہنا  
تو ہے ماہ تمام اے ساقی  
تجھ پہ لاکھوں درود رحمت حق  
تجھ پہ لاکھوں سلام اے ساقی  
دل میں صادق کے ذر ہے تیر  
لب پہ ہے تیرا نام اے ساقی

مقدس ہے تری ذات رازی  
ترے قربان اے حق کے پیانی  
شفیع المذنبین ذات گرمی  
پناہ عیال لطف تیری  
سلیقہ دے مجھے عشق و وفا کا  
سکھ دے مجھ کو آداب غلامی  
فقط اتنی عنایت چاہتا ہوں  
رہے ہر وقت لب پر نام نامی  
بڑی مدت سے ہے دل میں تمنا  
کبھی حاصل ہو ناز ہم کلامی  
کرم ہو اے شہنشاہِ دو عالم  
مرا کوئی معاون ہے نہ حامی  
تری محبور آنکھوں کے تصدیق  
عنایت ہو مجھے کیفِ دوائی  
کوئی سمجھے گا کیا تیرے مراتب  
ملائک ہیں ترے در کے سلامی  
نگاہ لطف صادق پر بھی فرما  
مثاب حافظ و سحر و جانی

تری اس نگاہ کا شکر یہ مجھے جس نے تیرا پتہ دیا  
مری عشرت دل و جاں ہے وہ جو مرے لبوں کو تو آہ دے  
ترا بندہ صادق بے نوا جسے صرف حیرا ہے اسرا  
یہ درست ہے کہ وہ ہے ہر تو خدا را اس کو پناہ دے

وہ اور ہوں گے جنہیں آرزو ہے جینے کی  
میں خاک بن کے رہوں راہ میں مدینے کی  
میں نہیں ہے تمہا کسی خریدنے کی  
لہی دل میں محبت رہے مدینے کی  
سریہ جھٹاتا ہوں ذر طیبہ پر  
مری نگاہ میں توقیر ہے مدینے کی  
نجات پتہ تو ہے منن غم روانہ سے  
خطا میں بخش دیں سرکار مجھ کہنے کی  
م کے بہتروں طوفان ہیں بحر ہستی میں  
نصرت خیر مری زیست کے سفینے کی  
تمہاری یہ میں اکٹہ چھٹ ہی جاتے ہیں  
یہ بات ہے مری مٹھوں کے آگینے کی  
میں تو کوئی نہیں اللہ کے قابل  
کرم ہو تو قیمت بھی ہے گینے کی  
گلوں میں رنگ ہے تیرے جمال رعن کا  
ہیک پھول میں خوشبو ترے پینے کی  
کسی شراب سے صادق کا واسطہ کیوں ہو  
طلب ہے ماقی کوثر نظر سے پینے کی

جب - ہوئے تم جودہ افکن  
وادیں دس ہے وادی دین  
روے منور صبح گلشن  
سایہ گیسو راحت تن من  
لاکھ جہاں ہو جائے بد ظن  
تم نہ چھڑانا مجھ سے دامن  
سب چہ تمہارا لطف و کرم ہے  
خان نہیں ہے کوئی دامن  
تم سے میں گلشن کی بہاریں  
تم سے مہ و انجم ہیں روشن  
ایسی بھی اک خاص نظر ہو  
دل ہو جائے رشک گلشن  
دنیا کو ہے دید کی حسرت  
رخ سے اور ہوا چمن  
شکر ہے میرے غم خانے کو  
تم نے بنا رکھا ہے مسکن  
پرتو ہے صادق چہ تمہارا  
یہ ذرہ ہے تم سے روشن

جہان حسن کے سلطان ہو تم  
دل پر شوق کا ارمان ہو تم

میں گدائے حسن و جمال ہوں مجھے بھیک اے مرے شاہ دے  
تو ہی تو ہو میری نگاہ میں مجھے ایسا ذوق نگاہ دے  
جو ہو مٹھیں دم تیرگی جو بہر قدم کرے رہبری  
تو مری بہین نیز کو دی نقش پا سر راہ دے  
ٹٹے جس طرف بھی مری نظر ترے جودے لائے سمیٹ کر  
سے تیری آرزو رات دن مرے دل کو ایسی تو چاہ دے



وہ جہاں کی بادشاہی آپ کے قدموں میں ہے  
شان سے سب سے زالی جھولیاں بھر دیجئے  
بندہ پرور ہر صفت بخشی ہے حق نے آپ کو  
دست ذات ذوالجلالی جھولیاں بھر دیجئے  
بخشے پشمرود جانوں کے دلوں کو تازگی  
گھٹن وحدت کے والی جھولیاں بھر دیجئے  
اب متاع نور ایمان کی ضرورت ہے ہمیں  
وے کے جذبات بلائی جھولیاں بھر دیجئے  
ایک صادق کیا ہے سب ہیں آپ کے در کے گدا  
جھولیاں لائے ہیں خالی جھولیاں بھر دیجئے

شفیع المذنبین عالم بنائے  
منم کم ظرف محتاج لگا ہے  
بہر ساعت نماز عشق دارم  
در محبوب دل ما سجدہ گاہے  
ریاض غلہ کوئے جان عالم  
جواب عرش اعظم جلوہ گاہے  
ز نور حسن تو اے خضر منزل  
درخشاں رہگذر تابندہ رہے  
ہمہ خوبان عالم مالک من  
پہ حال بندۂ اہلک لگا ہے  
کرم اے رحمت عالم خدارا  
منم سر تا قدم غرق گناہے  
حبیب حق شہنشاہ رسول  
لگا ہے جاب صادق لگا ہے

وہ رتبے میں بلند انسان ہو تم  
حقیقت میں خدا کی شان ہو تم  
زمین سے آسمان تک تم ہی تم ہو  
بہر عالم علی الاعلان ہو تم  
خدا رکھے تمہارا حسن یکتا  
جہاں کا دل جہاں کی جان ہو تم  
خدا خود جس کی صورت پر ہے شیدا  
وہ انسانوں میں اک انسان ہو تم  
کیا ظاہر یہ سیرت نے تمہاری  
سراپا نور ہو قرآن ہو تم  
تمہارے جلوے ہر شے سے نمایاں  
ہمارے دل میں بھی مہمان ہو تم  
تمہاری دید ہی دید خدا ہے  
خدا کی اک بڑی پہچان ہو تم  
یہی صادق کا اب تو ہے عقیدہ  
کہ اس کا دین ہو ایمان ہو تم

رحمت حق شاہ عالی جھولیاں بھر دیجئے  
آپ ہیں ہم سب کے والی جھولیاں بھر دیجئے  
آپ کے دامن میں ہیں کون و مکان کی نعمتیں  
انتخاب ہے شاہ عالی جھولیاں بھر دیجئے  
آپ جیسا تو سخی کونین میں کوئی نہیں  
آپ جسد جائیں سوا لی جھولیاں بھر دیجئے  
آپ کے در کی غلامی پر ہمیں تو ناز ہے  
آپ ہیں سرکار عالی جھولیاں بھر دیجئے

مجھے اپنا عشق دے دے مری زندگی بنا دے  
 یہی مدعا ہے میرا مری شرم لاج رکھ لے  
 ہوں گناہ گار ایسا گوئی عیب ہی نہ چھوڑا  
 ترے ہاتھ میرا پردا مری شرم لاج رکھ لے  
 میں کسی سے بھی جہاں میں کروں اپنا غم بیاں کیوں  
 مجھے آسرا ہے تیرا مری شرم لاج رکھ لے  
 مری زندگی کا نقشہ ترے انتظار میں ہے  
 تو بہار بن کے آجا مری شرم لاج رکھ لے  
 مرا نام تو ہے صادق مجھے تو بنا دے صادق  
 سگ آستان ہوں تیرا مری شرم لاج رکھ لے

حضرت ابراہیم ابن ادھم رحمۃ اللہ علیہ  
 کی عربی مناجات کا ترجمہ

ہے تیرا آسرا اے میرے یزدان  
 کہ تو ہے واقف حال پریشان  
 ندامت ہے پشیمانی ہے مجھ کو  
 مرے مالک بہت ہیں میرے عصیاں  
 دکھائی راہ جب دنیا میں تو نے  
 قیامت میں بھی ہو مجھ پر یہ احسان  
 نہ رسوائی ہو میری آخرت میں  
 وہاں بھی ہو کرم اے میرے یزدان  
 میں اک مدت سے اس کا منتظر ہوں  
 الٰہی اب تو وا ہو باب عرفوں  
 یہی حاصل ہے اپنی زندگی کا  
 خدا رکھے سلامت میرا ایمان

سلام اے خسرو خوبان عام  
 سلام اے قہر کن جاں عام  
 سلام اے مظہر یردان عام  
 سلام اے مرکز ایمان عام  
 مسر بیاد عشقت یک نظر کن  
 مسیح زندگی درخان عام  
 ہم جانب ہجوم دلگدراں  
 سلام اے دلیر یزدان عام  
 ہر پر پائے تو اقصیم دنیا  
 توئی سلطان من سلطان عالم  
 تمناء دلم دید جمالت  
 سلام اے حسرت و ارمان عام  
 ریخ پر فوب تو صبح درخشاں  
 سلام اے غیر تابان عام  
 انیس بیکساں سحر شفاعت  
 سلام اے رخت یزدان عام  
 ابی صادق فدے روئے زیا  
 سلام اے حاصل ایمان عالم  
 گدائے در

میں گدائے در ہوں تیرا مری شرم لاج رکھ لے  
 تو نے دو جہاں کا سور مری شرم لاج رکھ لے  
 تیرا کہہ رہی ہے دنیا مری شرم لاج رکھ لے  
 مجھے تو بنائے اپنا مری شرم لاج رکھ لے  
 تو نقاب رخ اٹھ دے مری تنگی بھی دے  
 نہیں اور کچھ تمنا مری شرم لاج رکھ لے

## یا رسول اللہ

نظر ترمندہ ہے دل ہے پشیمانی رسول اللہ  
مرے دامن میں ہیں عصیاں ہی عصیاں یا رسول اللہ  
نہیں ہے مغفرت کا کوئی ساماں یا رسول اللہ  
تمہاری ذات سے محبوب دنیاں یا رسول اللہ  
بھائیں بخش وہ مدھان خواہ یا رسول اللہ  
کی سے یہ نبیوں کا پریشاں یا رسول اللہ  
نہیں سمجھے گا کوئی درد اپناں یا رسول اللہ  
ام ٹی یورشیں میں حشر ساماں یا رسول اللہ  
شہر ہو آپ کا لطف فرائیاں یا رسول اللہ  
تو ہر مشکل مری ہو جائے آس یا رسول اللہ  
مرا دل ہے اسیر زلف پیچوں یا رسول اللہ  
گراں ہے مجھ پہ ہر اک شام بھراں یا رسول اللہ  
مید و یاس کے بادل ہیں رقصاں یا رسول اللہ  
تمہاری دید ہے ہر غم کا درماں یا رسول اللہ  
دکھا بھی وہ جمال روئے تاباں یا رسول اللہ  
تمہاری زلف کو دالیل کی تفسیر سمجھا ہوں  
رخ پر نور کو والشمس کی تصویر سمجھا ہوں  
تمہارے عشق کو میں حاصل تقدیر سمجھا ہوں  
تمہیں سر تا قدم اللہ کی تصویر سمجھا ہوں  
تمہیں ہو میری حسرت میرا ارماں یا رسول اللہ  
ہر اک موج بلا اٹھ کر چلی آئی مرے دل تک  
سے رہو کے لئے مشکل پہنچنا اپنی منزل تک  
کوئی علاج گیا لے جائے گا دامن ساحل تک  
کہ اک حوفان ہی طوفان ہے اب حد فاصل تک

تمہیں ہو میری کشتی کے ٹکھیاں یا رسول اللہ  
زمانہ در پئے آزار ہے اے سرور عالم  
ہمارے نام سے بیزار ہے اے سرور عالم  
اب اپنی زندگی دشوار ہے اے سرور عالم  
کہ رسوا کی سر ہزار ہے اے سرور عالم  
نگاہ لطف ہو سوئے غرباں یا رسول اللہ  
غم و اندوہ نے لسی دکھائی ہے مجھے ہستی  
جو دم بھرتے تھے کل میرا نہیں سے اب نہیں ہستی  
رہے گی اور کب تک میرے مولا یہ سید ہستی  
خدارا کیجئے روشن مرا غم خانہ ہستی  
تمہیں ہو آفتاب دین و ایمان یا رسول اللہ  
تمہاری اک نظر جو اہمہ مختار ہو جائے  
یہ دل مخمور و بیخود ہو یہ جاں سرشار ہو جائے  
مری ہستی جہاں میں مضع انوار ہو جائے  
تمہارے روئے انور کا اگر دیدار ہو جائے  
تو حاصل ہو مجھے معراج ایمان یا رسول اللہ  
تمہاری ذات وانا نور حق ہے رحمت عالم  
تمہارا حسن ہی جان چمن ہے ندرت عالم  
تمہارے ہی پسینے سے ہے نکھری نکھرت عالم  
تمہارے ہی تو قدموں سے ہے چمکی قسمت عالم  
جہاں میں ہر طرف تم ہو درخشاں یا رسول اللہ  
مجھے معلوم ہے جو کچھ بھی وجہ پامالی ہے  
مرے اعمال کا خمیازہ میری خستہ حالی ہے  
مرے مولا تمہاری شان تو سب سے نرالی ہے  
تمہاری دین یکتا ہے تمہاری ذات عالی ہے

میرم فرمادیجئے ب میرے حال زور پر  
 سانس لینا بھی ہوا ہے آج کل مشکل مجھے  
 مضطرب رکھتی ہے پیہم آرزوئے دل مجھے  
 اب تو آنکھیں دیجئے دیدار کے قابل مجھے  
 دل شکستہ ہو گیا آلام دنیا سے مرا  
 ہر قدم ہر سانس ہے اب مجھ کو خیرا آسرا  
 تو اگر چاہے تو مل جائے سکون دل مجھے  
 مضطرب رکھتی ہے پیہم آرزوئے دل مجھے  
 اب تو آنکھیں دیجئے دیدار کے قابل مجھے  
 اک زمانہ کہہ رہا ہے مجھ کو دیوانہ ترا  
 کس قدر احسان ہے اے میرے میخانہ ترا  
 اپنے دیوانوں میں تو نے گر لیا شامل مجھے  
 مضطرب رکھتی ہے پیہم آرزوئے دل مجھے  
 اب تو آنکھیں دیجئے دیدار کے قابل مجھے  
 قادریؒ و بوعلہائیؒ و جہانگیریؒ ہوں میں  
 نقشبندیؒ و نقائیؒ صابریؒ چشتیؒ ہوں میں  
 نسبت مرشد کا صادق فیض ہے حاصل مجھے  
 مضطرب رکھتی ہے پیہم آرزوئے دل مجھے  
 اب تو آنکھیں دیجئے دیدار کے قابل مجھے  
 شاہ امم

جسے چاہو اسے تم دوست جاہ و شہم دے دو  
 خدارا مجھ کو اپنا عشق اے شاہ امم دے دو  
 مری دنیا بھی رنگ و نور سے معصوم ہو جائے  
 مرا دل بھی تمہارے عشق سے پر نور ہو جائے  
 مجھے بھی حسن کا صدقہ بہ الطاف و کرم دے دو

عطا ہو مجھ کو تسکین دل و جان یا رسول اللہ  
 عطا ہو حضرت صدیقؑ کے دس کی لگن مجھ کو  
 عطا ہو حضرت فاروقؓ کا جوشِ سخن مجھ کو  
 عطا ہو حضرت عثمانؓ جیسا حسن ظن مجھ کو  
 عطا ہو حضرت مولا عقیؓ کا ہانپن مجھ کو  
 حبیبؑ دو جہاں سلطان خواہاں یا رسول اللہ  
 ہر اک اعلیم سے اعلیٰ تری سرکار عالی ہے  
 ہر اک مجبور و بیکس کا جہاں میں تو ہی والی ہے  
 گدائے بے نوا کا دامن امید خالی ہے  
 یہ صادق دہلوی بھی اک ترے در کا سوالی ہے  
 کرم اے رحمت حق دستِ یزداں یا رسول اللہ  
 آرزوئے دل

مضطرب رکھتی ہے پیہم آرزوئے دل مجھے  
 اب تو آنکھیں دیجئے دیدار کے قابل مجھے  
 مجھ کو اپنے حسن کا صدقہ عطا کر دیجئے  
 دامن امید خاں ہے مرا بھر دیجئے  
 ساری دنیا کہہ رہی ہے آپ کا سائل مجھے  
 مضطرب رکھتی ہے پیہم آرزوئے دل مجھے  
 اب تو آنکھیں دیجئے دیدار کے قابل مجھے  
 بندہ پرور مجھ پر اب اتنا کرم فرمائیے  
 میرے دل کو بھی عنایت اپنا غم فرمائیے  
 دردِ دل جائے تو لطف زیت ہو حاصل مجھے  
 مضطرب رکھتی ہے پیہم آرزوئے دل مجھے  
 اب تو آنکھیں دیجئے دیدار کے قابل مجھے  
 ہے تمسخر کا اثر طاری رخِ اغیار پر

## منقبتیں

### رُبابی

سینوں میں اٹھیں کے ہے متاعِ وحدت  
ہے جن کو شہ کون و مکان سے نسبت  
جتنے بھی بزرگانِ سلف ہیں صادق  
ہر ایک ہے آئینہ حق و رحمت

بحضور فتح خیر شیر خدا حضرت مولانا

اے شہنشاہِ نجف شیرِ خدا  
فتح خیر علی مرتضیٰ  
حسن تو حسن حبیبِ کبریا  
دید تو دید محمد مصطفیٰ  
آفتابِ دین و ایمانِ باقیں  
ہیکرِ صدق و صفا نورِ خدا  
نورِ چشمِ رحمتِ اسمائیں  
جان و ارمانِ محمد مصطفیٰ  
مرشد و مولانا بزمِ کائنات  
ے کہ تو مسندِ نشینِ مصطفیٰ  
بادشاہِ ملکِ عرفان است تو  
تاجدار و سرِ سرودِ ادب  
حسرت و ارمانِ قلبِ من توئی  
بر جمالِ روئے تو جانم فدا  
من گرفتارِ غمِ ہر دو جہاں  
لددِ مولا علیٰ مشکلِ کش  
صادق تو است و امانِ تہی  
چشمِ لطاف و کرمِ برمن گدا

جسے چاہو اسے تم دولتِ جاہ و حشم دے دو  
خدارا مجھ کو اپنا عشق اے شاہِ امّ دے دو  
تمنا ہے کہ ہو دیدارِ مجھ کو روئے انور کا  
کبھی مجھ تک بھی دور آجائے ان آنکھوں کے ساغر کا  
مردِ سرمدی مجھ کو بھی اے ماہِ عجم دے دو  
جسے چاہو اسے تم دولتِ جاہ و حشم دے دو  
خدارا مجھ کو اپنا عشق اے شاہِ امّ دے دو  
کرم فرمائیے اک عمر گزری ہے گناہوں میں  
بڑی تاریکیاں پھیلی ہوئی ہیں میری راہوں میں  
نشاہ و قلب کو میرے تھکی حرم دے دو  
جسے چاہو اسے تم دولتِ جاہ و حشم دے دو  
خدارا مجھ کو اپنا عشق اے شاہِ امّ دے دو  
مجھے دیکھے تو بحرِ رحمت حق جوش میں آئے  
قیمت میں نشانی کے لے اک داغ بن جائے  
جہن شوق کو ایسا کوئی نقشِ قدم دے دو  
جسے چاہو اسے تم دولتِ جاہ و حشم دے دو  
خدارا مجھ کو اپنا عشق اے شاہِ امّ دے دو  
شرف حاصل ہوا ہے ذاتِ والا ہی کی نسبت سے  
مجھے صادق کہا کرتی ہے دنیا ایک مدت سے  
مرے آقا مجھے اپنی غلامی کا بھرم دے دو  
جسے چاہو اسے تم دولتِ جاہ و حشم دے دو  
خدارا مجھ کو اپنا عشق اے شاہِ امّ دے دو

بجضور حضرت امام حسین علیہ السلام  
اے حسینؑ ابن علیؑ لاکھوں سلام  
راحت قلب نبی لاکھوں سلام  
گلشن مولا علی لاکھوں سلام  
جان و دل کی تازگی لاکھوں سلام  
نامب سرکار دو عالم ہیں آپؐ  
وارثہ دین نبی لاکھوں سلام  
شہید حق سرور دنیا و دین  
تاجدار ہر ولی لاکھوں سلام  
اے وقار و شہنا دین مصطفیٰ  
روحی بزم نبی لاکھوں سلام  
آپؐ کی ہستی ہے پیغامِ عمل  
اے پیامِ زندگی لاکھوں سلام  
صبر میں ایوبؑ و اسمعیلؑ آپؐ  
ذاتِ حق کی روشنی لاکھوں سلام  
آستانِ حق شہید کربلا  
اے وقار آدمی لاکھوں سلام  
ہو عطا صدق کو صدقہ حسن کا  
دستِ حق دستِ نبی لاکھوں سلام  
شہید کربلاؑ

آفتابِ عزم و ہمت ہیں شہید کربلا  
مطلعِ صبحِ شہادت ہیں شہید کربلا  
مرکزِ انوارِ وحدت ہیں شہید کربلا  
جلوۂ رسالت ہیں شہید کربلا  
اللہ اللہ راہِ حق میں کس خوشی سے جان دی

بندۂ حق و صداقت ہیں شہید کربلا  
ہر قدم ملتی ہے ان کے حوصلوں سے تقویت  
نضرِ اربابِ طریقت ہیں شہید کربلا  
صبر کی منزل میں ممکن ہی نہیں ان کی مثال  
ایک عنوانِ شجاعت ہیں شہید کربلا  
ہر نفسِ ایثار و قربانی کا ملتا ہے پیام  
عشق میں تصویرِ الفت ہیں شہید کربلا  
خون سے سینچا ہے اپنے گلشنِ توحید کو  
والہی بارگاہِ شریعت ہیں شہید کربلا  
ہم گنہگاروں کی بخشش کا سہارا بن گیا  
مژدۂ انوارِ رحمت ہیں شہید کربلا  
عزت و توقیر کی صادق نہیں مجھ کو ہوں  
میری عظمت میری حرمت ہیں شہید کربلا  
حضرت شبیرؑ

تصدق دیں یہ ہونے حضرت شبیرؑ آئے ہیں  
ذبحِ اللہ اسمعیلؑ کی تصویر آئے ہیں  
سہارا ہیں حسین ابن علیؑ امت کی بخشش کا  
شہنشاہِ ام کے خواب کی تعبیر آئے ہیں  
ان ہی کی زندگی مہرِ درخش ماہِ تاباں ہے  
بڑھانے آدمیت کی یہی توقیر آئے ہیں  
ان ہی کی اک نگاہِ پاک سے سب پاک ہوتے ہیں  
ہے نازل جن کے حق میں آیہِ قطیر آئے ہیں  
ہے جن کی ذات والا سیمینہ خلقِ محمدؐ کا  
ہے جن کے قول میں قرآن کی تفسیر آئے ہیں  
اکڑ سکتے نہیں جن کے قدم وہ مردِ مومن ہیں

یہ اپنے ساتھ لے کر حزم عام گئے ہیں  
پے تقسیم صادق سر جھکا دے شہ کے قدموں پر  
تری بگڑی بنانے ملک تقدیر گئے ہیں  
شہید اعظم

تین	حقیقت	ہیں	شہید	اعظم
ایک	مثبت	ہیں	شہید	اعظم
تصویر	رسالت	ہیں	شہید	اعظم
صدق	کی دولت	ہیں	شہید	اعظم
امت	کی کفالت	ہیں	شہید	اعظم
بخشش	کی بشارت	ہیں	شہید	اعظم
جو طالب حق	ہیں وہ یہاں	جائیں		
توسیع	کی نعمت	ہیں	شہید	اعظم
حاصل ہے ہمیں	جن کی عنایت	سے وقار		
وہ دولت و حشمت	ہیں	شہید	اعظم	
ہیں دین الٰہی	کے محافظ	مولا		
دستور شریعت	ہیں	شہید	اعظم	
سر دے کے	کیا فرض	محبت	کا اور	
نساک کی حرمت	ہیں	شہید	اعظم	
خالی نہ رہے گا	کوئی دامان	مراہ		
صادق پر قدرت	ہیں	شہید	اعظم	

بحضور غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ

ازل سے ہے محبت غوث الاعظم شاہ جیلاں سے  
مری نسبت ہے نسبت غوث الاعظم شاہ جیلاں سے  
مجھے حاصل ہے عظمت غوث الاعظم شاہ جیلاں سے  
ہے میری شان و شوکت غوث الاعظم شاہ جیلاں سے

ہے کوئی ان کا شیدائی تو کوئی ان کا متوال  
نہیں کس کو محبت غوث الاعظم شاہ جیلاں سے  
مرے دل میں تمنا ہی نہیں ہے عیش و عشرت کی  
مرے دل کو ہے راحت غوث الاعظم شاہ جیلاں سے  
زہے قسمت مجھے وہ نعمتیں حضرت نے بخشی ہیں  
مری دنیا ہے جنت غوث الاعظم شاہ جیلاں سے  
ان ہی کے فیض سے شاداب ہر محل تمنا ہے  
ہے ہنس گلشن کی بکھت غوث الاعظم شاہ جیلاں سے  
رضا کی منزلوں میں کوئی لغزش ہو نہیں سکتی  
مٹی ہے استقامت غوث الاعظم شاہ جیلاں سے  
ان ہی کی ذات والا مشعل راہ ہدایت ہے  
طریقت ہے عبارت غوث الاعظم شاہ جیلاں سے  
میں روز و شب شراب معرفت کے جام پیتا ہوں  
ہے ذوقی دل سلامت غوث الاعظم شاہ جیلاں سے  
زمانہ آج مجھ کو کہہ رہا ہے ان کا دیوانہ  
نی ہے میری قسمت غوث الاعظم شاہ جیلاں سے  
وہ ذرے مثل خورشید و قمر تابندہ رہتے ہیں  
ہے جن ذروں کو نسبت غوث الاعظم شاہ جیلاں سے  
سرور و کیف کا عالم مرے دل سے کوئی پوچھے  
ملا ہے جام وحدت غوث الاعظم شاہ جیلاں سے  
مری نظروں میں دنیا کے خزانے پیچ ہیں صادق  
مٹی ہے ایسی دولت غوث الاعظم شاہ جیلاں سے  
شاہ جیلانیؒ

آپ کی جب اک نظر اے شاہ جیلانی ہوئی  
پھر تو ہر مشکل مری آساں بآسانی ہوئی

بحضور حضرت خواجہ معین الدین چشتی دہلوی

تمہارا ایک اشرا مرے غریب نواز  
ہے زندگی کا سہارا مرے غریب نواز  
جمال حق رخ روشن سے آشکارا ہے  
زہے جمال تمہارا مرے غریب نواز  
تمہارا در ہی تو ہے بہشتی پاک کا در  
مجھے بھی دینا سہرا مرے غریب نواز  
مجھے بھی صدقہ حیران میر مل جائے  
گداہوں میں بھی تمہارا مرے غریب نواز  
تمہارے ہجر کے لحاظ روح فرسا ہیں  
دکھاؤ جوہ خدا مرے غریب نواز  
حق خواجہ عثمان مری بھی لاج رہے  
قدم ہوں میں تمہارا مرے غریب نواز  
دیار ہند ہوا جس سے مطلع انوار  
وہ ہے جمال تمہارا مرے غریب نواز  
پڑا ہے جب بھی کوئی وقت غم زدہ دل پر  
تمہیں کو میں نے پکارا مرے غریب نواز  
عطا ہو صدقہ حسن و جمال صادق کو  
ہے بول بالا تمہارا مرے غریب نواز  
خواجہ سنجہ

تمہیں حاصل ہے ذات حق کا عرفان خواجہ سنجہ  
مرا ظلمت کدہ بھی ہو درخشاں خواجہ سنجہ  
تمہارے حسن کے جوئے سمت آئے نگاہوں میں  
نظر آتا ہے اک عالم درخشاں خواجہ سنجہ

آپ کے فیض نظر سے دل میں تابانی ہوئی  
آپ کے الطاف سے معراج ایمانی ہوئی  
آپ ہیں حضرت محمد مصطفیٰ کا آئینہ  
آپ کے جلووں سے اک دنیا کو حیرانی ہوئی  
آپ کی ذات گرامی بیکسوں کا آسرا  
آپ کی ہستی مثال شیر یزدانی ہوئی  
اس نوازش کی حقیقت میں نہیں کوئی مثال  
حادثات زلیست میں میری نگہبانی ہوئی  
آپ ہیں حسنین و زہرا و علیؑ کے لاڈلے  
آپ سے دامن محمدؐ کی فراوانی ہوئی  
آپ کے فیضان سے بنتے ہیں سب قطب و ولی  
ذات والا بادشاہ ملک عرفانی ہوئی  
آپ کی ذات میں ہے دیکھ کر دو جہاں  
آپ ہیں دست خدا یہ بات ہے مانی ہوئی  
آسمان معرفت کے آفتاب و ماہتاب  
آپ کی ہستی جہاں میں غوث صمدانی ہوئی  
بندہ پرور آپ کے فیض محبت کے طفیل  
میری ہستی واقف اسرائیلیہانی ہوئی  
کوئی شیدا کوئی متوالا کوئی مست و خراب  
یک دنیا آپ کے جلووں کی دیوانی ہوئی  
آپ کے قدموں سے جن کو ہو گئی نسبت نصیب  
شہد اتفاق ان ذروں کی تابانی ہوئی  
ناز کیوں صادق نہ ہو اپنے مقدر پر ہمیں  
غوث اعظم کی ہمارے دل پہ سلطانی ہوئی



خدارا اک نظر فرمائیے طوفان میں میں ہوں  
نظر سے دور ہے ساحل معین الدین اجمیری  
عطا صادق کو بھی فرمائیے حسنین کا صدقہ  
یہی ہے آرزوئے دل معین الدین اجمیری  
سلطان الہند

عطا ہو بادۂ عرفاں مرے غریب نواز  
تمہیں ہو ساقیِ دوراں مرے غریب نواز  
بہارِ گلشن ایساں مرے غریب نواز  
چراغِ منزل عرفاں مرے غریب نواز  
معین الدین حسن نامپ رسول اللہ  
ادھر بھی لطفِ فراواں مرے غریب نواز  
اس آستان سے تو خالی نہیں گیا کوئی  
ذرا ہو مجھ پہ بھی احساں مرے غریب نواز  
ہجومِ رنجِ دالم سے خراب و خستہ ہوں  
مرے بھی درد کا درماں مرے غریب نواز  
مری طرف بھی تو ہو جائے اک نگاہِ کرم  
ہے میرا حال پریشاں مرے غریب نواز  
متاعِ عشق سے بھر دیجئے مرا دامن  
یہی ہے اب مجھے ارماں مرے غریب نواز  
حقِ خواجہ عثمان کرم ہو صادق پر  
دیارِ ہند کے سلطان مرے غریب نواز  
بجضورِ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی

ہوں میں بھی داسِ قطب الدین کاکی  
لگی ہے آسِ قطب الدین کاکی

غم و اندوہ کے طوفان میں میری زندگانی میں  
کرم کی اک نظر اے جانِ عثمان خواجہ سخر  
نہ یہ ہے تمہارے چاہنے والوں کی ہر مشکل  
تمہارے نام سے ہوتی ہے آساں خواجہ سخر  
سحابت میں مروت میں عنایت میں محبت میں  
تمہارا نام نامی ہے درخشاں خواجہ سخر  
خدا رکھے ہمیشہ "چشت" کا یہ میکدہ قائم  
اسی سے رنگ پر ہے بزمِ رنداں خواجہ سخر  
تمہارا ہی مرضِ عشق ہوں میں اک زمانے سے  
تمہیں ہو میرے دردِ دل کا درماں خواجہ سخر  
یہ صادق بھی کرم کا منتظر ہے ایک مدت سے  
ہو اس پر بھی تو الطافِ فراواں خواجہ سخر  
خواجہ اجمیر

تمہیں تو ہو مقیمِ دل معین الدین اجمیری  
ہے تم سے رنقِ محفلِ معین الدین اجمیری  
حقِ خواجہ عثمان کرم فرمائیے اتنا  
اب آساں ہو مری مشکل معین الدین اجمیری  
میری بھی کشتیِ امید کو ساحلِ عطا کر دو  
تمہیں ہو ناخدا کے دل معین الدین اجمیری  
نظر والے رخِ روشن کے جلوے دیکھ لیتے ہیں  
بہر ذرہ بہر محفلِ معین الدین اجمیری  
تمہارے عشق سے رنگیں ہے میرے غم کا افسانہ  
تصدق تم پہ جانِ دل معین الدین اجمیری  
وہ عشق کی راہیں نہ کیوں آساں ہوں مجھ پر  
زباں پر ہے بہر منزل معین الدین اجمیری

کبھی تو جلوہ روئے میں مجھ کو دکھائیں گے  
 ہے میرے دل میں بھی ارمان قطب الدین کا کئی کا  
 وہ مجھ کو بھی بلا لیتے ہیں اپنے آستانے پر  
 نہیں کم مجھ پہ یہ احسان قطب الدین کا کئی کا  
 مجھے بخشیں اگر خواجہ معین الدین کا صدقہ  
 تو صادق ہو بڑا احسان قطب الدین کا کئی کا  
 بحضور حضرت سید نور الدین مبارک غزنوی  
 ہو کرم یہ خدا شاہ مبارک غزنوی  
 آپ کا ہے اسرا شاہ مبارک غزنوی  
 زندگی کی مشکلیں آسان فرما دیجئے  
 آپ ہیں مشکل کشا شاہ مبارک غزنوی  
 میری دنیا میں ابھی تاریکیوں کا ہے جھوم  
 بخش دو مجھ کو ضیا شاہ مبارک غزنوی  
 آپ کی بندہ نوازی سے بڑی امید ہے  
 بن کے آیا ہوں گدا شاہ مبارک غزنوی  
 آپ ہیں ساقی نگاہ لطف فرما دیجئے  
 جام ہے خالی مرا شاہ مبارک غزنوی  
 بندہ پرور صدقہ حسنین و حیدر ہو عطا  
 آپ ہیں عمر سجا شاہ مبارک غزنوی  
 آپ ہی کا بول بالا ہے دو عالم میں حضور  
 ہے زمانہ آپ کا شاہ مبارک غزنوی  
 گوہر مقصود بھر دیں آپ دامن میں مرے  
 آپ ہیں دست خدا شاہ مبارک غزنوی  
 ہے یہ صادق دہلوی بھی آپ کے در کا غلام  
 لاج رکھ لینا ذرا شاہ مبارک غزنوی

حقیقت میں ہیں محتاج توجہ  
 مید و یاس قطب الدین کا کئی  
 فقیر بے نوا حاضر ہے در پر  
 بندگی ہے اس قطب الدین کا کئی  
 امیدوں کے کنول دامن میں بھر دو  
 مٹا دو یاس قطب الدین کا کئی  
 کہاں جائے تمہارے آستان سے  
 تمہارا داس قطب الدین کا کئی  
 مئے توحید آنکھوں سے پلا دو  
 ہے دل کی پیاس قطب الدین کا کئی  
 ہمیشہ مجھ کو اپنی ہر کی کا  
 رہے احسن قطب الدین کا کئی  
 میں ہر وقت یاد حق میں غصہ  
 مرت افسانہ قطب الدین کا کئی  
 نظر صادق کے بھی جاں نزلوں پر  
 بڑی ہے اس قطب الدین کا کئی  
 بختیار کا کئی

زہے یہ مرتبہ ذیشان قطب الدین کا کئی کا  
 کہ ہے فرمان حق فرمان قطب الدین کا کئی کا  
 حقیقت کا پتہ ملتا نہیں ہے چشم ظاہر سے  
 نہیں ملتا کوئی آسان قطب الدین کا کئی کا  
 اسے حاصل ہوئی ہے سر بلندی دونوں عالم کی  
 ہوا حاصل جسے فیضان قطب الدین کا کئی کا  
 فریدی ہے کوئی کوئی نکلی صابری کوئی  
 مگر ہر اک پہ ہے فیضان قطب الدین کا کئی کا

بحضور حضرت خواجہ محمد باقی باللہ نقشبندیؒ

پر تو حسن شاہ رسالت خواجہ محمد باقی باللہؒ  
بادشاہ اقلیم ولایت خواجہ محمد باقی باللہؒ  
خواجہ بہا الدین کا ارماں خواجہ محمد باقی باللہؒ  
آرزوئے ارباب طریقت خواجہ محمد باقی باللہؒ  
دل سے خدا کا شیدائی ہو متوالا ہو دیوانہ ہو  
جس کو پلاویں بادۂ وحدت خواجہ محمد باقی باللہؒ  
آپ کا منصب زہد و ریاضت آپ کا مسلک طاعت و تقویٰ  
آپ کا مشرب خلق کی خدمت خواجہ محمد باقی باللہؒ  
میرا یقین ہے آپ کی ہستی دولت دنیا و ملت دیں ہے  
دلوں جہاں کی آپ ہیں نعمت خواجہ محمد باقی باللہؒ  
دست مہربان آپ کا حضرت دست نبی ہے دست خدا ہے  
مونس و ہمد منیع شفقت خواجہ محمد باقی باللہؒ  
حال کہے یا اپنا صادق آپ کو تو معصوم ہے سب کچھ  
بچنے اس پر چشم عنایت خواجہ محمد باقی باللہؒ  
بحضور حضرت خواجہ بابا فریدؒ گنج شکرؒ

مصحح صبح بہار حضرت بابا فریدؒ  
نور و رحمت کا گلستاں حضرت بابا فریدؒ  
خواجہ اجیرئی کا عرفاں حضرت بابا فریدؒ  
خواجہ قطب الدینؒ کی جاں حضرت بابا فریدؒ  
ایک تصویر محبت ایک تصویر وفا  
عاشق و شیدائے یزداں حضرت بابا فریدؒ  
جوہ محبوب حق ہے آپ کی ذات جمیل  
آپ ہیں سلطانِ خواہاں حضرت بابا فریدؒ  
آپ کی ذات گرامی ہے سخی ابن سخی

ہو عطا کچھ نور عرفاں حضرت بابا فریدؒ  
اک نظر مجھ پہ بھی ہو جائے سوالی میں بھی ہوں  
ہے تہی میرا بھی داناں حضرت بابا فریدؒ  
نا خدا بن کر چلے آؤ خدا کے واسطے  
ہر طرف ہیں غم کے طوفاں حضرت بابا فریدؒ  
عمر بھر میں آپ ہی کی پیروی کرنا رہوں  
بس یہی ہے دل میں ارماں حضرت بابا فریدؒ  
آپ سے حاصل ہوئی ہے زندگی کو روشنی  
آپ ہیں صادق کا ایماں حضرت بابا فریدؒ  
بحضور مخدوم حضرت خواجہ علاؤ الدینؒ

رہبر دنیا و دین مخدوم صابر کلیریؒ  
نائب حق بالیقین مخدوم صابر کلیریؒ  
حضرت بابا فرید الدینؒ کے چشم و چراغ  
”چشت“ کے ماہ میں مخدوم صابر کلیریؒ  
صبر و استقدال نے تیرے کھس کر دیا  
میرا ایمان و یقین مخدوم صابر کلیریؒ  
تیرے عاشق کعبہ مقصود کہتے ہیں تجھے  
اے حسینوں کے حسین مخدوم صابر کلیریؒ  
خواجہ قطب الدینؒ معین الدینؒ کے دل کی آرزو  
ہے تری ذات میں مخدوم صابر کلیریؒ  
فیض ہے پایاں سے تیرے اک جہاں میرا ہے  
آفریں مد آفریں مخدوم صابر کلیریؒ  
ہر طرف پھیلا رہی ہے آج بھی بوئے وفا  
تیری زلف عہریں مخدوم صابر کلیریؒ

سینکڑوں دل ہو گئے تابندہ جس کے نور سے  
تو ہے وہ روشن جہیں مخدوم صابر کلیری  
تیرا کوچہ جنت الفردوس کی تصویر ہے  
یہ ہے صادق کا یقین مخدوم صابر کلیری  
بحضور حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء

چراغ طور محبوب الہی  
مرایا نور محبوب الہی  
معین الدین اجمیری کا جلوہ  
داؤں کا نور محبوب الہی  
طفیل حضرت بابا ہو دل سے  
ہر اک غم دور محبوب الہی  
ہو قطب الدین کاکڑ کی تمنا  
نظر کا نور محبوب الہی  
عطا ہو وہ شراب عشق مجھ کو  
رہوں مخمور محبوب الہی  
نگاہ لطف ہو میری طرف بھی  
کہ ہوں مجبور محبوب الہی  
عطا ہو صدقہ روئے مخور  
ہو تم مشہور محبوب الہی  
ضرورت ہر قدم ہے رہبری کی  
ہے منزل دور محبوب الہی  
دل صادق سے بھی اب تو خدا را  
ہو ظلمت دور محبوب الہی  
بحضور حضرت خواجہ امیر خسرو

سوز ہیں خسرو ساز ہیں خسرو  
فطرت کی آواز ہیں خسرو

میخانہ کا راز ہیں خسرو  
ساقی کا ایجاز ہیں خسرو  
حسن ہیں خسرو ناز ہیں خسرو  
شونی کا انداز ہیں خسرو  
مجھ کو بھی نسبت ہے ان سے  
میرے بھی د مساز ہیں خسرو  
میں کہلاؤں ان کا ہو سر  
میرے لئے اعزاز ہیں خسرو  
جان و دل ہیں جن کے شکستہ  
ان کے چارہ ساز ہیں خسرو  
کیف سخن ہے ان کا شاہ  
مسبب مئے شیراز ہیں خسرو  
قدموں میں محبوب کے اپنے  
جاں دی ہے جہاناز ہیں خسرو  
وجد میں صادق ہے اک عالم  
اک ایسی آواز ہیں خسرو

بحضور حضرت خواجہ سیدنا شاہ امیر ابوالاعلیٰ

(اکبر آبادی)

رہنمائے انس و جاں شاہ امیر ابوالاعلیٰ  
اے امیر کارواں شاہ امیر ابوالاعلیٰ  
حضرت خواجہ معین الدین اجمیری کی شان  
خواجہ عبداللہ کی جاں شاہ امیر ابوالاعلیٰ  
نسبت "احراز" کے صدقے میں ہو جائے کرم  
اے شہنشاہ جہاں شاہ امیر ابوالاعلیٰ  
بندہ پرور مجھ پہ بھی بارش ہو رنگ و نور کی  
اے ایشیں بیکساں شاہ امیر ابوالاعلیٰ

خاندان بوالعالی کے ہیں صادق قطب  
نصر منزل، مرشد کامل شہ فرہاد ہیں  
بحضور قطب الاولیا حضرت شیخ کلیم اللہ

(جہان آبادی)

میر عالم ہے رخ روشن کلیم اللہ کا  
ہر طرف ہے جلوہ ضو اقلین کلیم اللہ کا  
کیوں نہ ہر پیغام ہو روشن کلیم اللہ کا  
نطق ناطق ہے بے گفتن کلیم اللہ کا  
ہے محبت مذہب احسن کلیم اللہ کا  
دامن الطاف ہے دامن کلیم اللہ کا  
دور طفلی میں بھی یاد حق میں گذرا ہر نفس  
صدق کا آئینہ ہے بچپن کلیم اللہ کا  
تکی قطب المدینہ کا خزانہ آپ ہیں  
نور سے معمور ہے دامن کلیم اللہ کا  
آپ قطب الاولیا ہیں آپ امام العارفین  
پھر نہ کیسے نام ہو روشن کلیم اللہ کا  
جس نے بھی فرط عقیدت سے کیا یاد آپ کو  
اس کے دل میں بن گیا مسکن کلیم اللہ کا  
ہے محبت ہی محبت آپ کی ذات جمیل  
دو جہاں میں نام ہے روشن کلیم اللہ کا  
آپ کا اخلاق اخلاق حبیب دو جہاں  
دامن محبوب ہے دامن کلیم اللہ کا  
آپ سے کیسے نہ حاصل ہو دلوں کو روشنی  
ہے جمایا حق رخ روشن کلیم اللہ کا  
اک تجلی سی نظر آتی ہے مرقد کے قریب  
آستان ہے وادی ایمن کلیم اللہ کا

تیری ذات پاک اسرار الہی کی امیں  
راژ دار کن فکاں شاہ امیر بوالعلی  
میرے دل پر بھی کھیں کچھ راز ہائے معرفت  
محرم راز نہاں شدہ امیر بوالعلی  
ہو عطا جام مئے توحید آنکھوں سے مجھے  
اے مرے پیر مہاں شاہ امیر بوالعلی  
ایک مدت سے کرم کا منتظر صادق بھی ہے  
اک نظر اے مہرباں شاہ امیر بوالعلی  
بحضور حضرت مرزا محمد فرہاد شاہ

قطب دوراں رہبر کامل شہ فرہاد ہیں  
ساکنان عشق کی منزل شہ فرہاد ہیں  
ان کے عرفان محبت سے ہے دنیا فیضیاب  
راز ہائے عشق کے حامل شہ فرہاد ہیں  
ان کے دامن میں اماں مہی ہے ہر مظلوم کو  
بیکسوں کو رحمت کامل شہ فرہاد ہیں  
ان کی نظریں تو ہیں ہر شاہ و گدا پر ملقت  
کس قدر الطاف پہ مائل شہ فرہاد ہیں  
تشنہ کاموں کو عطا کرتے ہیں وہ کیف دوام  
جام دینا ساقی محفل شہ فرہاد ہیں  
راہ و یہ ہوگی آسان راہ زندگی  
چ تو یہ ہے رہنمائے دل شہ فرہاد ہیں  
کیوں نہ ہو پھر کائنات زندگی میں روشنی  
جود مہر مہ کامل شہ فرہاد ہیں  
لاکھ طوفان و تلاطم ہیں مگر کچھ غم نہیں  
میری کشتی کے لئے ساحل شہ فرہاد ہیں

بکھڑا مولانا سید محسن الرحمن صاحب جہانگیر شاہ

حق راہ دکھاتا ہے فیضانِ جہانگیری  
انسان بناتا ہے فیضانِ جہانگیری  
سرکارِ دو عالم کی ہر دل میں محبت کے  
جذبات جگاتا ہے فیضانِ جہانگیری  
ہر رہرو عرفا کی راہوں میں بہر منزل  
سو شمعیں جلاتا ہے فیضانِ جہانگیری  
اس حسن مجسم کے جلوں سے ہر اک دل کو  
پرنور بناتا ہے فیضانِ جہانگیری  
پیرانِ طریقت کے ہر رہرو ہستی کو  
آداب سکھاتا ہے فیضانِ جہانگیری  
جو طالبِ مولا ہے مقصود کو پہنچے گا  
اللہ سے ملاتا ہے فیضانِ جہانگیری  
سب سلسلے مدغم ہیں اس نسبتِ عالی میں  
قسمت کو بناتا ہے فیضانِ جہانگیری  
میخانہ ہے میخانہ یہ تخلص جس کا  
محمود بناتا ہے فیضانِ جہانگیری  
صادق کی نگاہوں میں ہیں لاکھ حسین عالم  
وہ جلوے دکھاتا ہے فیضانِ جہانگیری  
بکھڑا مولانا سید شاہ محمد عبدالحی صاحب

مصحف قرآن ہیں فخرِ الدارین  
مطلع ایماں ہیں فخرِ الدارین  
رہروانِ حق کے رہبر ہیں حضور  
منزلِ عرفاں ہیں فخرِ الدارین  
عاشق و شیدا نہ کہیں نہ ہو  
جلوے یزداں ہیں فخرِ الدارین

ہے بہارِ جلوہ رنگیں جدھر بھی دیکھئے  
کس قدر شاداب ہے گلشنِ کلیم اللہ کا  
فیض بے پایاں کی شہرت ہے جہاں میں دور دور  
مرتبِ عالم ہے اب مرقعِ کلیم اللہ کا  
اس کی ہستی بے نیازِ حال و باطن ہوگئی  
جس و اب صادق ملا دامنِ کلیم اللہ کا  
بکھڑا حضرت مولانا وارث علی شاہ

بے بہا نعمت ہے فیضِ حضرت وارث علی  
دولتِ دنیا و دین ہے نسبتِ وارث علی  
ہر گل و غنچہ تبسم ریز ان کے فیض سے  
گلستاں در گلستاں ہے نسبتِ وارث علی  
عاشقِ ذاتِ خدا ہیں عاشقِ ذاتِ رسول  
کیوں نہ ہو پھر دو جہاں میں عظمتِ وارث علی  
ان کی ذاتِ پاک ہے اکیمِ حسن و جمال  
کیوں نہ ہو ہر دل میں پیدا الفتِ وارث علی  
اپنی اپنی بات ہے اور اپنا اپنا ہے مقام  
وسعتِ آفاق میں ہے شہرتِ وارث علی  
میری ہستی کو بھی حاصل ہے سرورِ سرمدی  
میرے دل میں بھی ہے وردِ الفتِ وارث علی  
خاندانِ "چشت" کے ہیں وہ بھی اک چشم و چراغ  
اس لئے ہے عامِ فیضِ نسبتِ وارث علی  
طفیلِ پوشیدہ سے ظاہر ہو گیا مجھ پہ یہ راز  
میرے جسے میں بھی ہے کچھ نعمتِ وارث علی  
میں سمجھتا ہوں اسے صادقِ توسل پیر کا  
ہے میری نسبت میں شامل نسبتِ وارث علی

اک جہاں کو آپ نے اسرار حق سمجھا دیئے  
راز دار حق کے محرم حضرت شاہ رضا  
ہشیم الطاف و کرم صادق پہ بھی بندہ نواز  
یہ بھی ہے اک بندہ غم حضرت شاہ رضا  
بکضور مولانا شاہ عبدالقدیر صاحب دہلوی

قادری، ابوالعلائی، چشتی، جہانگیری

آپ کا در ہے در حیرت بزرگ  
قطبِ دوراں حضرت عبدالقدیر  
آپ ہیں تویرِ ایمان و یقین  
آپ کا حسنِ عمل ہے بے نظیر  
آپ کی ہستی ہے تصویرِ وفا  
آپ ہیں سیرِ سوزِ عشق بزرگ  
آپ جس پر ہو گئے ہیں مہرباں  
مہرباں اس پر ہوا ربِ قدیر  
جہوہ حسن "جہانگیری" ہیں آپ  
آپ از سرِ تاقدم ہیں بے نظیر  
حالِ دل کہنا عبث ہے آپ سے  
جاننا ہوں آپ ہیں روشن ضمیر  
سب برابر ہیں نگاہِ پاک میں  
شاہ کوئی ہو کہ ہو کوئی فقیر  
آپ صادق کے ہیں صادق آپ کا  
آپ کا ہے یہ کرم بابِ قدیر

بکضور آئینہ صدق و صفا حضرت خانِ صوفی محمد عنایت حسن شاہ

قادری، ابوالعلائی، چشتی، جہانگیری

خدا رکھے یہ الطاف و کرم شاہ عنایت کا  
کہ ہے کعبہ مرا بیت الحرم شاہ عنایت کا

چاندنی پھیلی ہے جس کی ہر طرف  
وہ مہرِ تاباں ہیں فخرِ العارفین  
عاصیوں پر ہے نگاہِ التفات  
رحمتِ یزداں ہیں فخرِ العارفین  
روح میں کیسے نہ ہو بالیدگی  
میرے قلب و جاں ہیں فخرِ العارفین  
آپ میں عاشقِ رسول اللہ کے  
نائبِ یزداں ہیں فخرِ العارفین  
آپ ہیں صدق و صفا کا سینہ  
شہوتِ انساں ہیں فخرِ العارفین  
مجھ کو اے صادق ملالِ غم نہیں  
درد کے دریاں ہیں فخرِ العارفین

بکضور حضرت محمد نبی رضا شاہ

قادری، ابوالعلائی، چشتی، جہانگیری

نورِ سرکارِ دو عالم حضرت شاہ رضا  
میلِ خلق مجسم حضرت شاہ رضا  
یا گارِ شہبِ شہب الدین مبارک غزنوی  
جانشینِ غوثِ عظیم حضرت شاہ رضا  
آپ ہیں جانِ معین الدین و قطب الدین حضور  
خلق کے ہمدرد و ہمد حضرت شاہ رضا  
حسنِ محبوب الہی شانِ صابرِ کلیری  
آپ ہیں جانِ دو عالم حضرت شاہ رضا  
رزقِ شاہ عبدالحق و شاہ ابوالعلائی  
تخلصِ رحمت مجسم حضرت شاہ رضا  
آپ ہی کی دنگیری شہرہ آفاق ہے  
شمعِ بزمِ غوثِ الاعظم حضرت شاہ رضا

مرا مقصود معراجِ محبت ہونے والی ہے  
 جہیں کو مل گیا نقشِ قدم شاہِ عنایت کا  
 انہیں کا یہ زمانہ ہے یہ مالک ہیں زمانے کے  
 خدا رکھے قیامت تک بھرم شاہِ عنایت کا  
 بھٹک سکتے نہیں اب رہرواں منزلِ عرفاں  
 ہے خضرِ راہ ہر نقشِ قدم شاہِ عنایت کا  
 دلی حق ہیں یہ قطبِ زماں ہیں غوثِ دوراں ہیں  
 اب اتنا مرتبہ سمجھے ہیں ہم شاہِ عنایت کا  
 مرے مرشد شہنشاہِ حسن کا بول بالا ہو  
 مجھے صدقہ دیا ہے محترم شاہِ عنایت کا  
 خدا کا شکر ہے صادقِ محبت رنگ لائی ہے  
 نظر شاہِ حسن کی ہے کرم شاہِ عنایت کا  
 بحضور حضرت الحاج صوفی محمد حسن شاہ صاحب  
 قادری، ابو العلاء، چشتی، جہانگیری

تری ہستی کے آئینے میں تصویر رسالت ہے  
 تری آنکھوں کے ساغر میں شرابِ عشقِ وحدت ہے  
 ترے کردار و اطوار مقدس کا بڑا عنصر  
 ابو بکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و حیدرؓ کی شرافت ہے  
 جنابِ غوثِ الاعظم سے ہے تیرا خاص ربطِ دل  
 تری میرت معین الدین اجمیری کی میرت ہے  
 تری تفہیم ہے تفہیم قطب الدین کاکی کی  
 فرید الدینؒ کا ورثہ تجھے تیری بصیرت ہے  
 ترے اوصاف ہیں خواجہ علاء الدین صابرؒ کے  
 ترے سینے میں محبوب الہیؒ کی محبت ہے  
 تری ذات گرامی خواجہ احرازؒ کی ہستی  
 تجھے شاہِ امیر بوالعالیؒ کا دل ودیعت ہے

یہ میخانہ جہانگیری ہے اس میں قادری صہبا  
 یہ دربارِ رضا ہے اور سرکارِ عنایت ہے  
 گدائے بے نوا صادق ہے تیرے آستانے کا  
 کرم ہو جائے اس پر بھی کہ تو شاہِ ولایت ہے  
 مرشدِ من

ترے کرم پہ ہے میری نگاہ مرشدِ من  
 مری نظر میں ہے تو پادشاہِ مرشدِ من  
 گناہ گار پہ بھی اک نگاہ مرشدِ من  
 کہ تیری ذات ہے عالمِ پناہ مرشدِ من  
 نہ ہوتی تجھ سے اگر رسم و راہ مرشدِ من  
 نہ ملتی مجھ کو کہیں بھی پناہ مرشدِ من  
 نہیں میں دولتِ کونین کا تمنائی  
 عطا ہو عشق مجھے ہے پناہ مرشدِ من  
 نگاہِ لطف کا امیدوار ہوں تجھ سے  
 مجھے بھی جیسے ہو ممکنِ نباہ مرشدِ من  
 مری نجات نہ ہوگی ترے کرم کے بغیر  
 کہ میری فروِ عمل ہے سیاہ مرشدِ من  
 جہاں سے ایک جہاں کو مراد ملتی ہے  
 وہ تیرا در ہے تری بارگاہ مرشدِ من  
 زمانہ لاکھ مخالف ہو غم نہیں مجھ کو  
 پھرے نہ تیرے کرم کی نگاہ مرشدِ من  
 عطا ہو گوہرِ مقصود اپنے صادق کو  
 تری طرف ہے اب اس کی نگاہ مرشدِ من  
 شہنشاہِ حسن

تو ہے دستِ لم یزالی اے شہنشاہِ حسن



میرے مولا حسن سیرت بھی عطا کر دے مجھے  
تیری صورت تو بتائیے شہنشاہ حسن  
بندہ پرور دعائے دس مجھے بھی ہو نصیب  
ہے ترا دربار عالی اسے شہنشاہ حسن  
کیا بتائے کیا طلب کرتا ہے صادق دہلوی  
تجھ سے ہے تیرا سوالی اسے شہنشاہ حسن  
محبوب من

مرشد و مولائے من محبوب من سلطان من  
یا شہنشاہ حسن یا دین من ایمان من  
دید تو دید محمد دید تو دید خدا  
جلوہ روئے مہبت جوہ یزدان من  
اے کہ تو صبح بہار گلستان رنگ و بو  
اے تنائے دلم اے حسرت و ارمان من  
شرح و التمس الضحیٰ تفسیر و اللیل شریف  
اے کہ تو یسین و حمید اے کہ تو قرآن من  
زخم دل زخم جگر محتاج لطف یک نظر  
اے میجائے زمن اے درد من درمان من  
آفتاب و ماہتاب صبح و شام زندگی  
راہب قلب و نظر اے رونق بستان من  
جانشین غوث الاعظم نور چشم خواجگان  
برگدائے در بکن چشم کرم سلطان من  
صادق خستہ مرید آستان پاک تو  
رحم کن اے جان عالم جان من جانان من  
پیر طریقت

اسلام اے مرشد و مولائے من  
اسلام اے حضرت شاہ حسن

کیوں نہ ہو دنیا سوالی اسے شہنشاہ حسن  
میرے غم خانے کو بھی کچھ روشنی کر دے عطا  
شمع یزیم لم یزالی اسے شہنشاہ حسن  
بندہ در کی نظر ہے بندہ پرور کی طرف  
ہے مرا دامن بھی خالی اسے شہنشاہ حسن  
کفایتی دس ہے شکستہ سینکڑوں طوفان ہیں  
اک نظر ہو میرے والی اسے شہنشاہ حسن  
شاہ پر بھی لطف ہے حیرا گدا پر بھی کرم  
تیری بخشش ہے ثرائی اسے شہنشاہ حسن  
میری نظروں میں ہے نظردہ درخ پر نور کا  
آفتاب لازوالی اسے شہنشاہ حسن  
تو نے بخشا ہے اسے کیف دوام زندگی  
اک نظر جس پر بھی ڈالی اسے شہنشاہ حسن  
صدقہ شاہ رضا شاہ عنایت بخش دے  
اے متاع لازوالی اسے شہنشاہ حسن  
مجھ تہی دست و تہی دامن پہ بھی ہو التفات  
ایک میں بھی ہوں سوالی اسے شہنشاہ حسن  
ساتھی میخانہ عرقاں ادھر بھی اک نظر  
میرا بھی ساغر ہے خالی اسے شہنشاہ حسن  
قادر کی و بوالعلائی ہے در اقدس ترا  
ہے تری سرکار عالی اسے شہنشاہ حسن  
تیرے دم سے زندگانی کے چمن میں ہے بہار  
گلشن ہستی کے والی اسے شہنشاہ حسن  
تیرے قدموں سے لپٹ کر مجھ کو ملتا ہے سکون  
سے مری دنیا کے والی اسے شہنشاہ حسن

ہے بہاروں پر گلستانِ عزیزِ الاولیاء  
ہارگاہِ حق میں صادق کی ہے یہ صادق و عا  
تا ابد قائم رہے شانِ عزیزِ الاولیاء  
قطعات

یہ مہر وہ یہ انجم یہ کہکشاں یہ مہکن  
یہ سبز زار یہ گلشن یہ موج گنگ و جمن  
ای کی ذات کا پر تو ہے سب پہ اے صادق  
ہر ایک شے سے نمایاں ہے جلوہ ایمن

جلوہ مہر وہ طیبہ ہے  
منزلِ دل کی راہ طیبہ ہے  
کوئی میری نگاہ سے دیکھے  
حسن کی جلوہ گاہ طیبہ ہے

اب ہے دشوار جینا مرا  
زخمِ خوردہ ہے سینہ مرا  
میری امداد فرمائیے  
ہے بھنور میں سفینہ میرا

تیرے دربار میں کیا چیز نہیں  
تیری سرکار میں کیا چیز نہیں  
مجھ کو بھی گوہر مقصود ملے  
دستِ مختار میں کیا چیز نہیں

جستجو آپ ہی کی رہتی ہے

اے کہ تو وصافِ یارانِ نبی  
السلام اے یاوِ اسلافِ کہن  
اے کہ تو انوارِ رحمتِ بالیقین  
السلام اے ویکرِ شاہِ زمن  
اے کہ تو مسندِ نشینِ خواجگان  
السلام اے زمختِ صد انجمن  
اے کہ تو ارمانِ قلبِ عاشقان  
السلام اے جانِ عالمِ جانِ من  
اے کہ تو چیرِ طریقتِ بے مثال  
السلام اے رمبرِ دلِ خضرِ من  
بر لبِ صادقِ سخنِ آید و شوق  
السلام اے بونے گلِ روحِ چمن

بکھنورِ عزیزِ الاولیاء حضرت صوفی شاہ عبدالعزیز صاحبِ شہید  
قادر بنی ابوالعلائی چشتی جہانگیری حسنی

روز و شب افزوں ہے فیضانِ عزیزِ الاولیاء  
دامنِ رحمت ہے دامنِ عزیزِ الاولیاء  
آپ ہیں حسنِ عنایت آپ ہیں جانِ حسن  
کیوں نہ دو بالا ہو پھر شانِ عزیزِ الاولیاء  
آپ کی ذاتِ گرامی ہے سکونِ قلب و جان  
زندگی ہے زیرِ دامنِ عزیزِ الاولیاء  
کوئی محرومِ نگاہِ مہربان رہتا ہی نہیں  
اس قدر ہے عام فیضانِ عزیزِ الاولیاء  
بندہ مہر و وفا بھی ہیں ہمیدِ عشق بھی  
اللہ اللہ یہ ہے عرفانِ عزیزِ الاولیاء  
قص میں ہیں وہ و انجم و جد میں ہر ص

آرزو آپ ہی کی رہتی ہے  
اب تو ہر دم زہنِ صادق پر  
”منگلو“ آپ ہی کی رہتی ہے

جام و مینا صراحی و ساغر  
ہیچ ہیں سب ہماری نظر میں  
روح پر کیف رہتا ہے طاری  
جانے کیا ہے تمہاری نظر میں

رنج و آلامِ مقدر میں ابھی اور بھی ہیں  
تلخ کچھ جامِ مقدر میں ابھی اور بھی ہیں  
جن میں ہر گام پہ آئیں گے حوادثِ صادق  
ایسے ہنگامِ مقدر میں ابھی اور بھی ہیں

حالِ دل کیوں کسی سے کہتا ہے  
بندۂ عشق ہے تو لبِ ہی لے  
راز افشاندہ ہو کوئی صادق  
مسکرا کر شرابِ غم پی لے

ضبطِ غم سے کام لینا آگیا  
اپنے سرِ لزام لینا آگیا  
اس لئے صادقِ زمانہ ہے خلاف  
مجھ کو ان کا نام لینا آگیا



# نگارِ صادق

الحاج صوفی محمد یسین خان صادق دہلوی

قادری، ابوالعلائی، چشتی، جہانگیری، حسنی

## صاحب دل اور صاحب نسبت شاعر کا تعارف

شعر کی طویل و عرض فرست پر نظر ڈال جائیے نگینوں پر گئے چنے صاحب نسبت اور صاحب دل شاعر ہیں گے، حسرت بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سر فرست رکھیے پھر ایمن تشریف لے لے "ہست قرآن در زبان پہنوی" فرمانے والی عظیم شخصیت ذہن و ایمان کے پردوں پر خود بخود ایسی آگئی، حضرت شمس تبریز، حضرت حافظ، حضرت سعدی، تک گنتی پوری کر کے مملکت مند کے پائے تخت بائیں خواجگان سے آستہ یہ پاک دل پر ہندو ہو کر تارن کے اوراق اپنے تو حضرت امیر خسرو کا مقدس و نورانی پہرہ اپنی ویت کا پرچم ہر احمق نظر سے گاہ اس لطیف و نفیس علم کے نیچے حضرت خواجہ میر درد، حضرت مظہر جان جاناں، حضرت محمود، حضرت صادق صاحب دل اور صاحب نسبت شاعر بائیں فقر اور روحانی عظمت و جلال کے ساتھ صاف نظر آئیں گے ایچ محمد حسین خان صادق صاحب دہلی علیہ السلام فقر اسل صوفی کے مدد و زور و وسوسا، دیا، شعر اور عوام کے جانے پہچانے در مانے شاعر میں ان کا تعارف کوئی کیا کرانے گا وہ خود ہی مدی معارف شخصیت کے مالک ہیں کہ ان کی نسبت سے خلق خدا کو طرح طرح کے فوائد ایک عرصہ دراز سے پہنچتے چھتے رہے ہیں جب وہ کار خاندان تھے تو اعزاء و اقربا، مساکین، یتیم، مسکین، اپنے بیگانے، دوست دشمن غرض یہ کہ ہر تفریق مذہب و ملت سب کی استقامت و مدد فرمایا کرتے، سب شعر و سخن کی دنیا میں آئے تو بوجہ کم علمی کے استاد کامل حضرت محمد علی نے علمی شغف ادبی ذوق اور شعری صلاحیتوں کو ابھار اس منزل سے جب آگے بڑھے تو شہنشاہ روحانیت ایچ صوفی شمس و محمد حسن صاحب قدس سرہ العزیز نے روحانی عظمت و جلال فقر الی جاہ و مال سے متصف فرما کر خلق اللہ کی خدمت کے لئے متعین و مقرر فرمایا۔ اتنی جہیوں میں جہل تپ محمد حسین خاص صاحب جو بچپن ہی کے صادق تھے دنیاوی کاروبار سے کر شعر و ادب تک، شعر و ادب سے کر مسند فقر تک، مسند فقر سے مسند کریم ان طریقت کی اس منزل تک نہایت ثابت قدمی، پامردی مستقل مزاجی کے ساتھ صدق و صفا کا جھنڈا لہراتے ہوئے آسمان صدائیت پر صادق بن کر متمکن ہو گئے جہاں بڑے بڑوں کے قدم ڈمگا جاتے ہیں، صادق صاحب کو خلوت و جلوت میں دیکھنے والے حضرات گواہ ہیں۔

کہ وہ جب جس وقت جس زمانے میں دیکھے گئے منفرد زمانہ رہے، عوام و خواہش کے ہمدرد رہے، اپنے بیگانوں کی خدمت کرتے رہے، دوست دشمن سب ادعا میں دیتے رہے ان پائے و حیات میں علمی ذوق بڑھتا رہا، ادبی شوق پروان چڑھتا رہا، شعری صلاحیت جاگ رہی رہی، مذہب کی گھٹی خدا شایانی والد محترمہ محمود القاسم صاحب اور مد محترم حاجی امیر خاص مرحوم نے ایسی پائی کہ اولیاء اللہ حضرت عہد غنی کی ولایت محمد حسین خاص صادق دہلی میں منتقل ہو کر رہی جسے حضرت خواجہ میر درد فی فضل ای محذور دہلی نے ابھار اور حضرت خواجہ میر طریقت جان صوفی شاہ محمد حسن صاحب نے منہ پر مقصود تک پہنچ کر خواجگان پاک کے رمرہ میں داخل کر کے مسند شہد بدایت پر بٹھادیا ہے یہی وجہ ہے کہ صادق صاحب فی اللہ، فی الرسول، فی الرشد اور فی انسا، متاد ہو کر شمس و خدا اور رسول سیدنا حضرت حسرت بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت مولانا سہروردی، حضرت شمس تبریز، حضرت حافظ، حضرت سعدی، حضرت جانی، خواجہ غریب نواز، حضرت امیر خسرو، حضرت خواجہ میر درد، حضرت مظہر جان جاناں، حضرت خواجہ قصب،

حضرت محبوب ہی اور حضرت خضر مایہ اسما سے کسب نور اور فیض باطنی کا منزہ و مقدس سلسلہ رب العالمین نے یہ جاری و ساری فرمادیا ہے کہ اس میں وہ ہونے لگے ہیں۔ صادق صاحب کے کلام میں صاحب علم و فن اور شاعر و شاعرین شاعرین نہورہ بال حضرات۔ کلام قوس فرمودت اور تاثرات و نمایاں پد میں گئے اپنی بے بضاعت علمی کا اعتراف کرتے ہوئے نہایت بجز و انکسار سے ساتھ یہ عرض کر رہا ہوں کہ میرے عقل و شعور، فہم و ارک و تاثرات نے ایسا ہی محسوس کیا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ صادق صاحب کے قوال و رد و لطف و کرم، نہ ہی گناہ، خدائی، خوف و رعونت، محبت اور دلایا نے کرم سے عقیدت ۲۶ سال سے دیکھتے چلا آ رہا ہوں انہیں بڑے بڑے طوفان سے گھر کر ثابت قدم پایا ہے بہر و شکر، ضبط و تحمل کا کوہ سراں دیکھا ہے، دل ہوا غنیمت، ہن جسم اور روح کی تہ متر و ذیقہوں میں ہنستے مسکراتے پایا ہے اور سچ بھی پو رہا ہوں انشاء اللہ سیدہ بھی پاؤں گا۔

مجھے یقین ہے کہ ”نگار صادق“ کو نگاہ مرد مومن سے دیکھنے والے حضرات میرے قول کی تصدیق میں بچھپا ہٹ محسوس نہیں کریں گے۔

حاصل عباسی اعظمی

اظہار تشکر

ان حضرات کی خدمت میں جنہوں نے ”نگار صادق“ کے سلسلے میں اپنی آراء بیش قیمت سے نوازا، بالخصوص جناب محمد اشتیاق خاں اور جناب نسیب الرحمن خاں کی جنہوں نے طاعت و تدوین کے سلسلے میں اپنی بھرپور توجہ سے نگار صادق کو منظر عام پر لانے کی سعی فرمائی۔

صادق دہلوی

انتساب

میں اپنی غزلوں کے اس مجموعہ ”نگار صادق“ کو اپنے استاد محترم تاجدار خاں ڈاکٹر فضل الہی محمود دہلوی کے نام نامی سرگرمی سے معنون کرتا ہوں، جن کی نگاہ کرم اور توجہ خصوصی کی بدولت میرا یہ چوتھا مجموعہ کلام منظر عام پر آ رہا ہے۔

صادق دہلوی

الٹ کر دیکھئے اور اراق ہستی

ہزاروں آرزوؤں کا لبو ہے

صادق دہلوی

## باسمہ تعالیٰ

پیش سینہ بھی تو ہے، آئینہ خانہ بھی تو  
 دیدہ حیراں بھی تو ہے روئے جانانہ بھی تو  
 مشت بھی تو ہے فروغِ حسنِ جانانہ بھی تو  
 تو ہی شمعِ بزم بھی ہے ذوقِ پروانہ بھی تو  
 بادِ عرفان بھی تو ہے جامِ دیکھنا بھی تو  
 جذبہِ رندان بھی تو ہے چہرِ میخانہ بھی تو  
 خانہ دل میں جو دیکھا تجھ کو اے پردہ نشیں!  
 تو ہی خود مہمان بھی ہے صاحبِ خانہ بھی تو  
 میرا سوزِ دل بھی تو ہے تو ہی میرا دل بھی ہے  
 میرا کاشانہ بھی تو ہے حسنِ کاشانہ بھی تو  
 منس و غم خوار ہو کر ہے بظاہر بے نیاز  
 تو یگانہ بھی ہے سب کا سب سے بیگانہ بھی تو  
 میری آنکھوں سے کوئی دیکھے تو پہچانے تجھے  
 کاسہ سائل بھی تو ہے شانِ بتخانہ بھی تو  
 تو ہی فصلِ گل بھی ہے تو ہی خزاں کا دور بھی  
 گلشنِ رنگیں بھی تو ہے دشت و ویرانہ بھی تو  
 طور و موسیٰ کی حکایت بھی ہے تیری داستان  
 اور حسنِ یوسف کنگاں کا افسانہ بھی تو  
 چشمِ صادق نے تجھے دیکھا ہے اپنے آپ میں  
 لاکھ پردوں میں بھی تو ہے بے حجابانہ بھی تو

ازل ہی سے ہے مستحکم نظامِ ساقی کوثر  
 قیمت تک رہے گا دورِ جامِ ساقی کوثر  
 دو عالم کے لئے رحمت ہے نامِ ساقی کوثر

متاعِ دین و دنیا ہے پیامِ ساقی کوثر  
 خدا ہی جانتا ہے مرتبہ ان کا حقیقت میں  
 مددک بھی نہیں سمجھے مقامِ ساقی کوثر  
 یہ شوکت اور یہ رفعت کسی کو بھی نہیں حاصل  
 کہ ہے نامِ خدا کے ساتھ نامِ ساقی کوثر  
 دو عالم کی بنا ہی ساقی کوثر کی ہستی ہے  
 زمانے پر ہے واجبِ احترامِ ساقی کوثر  
 یقیناً ان کو حاصل ہو گئی معراجِ اہلبی  
 عمل میں آگیا جن کے پیامِ ساقی کوثر  
 حقیقت میں اگر پوچھو تو بخشش کی ضمانت ہے  
 درودِ ساقی کوثر سلامِ ساقی کوثر  
 گنہگارِ امت کے دلوں کو کیوں نہ تسکین ہو  
 پیامِ رحمت حق ہے پیامِ ساقی کوثر  
 ہے تنویرِ حدیثِ معرفت جو بات ہے ان کی  
 صداقت کا ہے آئینہ کلامِ ساقی کوثر  
 ابد تک روشنی ملتی رہے گی ذرے ذرے کو  
 ازل سے اس قدر روشن ہے نامِ ساقی کوثر  
 گدائے بے نوا کی منزلت سے کون واقف ہے  
 شہوتِ ہوں سے برتر ہے غلامِ ساقی کوثر  
 خداوندِ دو عالم تجھ سے میری التجا یہ ہے  
 دمِ آخر مرے لب پر ہو نامِ ساقی کوثر  
 مرے دل پر ہوا کرتی ہے صادقِ بارشِ رحمت  
 میں جب اشعار کہتا ہوں نامِ ساقی کوثر

نفت کی حکایات کا آئینہ غزل ہے  
 حساس و خیالات کا آئینہ غزل ہے

صورتِ دیر و کعبہ سے نکل کر تیرے دیوانے  
کوئی تو بات ہے ساقی جو میخانے میں آئے ہیں  
نہ جانے اب تمہاری جستجو کیا رنگ لائے گی  
حرم کے رستے سے ہم صنم خانے میں آئے ہیں  
تری صورتِ نہانے میں کسی سے بھی نہیں ملتی  
تری تصویر لے کر آئینہ خانے میں آئے ہیں  
میں اپنی داستانِ عشق کا عنوان کیا رکھوں  
نہانے بھر کے غم کمرے افسانے میں آئے ہیں  
ہماری آبلہ پائی انہیں سیراب کر دے گی  
بجھانے پیاس ہم کانتوں کی دیرانے میں آئے ہیں  
جہاں بھر میں ترے فیضان کی شہرت ہے اب ساقی  
شرابِ عشق پینے ہم بھی میخانے میں آئے ہیں  
خدا کا زعم لے ڈوبا خردِ مندِ عالم کو  
ترے آدابِ محض تیرے دیوانے میں آئے ہیں  
ہمارے عشقِ صادق ہے ہمارا نام بھی صادق  
ہم اپنی جان دینے تجھ کو نذرانے میں آئے ہیں

تو نے میخانہ لگا ہوں میں چھپا رکھا ہے  
ہوش والوں کو بھی دیوانہ بنا رکھا ہے  
ہر تمنا کو کلیجے سے لگا رکھا ہے  
دل میں تیری ہی محبت کو بسا رکھا ہے  
خود کو اس ذات نے پردوں میں چھپا رکھا ہے  
بزمِ کونین کو جلووں سے سجا رکھا ہے  
ناز کیسے نہ کروں بندہ نوازی پہ تری  
مجھ سے ناجیز کو جب اپنا بنا رکھا ہے

راتی کی عنایت کا آئینہ غزل ہے  
یہ کیفِ خیالت کا آئینہ غزل ہے  
نہ تذکرہ جام و سبو، ساغر و صبا  
نزدانِ غربت کا آئینہ غزل ہے  
ماضی کے زمانے کی ہے تصویر نہیں  
نزرے ہوئے حالات کا آئینہ غزل ہے  
جس نور نے بخشی ہے ضیاِ وادیِ دل کو  
اس نور کی برسات کا آئینہ غزل ہے  
ہے عشق کے انوار سے معمور تخیل  
تابندہ خیالت کا آئینہ غزل ہے  
اشعار کے دامن میں ہے تصویرِ ربّ یار  
ارمان و ملاقات کا آئینہ غزل ہے  
ذکرِ مد و انجم ہے کہیں ذکرِ گلشن  
ہر دور کے حالات کا آئینہ غزل ہے  
اشعار ہیں سدا کے کردار کا مظہر  
دیرینہ روایات کا آئینہ غزل ہے  
میخانہ مر دل ہے مئے شعر و سخن کا  
دنیا خرابات کا آئینہ غزل ہے  
جو بات کہی ہے وہ سلیقے سے کہی ہے  
صادق مرے جذبات کا آئینہ غزل ہے

وہ شمعِ حسن بن کر دل کے کاشانے میں آئے ہیں  
مری قسمت بنائے میرے غم خانے میں آئے ہیں  
سرور، کیف اب ہوگا میسر میری ہستی کو  
وہ اپنے غم سونے میرے پیانے میں آئے ہیں



غم سے خالی نہ یہاں ایک بھی اتناں نکا  
غور سے جس کو بھی دیکھا وہ پریشان نکا  
غور میں نے جو کیا جود و سخا پر تیرے  
سارا عالم ترا منت کش احساں نکا  
دیکھنا دیکھنا گلزارِ تمنا کی بہر  
ہاتھ میں جام لئے ساتھی دوراں نکا  
میں گہاں اور کہاں غم کیف و مستی  
عشق ہی ساز کے پردوں میں غزل خواں نکا  
ایک خوشبو سے معطر ہے فضاے عالم  
گلشنِ عشق کا ہر پھول گلستاں نکا  
وہ تو ہر لمحہ تجابات اٹھاتے ہی رہے  
میرے دل سے نہ مگر دید کا ارماں نکا  
حسرتیں ڈوب گئیں سب غم جہراں میں  
اشک نکلے مری آنکھوں سے کہ طوقاں نکا  
اہلِ دنیا نے بہر طور اڑایا ہے مذاق  
تیرا دیوانہ جہاں چاک گریباں نکا  
تیری تنویر مری شب کی سحر بن کے رہی  
تیرا کوچہ مرے خوابوں کا گلستاں نکا  
تو نے نشر جو مرے دل پہ لگایا تھا کبھی  
داستانِ غم ہستی کا وہ عنوان نکا  
تیری محو رنگاہوں کا اثر ہے ساقی!  
جس کو دیکھا وہی مست مئے عرفاں نکا  
ظہمتیں ختم ہوئیں سارے جہاں کی صداقت  
جگمگاتا ہوا جب وہ مدہ تاباں نکا

یہ تیری بندہ نوازی سے کرم ہے تیرا  
مجھ کو ہمارے پیوں و چھپا رہا ہے  
اب یقیناً مجھے معراجِ محبت ہوگی  
اپنا سہا پہل قدموں پہ جھکا رکھا ہے  
مر قدم جہاں بھد شوق کیا کرتے ہیں  
تیرے نے عجب ترے کوچے کو بنا رکھا ہے  
— مرے پر وہ تیشا تیری توجہ کے ثار  
میں نے دنیا سے ترا عشق چھپا رکھا ہے  
جو بھی غم مٹا ہے سینے سے لگا پیتا ہوں  
میں نے ہر درد کو تقدیر بنا رکھا ہے  
کی مرے خرف کا اندازہ کرے گا کوئی  
مسرا کر عم کوئین چھپا رکھا ہے  
بخش کر سہا پہل نے احساں کی دولت مجھ کو  
یہ بھی کیا ہے کہ انسان بنا رکھا ہے  
تیرا پیغام نہانے کو سنا کر ہم نے  
سارے خوب سے دنیا و بگا رکھا ہے  
مر صرف نور و بارش ہے بہاروں کا ہجوم  
کس نے پردہ رخ روشن سے اٹھ رکھا ہے  
جب بھی دیکھا اسے مخمور بن دیکھا ہم نے  
بنے کیا آپ نے صادق کو پلا رکھا ہے

تیرا ہم سر نہ کوئی خسروِ خواباں نکا  
ہم کوئین میں ک تو ہی درختاں نکا  
تیرا الحافِ نظر ادا کا دریاں نکا  
تیرا پیغام ہی تسکینِ دل و جاں نکا

میں کیا جس تمنائے رمد کی کیا ہے  
 غم نہ آپ بدست رچی کیا ہے  
 کر نہ دس میں ترپ ہو تو عاشقی کیا ہے  
 لے نہ رو کی موت تو زندگی کیا ہے  
 ہیں ر کے وے کوئین تیرے دامن میں  
 تے لدا کے سے تاج خسروی کیا ہے  
 رب کرم کا سہرا ہے رند کی میری  
 ر رمد نہ و شامل تو زندگی یا ہے  
 بندہ طرف بہت پر ہے چمک ہفت و رم  
 تہجد بندہ و ر کی بات کی کیا ہے  
 امین شوق سے بھرتے ہیں تیرے قدموں پر  
 جس پامنا ہوں کہ معراج بندگی کیا ہے  
 تمہارے ہی رخ روشن کے سارے جلوے ہیں  
 نہ چاند نور ستاروں کی روشنی کیا ہے  
 تمہاری دید سے قابل نہ ہم نہیں ہیں  
 تب رخ سے جو دو تو بات کی کیا ہے  
 سے یہ عشق مری زندگی کا سرمایہ  
 میری نظر میں متاع سکندری کیا ہے  
 ہنر و راہ میں اشار چاہے بہرہ

اگر نہ جان ہو قربوں تو عاشقی کیا ہے  
 سے مجھ پہ ایب زندہ جو معترض صادق  
 دن بچھ نہ کا شرط عاشقی کیا ہے

یہ کس طرح کا حال ہماری نظر میں ہے  
 اپنی ہی اک مثال ہماری نظر میں ہے  
 ہر بات ہر خیال ہماری نظر میں ہے  
 دنیا کی چال ڈھال ہماری نظر میں ہے  
 کس کو دقا کا پاس ہے نگہ وفا ہے کون  
 ہر آدمی کا حال ہماری نظر میں ہے  
 گزرتے ہیں ہم جہاں کے شیب و فز سے  
 ہر اوج ہر زوال ہماری نظر میں ہے  
 دل پر ہمارے ظلمت غم کا اثر نہیں  
 وہ میکر جوں ہماری نظر میں ہے  
 دنیا کے انقلاب کا اک آئینہ ہیں ہم  
 ہر دور ہر حال ہماری نظر میں ہے  
 سب پر تمام عمر تبسم نہ آسکا  
 غنچے ترا مال ہمارے نظر میں ہے  
 یہ کبکشاں یہ شمس و قمر گرد راہ تھے  
 انساں کا وہ کمال ہماری نظر میں ہے  
 فرد عمل کا فیصلہ ہے جس کے ہاتھ میں  
 وہ ذات ذوالجہد ہماری نظر میں ہے  
 ساقی نے اک نگاہ میں سمجھا دیا ہمیں  
 رندوں کا حال قال ہماری نظر میں ہے  
 فرما رہے ہیں وہ مجھے خاموش دیکھ کر  
 صادق ترا سوال ہماری نظر میں ہے

بت خانہ چاہیے نہ حرم چاہیے مجھے  
 اے دوست تیر نقش قدم چاہیے مجھے

اک کس ہے مٹاں ہماری نظر میں ہے  
 دینیں کا جہاں ہماری نظر میں ہے

کیف و مستی میں غرق رہتا ہوں  
لذتِ غم شراب کی سی ہے  
کون آیا ہے غم کدے میں آج  
روشنی ماہتاب کی سی ہے  
غنچہ و گل میں ہے جو رنگینی  
ان کے حسن و شباب کی سی ہے  
جب بصیرت ملی تو ہم سمجھے  
اپنی ہستی بھی خواب کی سی ہے  
بے رخی اور برہمی ان کی  
رنگ میں انقلاب کی سی ہے  
عشق میں زندگی کی ہر الجھن  
زلف کے چچ و تاب کی سی ہے  
اتنا ترپا رہی ہیں وہ سمجھیں  
زندگی اضطراب کی سی ہے  
دل کی حالت نہ پوچھو صادق  
اک شکستہ رباب کی سی ہے

ہوگا کسی کا کوئی تعلق کسی کے ساتھ  
میری تو زندگی ہے فقط آپ ہی کے ساتھ  
اتنا کرم ہو اور مری زندگی کے ساتھ  
زندہ اگر رہوں تو تمہاری خوشی کے ساتھ  
دل کو مرے نہ ربط کبھی ہو کسی کے ساتھ  
گزرے ہر ایک سانس تری یاد ہی کے ساتھ  
بیکے ہوئے قدم ہیں سنبھالا مجھے ذرا  
آنکھوں سے بے پلا تو رہے ہو خوشی کے ساتھ

سے چاہیے نے نہ سانسِ جم چاہیے مجھے  
ساقی تری نگاہِ کرم چاہیے مجھے  
میش و نشاطِ آپ رہانے کو بخش دیں  
بندہ نوزِ آپ کا غم کا چاہیے مجھے  
دنیا سے یہ غرض مجھے دنیا سے کام کیا  
ہیں آپ ہی کا لطف و کرم چاہیے مجھے  
نصروں کو آرزو ہے تمہارے جمال کی  
یہ منزلت یہ چہ و چشم چاہیے مجھے  
س زندگی کا دگر ہی کی جو گزر گئی  
اب ریت تیرے زیرِ قدم چاہیے مجھے  
کوئی سمجھ سکا نہ مرے دل کی آرزو  
تیری گلی کا باغِ ارم چاہیے مجھے  
سے مست نازِ تیری نوازش کا شکریہ  
کچھ اپنی عاشقی کا بھرم چاہیے مجھے  
کوئے حبیبِ کعبہ مقصود ہے مرا  
ہر گام احتیاطِ قدم چاہیے مجھے  
ہو گا نصیب نورِ بصیرت اسی کے بعد  
تھوڑی سی تیری خاکِ قدم چاہیے مجھے  
مجھ پر بھی الفتِ نظر اے گدا نواز  
صادق ہے نام اس کا بھرم چاہیے مجھے

شکل وہ ماہتاب کی سی ہے  
آسمانی کتاب کی سی ہے  
مسکراہٹ ہے روئے جہاں پر  
نازگی کی گلاب کی سی ہے

تیرا خیال تیرا تصور ہے زندگی  
نسبت ہے مجھ کو صرف تری ذات ہی کے ساتھ  
مجھ کو کسی سے واسطہ ہوتا بھی کس لئے  
تیرے لئے ہے دوستی ہر آدمی کے ساتھ  
تیرے سوا ہے کون مددگار و غم گسار  
پیش آ رہا ہے ایک جہاں بہ رنج کے ساتھ  
آگاہ اب نظر ہے مآل نشاط سے  
آنسو نکل پڑے ہیں کلی کی ہنسی کے ساتھ  
تابندہ راہ عشق ہوئی تیرے نور سے  
منزل پہ کارواں ہے تری روشنی کے ساتھ  
ورنہ کبھی کی موت سے ہو جاتی دوستی  
اک یاد ہے تمہاری غم زندگی کے ساتھ  
لطف و کرم سے مجھ کو نوازا حضور نے  
دیکھا جو میں نے ان کی طرف یکسی کے ساتھ  
تم تو گدا نواز ہو مجھ پر بھی ہو کرم  
ہے حتی عرض تم سے مری عاجزی کے ساتھ  
ان کی ادائے ناز کے قربان جانیے  
دیہ نہ کہہ رہے ہیں مجھے سادگی کے ساتھ  
واقف شوق کوئی بہ سبب نہیں  
صداق ہزار حسن ہیں دیوانگی کے ساتھ

بہت غم دیئے ہیں خوشی کب ملے گی  
فردہ لبوں کو ہنسی کب ملے گی  
کب آؤ گے بزم تمنا سجانے  
اندھیرے میں ہوں روشنی کب ملے گی

جو آنکھوں میں آتے ہی کج گئے ہیں  
ان اشکوں کو تابندگی کب ملے گی  
بہاریں کب آئیں گی دل کے چمن میں  
مجھے ہر نفس تازگی کب ملے گی  
عطا کب متاع محبت کر دے گی  
مجھے عشق کی روشنی کب ملے گی  
جوانی پہ کب آئے گی دھشت دل  
جنوں خیز وارنگی کب ملے گی  
قدم تیری راہوں میں پیسے ہوئے ہیں  
مرے عزم کو پختگی کب ملے گی  
خدا رکھے ساقی ترے میکے کو  
نظر سے مجھے بے خودی کب ملے گی  
بناد گئے کب محرم رز مجھ کو  
مرے عشق کو آگہی کب ملے گی  
خدا جانے صادق مجھے اس نظر سے  
محبت بھری زندگی کب ملے گی

پیام عاشقی لے کر کوئی آنکھوں میں آیا ہے  
ادلے دلبری لے کر کوئی آنکھوں میں آیا ہے  
بہار زندگی لے کر کوئی آنکھوں میں آیا ہے  
جہان دلکشی لے کر کوئی آنکھوں میں آیا ہے  
ثبوت زندگی لے کر کوئی آنکھوں میں آیا ہے  
کہ شہنشاہ خسروی لے کر کوئی آنکھوں میں آیا ہے  
شراب آگہی لے کر کوئی آنکھوں میں آیا ہے  
سرور سرمدی لے کر کوئی آنکھوں میں آیا ہے

نیرنگی جہاں نے یہ اظہار کر دیا  
ہر لمحہ زندگی سے رت چاہتے  
نظم بہاں کو لغزشیں جس کی ستارہاں  
ایسا بھی کوئی رند خرابات چاہے  
جو زندگ کو عشق کیف دوام عشق  
ایسی بھی اے حسین ملاقات چاہے  
ناراض ہوئے مرے عرض خواں یہ  
تم کو تو روٹنے کے سنے بات چاہے  
تیری نگاہ لطف و کرم پیاتا ہوں میں  
منصب نہ کوئی منزل درجہ چاہے  
ہے تیرا ذر وجہ سونہاں و نصیر  
تیرا ہی تدارک مجھے اہل ت چاہے  
دنیا جو چاہے عشق دنیا کو تو کمر  
صادق کو صرف یہ تری ذات چاہے

تمہاری ہر قدم پر رہبری محسوس کرتا ہوں  
کہ راہ زندگی میں روشنی محسوس کرتا ہوں  
محبت میں اب اتنی کشتی محسوس کرتا ہوں  
تمہاری ہر جہد مودہ کی محسوس کرتا ہوں  
مرے ذوق نظر کو عشق کی معراج حاصل ہے  
میں ہر صورت میں صورت آپ کی محسوس کرتا ہوں  
ترے حسن کرم نے میرا ایمان کر دیا  
کہ ہر قدم میں تیری روشنی محسوس کرتا ہوں  
سر محفل تمہیں جب دیکھتا ہوں رست محفل  
خود دہاں میں بھی دیو گئی محسوس کرتا ہوں

میں بھی کہ نصیر اے ساقی میخانہ ہستی  
ہاں تیری سے دن آنکھوں میں آیا ہے  
رہبر اے ماہ ذرا تشریف سے آؤ  
مناہد ن سے روئی آنکھوں میں آیا ہے  
نہیں کے ساتھ دل بھی جھکا جاتا ہے جدے میں  
کہ جسم برز سے روئی آنکھوں میں آیا ہے  
تو ساقی ن فرحت کا سماں ہو گیا دیر  
نہاں کی خوشی سے کر کوئی آنکھوں میں آیا ہے  
تجہ تا رہاں کو ہے خدا را رحم فرما  
کہ... یگانہ سے کر کوئی آنکھوں میں آیا ہے  
مرے دل کے گستاخ میں بہاریں قص رتی ہیں  
ساقی ساقی سے کر کوئی آنکھوں میں آیا ہے  
رتی پر نہ سو پھر اس سے خوش جنوں میر  
غضب کی سہاں لے کر کوئی آنکھوں میں آیا ہے  
خدا شرم نہ رہد بھی ہو ایمان کھو بیٹھے  
... ساقی سے کر کوئی آنکھوں میں آیا ہے  
نظر میں سے پتہ ہی ہم اپنے ہوش کھو بیٹھے  
پچھ رہی بیوقوفی سے کے کوئی آنکھوں میں آیا ہے  
مری دنیا کے باقی میں جاا ہو گیا صادق  
میں روئی سے روئی آنکھوں میں آیا ہے

اس سے تصور شرح خیانت چاہے  
تجربہ فتنہ سے کئے بات چاہے  
عشق پہرہ مند بھی ہے بعد نیاز  
اس نے ساقی کربش حالت چاہے

ایسا میری حیات میں ہے سوز و ساز عشق  
ساغر میں جیسے بادِ شیراز دیکھن  
مخمور کر دیا مجھے ہے خود بنا دیا  
ساتی کی چشم مست کا اعجاز دیکھن  
کچھ دیر اور گرمی بزم حیات ہے  
ساز نفس کی تھی ہے آواز دیکھن  
اف کش کش مریض محبت کی بھر میں  
حسرت کے ساتھ سوئے در باز دیکھن  
صادق زمانہ لاکھ گرا دے نگاہ سے  
محفل میں ان کی میں ہوں سر اقرار دیکھن

چاہے ہنس کے گرفتار بلا ہو جانا  
عشق میں بندہ تسلیم و رضا ہو جانا  
زیب دیتا ہے تمہیں نور خدا ہو جانا  
ظلمتِ دل کے لئے جلوہ نما ہو جانا  
مجھ سے قسمت بھی خفا مجھ سے زمانہ بھی خلاف  
ایسے عالم میں کہیں تم نہ خفا ہو جانا  
ایک مدت سے ہے دیران مرا خانہ دل  
یہ بھی گھر آپ کا ہے اس میں ذرا ہو جانا  
غیمہ دل کا گریباں ہے ابھی سر بستہ  
میرے گلشن میں بھی اے بارِ صبا ہو جانا  
کچھ قیامت سے نہیں کم ترے دیوانے کو  
ایک بھی فرض محبت کا قضا ہو جانا  
دشت و صحرا کو بنا دے گا مثال گلشن  
جوشِ وحشت میں سرا آبلہ پا ہو جانا

حقیقت میں یہ ماتی کہ نگاہوں کا تصرف ہے  
میں نہ اپنی بندہ وارفتگی محسوس کرتا ہوں  
یہ تمہارے عشق کا زندہ کرشمہ ہے  
اب پشہ زندگی کو زندگی محسوس کرتا ہوں  
خدا جانے جہن سے مسکرا کر کون گزرا ہے  
کہ اُردو گلوں میں تازگی محسوس کرتا ہوں  
ان سن کیسے شباب آیا ہے دنیا میں  
مناجہ تہیت ن کی محسوس کرتا ہوں  
یہ دنیا مجھے مل ناموا معلوم ہوتی تھی  
اسی دنیا کو اب میں اجنبی محسوس کرتا ہوں  
نگاہ التفات دوست کا ممنون ہوں صادق  
میں اپنے قلب میں پاکیزگی محسوس کرتا ہوں

تو حسین ہے عشق کا آغاز دیکھن  
دل بن گیا ہے جلوہ گہہ ناز دیکھنا  
ماضی کا رنگ حال کا انداز دیکھن  
جو کچھ دکھائے عشق جنوں ساز دیکھنا  
اب رہا ہوں قصہ دارو رس کو میں  
مستقبل حیات کا آغاز دیکھنا  
مے نکل گیا ہوں میں عرشِ عظیم سے  
سب مشت خاک اور یہ پرداز دیکھنا  
میری خد میں بخش دیں میرے کریم نے  
بندہ نوازیوں کا یہ انداز دیکھنا  
ممتاز ہو گیا ہوں میں ان کی نگاہ میں  
بُش نے کیا عشق نے اعزاز دیکھنا

ہائے میری بے کسی و بے بسی  
مسکراتے ہوئے گلشن میں ذرا ہو جانا  
جان و دل دے کے ہی ممکن ہے بھا کی منزل  
کوئی آس تو نہیں نقشِ وفا ہو جانا  
بخش دے گا مجھے صہبائے محبت کا شمار  
چشمِ ساقی پہ دل و جاں سے فدا ہو جانا  
تیری رفتار پہ موقوف ہے اے حشرِ خرام  
حشر سے پہلے یہاں حشرِ پیا ہو جانا  
بخش دینا ہے نظرِ دید کے قابلِ صادق  
عشق سے سینہ دل پہ جلا ہو جانا

غم میں ڈوبا ہے چمن اور فضا میں ہیں اداس  
مسکراتے ہوئے گلشن میں ذرا ہو جانا  
جان و دل دے کے ہی ممکن ہے بھا کی منزل  
کوئی آس تو نہیں نقشِ وفا ہو جانا  
بخش دے گا مجھے صہبائے محبت کا شمار  
چشمِ ساقی پہ دل و جاں سے فدا ہو جانا  
تیری رفتار پہ موقوف ہے اے حشرِ خرام  
حشر سے پہلے یہاں حشرِ پیا ہو جانا  
بخش دینا ہے نظرِ دید کے قابلِ صادق  
عشق سے سینہ دل پہ جلا ہو جانا

جسے چاہے شیشہ دے دے جسے چاہے جام دیدے  
مرا دل جو چاہتا ہے مجھے وہ پیام دے دے  
میں جہاں بھی سر جھکا دوں ترا آستان بنا دوں  
مری زندگی کے مالک مجھے وہ مقام دے دے  
رہے میرے ہر نفس کو تری یاد سے تعلق  
مجھے ایسی صبح دے دے مجھے ایسی شام دے دے  
مرا دل ٹار گیسو مری جاں فدائے ابرو  
تو پیام دل نوازی گوئی میرے نام دے دے  
تو ہے ساقی زمانہ تری ذات ہے یگانہ  
مجھے ہوش ہی نہ آئے کوئی ایسا جام دے دے  
ہے ازل سے مجھ کو نسبت ترے سنگِ آستان سے  
دل و جاں ٹار تجھ پر مجھے اپنا نام دے دے  
میں ہو تشنہ کام ساقی رہے تیرا نام باقی  
ابھی اور سے پلا دے ابھی اور جام دے دے  
مری جستجوئے پیہم ترے در پہ لے تو آئی  
مرے ذوقِ آرزو کو شرفِ کلام دے دے  
تو محتاجِ دو جہاں ہے تو سکونِ قلب و جاں ہے  
کوئی حُرودِ مسرت اے مہمِ تمام دے دے  
یہ فقیر در جو صادقِ ترا بندہ وفا ہے  
اسے اپنا عشق دے دے اسے اپنا کام دے دے

قربِ جاں کی تمنہ رہ گئی  
زندگی تنہا کی تنہا رہ گئی  
یہ ارشمہ ہے نگاہِ ناز کا  
زندگی بن کر ترش رہ گئی  
کون چتا تیرے دیوانے سے ساتھ  
وہ قدم چل کر یہ دنیا رہ گئی  
ہم نہ گلشن میں نشیمن کے لئے  
چار تنکوں کی تمنہ رہ گئی  
سمہ پا دشت میں کوئی نہیں  
تشنہ سب کانٹوں کی دنیا رہ گئی  
میں تہی دست و تہی دہاں رہ  
عرضِ مطلب میں کمی کیا رہ گئی  
تم نہ آنے چل بسا بیکار غم  
دل کی دل ہی میں تمنہ رہ گئی

دل و نگاہ میں تصویر پار رہتی ہے  
 مرے چمن میں ہمیشہ بہار رہتی ہے  
 جہین شوق وہی با وقار رہتی ہے  
 تمہارے در پہ جو سجدہ گزار رہتی ہے  
 وہ زندگی جو تری جستجو میں مٹ جائے  
 جہاں میں بن کے وہی یدگار رہتی ہے  
 ہے میری منزل مقصود کوچہ جہان  
 کہ دل میں حسرت دیدار پار رہتی ہے  
 زمانہ رنج ہی دیتا ہے ہر نفس جھکو  
 وہ تیری ذات ہے جو غمگسار رہتی ہے  
 ترے بغیر یہ عالم ہے میری ہستی کا  
 مری حیات بھی اب مجھ پہ بار رہتی ہے  
 ہر ایک شے سے نمایاں ہے جب ترا جود  
 نظر میں کیوں غلش انتظار رہتی ہے  
 مری نظر میں ہے وہ بندگی کا سرچشمہ  
 جو آنکھ تیرے لئے انگہار رہتی ہے  
 اسی حیات کو حاصل ہے کیفِ لاقانی  
 تمہاری یاد سے جو ہم کنار رہتی ہے  
 ادا ہوا نہ کبھی بندگی کا حق صادق  
 اسی لئے تو نظر شرمسار رہتی ہے

یہ دل ہے تجھ پہ دیوانہ ہمارا  
 یہ جاں ہے تجھ کو نذرانہ ہمارا  
 سلامت ہو میرے میخانہ ہمارا  
 جواں ہے ذوقِ زندانہ ہمارا

دیکھ رہی ہیں میری نگاہیں  
 حسنِ دوست کی جلوہ گاہیں  
 ساقی تیری مست نگاہیں  
 رندوں کی ہیں عشرت گاہیں  
 تو ہی بتا اے جانِ محبت  
 تیرے سوا ہم کس کو چاہیں  
 دنیا سے کیا میرا تعلق  
 تم سے ملی ہیں میری نگاہیں  
 تیری محبت کے دیوانے  
 اہل جہاں سے کیسے بنائیں  
 بحرِ حوادث کی موجوں نے  
 ڈالی ہیں بایوں میں باہیں  
 اہلت کا انعام نہ پوچھو  
 رہتی ہیں ہوتوں پر آپیں  
 ان کو کیوں ہو فکرِ زمانہ  
 جن کو ملی ہیں تیری پناہیں  
 ہم بدلیں تو دنیا بدلے  
 دنیا کی ہم پر ہیں نگاہیں  
 مل جاتی ہیں دیوانوں کو  
 منزلِ منزل جود گاہیں  
 پا لیتے ہیں تیرے کرم سے  
 جیسے ہوئے راہی بھی راہیں  
 کس کا دل نونا ہے صادق  
 عرشِ بریں تک پہنچیں آپیں



تمہیں کو بندہ نوازی سے کام لیتا ہے  
 وا تمہارے کسی پر مری نگاہ نہیں  
 ہمیں شوق جنگی ہے تمہاری چوکت پر  
 کہ ہر مقدم مرے دل کی سجدہ گاہ نہیں  
 نیازمند یہاں سے اٹھے تو جائے کہیں  
 تمہارے در کے سوا اب کہیں پناہ نہیں  
 تمہارے حسن کرم کا ہے آسرا مجھ کو  
 گناہگار ہوں اندازہ گناہ نہیں  
 اگر نہ تم سے کہوں حال دل تو کس سے کہوں  
 بجز تمہارے کوئی میرا خیر خواہ نہیں  
 تمہیں کو تم سے طلب کر رہا ہوں بندہ نواز  
 مجھے کچھ اور تمنا خدا گواہ نہیں  
 تمہاری ذات گرامی ہے مدعا میرا  
 تمہارا عشق ہے دل میں کسی کی چاہ نہیں  
 ہماری منزل مقصد ہو تم خدا شہد  
 ہماری منزل مقصد یہ مر و مہ نہیں  
 تمہیں ہو رہبر دنیا و دین خدا کی قسم  
 کہ اس سفر میں کوئی اور خضر راہ نہیں  
 ہمارے دل میں ہیں صادق صیب کون و مکان  
 مقام عرش سے کم دل کی خفاہ نہیں

ات اب ہم کے غم اب چشم ساقی  
 بھی خوں ہے پیکتہ ہمارا  
 شراب و جام سے کیا ہم کو نسبت  
 تری آنکھیں ہیں میخانہ ہمارا  
 جہلی سے تری تصویر ال میں  
 ہو ہے دل صنم خانہ ہمارا  
 ہمیں پیش جہاں سے کیا تعلق  
 ترے غم سے ہے یارانہ ہمارا  
 کسی تے کی تمنا کیا کریں گے  
 مزاج دل ہے شہانہ ہمارا  
 ن کا نام شان خسروی ہے  
 نہ ہے صاحب فقیرانہ ہمارا  
 تمہاری جدوہ سہانی کے قربوں  
 کہ روشن ہے یہ خانہ ہمارا  
 طواف کوچہ جہاں کریں گے  
 نہ ہے کعبہ کوہ جہانہ ہمارا  
 یہ سن کر فیصد دنیا کرے گی  
 تمہارا ہے کہ فساد ہمارا  
 خدا کا شکر وہ ب کہہ رہے ہیں  
 کہ صادق بھی ہے دیوانہ ہمارا

ان مست نگاہوں کے مجھ تک پیغام بھی آتی جاتے ہیں  
 جب تشنہ لبی بڑھ جاتی ہے تو جام بھی آتی جاتے ہیں  
 وہ حسن بنے میں عشق بنا وہ برق بنے میں طوفان  
 بیکار نہیں جذبات جنوں یہ کام بھی آتی جاتے ہیں

تمہارے جیسے رہنے میں کوئی شاد نہیں  
 گدا نواز کوئی ایسی پارگاہ نہیں  
 تمہارے دست مگر کیا فقیر و شاہ نہیں  
 تمہارے کوچے میں کس کے لئے پناہ نہیں

وہیں کی تمنا کرتا ہے پہلے نہیں دل سے یہ تو کر  
صبح بھی سہی جاتے ہیں وہ شام بھی آتی جاتے ہیں  
جوان کے لئے دیوانہ بنے جو ان کے لئے دنیا چھوڑے  
پھر ان کی طرف سے اس کے لئے انعام بھی سہی جاتے ہیں  
جو ان پہ بھروسہ کرتا ہے جو ان کا سہارا لیتا ہے  
وہ رہبر منزل بن کر خود ہر گام بھی آہی جاتے ہیں  
جو اپنی خطا پر تادم ہوں احساسِ عداوت ہو جن کو  
اللہ کی رحمت کے ان تک پیغام بھی آتی جاتے ہیں  
جب وقت برا آجاتا ہے ہر بات بگڑتی جاتی ہے  
پتہ اپنے مقدمہ کے ہاتھوں لازم بھی سہی جاتے ہیں  
اپنے بھی مخالف ہوتے ہیں آکاش بھی دشمن ہوتا ہے  
ایک سے محبت میں ایک ہنگام بھی آہی جاتے ہیں  
اللہ را محبت کے دہرو یہ راز سمجھ لے صادق سے  
جب عشق کسی سے ہوتا ہے لازم بھی آہی جاتے ہیں

قل هو اللہ احد ہے تیری ذات  
اد اللہ الصمد تیری صفات  
جس پہ ہو جاتا ہے تیرا التفت  
ان کو مل جاتی ہے ہر غم سے نجات  
صبح عطف و رضا ہے تیری ذات  
بندہ مہم پر بھی چشم التفت  
جب سے دیکھ سے تجھے اے حسنِ ناز  
میرے سر نہیں ہے میری کائنات  
وہی فرزندہ سمجھ سکتا نہیں  
کس طرح کشتی ہے دیوانے کی رات

میں تبسم میں چھپا لیتا ہوں غم  
کوئی کیا سمجھے گا میرے دل کی بات  
دل کو حسرت سے تمہارے در کی  
درد مل جائے تو میں جاں حیات  
اب تمہارے ہاتھ میری رات سے  
تم بناؤ گے تو بن جائے گی بات  
رق بخشش نہیں کون مل  
تم آ کر چاہو گے تو ہوں نجات  
اب تو صادق را نظر یہ میں  
آنکھوں ہی آنکھوں میں کٹ جاتی ہے رات

دلالتی دل کا انجام سوچتا ہوں  
فلتے ہیں عشق میں کیا انعام سوچتا ہوں  
گردش میں سے کدہ ہے یہ بام سوچتا ہوں  
ساقی حیات کو کا پیغام سوچتا ہوں  
میں بندہ وفا ہوں میں کیا مری رضا کیا ؟  
پھر کیوں ہے مجھ کو فکرِ آلام سوچتا ہوں  
مجھ پر زمانہ کیا کیا تہمت لگا رہا ہے  
آئیں گے اور کتنے الزام سوچتا ہوں  
دل جیسے دوست نے بھی چھوڑا ہے ساتھ میرا  
یہ کیا آگیا ہے ہنگام سوچتا ہوں  
ہر صبح کہہ رہی ہے ہر شام کی کہانی  
نیرنگی جہاں کا انجام سوچتا ہوں  
یہ ہے کسی کا عالم یہ گردشِ زمانہ  
کب تک رہے گا یہ بھی ہنگام سوچتا ہوں

مری آنکھیں نہیں معلوم کیوں پیاسی کی پیاسی ہیں  
 گلستاں در گلستاں تم رہے جلوہ نما ہو کر  
 ہم اپنی نیکی پر خونِ دل روتے تو کیوں روتے  
 رہے ہو تم ہماری زندگی کا آسرا ہو کر  
 یقیناً اک نہ اک دن مجھ کو معراج جنوں ہوگی  
 جہانِ عشق میں زندہ ہوں پایہ وفا ہو کر  
 زمانے کے حوادث ہوں کہ ہوں صدے محبت کے  
 وہ ہر منزل میں آئے ہیں مرے مشکل کش ہو کر  
 نہیں کچھ غم ترے صادق کو طوفان و سلاطم کا  
 حیات تو ملے گی بحرِ الفت میں فنا ہو کر

وہ نظر نور برسا گئی  
 قلب میں روشنی آگئی  
 زلف جب ان کی لہرا گئی  
 سارے عالم کو مہکا گئی  
 جل اٹھے ظلمتوں میں دیئے  
 ان کی ذات جہیل آگئی  
 ان کے رخ سے نقاب اٹھ گیا  
 زندگی میں بہار آگئی  
 اس طرح ان کی نظریں انھیں  
 وجد میں کائنات آگئی  
 زندگی موت کا فلسفہ  
 وہ نظر آج سمجھ گئی  
 وہ خراب غم عشق ہوں  
 موت بھی جس سے کترا گئی

وہ غم زدہ ہوں جس پر بنتا ہے اک زمانہ  
 اب اور کیا ملے گا انعام سوچتا ہوں  
 اشکوں سے دھو رہا رہوں میں رات کی سیاہی  
 روشن کبھی تو ہوگی یہ شرم سوچتا ہوں  
 پیش نظر ہے صادق جب سے ہل غنچہ  
 گلزارِ زندگی کا انجم سوچتا ہوں

کنارے پر تمہیں لانے ہو کشتی ناخدا ہو کر  
 تمہیں آئے ہو طوفانوں میں میرا آسرا ہو کر  
 یہ مانا چشمِ نظارہ طلب میں یوں تو سب کچھ ہے  
 مری نظروں سے تم کیوں دور ہو میرے خدا ہو کر  
 کسی صورت بھی دنیا چین سے رہنے نہیں دیتی  
 ذرا فرمائیے! جاؤں کہاں میں آپ کا ہو کر  
 خدا شاہد ابھی تو میرا غم محدود ہے مجھ تک  
 لبو روئے گی دنیا میرے غم سے آشنا ہو کر  
 بلندی اس کی ہے رفعت ہے اس کی قسمت اس کی ہے  
 محبت میں جو رہتا ہے تمہارا نقش پا ہو کر  
 بھٹکنے کا کوئی امکان نہیں اب راہ ہستی میں  
 محبت آپ کی کام آ رہی ہے رہنا ہو کر  
 تمہیں پوجا ہے میں نے تا ابد تم ہی کو پوجوں گا  
 ازل سے تم رہے ہو میری دنیا کے خدا ہو کر  
 جہاں والے بجز رنج و محن کچھ بھی نہیں دیتے  
 مرا دل مطمئن ہے تیرے غم سے آشنا ہو کر  
 حقیقت پھر حقیقت ہے بناوٹ پھر بناوٹ ہے  
 خدا کو میں نے پہچانا ہے خود سے آشنا ہو کر

میری نظروں میں جمالِ یار ہے  
 دل کی دنیا مطہرِ انوار ہے  
 جوش پر لبِ جہنمِ لہار ہے  
 تیرا دیوانہ قریبِ دار ہے  
 عشق کی منزل بہت دشوار ہے  
 آپ ہی کی رہبری درکاری ہے  
 اے مرے مالک! مری امداد کر  
 کون دنیا میں مرا غم خوار ہے  
 جس نے بھی تجھ پر بھروسہ کر لیا  
 اس کا ہر طوقاں سے بیڑا پار ہے  
 جان و دل ہیں تابعِ فرماں تو ہے  
 تو ہی میرا مالک و مختار ہے  
 عشق کے آداب سے غافل نہیں  
 تیرا دیوانہ بہت ہشیار ہے  
 دشتِ دل رنگ لا کر ہی رہی  
 اپنی رسوائی سرِ بازار ہے  
 اہلِ دل اہلِ نظر سے پوچھے  
 ساری دنیا جلوہ گاہِ یار ہے  
 مجھ کو نفع ہے شرابِ عشق کا  
 ہوش میں آنا مرا دشوار ہے  
 سناںِ دل ہے اور مضربِ الم  
 اب مرا ہر سانسِ نفعِ بار ہے  
 کاروانِ دل بھٹک سکتا نہیں  
 راہبرِ صادق خیلِ یار ہے

وہ عیادت کو آہی گئے  
 دل کی آواز کام آگئی  
 وہ نظر بخش کر دردِ دل  
 میری تقدیر چکا گئی  
 عمر بھر اب ترپنے رہو  
 لب پہ کیوں دل کی بات آگئی  
 یہ ملک نہ پہنچے جہاں  
 ان کی خاک کف پا گئی  
 مجھ پہ صادق ہیں وہ مہرباں  
 عاشقی آج کام آگئی

تمام عمر محبت کے داغ جلتے رہے  
 تمہاری یاد کے دل میں چراغ جلتے رہے  
 وفا کا شکوہ نہ آیا ہمارے ہوتوں پر  
 ہزار حسرت و ارماں کے باغ جلتے رہے  
 شبِ فراق وہ لمحے بھی ہم پہ گزرے ہیں  
 ستارے بچھ گئے لیکن چراغ جلتے رہے  
 تمہاری مستِ نظر سے ہے میکدہِ روشن  
 رخِ جمیل کی ضو سے ایسا جلتے رہے  
 ہزار چہتی رہیں آندھیاں زمانے کی  
 وہ وفا میں یقین کے چراغ جلتے رہے  
 انہیں سے ایک جہاں کو ملی ہے آرائش  
 وہ جن کے فکرِ سخن سے دماغ جلتے رہے  
 ازل سے ہم جہاں آج تک ہے تابندہ  
 یہاں چراغ سے صادق چراغ جلتے رہے

بہد خصوص دل و جاں بھی پیش خدمت ہیں  
 قبول کر لو مجھے اپنی بارگاہ میں تم  
 تمہاری شانِ سخاوت کا بول بالا ہے  
 کہ فرق رکھتے نہیں ہو فقیر و شاہ میں تم  
 تمہاری ذات کو معراج ذات حاصل ہے  
 تمام خلق سے بڑھ کر ہو عز و جاہ میں تم  
 بہارِ غنچہ و گل میں تمہارا حسن و جمال  
 ہو ماہتاب ستاروں کی جلوہ گاہ میں تم  
 اندھیرے جس کی تجلی سے نور بن جائیں  
 اک ایسی شمع جلا دو ہماری راہ میں تم  
 یہی سبب ہے کہ ہر غم سے بے نیاز ہوں میں  
 لئے ہوئے ہو ازل سے مجھے پناہ میں تم  
 بس اتنی عرض ہے تم سے تمہارے صادق کی  
 ہمیشہ رہنا مرے دل کی خاتہ میں تم

وہ نگاہیں غم زدوں کے غم کا درماں ہو گئیں  
 بھ رہی تھیں جس قدر شمعیں قروڑاں ہو گئیں  
 تیری یو دیں میرے افسانے کا عنوان ہو گئیں  
 تیرے جلوے کی تمنائیں درخشاں ہو گئیں  
 عشق میں رہ رہتا ہے جڑیہ جوشِ جنوں  
 منزلیں راہِ وفا کی مجھ پر آساں ہو گئیں  
 آج کل کچھ برہمی سی ہے نظامِ زیست میں  
 اور کیا ہوگا وہ رقص بھی پریشاں ہو گئیں  
 عشق کے دم سے مدد وہ سوز و سازِ زندگی  
 آرزوئیں مربوط دل پر غزل خواں ہو گئیں

محبت میں محبت کے چلن کی آزمائش ہے  
 ہر صورت ہمارے جان و تن کی آزمائش ہے  
 نقابِ رخ الٹ کر آگئے ہیں وہ سرِ محفل  
 دل و جوشِ ترے دیوانہ پن کی آزمائش ہے  
 کوئی اہلِ خرد ہو یا کوئی دیوانہ الفت  
 یہ دنیا ہے یہاں سب کے چلن کی آزمائش ہے  
 ہمارے بعد تیرے امتحان سے کون گزرے گا  
 ہمیں پر ختم اب دار و رس کی آزمائش ہے  
 جنوں عشق کی راہیں کوئی آساں نہیں ہوتیں  
 یہاں ہر قیاس کی ہر کوہکن کی آزمائش ہے  
 گل و غنچہ ہی کیا ہیں خار بھی ہیں رہگذاروں میں  
 جنوں کی منزلوں میں پیر بن کی آزمائش ہے  
 مرا فکرِ سخن ہے حال و مستقبل کا آئینہ  
 مگر پھر بھی مرے فکرِ سخن کی آزمائش ہے  
 یہ ہر جادہ سنبھل کر چل ڈرا اے روبرو الفت  
 وفا کے امتحان میں بانگین کی آزمائش ہے  
 یہی آواز آتی ہے حریمِ حسن سے صادق  
 یہاں ہوش و خرد کی جان و تن کی آزمائش ہے

جمالِ شانِ خدا ہو مری نگاہ میں تم  
 سراپا نور ہو دنیا کی جلوہ گاہ میں تم  
 حبیبِ خاص ہو خالق کی بارگاہ میں تم  
 مجھے بھی رکھنا خدا کا ذرا نگاہ میں تم  
 ابھی تو ہو مری الفت کی جلوہ گاہ میں تم  
 وقتِ موت بھی رہنا مری نگاہ میں تم

مجھ پر یہ ان کی یاد کا احسان دیکھے  
اک اک قدم پہ ساتھ ہے غم خوار کی طرح  
آغوش موت میں بھی ترا انتظار ہے  
آنکھیں کھلی ہیں طالب دیدار کی طرح  
ہر درد درد عشق نہیں اس کے وجود  
ہر غم کو رکھ یا ہے غم یر کی طرح  
کب دیکھے وہ چشم کرم سے نوازدیں  
منہ تک رہا ہوں میں بھی گنہگار کی طرح  
ہر رہنما کے موز پہ ہوتا ہے یہ گماں  
دنیا ہے تیرے گیسوئے غم دار کی طرح  
صادق نصیب منزل دل یوں بھی ہو گئی  
بہراہ تھے وہ قلندر سالار کی طرح

مرے طرف نظر کو آزمانے کون آئے گا  
جمال برق اب دل پر گراتے کون آئے گا  
مجھے محفل میں دیوانہ بنانے کون آئے گا  
نگاہ مست کا ساغر پلائے کون آئے گا  
تمہاری یاد تو اک دن مجھے خود سے بھادگی  
تمہارا غم مرے دل سے بھانے کون آئے گی  
مرا دل حیرے انوار جلی سے درخشاں ہے  
اس آئینے کو آئینہ بنانے کون آئے گا  
یقیناً تا ابد زندہ رہیں گے تیرے دیوانے  
جو تجھ پر مٹ گئے ان کو مٹانے کون آئے گا  
زمانے کی نگاہیں منتظر ہیں اک زمانے سے  
اب اپنے حسن کا جلوہ دکھانے کون آئے گا

حیر ہستی میں تلاطم ہے کہ سیلاب بلا  
بستیوں کی بستیوں ہی فرق طوفان ہو گئیں  
عشق میں وہ ہستیاں ہی قابل تعظیم ہیں  
خاک ہو کر جو غبار کوئے جاناں ہو گئیں  
اس کا جلوہ دیکھنا کچھ اس قدر آساں نہیں  
میری آنکھوں نے اسے دیکھا تو حیر ہو گئیں  
کچھ نہ پوچھو انقلابات محبت کا اثر  
غم کی موجیں یوں اٹھیں دل میں کہ طوفان ہو گئیں  
آپ کے جلوؤں نے ہر دل میں ابلا کر دیا  
آپ سے روشن ہزاروں شمعیں عرفاں ہو گئیں  
میرے ذوق جستجو کو قوئے بخشا وہ کمال  
میری نظریں واقف اسرار پنہاں ہو گئیں  
آپ کا کوچہ ہمیں خلد بریں سے کم نہیں  
آپ کی گلیں ہمیں راحت کا سماں ہو گئیں  
اب تو صادق رحمت حق پر ہے بخشش کا مدار  
زندگی کی سماعتیں تو نذر عصیاں ہو گئیں

بزم جہاں ہے مطلع انوار کی طرح  
تم ہو نظر میں مالک و مختار کی طرح  
کوچہ ہے ان کا مصرعے ہزار کی طرح  
بکنا پڑکا پوست دل دار کی طرح  
کیسے کتنے سکوں کا میں بزم جمال تک  
دنیا کمزری ہے راہ میں دیوار کی طرح  
ذوق نظر کے فیض سے اپنے ہی عکس کو  
دیکھ ہے آئینے میں رہن یار کی طرح

حدیث عشق صادق ہم سے پوچھو  
ہمارے غم سے افسانے بنے ہیں

مانا کہ ہمیں عشق میں برباد کرو گے  
مٹ جائیں گے جب ہم تو ہمیں یاد کرو گے  
تم ہم کو بھلا کر بھی بہت یاد کرو گے  
ایک ایک سے ذکر دل برباد کرو گے  
تم سے تو یہ امید نہیں تھی مرے دل کو  
دنیا ہی کے انداز سے بیدار کرو گے  
جتنے بھی ستم تم نے کئے سہہ لئے میں نے  
اب کون سا تازہ ستم ایجاد کرو گے  
ناکام محبت ہے اس امید پہ زندہ  
ناشاد کیا ہے تو کبھی شاد کرو گے  
میخانے کی عظمت کا سوال آئے گا جب بھی  
مجھ رند خرابات کو بھی یاد کرو گے  
بندے کا تو ہر حال میں تکیہ ہے تمہیں پر  
تم ہی مری ہر حال میں امداد کرو گے  
سمجھوں گا اسے بندگی عشق کا حاصل  
جو کچھ بھی مرے حق میں تم ارشاد کرو گے  
ہستی کے حسین خواب کی تعبیر ملے گی  
جب قید جہاں سے مجھے آزاد کرو گے  
ہو جاؤ گے بدنام وفا سارے جہاں میں  
صادق تم اگر تالہ و فر یاد کرو گے

پلا دے ہر سے خانہ مجھے آنکھوں ہی آنکھوں میں  
بنالے اپنا دیوانہ مجھے آنکھوں ہی آنکھوں میں

ہم اپنی ستش غم سے خود اپنا گھر جد میں گئے  
ہمارے چار تنکوں کو جلانے کون آئے گا  
زمانہ ہے تمہارا جس قدر چاہوں ہنسو مجھ پر  
تمہارے بعد ایسے ظلم ڈھانے کون آئے گا  
ہماری زندگی کا ہر نفس پیغام ہے صادق  
ہمارے بعد دنیا کو جگانے کون آئے گا

رہن روشن کے پروانے بنے ہیں  
ترے جلوؤں سے دیوانے بنے ہیں  
محبت میں جو دیوانے بنے ہیں  
غم دنیا سے بیگانے بنے ہیں  
نگاہ ناز کی مستی نہ پڑ چھو  
خرد ولے بھی دیوانے بنے ہیں  
ہمیں پر کیوں ہے لڑام محبت  
بنایا ہے تو دیوانے بنے ہیں  
ہمارا دل ہے یا وادی جنوں کی  
کہ ہر گوشے میں دیوانے بنے ہیں  
ہمیں راس آگیا ہے موسم گل  
بہار آتے ہی دیوانے بنے ہیں  
کبھی جیسے تعشق ہی نہیں تھا  
وہ ہم سے ایسے بیگانے بنے ہیں  
نہ جل جائیں کہیں برق ام سے  
میدوں کے جو کاشانے بنے ہیں  
حرم کے راہرو دھوکا نہ کھانا  
بہر منزل صنم خانے بنے ہیں

تیرے صادق کو ہیں آداب محبت معلوم  
سر جھکے گا نہ ترے نقش کعب پا کے سوا

مجھے دنیا گدائے کوہ جانا نہ کہتی ہے  
زبے قسمت کہ اس کے حسن کا دیوانہ کہتی ہے  
صحت جام و مینا لغزش مستانہ کہتی ہے  
سرور و کیف و مستی کا حسیں افسانہ کہتی ہے  
اب تک اپنی نظروں سے پلائے چمرے ساقی  
بھد حسرت یہ میری جرأت زندانہ کہتی ہے  
نہیں معصوم یہ جوش جنوں کیا رنگ لائے  
ابھی تو خیر سے دنیا مجھے دیوانہ کہتی ہے  
فدائے دوست ہو کر ہی مقام عشق ملتا ہے  
وفا کی داستان خاک پر پروانہ کہتی ہے  
میں دستور وفا ہوں اور آئین محبت ہی  
ازل سے آج تک دنیا مرا افسانہ کہتی ہے  
نظر سے پینے والے ہی سمجھ سکتے ہیں اے صادق  
ہزاروں راز چشم ساقی نے خانہ کہتی ہے

مرے دل کو ہے نسبت آپ ہی سے  
محبت کیوں مجھے ہوتی کسی سے  
لرز جاتا ہوں پھوول کی ہنسی سے  
میں واقف ہوں مال زندگی سے  
کہیں ایسا نہ ہو دل ٹوٹ جائے  
نہ تم یوں پیش آؤ بے رخی سے  
ہم آئینہ ہیں اسرار وفا کا  
ہمیں دیکھو ہماری زندگی سے

یہ بزم ناز ہے جرأت ہے کس میں لب کشائی کی  
یہاں کہتا ہے افسانہ مجھے آنکھوں ہی آنکھوں میں  
میں اس اعزاز کے قابل نہ تھا تو نے جو بخش ہے  
یہ الطافہ کریمانہ مجھے آنکھوں ہی آنکھوں میں  
سکھا دے مجھ کو بھی آداب زندانہ مرے ساقی  
تجائے راز سے خانہ مجھے آنکھوں ہی آنکھوں میں  
یہ مہر و ماہ کیا جام و سبو کیا غنچہ و گل کیا  
کیا خود سے بھی بیگانہ مجھے آنکھوں ہی آنکھوں میں  
تصدق دین و ایمان جان و دل اے شمع رو تھ پر  
عطا کر سوز پروانہ مجھے آنکھوں ہی آنکھوں میں  
نگاہ مست ساقی سے بڑی امید ہے صادق  
ملے گا کوئی پیکانہ مجھے آنکھوں ہی آنکھوں میں

دل میں اب کچھ بھی نہیں ایک تمنا کے سوا  
کچھ نہ دیکھوں میں تمہارے رخ زیبا کے سوا  
بزم عالم ترے جلووں سے مزین ہے مگر  
کس نے دیکھا ہے تجھے دیدہ بیبا کے سوا  
کوئی حسرت نہ رہی کوئی تمنا نہ رہی  
تیری آنکھوں میں چلتی ہوئی صہبا کے سوا  
کیسے ممکن ہے کسی اور سے دل کا درماں  
کس نے سمجھا ہے مجھے میرے میجا کے سوا  
اور کیا نذر کروں میں تجھی داماں ان کو  
خون دل خون جگر خون تمنا کے سوا  
جب مرے خاتمہ دل میں ہو تمہیں جلوہ فلک  
اور کیا دل کو کہوں عرش معلیٰ کے سوا



مری غم کو ہو جائے گی راحت رنج پیہم سے  
ترا پیغام لے کر جب بھی کوئی رات آئے گی  
وہ جب محفل میں آئیں گے وہ جب جلوہ دکھائیں گے  
مری دنیا میں رنگ و نور کی برسات آئے گی  
وہ جس سے تیری ہستی پر کوئی الزام آجائے  
زباں پر بے خودی میں بھی نہ ایسی بات آئے گی  
سنا ہے آپ کے در سے کوئی خلی نہیں جانا  
یقین ہے میرے حصے میں بھی کچھ خیرات آئے گی  
تصنع سے غرض کیا ہے ہمارا نام ہے صادق  
ہمارے لب پہ جب آئے گی دل کی بات آئے گی

ہے آفتاب حسن لب بام دیکھئے  
جلوے ہیں ہر نظر کے لئے عام دیکھئے  
ان کی نظر کے چلنے لگے جام دیکھئے  
یہ ہے علاج گردش ایام دیکھئے  
جوش جنوں پہ آئے نہ الزام دیکھئے  
منہ پھیر لے نہ گردش ایام دیکھئے  
زیبا نہیں ہے شکوہ جور و جفاے دوست  
تقدیر جو دکھائے وہ آلام دیکھئے  
ہاتھوں اسیر اس نے رہا کر دیے مگر  
رکھا ہے اک ہمیں کو تہ دام دیکھئے  
اک اک نفس ہے تینہ مرگ و دیات کا  
پیش نظر ہے ہر گھڑی انجام دیکھئے  
ہے زندگ کے واسطے ک یہ بھی مشغول  
ہر لمحہ دیکھئے انہیں ہر کام دیکھئے

نہ جانے عشق کا انجام کیا ہو  
ہمارا دل شکستہ ہے ابھی سے  
مری دیوانگی کی جگہ رکھنا  
مرا دیوانہ پن ہے آپ ہی سے  
بجہ ان کے کسی کو کیا سناؤں  
ملا ہے کیا جہاں کی دوستی سے  
نگاہ دوست کے قربان جاؤں  
نوازا ہے مجھے دیوانگی سے  
کرم کی بس رکھتا ہوں میں دس میں  
تمہاری شان بندہ پروری سے  
فروزاں ہو رہی ہیں لاکھ شمعیں  
مرے دل میں تمہاری روشنی سے  
وہ دنیا ہو کہ ہو میدان محشر  
تمہیں پہچن لوں گا دور ہی سے  
مرے دل میں سا جاؤ خدا را  
ملا دو زندگی کو زندگی سے  
درخشاں ہے جہاں کا ذرہ ذرہ  
تمہارے حسن کی تابندگی سے  
بسا رکھی ہے ابرمانوں کی دنیا  
بڑی امید ہے صادق کسی سے

محبت میں کبھی وہ صورت حالات آئے گی  
کہ دنیا کی زباں پر میرے غم کی بات آئے گی  
مری دیئے ہستی میں جب ان کی ذات آئے گی  
پیام زندگی لے کر خوشی کی رات آئے گی

اس نے نقاب رخ سے اٹھایا نہ ہو کہیں  
تا بندہ ہو رہے ہیں دردِ بامِ دیکھئے  
صادق ہے کس بلا کی کشش کوئے یار میں  
شہری ہوئی ہے گردشِ قیام دیکھئے

میں بندۂ عشق آپ کا ہوں کہ آپ ہیں خسرو زمانہ  
کرم کی مجھ پر نگاہ رکھنا یہ عرض ہے میری عاجزانہ  
تہارے حسن و جمال ہی سے حسین و رنگین ہے زمانہ  
مجھے بھی کچھ روشنی عطا ہو کہ میرا دل ہے سیاہ خانہ  
عطا ہو وہ بادۂ محبت سرور ہو جس کا جادو خانہ  
کہ میں ہوں رہد غراب تیرا شہہ حسنِ ساقی زمانہ  
یہ جستجوئے نظر تو دیکھو یہ آرزوئے طلب تو دیکھو  
حریمِ جانا ہے اور میں ہوں مرے مقدر کا کیا ٹھکانہ  
میں تیری اک اک لاکھ صدقے میں تیرے لطف و کرم کے قرباں  
نگاہ تیری ہے جس طرف بھی اسی طرف آج ہے زمانہ  
الہی تو مجھ پہ رحم فرما نفسِ نفس ہے اسیرِ عصیاں  
ترے کرم ہی کا آغرا ہے ہیں کام سب میرے بحرِ نہ  
نہ پوچھئے مجھ سے میرا مسلک نہ پوچھئے مجھ سے میرا مشرب  
کہ پائے ساقی پہ سر جھکا کر نماز پڑھتا ہوں بنگانہ  
بشرِ پیانہ تمنا میں بادۂ عشق پی رہا ہوں  
کرم ہے ساقی کا مجھ پہ صادق ہے میری دنیا شربِ خند

شدتِ رنج و غم نہ لے ڈوبے  
بجر میں چشمِ غم نہ لے ڈوبے  
رازِ دارِ الم نہ لے ڈوبے

دردِ دل کا بھرم نہ لے ڈوبے  
اکتفا کر عطائے ساقی پر  
حسرتِ پیش و کم نہ لے ڈوبے  
ٹوٹ جائے کہیں نہ تارِ نفس  
کوششِ ضبطِ غم نہ لے ڈوبے  
اے طبیبِ منزلِ ہستی  
راہ کا چچ و غم نہ لے ڈوبے  
راہِ الفت سے بے نیاز گزر  
احتیاطِ قدم نہ لے ڈوبے  
جوہِ حسن کے تمنائے  
حسنِ دیر و حرم نہ لے ڈوبے  
دشمنوں کے ستم کا خوف نہیں  
دوستوں کا کرم نہ لے ڈوبے  
آج ہیں آپ ظلم پر مائل  
کل یہ شوقِ ستم نہ لے ڈوبے  
آپ افسانہ کن رہے ہیں مرا  
آپ کو میرا غم نہ لے ڈوبے  
چشمِ مشتاق کیوں الجھتی ہے  
کاکلِ غم بے غم نہ لے ڈوبے  
ہو نہ جائے وہ اور بھی برہم  
الہجائے کرم نہ لے ڈوبے  
اپنی غربت پہ ناز کر صادق  
حرصِ جاہ و چشم نہ لے ڈوبے

ہمسری ترا عالمِ امکاں میں نہیں ہے  
جو بات ہے تجھ میں کسی انسان میں نہیں ہے

عمر الفت میں کبھی وہ بھی مقام آتا ہے  
 موج اٹھتی ہے جب آلام کا طوفان ہو کر  
 مجھ کو جینے ہی نہ دیتے غم و اہم جہاں  
 تم نہ رہتے جو مرے درد کا دریاں ہو کر  
 اس لئے بزم طالع میں ہے چڑچا میرا  
 تم رہے ہو مرے افسانے کا عنوان ہو کر  
 یہ سعادت بھی مجھے آپ عنایت کر دیں  
 عمر بھر میں بھی رہوں بندۂ احساں ہو کر  
 آپ اگر روئے منور سے اٹھادیں گے نقاب  
 سیکڑوں آئینے رہ جائیں گے حیراں ہو کر  
 تیرا در چھوڑ کے جائیں وہ کہاں اسے ساقی  
 آج تک جو رہے مسیت مئے عرفاں ہو کر  
 یہ مرا طرف ہے یہ میرا کلیجہ صادق  
 کون جلتا ہے چراغ شب ہجراں ہو کر

کوئی مشہور جہاں ہوگا کسی کے نام سے  
 ہم پکارے جائیں گے بس آپ ہی کے نام سے  
 دل لرز جاتا ہے پھولوں کی ہنسی کے نام سے  
 اشک آجاتے ہیں آنکھوں میں خوشی کے نام سے  
 آرزوئیں رقص قرما ہیں کسی کے نام سے  
 زندگی کتنی حسین ہے زندگی کے نام سے  
 بندہ پرور آپ نے بخشا ہے سوز و ساز دل  
 زندگی میں نغمگی ہے آپ ہی کے نام سے  
 رنگ لائیں گی جنون شوق کی سر گرمیاں  
 عشق کو وہ رہا ہے دیوانگی کے نام سے

حاصل ہے مجھے تیری محبت کا خزانہ  
 اب کون سی دولت مرے داماں میں نہیں ہے  
 معراج جنوں ہے مری تقدیر میں شدید  
 اک تار بھی داماں و گریباں میں نہیں ہے  
 ہم بے خود و مخمور ہیں ساقی کے کرم سے  
 ہم سا بھی کوئی محفل رنداں میں نہیں ہے  
 تصویر رخ یار ہے تصویر رخ یار  
 کچھ اور مرے دیدۂ حیراں میں نہیں ہے  
 تا حد نظر میری نظر میں ہیں یہاں  
 تو ہی تو کہیں دل کے گلستاں میں نہیں ہے  
 تیری ہی تمنا ہے مجھے تیری ہی حسرت  
 دنیا مرے جذبات کے طوفاں میں نہیں ہے  
 اعجاز ہے یہ ساقی محفل کی نظر کا  
 تشنہ کوئی مے خانہ عرفاں میں نہیں ہے  
 کیوں خلد بریں کی ہو حتماً مجھے صادق  
 کیا ضد بریں کوہ جاتاں میں نہیں ہے

عشق میں جو بھی رہے بندۂ جاناں ہو کر  
 جھلگائے ہیں وہی مہر درخشاں ہو کر  
 راز رہتا ہی نہیں پھر کوئی پنہاں ہو کر  
 جب محبت تری رہتی ہے رگ جاں ہو کر  
 آدمیت نہ گریزاں ہو پشیاں ہو کر  
 کاش اس دور کا انساں رہے انساں ہو کر  
 جب تک ادراک کی حد میں تھا مجھے ہوش نہ تھا  
 ہوش آیا ہے مجھے چاک گریباں ہو کر

میری آنکھوں میں ضیا ہے آپ ہی کے حسن کی  
میرے دل میں روشنی ہے آپ ہی کے نام سے  
تیرا کوچہ ہے نظر میں رشک فردوس بریں  
خلد بھی مشہور ہے تیری گل کے نام سے  
ایک ساغر جس نے آنکھوں سے پلایا تھا مجھے  
میری مے نوشی سلامت ہے اسی کے نام سے  
درد و غم رنج و مصیبت حسرت و امید و یاس  
کس قدر طوقاں اٹھے ہیں آدمی کے نام سے  
دل میں صادق روز افزوں ہے ضیائے عشق دوست  
شمع روشن ہو رہی ہے دوستی کے نام سے

عشق نے کیا کیا کئے کار نمایاں دیکھئے  
اپنا دامن دیکھئے میرا گریباں دیکھئے  
س کو کہتے ہیں زبان عشق میں معراج دل  
میں ہوں مصروف طواف کوئے جاناں دیکھئے  
آپ دہراتے ہیں دنیا بھر کے افسانے مگر  
میری ہستی کے بھی اوراق پریشاں دیکھئے  
غم کے طوفانوں سے لکرانا کوئی آساں نہیں  
ہر قدم پر کون ہے میرا نگہباں دیکھئے  
بندہ پرور پہلے اپنی رحمتوں پر اک نظر  
اور اس کے بعد میری فرد عسیاں دیکھئے  
دل کے ہر گوشے میں ہے پر تو جمل دوست کا  
میری دنیائے محبت ہے درخشاں دیکھئے  
درد سینے میں، جگر میں داغ، دل میں دھم ہیں  
کس قدر شاداب ہے میرا گلستاں دیکھئے

اپنا غم دے کر شعور زندگی بخشا مجھے  
بندہ مجبور پر یہ ان کا احساں دیکھئے  
ہونے والی ہے مری ہستی کو معراج جنوں  
دست و حشمت میں ہیں دامن و گریباں دیکھئے  
منزل صبر و رضا صادق کوئی آساں نہیں  
مثل یوسف اب درو دیوار زنداں دیکھئے

تارِ نفس ہے ٹوٹنے والا  
برِ ساتھی ہے چھوٹنے والا  
ہستی کے اب راز کھلیں گے  
وہ چشمہ ہے پھوٹنے والا  
کشتیِ دل ہے ڈوبنے والا  
سائل ہے اب ٹوٹنے والا  
اپنی حقیقت سے غافل ہے  
عیشِ زمانہ لوٹنے والا  
جام و سبو ہیں ٹوٹنے والے  
میخانہ ہے چھوٹنے والا  
ساتی کا اندازِ نظر ہے  
ہوش و خرد کو ٹوٹنے والا  
آج اچانک دل دھڑکا ہے  
شاید غم ہے ٹوٹنے والا  
مجھ کو لوٹا میری ہوس نے  
کوئی نہیں تھا لوٹنے والا  
آج نہیں تو کل اے صادق  
ظلم جہاں ہے ٹوٹنے والا

ہجر میں رُیہ پیہم کے سوا کچھ بھی نہیں  
میری تقدیر میں کیا غم کے سوا کچھ بھی نہیں  
میرے فسانہ دل میں ہے تصرف تیرا  
میری ردد ترے غم کے سوا کچھ بھی نہیں  
میں بتاؤں تمہیں دنیا کی حقیقت کیا ہے  
یہ افسانہ مہم کے سوا کچھ بھی نہیں  
یہ مری ہشیم تھوڑ کا کرشمہ ہی تو ہے  
دل میں اس جان دو عالم کے سوا کچھ بھی نہیں  
میں کہاں اور کہاں باؤ عیش و عشرت  
میرے ساغر میں مئے غم کے سوا کچھ بھی نہیں  
یہ تیری ہشیم توجہ کا اثر ہے شاید  
میرا عالم ترے عالم کے سوا کچھ بھی نہیں  
چار سانسوں پہ ہے کیوں اتنا بھروسہ صادق  
زیست شیرازہ برہم کے سوا کچھ بھی نہیں

وہ پردہ دار پردے سے اگر باہر نکل آئے  
نظام بزم عالم کیا تہ و بلا نہ ہو جائے  
محبت جس بشر کی زیست کا عنوان بن جائے  
بجا ہے جس قدر وہ اپنے دل پر ناز فرمائے  
وہی میری کہانی ہے کہ جو ہر لب پہ آجائے  
وہی میرا فسانہ ہے زمانہ جس کو دہرائے  
تمہارے عشق نے مجھ پر بڑے احسان فرمائے  
کہ مجھ کو زندگی و موت کے اسرار سمجھائے  
چون میں کھٹے ٹلے پھول کس صہوت سے مر جھائے  
میری آنکھوں سے کوئی دیکھ لے تو دل لرز جائے

تمہارے آستان کا جو کوئی دیوانہ کہلائے  
تمہیں کہد وہ دنیا کے لئے کیوں ٹھوکریں کھائیں  
زمانے سے ہمیں کیا ہے ہمارا مدعا تم ہو  
بدلتا چاہتا ہے یہ زمانہ تو بدل جائے  
ابھی تو ہم زمانے کی نظر میں کچھ نہیں لیکن  
یہ ممکن ہے ہمارے بعد دنیا ہوش میں آئے  
کوئی مجبور ہے کیوں اور کیوں مختار ہے کوئی  
جہاں والوں کو یہ راز مشیت کو نہ سمجھائے  
نہ جانے کیا بنا دینا خیال ماسوا مجھ کو  
بہت اچھا کیا تم میری دنیا میں چلے آئے  
نہ جانے کس کی صورت دیکھ کر آیا ہے دیوانہ  
کہ اس کے خیر مقدم کے لئے دیر و حرم آئے  
ہمیں بھی اک نظر جلوہ دکھا اے داؤد محشر  
کلیم و طور کا قصہ کہاں تک کوئی دہرائے  
بلا کے رنج و غم در پیش ہیں راہ محبت میں  
ہماری منزل دل تک ہمیں اللہ پہنچائے  
تری خاطر ہی اس نے ٹھوکریں کھائیں زمانے کی  
ترے در سے اب اٹھ کر حیرا دیوانہ کہاں جائے  
ابھی تک تو غبار آلود ہے آئینہ ہستی  
جو چاہیں آپ تو یہ آئینہ آئینہ بن جائے  
مئے عشرت کے بدلے زہر غم تھا اپنے ساغر میں  
کچھ ایسے بھی ہماری زیست میں لیل و نہار آئے  
مرا دل کہہ رہا ہے اس میں کوئی راز پنہاں ہے  
دم آخر اک عالم آگیا ہے وہ نہیں آئے  
فقیری اس کی سلطانی سے کم ہوتی نہیں صادق  
طلب ہوتے ہوئے بھی ہاتھ جو اپنے نہ پھیلائے

اک دو قدم بھی جو تری راہوں میں آگئے  
وہ خوش نصیب تیری پناہوں میں آگئے  
حسن و جمال دوست کا عالم نہ پوچھئے  
جلوے سمٹ کے میری نگاہوں میں آگئے  
جینے نہ دیجے ہم کو زمانے کے حادثے  
اچھا ہوا کہ تیری پناہوں میں آگئے  
دل کو متاعِ راحت و تسکین مل گئی  
وہ مسکرا کے جب بھی نگاہوں میں آگئے  
غرفِ نظر کی بات ہے ہم ان کی بزم سے  
کیفِ حیات لے کے نگاہوں میں آگئے  
دیر و رحم میں چل دیئے دیر و حرم کے لوگ  
جو رند تھے وہ تیری پناہوں میں آگئے  
میں نے ہزار سجدے کئے ہیں بعدِ نیاز  
جب تیرے نقشِ پا مری راہوں میں آگئے  
وہ بے نیاز گردشِ اہام ہو گئے  
اے عشق! جو بھی تیری پناہوں میں آگئے  
جب تک قریب تھے وہ نگاہوں سے دور تھے  
جب دور ہو گئے تو نگاہوں میں آگئے  
صادقِ نصیب ہوگی مجھے صبحِ آرزو  
وہ شام ہی سے میری نگاہوں میں آگئے

شرابِ عشق سے مخمور ہیں ہم  
تمہارے رند ہی مشہور ہیں ہم  
روایات کہن ہیں ہم سے زندہ  
بہرِ عہد نوی منصور ہیں ہم  
ہمارے دم سے تزیینِ جہاں ہے  
ازل سے آج تک دستور ہیں ہم  
خدا رکھے یہ اعجازِ تصور  
قریبِ جلوہ گاہِ طور ہیں ہم  
ضیاءِ پائی ہے ذروں نے ہمیں سے  
تمہارے نور سے معمور ہیں ہم  
ہمارا دل ہے جلوؤں سے حزن  
کہ شیدائے رخِ پد نور ہیں ہم  
ہمیں ہے نازِ اپنی میکشی پر  
عجب انداز کے مخمور ہیں ہم  
کھلیں اسرارِ پناہ کیسے ہم پر  
نظر سے اپنی جب مستور ہیں ہم  
اسی کا نام ہے رازِ مشیت  
کہ مختاری پہ بھی مجبور ہیں ہم  
بھروسہ ہے ہمیں رحمت پہ صادق  
گنہگارِ جہاں مشہور ہیں ہم

اس عجب ذوقِ دید میں درنگی رہی  
وہ سامنے تھے اور نظر ڈھونڈتی رہی  
آنکھوں میں اشکِ چہرے پہ افسردگی رہی  
غربتِ نصیب کی تو یہی زندگی رہی

محبت کے لئے مشہور ہیں ہم  
جنگی تم کلیمِ طور ہیں ہم  
کہیں کیا کس قدر مجبور ہیں ہم  
ترے ہو کر بھی تجھ سے دور ہیں ہم

تیرا کوچہ گلشن حسن ہے ترا کوچہ باغِ بہشت ہے  
ترے کوچے میں جو چلے گئے وہی بے نیاز ام ملے  
مرے دل پہ اس کا اثر ہو کیوں کہ زمانہ مجھ سے بدل گیا  
یہ ہزار شکر کی بات ہے مجھے تیرے لطف و کرم ملے  
یہ مری نگاہ کی رفعتیں یہ مرے خیال کی وسعتیں  
کبھی بت کدے میں ملے مجھے کبھی وہ مقیم حرم ملے  
جہاں رقص میں ہیں تجلیں جہاں ذلہ ذلہ ہے ضوفش  
یہی صادق اپنی ہے آرزو کہ مجھے وہ کوئے صنم ملے

جگانے سے کسی کے کب کوئی فرزانہ جاگے ہے  
جسے تم سے محبت ہے وہی دیوانہ جاگے ہے  
بظہر بند ہیں آنکھیں دل دیوانہ جاگے ہے  
نہ جاگے کوئی لیکن بندہ جانانہ جاگے ہے  
شعور میکشی حاصل ہے ہم کو روزِ ازل سے  
بہر عالم ہماری فطرت رندانہ جاگے ہے  
وہ پتھر ہے نہیں جس دل میں پنہاں حسرتِ جلوہ  
وہ دل ہے جس میں ذوقِ جلوہ جانانہ جاگے ہے  
یہ مانا زندگی کی رہگذر تاریک ہے لیکن  
یہی منزل ہے جس میں ہمتِ مردانہ جاگے ہے  
ازل سے آبدہ پا ہیں جو تیری راہ میں اب تک  
انہیں کے خیر مقدم کے لئے ویرانہ جاگے ہے  
صراحی وجد میں گردش میں سرغرِ رقص میں مینا  
نگاہِ مست سے میخانے کا میخانہ جاگے ہے  
ترے قدموں کی آہٹ ہی جگا سکتی ہے دنیا کو  
تری رفتار ہی سے کعبہ و بت خانہ جاگے ہے

ج سے کسی نگاہ میں رہتی نہ میری بات  
تیرا کرم رہا تو مری بات بھی رہی  
مانوں تیرے غم سے رہا ہوں میں اس طرح  
جیسے تمام عمر میسر خوشی رہی  
صد شکر ہر نفس مجھے پاس وفا رہا  
فرطِ الم میں بھی مرے لب پر ہنسی رہی  
تیری نگاہِ لطف و کرم تو رہی مدام  
لیکن ہمارے ذوقِ طلب میں کمی رہی  
پھر بھی نہ کوئی دیکھ سکا تیری ذات کو  
برست تیرے حسن کی جلوہ گری رہی  
میری جہین شوق رہی پائے ناز پر  
تا زندگی نصیب مجھے بندگی رہی  
ہر چند حادثوں نے کیا مجھ کو پامال  
لیکن تمہاری یاد مرے ساتھ ہی رہی  
قسمت بگڑ گئی تو زمانہ بدل گیا  
دنیا ہمارے ساتھ تھی جب تک بنی رہی  
جج ہے یہ معجزہ ہے فقط عشقِ دوست کا  
صادق ہمارے قلب میں اک روشنی رہی

یہ تری نگاہ کا فیض ہے مجھے تیرے عشق کے غم ملے  
مگر آرزوئے حیات سے ملے جس قدر بھی وہ کم ملے  
مرا دعا تری ذات ہے یہی آرزوئے حیات ہے  
ترا درد بھی جو ملے مجھے بعدِ التفت و کرم ملے  
ترا عشق ہے مری زندگی تری یاد ہے مری بندگی  
وہیں میں نے سر کو جھکا لیا جہاں تیرے نقشِ قدم ملے

اب تک اس لئے قائم رہے گی محفل رنداں  
کوئی جاگے نہ جاگے ساکنی سے خانہ جاگے ہے  
محبت چاہتی ہے زیست کا ایثار اسے صادق  
نثار شمع ہو کر قسمت پر دانہ جاگے ہے

ان مست نگاہوں سے جو محروم رہے ہیں  
وہ رند لب جام و سبو چوم رہے ہیں  
جب سے تری صورت مری آنکھوں میں بسی ہے  
انوار نگاہوں میں مری گھوم رہے ہیں  
معراج عبادت ہے ترے رخ کا تصور  
قدسی بھی مری لورج جہیں چوم رہے ہیں  
دنیاۓ محبت میں حوادث کہ تھپڑے  
ایک ایسے قدم پر مرا مقبوم رہے ہیں  
پاکر بھی ہمیں پا نہ سکے گا یہ زمانہ  
ہم اپنے لئے آپ ہی موبوم رہے ہیں  
اللہ رکھے دلولہ عشق سلامت  
طوفانِ الم میرے قدم چوم رہے ہیں  
میں یوں بھی ہوا عشق کے اسرار کا حامل  
افسانہ ہستی کا وہ مفہوم رہے ہیں  
اللہ رے کیا سحر تھا وہ نغمہ زل کا  
اس وقت بھی یہ ارض و سما جھوم رہے ہیں  
وہ شمس "ہوں منصور" ہوں یا حضرت سرمد  
سب عشق کے عنوان سے موبوم رہے ہیں  
تھا جذبہ ایثار و وفا جن کے دلوں میں  
صادق وہی ہر دور میں مخدوم رہے ہیں

مضطرب دل ہے آپ ہی کے لئے  
آپ آجائیں دو گھڑی کے لئے  
دیر و کعبہ کا احرام بجا  
منتخب تم ہو بندگی کے لئے  
تیرا نقش قدم ہی کافی ہے  
ساری دنیا کی رہبری کے لئے  
اب اندھیروں کا کام ہی کیا ہے  
آپ ہیں دل کی روشنی کے لئے  
تیری آنکھوں کے جام ہیں ساقی  
تیرے رندوں کی میکشی کے لئے  
اور کچھ آرزو نہیں دل کی  
اپنا غم دے دو زندگی کے لئے  
میں نے دنیا کی تہمتیں لے لیں  
صرف اک تیری دوستی کے لئے  
مجھ کو جینے کی آرزو تو نہیں  
جی رہا ہوں تری خوشی کے لئے  
میں نے دل کا لہو بہا ہوا ہے  
کتنے غنچوں کی تازگی کے لئے  
روزِ اول سے آج تک صادق  
ہم مقرر ہیں عاشقی کے لئے

اقرار معصیت کا مری چشمِ غم میں ہے  
بخشش مری حضور کے لطف و کرم میں ہے  
کچھ غم نہیں سفینہ جو طوفانِ غم میں ہے  
امن و امان تو دامنِ شہِ امم میں ہے



مرے دل میں دید کی حسرتیں شب و روز لیتی ہیں کوئیں  
یوں گزرنے کو تو نگاہ سے تری کائنات گزر گئی  
وہاں ذرہ ذرہ ہے صوفشاں وہاں غچہ غچہ ہے گلستاں  
کہ جہاں جہاں سے تری نظر بصد الثقات گزر گئی  
کبھی وہ تھے بزم خیال میں کبھی میں تھ بزم جمال میں  
کبھی یوں بھی رات گزر گئی کبھی یوں بھی رات گزر گئی  
مری زندگی کو نفس نفس ہے ترے کرم ہی کا سر  
کہ جہاں یاس و امید میں مری سب حیات گزر گئی  
مجھے ان کے عشق پہ فخر ہے مجھے ان کی ذات پہ تڑپ ہے  
وہیں صادق ان کا کرم ہوا جہاں سر سے بات گزر گئی

محبت میں بہت دشوار ہے ثابت قدم رہنا  
محبت ہے تو پابند رضا بھی کم سے کم رہنا  
یہ راہ عشق ہے اس میں بہت الزام آئیں گے  
تجھے لازم ہے رہو بے نیاز رنج و غم رہنا  
محبت کے لئے قربان کر دے زندگی اپنی  
نہ ہو ایثار تو ممکن نہیں دس کا بھرم رہنا  
عطا کر دے گا ہم کو سر قرازی دونوں عالم کی  
تمہارے آستانے پر ہمارا سر بہ خیم رہنا  
تصور تک بہرِ خلد کو آنے نہیں دے گا  
نظر میں تیرے کوچے کا گلستان ارم رہنا  
ہماری زندگی وقف طواف کوئے جاناں ہے  
ہمارے راستے سے دور اے دیر و حرم رہنا  
دم آخر ہیں اشکِ ندامت میری آنکھوں میں  
مزا دے جائے گا محشر کے دن آنکھوں کا نم رہنا

زیر قدم ہے آپ کے اقلیم کائنات  
شانِ خدا حضور کے جاہ و چشم میں ہے  
اے اضطرابِ دل مجھے لے چل ترے ثار  
لطفِ حیات کو چہ شاہِ امر میں ہے  
یہ آرزو ہے سارے جہاں کو نصیب ہو  
جو کچھ حضور آپ کی چشمِ کرم میں ہے  
میری نظر سے کوئی ذرا دیکھے آپ کو  
حسن و جمال ذاتِ شہدِ محترم میں ہے  
میرا الم بھی آپ سے منسوب ہو گیا  
پر تو کچھ آپ کا مری رودادِ غم میں ہے  
ہیں رہروانِ منزلِ عرفاں جو مطمئن  
معراجِ ان کی آپ کے نقشِ قدم میں ہے  
کچھ بھی نہیں بس آپ کا الطاف چاہئے  
سراسیمہ حیاتِ نگاہِ کرم میں ہے  
پیتا ہو جو حضور کی آنکھوں سے روز و شب  
ایسا بھی بادہِ خوار کوئی آج ہم میں ہے  
لاکھوں برس جو عرش کی قدیل میں رہی  
وہ روشنی تو آج بھی شمعِ حرم میں ہے  
صادق مجھے ہے نازِ ثنائے رسول پر  
ذکرِ حضور قسمتِ دست و قلم میں ہے

ہر اک امتحانِ حیات سے جو ہماری ذات گزر گئی  
یہ تمہارے عشق کا فیض ہے روِ مشکلات گزر گئی  
وہ ترے جمال کی خوبیاں وہ ترے خیال کی مستیاں  
وہ ہجومِ جودِ حسن تھا کہ الم کی رات گزر گئی

حقیقت میں تری شان کریمی ہی کے شہیں ہے  
ہمارے حال پر ہر حال میں تیرا کرم رہنا  
خدا حب تک نہ دے توفیق صادق غیر ممکن ہے  
تبسم زیر لب دل میں زمانے بھر کا غم رہنا

آپ کی محبت کا ہر قدم سہارا ہے  
آپ ہی غم مجھ کو زندگی سے پیارا ہے  
ہر طرف ظالم ہے دور اب کنارا ہے  
میری کشتی دل کو آپ کا سہارا ہے  
بات اتنی سمجھی ہے بندۂ محبت نے  
زندگی جسے کہئے آپ کا اشارہ ہے  
وقت دیکھیری سے رحم کیجئے مجھ پر  
آپ پر بھروسہ ہے آپ کو پکارا ہے  
دور تک اجل ہے زندگی کی راہوں میں  
بندۂ محبت کا اوج پر ستارا ہے  
آپ کو بتاؤں کیا آپ کی جدائی میں  
کیسے رات کاٹی ہے کیسے دن گزارا ہے  
جس سے سے قرار دل جس سے ہے سکونِ جاں  
ذات وہ تمہاری ہے نام وہ تمہارا ہے  
جندۂ جنوں اپنا کام آگیا آخر  
آج ان کی محفل میں تذکرہ ہمارا ہے  
غرقِ بحرِ عصیاں ہے اک نگاہِ صادق پر  
ہیکسی کا عالم ہے آپ کو پکارا ہے

وہ حسن ناز الٹ دے اگر نقاب ابھی  
ہر ایک ذرہ بنے رشکِ آفتاب ابھی

حریم ناز میں ہے کون باریاب ابھی  
بہیں ہوئے ہیں محبت میں کامیاب ابھی  
یہ کہہ رہے ہیں عروں بہار کے تیور  
کچھ اور ہوں گے خراب جنوں خراب ابھی  
مرے قریب سے گزرے نہ گردشِ دوراں  
پلا رہے ہیں نگاہوں سے وہ شراب ابھی  
حجاب اپنی نظر سے ذرا اٹھا کر دیکھ  
ہر آئیے سے ملے گا تجھے جواب ابھی  
ابھی تو مجھِ جمالِ ربخ حبیب ہوں میں  
یہ کہہ دو داورِ محشر! نہ لے حساب ابھی  
کچھ اور پردۂ انوار سے نکل آؤ  
زمانہ چاہتا ہے اور آب و تاب ابھی  
کبھی تو گوشِ بر آواز ہوں گے وہ صادق  
نہ توڑ سلسلۂ فقرہ و رباب ابھی

جو مجھ پر ہنس رہے ہیں عاشق کا راز کیا جانیں  
انہیں ہنسنے دو یہ دیوانگی کا راز کیا جانیں  
مے عشرت کے متوالے خودی کا راز کیا جانیں  
جو خود سے بے خبر ہوں آگئی کا راز کیا جانیں  
ہماری زندگی پیغام ہے خود زندگانی کا  
مگر ہم لوگ اپنی زندگی کا راز کیا جانیں  
میسر ہی نہیں جن کے دلوں کو سوزِ پروانہ  
وہ شمعِ حسن کی تابندگی کا راز کیا جانیں  
ہزاروں غم چھپا رکھے ہیں آغوشِ تبسم میں  
مرے احباب میری زندگی کا راز کیا جانیں

اب فکر کیا رہے مجھے روزِ حساب کی  
مجھ کو ترے کرم کا سہارا ملا تو ہے  
اب زندگی ملے گی مرے سوزِ عشق کو  
دل کو تمہارے غم کا شرار ملا تو ہے  
کبھے ہوئے تھے ہم تو ہمیں غم نصیب ہیں  
صادق بھی ایک درد کا مارا ملا تو ہے

عشق میں جب چھوڑ آئے کعبہ و بتخانہ ہم  
پھر کہیں پہنچے قریب کوجہ جانانہ ہم  
کس لئے چھینریں کلیم و طور کا افسانہ ہم  
اپنے دل میں کیوں نہ دیکھیں جلوۂ جانانہ ہم  
صبح سے تا شام ہیں در پیش پیہم حادثے  
روز اب ترتیب دیتے ہیں نیا افسانہ ہم  
تو بھی اب ان کی سی کہتا ہے ہمیں معلوم ہے  
حیرتی باتوں میں نہ آئیں گے دل دیوانہ ہم  
راہرو سے کہہ رہے ہیں منزلوں کے فاصلے  
آزماتا چاہتے ہیں ہمتِ مردانہ ہم  
ہو گئے ہم منزلِ عشق و وفا میں کامیاب  
بن گئے گرد و غبار کوجہ جانانہ ہم  
اس طرح ہم نے منائے اپنی ہستی کے نقوش  
رفتہ رفتہ بن گئے ہیں آپ کا افسانہ ہم  
ڈمگانے کا ہوا کرتا ہے جن میں احتمال  
ایسی راہوں سے گذر جاتے ہیں بیابانہ ہم  
سوئی سوئی دیکھ کر اکثر فضائے میکدہ  
چھیر دیتے ہیں صدمتِ یاد و پیمانہ ہم

میری سادگی ہی موردِ الزام ٹھہری ہے  
رہنے ہم تری بازیگری کا راز کیا جانیں  
وہ انسان جو بھی زور نہیں ہیں دشتِ غربت سے  
کسی کی نیکی دے کسی کا راز کیا جانیں  
تو وفا واقف ہیں اسرا محبت سے  
نہ جو بولہوس ہیں عاشقی کا راز کیا جانیں  
محبت ہی نہ ہو تو قرب ان کا غیر ممکن ہے  
جو مجھ پر معترض ہیں بندگی کا راز کیا جانیں  
نہیں جن کا تعلق ساقیِ محفل کی سٹکھوں سے  
وہ فرزانے مری وارثی کا راز کیا جانیں  
حقیقت سنا لاکھوں میں کوئی ایک ہوتا ہے  
خرو مندانِ عالم آگہی کا راز کیا جانیں  
محبت کی ضیا سے جن کے دل محروم ہیں صادق  
وہ میری زندگی کی روشنی کا راز کیا جانیں

ان کی نظر کا مجھ کو اشارا ملا تو ہے  
محبوزِ آرزو کو سہارا ملا تو ہے  
مادیوں میں تیرا سہارا ملا تو ہے  
طوفانِ غم میں مجھ کو کنارا ملا تو ہے  
ممکن ہے اب نصیب ہو معراجِ زندگی  
نقشِ قدم جہیں کو تمہارا ملا تو ہے  
شاید اب آئیں راسِ محبت کے روز و شب  
قسمت کا میری ان سے ستارا ملا تو ہے  
نطفِ نگاہِ ناز نے کبھی دیا ہمیں  
دنیا میں کوئی ہم کو ہمارا ملا تو ہے

ان آنکھوں سے مئے ریش پھلتی ہے سر محض  
وہ تشنہ رہ نہیں سکتا جو تشنہ کام آئے گا  
ای امید پر بیٹھا ہوا ہوں بزم ساقی میں  
بزاروں گردشوں کے بعد مجھ تک جام آئے گا  
وہ مجھ سے آج برہم ہیں تو کوئی غم نہیں صادق  
محبت کا جنوں ہے اک نہ اک دن کام آئے گا

تو ہے پنہا دل کے سوز و ساز میں  
تیرے نغمے ہیں مری آواز میں  
بے تکلف گفتگو فرمائیے  
راز کی باتیں رہیں گی راز میں  
اک نظر میں وہ مجھے سمجھ گئے  
لطف ہستی ہے نیاز و ناز میں  
دیکھنے والے نظر پیدا کریں  
ان کے جلوے میں ہر اک انداز میں  
جوشِ وحشت کا کرشمہ دیکھئے  
مجھ کو لے لے گیا حریم ناز میں  
دیکھئے انجام کیا ہو عشق کا  
دل شکستہ ہو گیا آغاز میں  
ہوش والے بھی گریباں چاک ہیں  
جانے کیا شے ہے نگاہِ ناز میں  
جھوم اٹھتی ہے فضا کے کائنات  
وہ کشش ہے روح کی آواز میں  
کون ہے صادق کے دل میں جلوہ گر  
تو اگر ہے پردہ ہائے راز میں

یہ تعجب ہے کہ دنیا پھر بھی ہے نا آشنا  
کہہ رہے ہیں اک زمانے سے ترا افسانہ ہم  
دل میں رکھتے ہیں بد کا جذبہ زندانہ ہم  
گردشِ دوراں سے کترا دیتے ہیں پیانہ ہم  
اپنے دامن میں تو اے صادق متاعِ فقر ہے  
زندگی اپنی گزاریں کیوں نہ پھر شاہانہ ہم

تری محفل میں جب بھی ذکرِ دورِ جام آئے گا  
ہمرا تذکرہ ہوگا ہمارا نام آئے گا  
نقابِ رخِ انت کر جب وہ سوئے بام آئے گا  
پا ہوگی قیمتِ حشر کا ہنگام آئے گا  
یہ محشر ہے یہاں حسنِ عمل ہی کام آئے گا  
یہاں جو آئے گا وہ لرزہ بر اندام آئے گا  
تمہارے جگر میں جب موت کا پیغام آئے گا  
پے تسکینِ دل ب پر تمہارا نام آئے گا  
تمہارے نام نامی میں عجب تاثیر پاتا ہوں  
یہاں بھی کام آتا ہے وہاں بھی کام آئے گا  
بزاروں تہمتیں مجھ پر محبت کی بدوست ہیں  
مگر اب دیکھتا ہے اور کیا الزام آئے گا  
جہاں بھی زندگی میں اچھوں در پش آئیں گے  
تمہارے فیضِ نسبت کا سہارا کام آئے گا  
جو باقی ہیں نفس کے تار وہ بھی ٹوٹ جائے دو  
پھر اس کے بعد تو آرام ہی آرام آئے گا  
یقین ہے ساتھی محفل کی نسبت کام آئے گی  
نگاہوں سے جواب گردشِ ایام آئے گا

ہوں دل کو ملا ساقی کا نام آنے سے پہلے ہی  
 مگر نقشِ غمِ تراش میں جامِ آب سے پہلے ہی  
 آب کا نالہ ہے اس قدر آہیں نہیں سوتا  
 اس آہنی ہے غمت کا جامِ آب سے پہلے ہی  
 آہی نصیب کے تدفین تری آنکھوں کے دیونے  
 میرا دم سو جاتے ہیں دامِ آنے سے پہلے ہی  
 گم ہے تمہارے حسن کا جامِ نگاہوں میں  
 تمہیں ایسا ہے میں نے سوچا دم آنے سے پہلے ہی  
 نہ دوانے میں تیرے وہ تجھے پہچان دیتے ہیں  
 تم کو پہچان کا کوئی بھی مقام آنے سے پہلے ہی  
 پہاڑِ غم سے روشن بخش سے راہوں کو  
 یہاں کے کہ یہ ہر دم آنے سے پہلے ہی  
 تمہارے ہر قدم سے ہمارے ہی تصور کا  
 حیاتِ فکر اپنے مقام آنے سے پہلے ہی  
 ہاں تک ہاں آدابِ محبت ہے مرے دل کو  
 وہ ہوتا ہے گردنِ ان کا نام آنے سے پہلے ہی  
 ہمارے ہر دم میں کو رخصت کر دیا دل سے  
 یہ ہے مجھ و تمہارا احترام آنے سے پہلے ہی  
 ٹھہر جاتی ہیں شبِ ریشم تمہارے روئے انور پر  
 دلی نام و بانی سے شام آنے سے پہلے ہی  
 وہاں کو لینا چاہتے وہ مجھ کو دیکھ کے صادق  
 نہیں کہ وہ سچا ہوں ان کا نام آنے سے پہلے ہی

کیوں نہ سلطان ہوں زمانے کے  
 لگ جو ہیں تیرے آستائے کے  
 میں سنا دوں آگے اجارت ہو  
 چند لحاظ میں فتنے سے  
 عمر بھر کی تلاش کا حاصل  
 چار تہے ہیں تیشے کے  
 غنچہ و گل کو راس آئے ہیں  
 تیرے اندازِ فکر کے  
 مہرہاں ہیں کبھی فنا مجھ پر  
 سیکڑوں رخ ہیں آزمائے سے  
 وہ فساد ہے آپ سے منسوب  
 ہم ہیں عنوان جس فساد کے  
 متحزن و فدا رہے تو  
 ایک دل اور غم زمانے کے  
 آپ مائل فریب دینے پر  
 ہم ہیں مادی فیہا ہٹنے کے  
 دل میں تشریف آپ سے ہیں  
 چہ گئے ان غریب خانے سے  
 مشائے نگاہ صادق پر  
 آپ حقیر ہیں زمانے کے

ازل سے آج تک جو میٹھوں کا دل نہیں وہ  
 سب یہ ہے عظامِ باقی محض نہیں وہ  
 کسی عام میں رہ رہی ہمارا دل نہیں وہ  
 ترے فیض و کرم کے کلمہ سہاگل نہیں وہ

م پر الزام ہیں زمانے سے  
 یہ ہیں عام دل گانے کے

نہا کا شکر ہے دے وفا ہے اپنی نصرت میں  
 نہروں ہو کر کھا کر بھی اپنا دل نہیں ٹوٹا  
 میدان کے سہارے جی رہا ہوں ہر ہستی میں  
 مری کشتی تو ٹوٹی ہے مگر ساحل نہیں ٹوٹا  
 ابھی تک وصل کی امید پہ زندہ ہے دیوانہ  
 جب ہے ترے پیار غم کا دل نہیں ٹوٹا  
 ہماری بخود ہی نے ہم کو وہ شائستگی بخشی  
 فی الفت کا نشہ ساقی کھنکھ نہیں ٹوٹا  
 دلت ہے تیرے تو بہت کھائے محبت میں  
 دل لعلوں سے حشر عشق کا ساحل نہیں ٹوٹا  
 یہ پہا نصرت سے انبار غم ہونے نہیں دیتا  
 یہ سر نہ کہہ رہا تم سے کہ میرا دل نہیں ہوتا  
 یہ ہے جس سے صاف گلشن ہوں رہا الفت میں  
 یہ ہے جس سے صدمہ جاوہ منزل نہیں ہوتا

نہا کا شکر ہے دے وفا ہے اپنی نصرت میں  
 نہروں ہو کر کھا کر بھی اپنا دل نہیں ٹوٹا  
 میدان کے سہارے جی رہا ہوں ہر ہستی میں  
 مری کشتی تو ٹوٹی ہے مگر ساحل نہیں ٹوٹا  
 ابھی تک وصل کی امید پہ زندہ ہے دیوانہ  
 جب ہے ترے پیار غم کا دل نہیں ٹوٹا  
 ہماری بخود ہی نے ہم کو وہ شائستگی بخشی  
 فی الفت کا نشہ ساقی کھنکھ نہیں ٹوٹا  
 دلت ہے تیرے تو بہت کھائے محبت میں  
 دل لعلوں سے حشر عشق کا ساحل نہیں ٹوٹا  
 یہ پہا نصرت سے انبار غم ہونے نہیں دیتا  
 یہ سر نہ کہہ رہا تم سے کہ میرا دل نہیں ہوتا  
 یہ ہے جس سے صاف گلشن ہوں رہا الفت میں  
 یہ ہے جس سے صدمہ جاوہ منزل نہیں ہوتا

بکھٹ معلوم میں اسرار اغت  
 میں گزرا ہوں تمہاری رہبور سے  
 مٹا تو بہت دنیا نے مین  
 میں زندہ ہوں تیرے فیض نغمہ سے  
 سے گی کہ جہاں کو اپنی منزل  
 تمہاری رو کی گردن فر سے  
 سر محشر اٹھائیں گے وہ جہنم  
 مرا دل مطمئن سے اس خبر سے  
 وہ اب پردے ست ماہ آگے ہیں  
 صد میں آ رہی ہیں ہم و در سے  
 خدا رکھے ترے است و  
 بہ وسعت میں زیادہ بحر و بر سے  
 ضیا سے م طرف نوشید نو کی  
 ستارے بکھ گے نور سحر سے  
 نفس میں زندگ گزری ہے کیوں کر  
 نہ پوچھو مجھ شستہ بال و پر سے  
 محبت رہبر منزل ہے صادق  
 کھا یہ رہا عشق معتبر سے

نام مشہور ہے جن کا ترے دیوانوں میں  
 ایک بھی تار نہیں ان کے گریبانوں میں  
 کیوں کی آئے ترے عشق کے ارمانوں میں  
 شمعیں روشن ہیں خیالوں کے شہتانون میں  
 کیا بگاڑیں گی مرا حیرتی بوائیں دنیا  
 پرورش پائی ہے میں نے انہیں طوفانوں میں

نہ ملا عشق تو کچھ بھی نہ ہوتا میرے دامن میں  
بڑی مدت میں پایا ہے یہ راز آگہی میں نے  
تمہیں پر فیصلہ موقوف ہے میری محبت کا  
تمہارے سامنے رکھ دی حدیث زندگی میں نے  
مجھے اک ایسی نعمت تیری آنکھوں نے عطا کی ہے  
جسے پا کر ہر اک شے کی تمتہ چھوڑ دی میں نے  
سرور و کیف میں ڈوبا ہوا رہتا ہوں اسے صادق  
نگاہ ساقی محض سے کی ہے میندگی میں نے

ذوقِ نثر کی تاثیریں ہیں  
ہر سو تیری تصویریں ہیں  
خوابِ جنوں کی تعبیریں ہیں  
دیوانہ ہے زنجیریں ہیں  
تنبہ ہیں مستقبل کا  
آنکھوں میں جو تصویریں ہیں  
خوابِ محبت ایک ہے عین  
سکروں اس کی تعبیریں ہیں  
ہوش سے جو بیگانہ کر دیں  
پنہ کی وہ تصویریں ہیں  
ذہن و تخیل کے دامن میں  
یا اوں کی کچھ تاثیریں ہیں  
چشمِ کرم اسے دائرِ منظر  
فردِ عمل میں تقصیریں ہیں  
یہ بھی کچھ دگ ہیں جن کی  
شک کے قابلِ تقدیریں ہیں

اب کوئی خار مغیوں نہ رہے گا تشنہ  
آبلہ پا چلے آتے ہیں بیابانوں میں  
جب سے حاصل ہوا عرفانِ محبت مجھ کو  
فرق دیکھا نہ یگانوں میں نہ بیگانوں میں  
یہ ترے حسنِ ضیا پاش کا عالم ہی تو ہے  
روشنی پھیلتی جاتی ہے یہ خانوں میں  
آپ کی ذاتِ گرامی سرِ کعبہ دیکھی  
آپ ہی مجھ کو نظر آئے صنم خانوں میں  
ہم پہ بھی ایک نظر جانِ دو عالم ہو جائے  
اک زمانے سے ہیں ہم بھی ترے دیوانوں میں  
جل گئے آتشِ الفت میں خوشی سے صادق  
سوز وہ پیدا کیا عشق نے پروانوں میں

جھکا کر آپ کے در پر جہین بندگی میں نے  
ادا کی ہے بہر صورت نمرزِ عاشقی میں نے  
سمجھ کر آپ کے غم کو متاعِ زندگی میں نے  
ہمیشہ کے لئے قربان کر دی ہر خوشی میں نے  
میں ہوں روزِ ازل سے میکہ ایثار و قربانی  
اسے ہیں ہر قدم پر امتحانِ عاشقی میں نے  
مری دنیا ہستی میں ہزاروں انقلاب آئے  
نہ آنے دی مگر تیری محبت میں کمی میں نے  
مری ہستی زمانے کے لئے اک درجِ عبرت ہے  
لکھی ہے خونِ دل سے داستانِ زندگی میں نے  
کسی سے بھی نہ رکھا ربطِ دل تیرے سوا اب تک  
گزاری زندگی خود سے بھی رو کر اجنبی میں نے

دیوانہ تو دیوانہ ہے  
زنجیریں بھی زنجیریں ہیں  
میخانے کی خاک سے پوچھو  
رندوں کی جو توقیریں ہیں  
دل کے ہر گوشے میں صادق  
حسن ازل کی تصویریں ہیں

نظر کے سامنے ہے سینہ خدائی کا  
کہ روبرو ہے مرے جلوہ کبریائی کا  
بے اعتراف مجھے تیری رہنمائی کا  
دلیلہ تو ہے خدا تک مری رسائی کا  
ظہور تجھ سے ہو شان کبریائی کا  
کہ جھک گیا ترے قدموں پہ سر خدائی کا  
تراشیدگی کے میں اہل جہاں کی نظروں میں  
ترشہ دیکھ رہا ہوں تری خدائی کا  
زمانہ سیکڑوں ازام دے رہا ہے مجھے  
نتیجہ دیکھ رہا ہوں میں آشنائی کا  
جسے بھی چاہے عطا کر دے مسند شاہی  
مری نگاہ میں مالک ہے تو خدائی کا  
تمہارے دامن رحمت کی بات ہی کیا ہے  
گناہ گار کو دعویٰ ہے پارسائی کا  
تمہاری بندہ نوازی پہ ناز ہے مجھکو  
بہرہ تمہیں لے رہا ہے مری گدائی کا  
میں رحمت عشق میں کانوں کے کام یہ ہوں  
ام نہیں مجھے اپنی شگستہ پائی کا

سمجھ کے سوچے اس راہ میں قدم رکھتے  
سول عشق میں پہلے سے جگہ ہنسانی کا  
گزر رہی ہے جو مجھ پر کسی کو سیا معلوم  
سمجھ سکا نہ کوئی حال ہنسی کا  
زمانے والے جو اب تک نہ تم کو دیکھ سکے  
قصور ہے یہ نگاہوں کی نارسائی کا  
تم ایک لمحہ بھی قلب و نظر سے دور نہیں  
یہ اور بات کہ احساں ہے جہاں کا  
تمہاری محکم توجہ مدام رستی سے  
یہی ہے راز مرے قلب کی صنائی کا  
ان لئے تو ہوئیں رفعتیں نصیب مجھے  
شرف مل ہے ترے در کی پہ رسائی کا  
تمہاری شان کرم پر ثار ہے صادق  
ذرا خیال رہے اس کی بے لوائی کا

زمانہ شاد ہے علم و خرد کی روشنی لے کر  
مگر میں مطمئن ہوں عشق کی دیوانگی لے کر  
چلی تو ہے بیاباں کی طرف دیوانگی لے کر  
خدا جاتے کہاں جائے گی حسرت آپ کی لے کر  
میں خود نا آشنا ہوں آج تک اپنی حقیقت سے  
مگر بزم جہاں روشن ہے مجھ سے روشنی لے کر  
ترے دیوانے کتنے آشنائے ماسوا لگے  
جہاں سے بے تعلق ہیں متاع عاشقی لے کر  
ہمارے دل پہ فیض عشق بر شے سے بے مستحق  
فقیری آئی ہے ساتھ اپنے شان خسروی لے کر



مے سے سن تخیں نے مذاوں بت تراشے ہیں  
 بہت سے منوارے ہیں تمہاری روشنی لے کر  
 مے سے شبنم کا ہوا انوار غنچہ مسکرا اٹھا  
 مے سے دنیا میں کیا کون پیغام خوشی لے کر  
 یہ نہیں بس و مشت خاک سے تعبیر کرتے ہیں  
 بندگی اس نے پانی سے شعور بندگی لے کر  
 مے سے قیمت تک ترے فیضان کا ساقی  
 تری محبت سے ہر سے خوار اٹھا زندگی لے کر  
 جس صداقت کو پردہ دار بھی پردے سے باہر ہے  
 وہاں پہنچی ہے اب مجھ کو مری دیوانگی لے کر

میں مجھ سے مراد مقصد دہ چوچ رہا ہے  
 تو میں تو مے سے عشق کی دنیا کا خدا ہے  
 مے نے تو یہی اہل محبت سے بنا ہے  
 تو اس کا سے جو بندہ تسلیم و رضا ہے  
 جو چاہے کہے کوئی جہاں سے مجھے کیا ہے  
 بیان مجھے تیرے ہی صدقے میں ملتا ہے  
 سناؤں پہ تبسم ہے تو آنکھوں میں حیا سے  
 اک طرفہ تماشا ہے تری جو بھی ادا ہے  
 الزام یہ دنیا جو لگاتی ہے لگائے  
 میں نے تو تجھے اپنا خدا مان لیا ہے  
 زمین و میں نور فضاں دیکھ رہا ہوں  
 شاید رخ روشن سے ترے پردہ اٹھا ہے  
 میں میری نگاہوں میں ترے حسن کے جلوے  
 تیری ہی محبت سے دہ آئینہ بنا ہے

رنگیں اسی طرح ہے اب تک مری دنیا  
 دل میں جو محبت نے تری رنگ بھرا ہے  
 پھر کیوں نہ میسر ہو مجھے کیف محبت  
 جب تیری نگاہوں سے مجھے جام ملا ہے  
 ساقی بھی سلامت رہے میخانہ بھی آباد  
 رعدوں کی زبان پر یہی ہر وقت دعا ہے  
 کیوں اپنی جہیں اور کسی دور پہ جھکاؤں  
 جب پیش نظر آپ کا نقش صف پا ہے  
 بحر مری نظروں سے وہ پھٹتے بھی کہاں تک  
 صادق مری نظروں نے نہیں دیکھ لیا ہے

آئینے سے عیاں حقیقت ہے  
 آپ کی میری ایک صورت ہے  
 تو وہ رئیس نگاہ فطرت ہے  
 جس کے دم سے سکون ہے راحت ہے  
 جب سے دہ میں تری محبت ہے  
 زندگی میں بڑی لطافت ہے  
 آؤں رنگ آدمیت سے  
 اے محبت تری ضرورت ہے  
 میں تجھے کیسے بھول سکتا ہوں  
 تیرا غم زندگی کی دولت ہے  
 تیرے کوچے سے میں کہاں جاؤں  
 تیرا کوچہ تو میری جنت ہے  
 صاحب عرش ہے نگاہوں میں  
 یہ ہماری نظر کی رفعت ہے

وہ مرے غم کدے میں آئے ہیں  
قابل رشک میری قسمت ہے  
اسے غم دوست ! میرا ساتھ نہ چھوڑ  
جانی سوز پر ضرورت ہے  
دل سے صادق کا وادی ایمن  
بد عشق کی کرامت ہے

محبت میں بالآخر بے زہنی رنگ لاتی ہے  
مری خاموشیوں پر ان کی محفل جھوم جھوم اٹھی  
وقا کی رہ گزر میں راہرو دم توڑ دیتے ہیں  
مرا جوشہ جنوں دیکھ تو محفل جھوم جھوم اٹھی  
مرے اک اک نفس میں سوز و ساء عشق ہے صادق  
مری آواز سے محفل کی محفل جھوم جھوم اٹھی

تم نے میری قسمت دل جھوم جھوم اٹھی  
نہ مٹتی ہی اس سے ساری محفل جھوم جھوم اٹھی  
تمہارا چہرہ ہی رہ گئے آسودہ سرحل  
سرحل ہوا کی عشق دل جھوم جھوم اٹھی  
کمانی انگریز سے ساقی رنگ لاتی ہے  
ہمارے نفس مستانہ پہ محفل جھوم جھوم اٹھی  
نہ مٹاتی ہی سے ہو رہی میں عشق کی راہیں  
مری و رفتی سر پہ من جھوم جھوم اٹھی  
اسی پر وہ مست طاری تو ہونی قصرتا ہے  
نہ مست یا جوی کہ محفل جھوم جھوم اٹھی  
مرا دل جل اٹھ سوز نہاں سے مثل پروانہ  
مرے ذوق طلب پر شمع محفل جھوم جھوم اٹھی  
نہیں صحرا نوردی سے بھی آسودہ دل و دل  
مری ایذا طلب فطرت پہ مشکل جھوم جھوم اٹھی  
خدا رکھے سلامت ذوق جلوہ آفریں میرا  
راپہ حسن کے جلووں سے محفل جھوم جھوم اٹھی  
ترا دیوانہ الفت شکستہ پا تو تھا لیکن  
بگولہ سا وہ جب اٹھ تو منزل جھوم جھوم اٹھی

تم پوچھتے ہو جرم مرے بار بار کیا  
بخشش کا بھی نہیں ہے تمہیں اختیار یا  
مجھ پر نہ ہوگے رست پروردگار کیا  
میں اپنی معصیت پہ ہوں شرمسار یا  
ماہی و حال تو تین ششہ سے آیت  
اب دیکھئے دکھائے ہیں لیل و ہمار  
قلب و جگر میں زخم محبت میں خوفناک  
میرے چمن سے چائے کی فصل بہار یا  
رفعت پہ اس ن جن و مدد کو رشک ہے  
بخشش ہے آدمی و خدا نے وقار کیا  
جیوں کا اک جھوم ہے بزم حیات میں  
آنکھوں میں میری بس گئی تصویر یار کیا  
ہر شے کو ہے ہمارے تصرف کی احتیاج  
تیرے گرم سے ہم کو نہیں اختیار کیا  
میں نے تمہاری راہ میں سوا تھوڑے دیئے  
میری وقا کا اب بھی نہیں اعتبار کیا  
گزرے گا راہ عشق سے عزم و یقین کے ساتھ  
ردکیں گے مجھ کو راہ کے گرد و غبار کیا

مجھ فقیر بے ثواب پر ہے نگاہ التفات  
بندہ پرور کی عنایت ہے مجھے ہر گام یاد  
سارا عالم آپ کے قدموں پہ قرباں کیوں نہ ہو  
آپ کو رہتے ہیں اپنے بندہ بے دام یاد  
بالیقین یہ آپ ہی کی یاد کا فیضان ہے  
ہم نہیں رکھتے زمانے کے غم و آلام یاد  
ہم کو ہر منزل میں رہتی ہے تمہاری جستجو  
ہم کو ہر عالم میں رہتا ہے تمہارا غام یاد  
جب تری آنکھوں کے پیانے چلے تھے ہزم میں  
تیرے دیوانوں کو اب تک ہے وہ دور جام یاد  
جاگ اٹھا آج پھر دل میں شعور سے کشی  
آج پھر آئی ہے ہم کو مے کدے کی شام یاد  
ہم نے منہ موڑا نہ اے صادق کسی طوفان سے  
ہم کو رکھے گی ہمیشہ گردش ایام یاد

دنیا سے منہ موڑ لیا ہے  
تجھ سے ناطہ جوڑ لیا ہے  
نذر محبت پیش کریں گے  
دل کا شیشہ توڑ لیا ہے  
جس کو نہیں ہے تجھ پہ بھروسہ  
اس نے مقدر پھوڑ لیا ہے  
کیوں نہ رہے اک کیف کا عالم  
ساقی سے دل جوڑ لیا ہے  
پھر وہ جان آرزو ہے  
پھر دل نے اک موڑ لیا ہے

ہیں منزل وفا کی فضا میں اداس اداس  
لونا گیا ہے کوئی سر رہگذار کیا  
صادق ہمارا دل ہے گرفتار زلف دوست  
ہم کو نصیب ہوگا سکون و قرار کیا

تمہارے عشق کی راہوں میں جو بدنام ہوتے ہیں  
وہ دیوانے ہی منزل کے لئے پیغام ہوتے ہیں  
مرے ساقی جو تیرے بندہ بیدام ہوتے ہیں  
وہی تو بے نیاز گردش ایام ہوتے ہیں  
کرم ہے کس قدر مجھ بندہ ناجیز پر ان کا  
وہ میرے ساتھ اب تو ہر نفس ہر گام ہوتے ہیں  
مرا دل کیوں نہ ہو ممنون ساقی کی نوازش کا  
عنایت بادۂ عرفاں کے مجھ کو جام ہوتے ہیں  
تمہیں کیسے نہ اپنی زندگی کا آسرا سمجھوں  
تمہارے نام کی برکت سے میرے کام ہوتے ہیں  
تمہارے ہجر میں درمانِ غم ہوتا تو کیوں ہوتا  
جو دل کو زخم ملتے ہیں وہ کب آرام ہوتے ہیں  
یہی شاید تمہاری راہ میں ملنے کا حاصل ہے  
دل پر باد کے چہرے جہاں میں عام ہوتے ہیں  
محبت ہمہ کنعاں ہے یہاں کیا خوف رسوائی  
سر بازار یوسف سے یہاں نیدام ہوتے ہیں  
اگر دنیا ہے مجھ پر معترض تو غم نہیں صادق  
محبت کا مقدر سیکڑوں الزام ہوتے ہے

روزِ ازل سے ہے جن کو آپ کا پیغام یاد  
ہے انہیں کو زیست کے آغاز کا انجام یاد

حالِ دل آپ نے پوچھا تو سہی  
شکر ہے بندہ درِ یادِ تیرے  
دیکھ کر حسنِ جہاں اے صادق  
مجھ کو وہ آئینہ گرِ یادِ آیا

سازِ نفس کا ہر اک نغمہ  
یاد سے تیری جوڑ لیا ہے  
اُوبنے والی ہر کشتی نے  
ساحل سے رخ موڑ لیا ہے  
عشق میں اپنے دس کا تعلق  
تیرے غم سے جوڑ لیا ہے  
عشق کی ہے یہ کوئی منزل  
خود سے بھی منہ موڑ لیا ہے  
تیری محبت میں صادق نے  
سب سے رشتہ توڑ لیا ہے

جس کو تیرے کرم کا سہارا ملا  
اس کو طوفان میں بھی گنارا ملا  
بے نواؤں پہ تیری نوازش رہی  
بے سہاروں کو تیرا سہارا ملا  
ہم کو یاد آگئے سیکڑوں رنج و غم  
جب بھی کوئی ہمیں غم کا مارا ملا  
تم مرے ہو گئے تو یہ سمجھوں گا میں  
میری قسمت کا مجھ کو ستارا ملا  
میرے بے ذوق جدے بھی کام آگئے  
جب سے نقشِ کف پہ تمہارا ملا  
تیرے نقشِ قدم کی ضیا کی ملی  
منزلِ زندگی کا اشارا ملا  
بزمِ عالم میں دیکھا تجھے چار سو  
ہر طرف تو ہی تو جلوہ آرا ملا  
زندگی کے لئے روشنی مل گئی  
تیرے غم کا جو دل کو شرارا ملا  
تیری بڑی کیفِ یادیں سلامت رہیں  
زندہ رہنے کا مجھ کو سہارا ملا  
تیرے قربان اے مالکِ دو جہاں!  
تجھ کو میں نے جہاں بھی پکارا ملا

جب ترا حسنِ نظر یاد آیا  
اپنا دل اپنا جگر یاد آیا  
ایسا مدہوش کیا ساقی نے  
دشتِ یاد آیا نہ گھر یاد آیا  
تم بھلاتے تو ہو دیوانے کو  
پھر بھی دیوانہ اگر یاد آیا؟  
تیرے الطاف و کرم کے قرباں  
تو مجھے شام و سحر یاد آیا  
سوئے سے خانہ چلا رہہ خراب  
پھر کوئی مستِ نظر یاد آیا  
جب مل چاک گریں کوئی  
تیرے جلوں کا اثر یاد آیا  
دیکھ کر شہرِ خمشاں اکثر  
اپنی مستی کا سفر یاد آیا

جب گنہوں پر پے ندامت ہوئی  
چشمِ رحمت کا مجھ کو سہارا مل  
نہ بھی صادق ہوں قسمت کا کتہ دہنی  
میرے مولا کا مجھ کو سہارا مل

وہ دیر کی طرف اپنی نگاہ جائے کیوں  
آپ نے پائے ناز پر بندہ نہ سر جھکائے کیوں  
حسن و جمال کی ترا جب ہے متابِ آرزو  
میرے دل و نگاہ میں اور کوئی سمائے کیوں  
پرتو حسن یار سے دل کو جدا نصیب ہے  
آئینہ حیات پر گرد و غبار آئے کیوں  
روزِ ازل سے آج تک مجھ کو تو تجھ سے عشق ہے  
یہ ہے بغیر دل کو پھر صبر و قرار آئے کیوں  
میں ہوں گدائے بے نوا آپ گدا نواز ہیں  
آپ کا دامنِ کرم مجھ کو نہ راس آئے کیوں  
میرے ہر لمحہ حادثے آتے ہیں راہِ عشق میں  
ہاں ست اس کو پیار ہے پھولوں کی سمت جائے کیوں  
تیری مندا ذات ہے تیرے کرم ہے بے حساب  
صادق ہے نواز ہے ار پر نہ سر جھکائے کیوں

تمہارے تہہ ملی کو کوئی کیا جانے  
تمہارے جیسا کوئی ہو تو تم کو پہچانے  
اے صمغِ حسن زں ہم ہیں تیرے دیوانے  
میں نے پیش کے ہیں دلوں کے نذرانے  
تمہیں نے جام و سہو ہیں تمہیں سے پیانے

تمہارے دم سے ہیں قائم ہزار میخانے  
تمہاری ذات گرامی ہے صمغِ حسن و جمال  
ما کیوں نہ ہوں تم پر ہزار پوانے  
کرم کی ایک نظر بندہ محبت پر  
تمہاری نرسی آنکھوں کے ہم ہیں دیوانے  
نگاہِ شوق ہے جس کی تلاش میں پیہم  
تمہیں وہ حس سراپا ہو کوئی کیا جانے  
زمانہ یاد رکھے گا ہزاروں سال تمہیں  
تمہارے نام سے منسوب ہیں وہ افسانے  
تمہاری یاد نے معراجِ عشق بخشی ہے  
تمہارے جلوں سے روشن ہوئے ہیں غم خانے  
جسے بھی چاہو نوازو کہ تم ہو بندہ نواز  
بعد نیاز چلے رہے ہیں دیوانے  
تمہاری چشمِ کرم نے ہمیں نواز دیا  
انہیں سے درسِ محبت یہ ہے دنیا نے  
ہمارا عشق بھی صادق ہے نام بھی صادق  
ہمیں ہیں خواجہ محمد حسن کے دیوانے

پلوں پہ لشکِ غم سے چراغاں کئے ہوئے  
ہم ہیں تمہاری دید کا سماں کئے ہوئے  
بزمِ جہاں کو ہیں وہ درخشاں کئے ہوئے  
ہر رنگ و بو میں خود کو نمایاں کئے ہوئے  
ہم کیا ڈریں گے گردشِ میل و مہاں سے  
ہم ہیں طوافِ کوپہِ جاناں کئے ہوئے  
اک دن نصیب ہوگی مجھے منزلِ حیات  
ذوقِ صاب ہے راہ کو آسماں کئے ہوئے

ہزاروں قافلے ہیں جاوہ پیہ راہ الفت میں  
ذرا منزل گئے تابندہ اشارہ جاگتے رہنا  
ابھی دل سوختہ ہونے میں تھوڑی دیر باقی ہے  
ابھی کچھ اور اے غم کے شرارہ جاگتے رہنا  
یہ دنیا ہے یہاں خوابیدہ رہنا اک قیمت ہے  
یہی کہتے ہیں صداقی غم کے مارہ جاگتے رہنا

انہو پہ سب نگاہ جے بھی تو کیا جے  
سن و سنا دوست ہے حیراں کئے ہوئے  
منہ پر قید غم سے رہائی نہیں ہمیں  
ہم خود ہیں اپنے قلب کو زندہ کئے ہوئے  
انہو نے بھی اپنے چہرہ سے پردہ اٹھ دیا  
ایسا نہیں ہو چاک گریباں کئے ہوئے  
انہو کی خدمتوں کو میں بخشوں گا روشنی  
ان میں ہوں شمع عشق فروزاں کئے ہوئے  
ان مصائب ہے آپ کی نسبت سے فیض سے  
انہو کی زندگی میں پریشاں کئے ہوئے  
صداقی ہماری ذات ہے سینہ وفا  
ہم ہیں جہاں عشق کا سماں کئے ہوئے

اندھیرا پہ نہ جاے وہ پارہ جاگتے رہنا  
تو تابندہ وقت کا ہے اب سہارہ جاگتے رہنا  
مری پیوں پہ شکوں نے ستارہ جاگتے رہنا  
مے نوشے پہ دل کے سہارہ جاگتے رہنا  
بر کی مدت میں وصل و دست کی یہ رات تکی ہے  
مے سہارہ تم بھی چاند تارہ جاگتے رہنا  
نیو میں نور ہے کر وہ نہریں ہونے والے ہیں  
مری چشم تما کے سہارہ جاگتے رہنا  
ہر اک ان میں محبت کی ابھی بنیاد رکھنی ہے  
تہم ریز ہونٹوں کے شرارہ جاگتے رہنا  
یہی تو ہے اسے میں انقلاب وقت کے طور  
ست طوفان میں گئے کنارہ جاگتے رہنا

زیست کا مقصد جاں رہا ہوں  
تجھ کو بھی پہچان رہا ہوں  
دنیا کیا ہے جان رہا ہوں  
ایہوں کو پہچان رہا ہوں  
تیری محبت کی منزل میں  
خود پہ اک بہتان رہا ہوں  
وہ میرے کیا ہوں گے لیکن  
دل کا نہانا مان رہا ہوں  
حاصل ہوں سہارہ نبوں کا  
عشق و وفا کی شان رہا ہوں  
روز ازل سے جان دو عام  
تجھ پر میں قربان رہا ہوں  
گزر ہوں اس طرح جہاں سے  
جیسے ترا فرمان رہا ہوں  
درد و الم کے طوفانوں میں  
عزم و یقین کی جان رہا ہوں  
میری ہستی صورتِ فطرہ  
بھر بھی اک طوفان رہا ہوں

اجالوں تک ہمیں پہنچا دیا ہے  
اندھیرے بھی ہمارے کام آئے  
یہ کوچہ ان کا ہے ان کی گلی ہے  
یہاں کیوں گردشِ اتمام آئے  
نہ چیں آیا دل حسرت زدہ کو  
وہ آنے کو تو صبح و شام آئے  
نہ دنیا نے دیا صادق سہارا  
کسی کے غم ہمارے کام آئے

مطلع صبح درخشاں ہے رخ تابان دوست  
راحۂ قلب و نظر ہے گیسوئے بچیان دوست  
کون ہے جس پر نہیں ہے سیدہ دامن دوست  
ہم ازل کے دن سے ہیں منت کشِ احسان دوست  
اس کو دنیا کی کسی شے سے تعلق کیوں رہے  
جس کی ہستی بن چکی آئینہ ارمان دوست  
دوست کے جلوؤں کا آئینہ ہے یہ بزمِ جہاں  
ڈرے ڈرے سے نمایاں ہو رہی ہے شان دوست  
اپنے دل سے تو مٹا پہلے نقوشِ ماسوا  
ہر جگہ ممکن ہے دیدارِ رخ تابان دوست  
ہم سے پہلے کب کسی میں تھا شعورِ بے کش  
ہم نے شائستہ بنائی مغللِ زمان دوست  
لاکھ طوفانِ حوادث پیش آئے عشق میں  
میرے ہاتھوں سے نہیں چھوٹا کبھی دامن دوست  
دوست کے ارمان ہی پر ہے مدارِ زندگی  
کیا رہے دل سے نکل جائے اگر ارمان دوست

ہام و سیہ سرتی شاید میں  
میخانے کی جان ۲۰ ہوں  
ہر صورت میں ہر عام میں  
نسار تھا انسان ۲۱ ہوں  
ذوقِ نظر کا فیض تو دیکھو  
جلوؤں کا ارمان ۲۲ ہوں  
ہر غم اب مانوس ہے مجھ سے  
ہر غم کا درمان ۲۳ ہوں  
دنیا تیری بزم میں رہ کر  
تجھ سے میں انجون رہا ہوں  
عشق نے انسانے کا صادق  
بن کر میں عنوان ۲۴ ہوں

اگر تیرا کوئی پیغام آئے  
سکوں دے کو مے آرام آئے  
مریضِ غم کو کیا آرام آئے  
نہ تم آئے نہ کچھ پیغام آئے  
ای کا نام ہے فیضانِ ساقی  
نظرِ مئے سے پہلے جام آئے  
ہمیں یاد آئے کوئی اور کیسے  
ہوں پر جب تمہارا نام آئے  
خوشی نے دل بھی یوں آئے ہیں اکثر  
کہ جیسے گردشِ اتمام آئے  
ہر منزلِ طلب کے راستے میں  
نقشِ پائے جہاں کام آئے

پنے اپنے طرف پر مبنی ہے اس کا تحت  
اب نامے سے ہوں صادق بندہ اسان دوست

مری خاطر ہی میلانے میں رقص جام ہے شاید  
دل من سے بد لٹوں میں میرا نام ہے شاید  
ترے سے خانے میں ساقی صلے عام ہے شاید  
بدر ظرف رندوں پر ترا انعام ہے شاید  
مجھے سارے سب سے ہر شیشہ دل کی نزاکت کا  
مرے کانوں میں گوز عذت جام ہے شاید  
کارے غم سدا میں ہر حرف اک روشنی کی ہے  
ہماری دینا دل پر نقش تیرا نام ہے شاید  
زمانے کی روش کو ہم اگر کہتے تو کیا کہتے  
ہماری سادگی ہی مورد الزام ہے شاید  
ہمارے ہاتھ سے یوں بے سبب سنا نہیں چھوٹا  
ہماری جستجو میں گردش ایام ہے شاید  
زمانے کے کسی غم کا اثر ہم پر نہیں ہوتا  
ہماری زندگی اب واقف انجام ہے شاید  
مرے تحت دنیا کی فضا میں گونج اٹھے ہیں  
مری آواز میں تیر کوئی پیغام ہے شاید  
ہمارے بعد ہم جیسا کوئی مخور کیا ہوگا  
میں پر ختم سے خانے میں دور جام ہے شاید  
کی صورت یہ انہی کہ نہیں خواب پریشاں سے  
شبہ زندگی صادق برائے نام ہے شاید

شع کی گود میں پروانے چمکتے ہیں  
اپنی منزل پہ یہ دیونے چمکتے ہیں

کس لڑا سے تیرے دیوانے چمکتے ہیں  
خیر مقدم کو صنم خانے چمکتے ہیں  
وہ بد نوش ہیں ہم جن سے کے محفل میں  
سو پھٹکتے ہوئے پیکار چمکتے ہیں  
ہو گئی عشق کی معراں منیر شاید  
ہر زہل پر مرے افسانے چمکتے ہیں  
شکلی میری بچانے کے لئے محفل میں  
رقص کرتے ہوئے پیکار چمکتے ہیں  
کس بلا کی تری آنکھوں میں کشش ہے ساقی  
صاحب بوش بھی سے خانے چمکتے ہیں  
تم نہ سے دم سحر بھی عیادت سے سے  
ایسے عام میں تو بیگانے چمکتے ہیں  
روز آؤں سے سبکی جاں سے دیونوں کا  
آپ کی بزم میں دیوانے چمکتے ہیں  
سرخرو ہونے کو ہے ذوق جنون الفت  
اب مری راہ میں دیوانے چمکتے ہیں  
آج کیا بات ہے ساقی کہ بنام صادق  
چشم مخور سے پیکار چمکتے ہیں

جس پر بھی ترا الطاف و کرم اے ساقی دوراں ہوتا ہے  
اس رند کی قسمت کیا کہنا مست مئے عرفاں ہوتا ہے  
جو عشق کی راہوں میں مٹ کر خاک و رجاں ہوتا ہے  
حق بات تو یہ ہے صرف وہی رہک مہ تاباں ہوتا ہے  
وہ درد ہی درد عشق بھی ہے ممکن ہی نہ ہو دریاں؟ سا کا  
وہ درد تو درد عشق نہیں جس درد کا دریاں ہوتا ہے



مگر صادقؑ

ہر روز عظیم میں غم کے ہر روز حوادث کے طوفان  
 جب ایسا مقام آجاتا ہے سایہ بھی گریزاں ہوتا ہے  
 تسلیم و رضا کا چکر ہی ایثار و وفا کا ہے پیر  
 برتاؤ و نئی دستور جہاں جو بندہ جاناں ہوتا ہے  
 میں خدائی حسرت ہو مجھ کو کیوں اس کی بہادری کا ارماں  
 ہر منظر تیرے کوچے کا فردوس بدایاں ہوتا ہے  
 یہ میری نظر کی قسمت ہے یہ میری نظر کی بہ رفعت  
 ہر سمت نگاہیں نکلتی ہیں نظارہ جاناں ہوتا ہے  
 وہ سب امت ہوتے ہیں جو منزل کو جانتے ہیں  
 ہر روز پر راہ سستی کے گرم کا طوفان ہوتا ہے  
 اس دل و صبر ہوتی ہے عرفان و حقیقت کی دوت  
 دل بھی تہوار قدموں پر سو جان سے قرباں ہوتا ہے  
 تیس صادق ہوں ہر بات مری ہوتی ہے صداقت پر مبنی  
 ہاں کے قدم سے بڑھتا ہے حاصل اسے ایمان ہوتا ہے

دل گیا ہے نقش پائے رہبر کمال مجھے  
 اب یقیناً دل ہی جائے گی مری منزل مجھے  
 آپ کی دریاں ان حلق میں مشور بہ  
 نہ ختم اپنا جب آرزوئے دل مجھے  
 آپ نے جو دو سخا کی غیر ممکن ہے مثال  
 آپ کے لطف و کرم نے کر دیا قائل مجھے  
 میری روکنا تھا تعین صرف تیری ذات سے  
 اس جہان رنگ و بو نے کر دیا غافل مجھے  
 میں نے طوفان و عظیم کا سہارا لے لیا  
 ب نہیں ہوتا منیر تو نہ و سائل مجھے

اب مقام ایسا بھی گئے گا جس عشق میں  
 کوئی حشر راہ سمجھے گا وہی منزل مجھے  
 جن کے دامن میں محبت گئے ہوا کچھ بھی نہ تھا  
 تیری منزل میں سے یہ ہیں بڑھ سائل مجھے  
 عشق سے وہ ذوق نظارہ کو بینائی میں  
 اب کوئی پردہ نظر آتا نہیں حائل مجھے  
 زندگی کی راہ میں تھے حادثے ہی حادثے  
 تیرے الفت نے یہ آسودہ منزل مجھے  
 مجھ پہ صادق مہر کے راز پہناں کھل گئے  
 چشم ساقی نے یہ شربت کس نے مجھے

کوئی طلب نہ رہی ان کے اتاف کے بعد  
 نئی حیات ملی ہے نوریت کے بعد  
 تمہیں بتاؤ کہ ترک تحقیقات کے بعد  
 کسے ہم اپنا کہیں گے تمہاری ذات کے بعد  
 مزاج حسن سمجھتی ہے خوب میری خبر  
 ضرور پردہ اٹھے گا تعلقات کے بعد  
 ہمیں ہے نا بجا ن سے ہم کلامی  
 سونے وہ خوب قسم ہر یہ بات کے بعد  
 تمہیں نہ دیکھ سکی کہ نہ نہ کافہ  
 رہے نہ ہوش سلامت تجلیات کے بعد  
 یہ کائنات ہے روشن تمہارے عیون سے  
 یہ فیصلہ ہے ہمارا مشمت کے بعد  
 اے تمہارا سہارا بھی چھوڑ نہیں کا  
 بھروسہ کس پہ کروں گا تمہاری ذات کے بعد

منزل عشق میں جو رہا قدم راہ سے چچ و غم مسکراتے گئے  
میری منت مرے حوصلے کیج کر سہی دیا کے غم مسکراتے گئے  
یہ تری جستجو یہ تری آرزو یہ خیال و تصور یہ عزم و یقین  
منزلوں کے نشان جھمکنے لگے تیرے نقش قدم مسکراتے گئے  
حرف و رنگی سب کی قسمت نہیں اس کے ہم سہا کنی تھا بھی نہیں  
جب مئے غم سے مخمور دیکھا ہمیں اہل ویرانہ مسکراتے گئے  
ان کی جانب سے بیدار ہوتی رہی پھر بھی ان کو ہمیں نے شہیت بن  
پاپ اک لفت سے لب سل گئے کچھ نئے رخ غم مسکراتے گئے  
س قدموں کی پلایں بڑھ میں میخوں جھمکیں پت پت نہیں  
پر یہ دیا تماشا رہا لگی جب یہ دیکھ وہ مسمسراتے گئے  
یہ قیمت حقیقت ہے تجھ و امیری مجھ میں پر تھی اس کی نظر  
میری غربت زادہ زندگی دیکھ کر مجھ پر اہل و عوام مسکراتے گئے  
کون یاد آیا دل دھرنے کا آنکھ پر غم ہوئی زرد چیرہ ہوا  
یہ بات ہی کو وہ برباد غم جس پہ شام مسمسراتے گئے  
تو ہی صاف کہ مقصود و منظور ہے اسکا جاد و شمع کی تمنا نہیں  
خود غرض وہ نہیں رہتی مینہ لے کے جو جام جم مسکراتے

خصوصاً دل سے جب تک ہاتھ پھیر رہے نہیں جاتا  
 تو کچھ بھی بارگاہِ حسن سے پایا نہیں جاتا  
 کسی میں جذبہِ دوق جنوں پیدا نہیں جاتا  
 کہ اب افسانہ منصور رہا یا نہیں جاتا  
 کسی در پہ بھی دل کا دم پایا نہیں جاتا  
 ترے در کے سوا اب ہاتھ چمید نہیں جاتا  
 جو دل کا حال سے ایسا کو سمجھ نہیں جاتا  
 کہ ہم سے اپنا افسانہ بھی اتنا ہی کتاب جاتا

نہ رہا ہوں میں اس طرح سرحدِ غم سے  
 بونے زرد سے گا مری حیات کے بعد  
 میں اے عشق بھیت میں رجا پیہم کو  
 تیرا رنگ نکھرتا ہے عداوت کے بعد  
 حق کا من میں نے جہاں میں اسے صادق  
 ہے میں سخی دنیا مشدّت کے بعد

۱۔ مہر ہے خاموش  
 ۲۔ تیرے تجھ میں تجھ میں خاموش  
 ۳۔ تیرے تجھ میں تجھ میں خاموش  
 ۴۔ تیرے تجھ میں تجھ میں خاموش  
 ۵۔ تیرے تجھ میں تجھ میں خاموش  
 ۶۔ تیرے تجھ میں تجھ میں خاموش  
 ۷۔ تیرے تجھ میں تجھ میں خاموش  
 ۸۔ تیرے تجھ میں تجھ میں خاموش  
 ۹۔ تیرے تجھ میں تجھ میں خاموش  
 ۱۰۔ تیرے تجھ میں تجھ میں خاموش

جنہیں تدبیر کے شانے سے سمجھایا نہیں جاتا  
 تمنا ہے مری آواز پہنچے ہر جگہ یکن  
 فضاؤں سے مرے نغمے کو پھیلایا نہیں جاتا  
 محبت ہو تو حاصل دو جہاں کی سرقراری ہو  
 ہر اک کو حاصل راز وفا پایا نہیں جاتا  
 خرد کے زعم سے دیوانہ کوسوں دور رہتا ہے  
 یہ وہ نقشہ ہے جس سے ہوش میں آیا نہیں جاتا  
 غم و آلام کے طوفان میں اب میرے دامن میں  
 انہیں اپنا لیا ہے جن کو اپنا نہیں جاتا  
 زمانہ مدتوں سے درپے آزار ہے لیکن  
 تری خاطر کسی غم کو بھی ٹھکر یہ نہیں جاتا  
 اسے منظور جو زیبائش دنیا نہیں ہوتی  
 تو پھر ان خاک کے ذروں کو چکایا نہیں جاتا  
 تجسس میں ترے ہم دیر و کعبہ سے گزرے  
 نہ ملتا تو تو پھر خود کو کہیں پایا نہیں جاتا  
 محبت نے مجھے وہ شان استغنا عطا کی ہے  
 اب ان کے سامنے بھی ہاتھ پھیلائے نہیں جاتا  
 تمہارا نام سن کر ہوش میں آیا ہے دیوانہ  
 اسیر غم سے درندہ ہوش میں آیا نہیں جاتا  
 تمہیں پنا سمجھ کر ہاتھ پھیلائے ہے صادق نے  
 ہر اک کے سامنے بھی ہاتھ پھیلایا نہیں جاتا

ہیں زندہ صرف تیرے آسرے پر تیرے دیوانے  
 کہیں تیرا سہارا چھوڑ کر جایا نہیں جاتا  
 خودی خوابیدہ ہو تو ہاتھ پھیلائے بھی جاتا ہے  
 خودی بیدار ہو تو ہاتھ پھیلائے نہیں جاتا  
 نظر کی بات ہے یہ آئینہ ہے تیرا آئینہ  
 مگر یہ راز تو ہر ایک سے پایا نہیں جاتا  
 عطا کرنے کو وہ کونین کی دولت عطا کر دیں  
 سلیقے سے مگر دامن ہی پھیلائے نہیں جاتا  
 دم آخر بھی دل میں سیکڑوں ارمان رہتے ہیں  
 خوشی کے ساتھ دنیا چھوڑ کر جایا نہیں جاتا  
 یہ کس کے عشق نے پہنائی زنجیر جنوں آخر  
 کہ وحشی سے بیاناں چھوڑ کر جایا نہیں جاتا  
 ہمیں یہ راز سمجھایا ہماری تنگ دلی نے  
 وہ دامن اصل دامن ہے جو پھیلائے نہیں جاتا  
 نہیں کچھ غم اگر دنیا مجھے الزام دیتی ہے  
 ہر اک کو مورد الزام ٹھہرایا نہیں جاتا  
 مسائل اس قدر الجھے ہوئے ہیں آج دنیا کے  
 کسی صورت سے بھی اب جن کو سلجھایا نہیں جاتا  
 سفینہ وہ کبھی آسودہ ساحل نہیں ہوتا  
 کہ جس کو غم کے طوفانوں سے ٹکرایا نہیں جاتا  
 گزر آیا جنوں میں سرحد ادراک و امکان سے  
 اب ان میں اور مجھ میں فاصلہ پایا نہیں جاتا  
 زہے قسمت! امین راز غم تو نے بتلایا ہے  
 کسی پر اس قدر بھی لطف فرمایا نہیں جاتا  
 خدا شاہد انہیں میں کاکل قسمت سمجھتا ہوں

عشق کی نعمت عام نہیں ہے  
 سب کے لئے یہ جام نہیں ہے  
 اب وہ جوہ عام نہیں ہے  
 پید سے بنگام نہیں ہے

خدا شاہد فقط وہ شان وہ شوکت تمہاری ہے  
 کہ جس کے حسن عالمکتاب نے دنیا سنواری ہے  
 کوئی واقف اگر ہے تو فقط وہ ذات باری ہے  
 ابھی تو پردہ اسرار میں ہستی تمہاری ہے  
 جسے ہم دیکھتے ہیں اس جہاں کے گوشے گوشے میں  
 وہ نقشہ ہے تمہارا اور وہ صورت تمہاری  
 عطا درد محبت نے کیا ہے کیفِ رفانی  
 تمہارے سوزِ غم نے زندگی میری نکھاری ہے  
 مری آنکھوں نے دیکھا ہے تمہارے حسن کا عالم  
 مری نظروں کی قسمت جلوہ رخ نے سنواری ہے  
 زباں سے کیا کہیں تم جانتے ہو تم سمجھتے ہو  
 غمِ فرقت میں ہم نے زندگی کیسی گزار دی ہے  
 خدا رکھے سلامت تا ابد یہ شانِ میخانہ  
 زل سے آج تک ساقِ ترا فیضان جاری ہے  
 ہمارے ہاتھ میں ہے ہاتھ اس ذاتِ گرامی کا  
 کہ صادق دین بھی اپنا ہے دنیا بھی ہماری ہے

حقیقت آشنا ہو کر بھی حیرانی نہیں جاتی  
 کہوں کیوں کہ تیری ذات پہچانی جاتی  
 جہاں والوں کی نظروں میں اندھیرے درخیز ہیں  
 جو دل ہیں تجھ سے روشن ان کی تابانی نہیں جاتی  
 ان آنکھوں کو بھی کچھ نور بصیرت بخش دے یا رب  
 حقیقت جن سے خود اپنی بھی پہچانی نہیں جاتی  
 زمانے کی کسی شے پر نگاہیں اب نہیں جتتیں  
 تمہیں دیکھا ہے جب سے میری حیرانی نہیں جاتی

میری زبوں پر نام ہے تیرا  
 یہ بھی کم انعام نہیں ہے  
 ان کی چشم مست سدمست  
 میرا خان جام نہیں ہے  
 کس پہ نہیں ہے تیری نوازش  
 کس پہ تر انعام نہیں ہے  
 عشرت دنیا کے متوا  
 کیا خوفِ آجام نہیں ہے  
 جس میں ہو کوئی شہوہ شکایت  
 اس کا محبت نام نہیں ہے  
 ناقص ہے اس دل کی محبت  
 جس پر کچھ ازام نہیں ہے  
 میں نے بنایا دشت کو گلشن  
 میر جنوں ناکام نہیں ہے  
 کس کو نہیں ہے عشقِ تمہارا  
 کون اسیرِ دم نہیں ہے  
 ہوش و خرد دونوں سے الجھنا  
 دیوؤں کا کام نہیں ہے  
 تیرے تجسس تیری صب میں  
 سب کچھ ہے آرام نہیں ہے  
 صادق تیرا عشق ہے صادق  
 مفت میں تو ہدام نہیں ہے

زمین سے عرشِ اعظم تک شہنشاہی تمہاری ہے  
 دو عالم میں تمہاری ذات کا فیضان جاری ہے

یہ دنیا ہے یہاں حق بات بھی مانی نہیں جاتی  
ہزاروں آئینوں میں ایک ہی تصویر ہے صادق  
کسی صورت مگر وہ شکل پہچانی نہیں جاتی

ہر بلائے عشق ہم تک آگئی  
زندگی سیلاب غم تک آگئی  
کس کو ہوتا ہے مقدر رازِ غم  
شکر ہے نعمت یہ ہم تک آگئی  
چھیرے اس دریا کا تدرہ  
ہر ادا جس کی ستم تک آگئی  
اب ملے گا ہم کو لطف بندگی  
اب جہیں نقش قدم تک آگئی  
کوئے جاناں ہے نظر کے سامنے  
جستجو باغِ ارم تک آگئی  
ساقی محض نگاہِ التفات  
گردشِ ایام ہم تک آگئی  
رندی و مستی ہماری سچ کل  
چشمِ ساقی کے بھرم تک آگئی  
کون ہوتا ہے پشیمان دیکھئے  
بات اب قول و قسم تک آگئی  
چھڑ گئی جب بات ذوقِ عشق کی  
داہن زخموں کے خم تک آگئی  
بجھ رہی ہے شمعِ ایمان و یقین  
تیرگی دیر و حرم تک آگئی  
دیکھئے دامن نہ جس جانے کہیں  
آگ دل کی چشمِ نم تک آگئی

تین بات ہے حد نظر سے کون گزرے گا  
جہاں تم سو وہاں دواک انسانی نہیں جاتی  
جو فرشِ خاک پر رہتے ہوئے ہیں عرشِ اعظم پر  
خرد و ہوش سے منزل ان کی پہچانی نہیں جاتی  
زمینِ شوق کو وہ خاص نسبت ہے ترسے ورسے  
کسی کے سنب در تک میری پیشانی نہیں جاتی  
مجھے تو اس قدر احساس ہے پنے گناہوں کا  
خطِ ناشی گئی سینِ پیشانی نہیں جاتی  
دیاں مستیاں چھٹی ہوئی ہیں بادِ خواروں پر  
اب ساقی محفل بھی پہچانی نہیں جاتی  
ہمارے نام سے جامِ وسو گردش میں آتے ہیں  
ہماری بات میٹانے میں کب مانی نہیں جاتی  
حسن و لے شناسی کا دم بھرتے تو ہیں لیکن  
جہاں دلوں سے میری شکل پہچانی نہیں جاتی  
کسی صورت سکونِ زندگی حاصل نہیں ہوتا  
یہ گیمہا دود آیا ہے پریشانی نہیں جاتی  
یہ کس کی یاد ہے کس کا تصور کس کا غم دلوں میں  
زمانہ ہو گیا اور اشکِ افشانی نہیں جاتی  
کبھی ک آہ سے افداک کا دل چاک ہوتا ہے  
کبھی انسان تک روزِ انسانی نہیں جاتی  
خزوں کا دور ہو یا وہ بہاروں کا زمانہ ہو  
جنوں بیدار ہو تو چاکِ دامانی نہیں جاتی  
نہیں معلوم کیسے حادثہ گلشن پہ گزرا ہے  
بہاروں کے زمانے میں بھی ویرانی نہیں جاتی  
خدا نے رو برو جا کر کہیں گے جو بھی کہنا ہے

تمہاری بخشش کا کیا ٹھکانہ ہماری جرأت بھی کم نہیں ہے  
دیئے ہیں غم بے حساب تم نے لئے ہیں غم بے حساب ہم نے  
”حرم نور“ اور محمد روح و راہ صادق تو چھپ چکے ہیں  
نگار صادق کے نام سے پھر کیا ہے اب انتخاب ہم نے  
زبان عشق و وفا سے صادق بیاں کئے ہیں رموز ہستی  
کبھی کبھی زندگی کے رخ سے الٹ دیا ہے نقاب ہم نے

محبت میں محبت کے جہاں تک کون پہنچے گا  
ہمیں پہنچیں گے حد لامکاں تک کون پہنچے گا  
تمہاری رہنمائی کی کہکشاں تک کون پہنچے گا  
جہاں تم جلوہ فرما ہو وہاں تک کون پہنچے گا  
بہر عالم تمہیں گو جلوہ فرما دیکھ لیتا ہوں  
مرے حسن یقین میرے گماں تک کون پہنچے گا  
کسی کو کوئی حسرت ہے کسی کو کوئی ارماں ہے  
دل و جاں لے کے تیرے آستان تک کون پہنچے گا  
قرب کوئے جاناں راہرو دم توڑ دیتے ہیں  
جنوں عشق تیرے امتحاں تک کون پہنچے گا  
کوئی بے ربط کہہ کر چھوڑ دے گا میرا فسانہ  
میں دیوانہ ہوں میری داستاں تک کون پہنچے گا  
تمہارے عشق سے تمہید ہے میرے فسانے کی  
نہ پہنچے تم تو اشکوں کے بیاں تک کون پہنچے گا  
چھڑے گا تذکرہ جب بزم میں میری محبت کا  
تو محفل میں حدیث دیگران تک کون پہنچے گا  
جو جھکو ڈھونڈنے نکلیں گے کھو جائیں گے وہ خود بھی  
جنوں میں میری گرد و کارواں تک کون پہنچے گا

اب تو اے صادق ہماری معصیت  
بخشش لطف و گرم تک آگئی

تری محبت میں دیکھ رکھے ہیں سیکڑوں انقلاب ہم نے  
مگر یہ فیض یقین گزاری ہے زندگی کامیاب ہم نے  
ظلی کلی کو عطا کیا ہے وہ رنگ حسن و شباب ہم نے  
کہ خنچہ خنچہ بنا دیا ہے تہن میں جام شراب ہم نے  
ہماری آنکھوں میں رموز ازل سے آج تک تم ہو جلوہ فرما  
زل کے دن کر یہ تھا دل سے تمہارا ہی انتخاب ہم نے  
ہماری نظروں نے دو جہاں میں جدھر بھی دیکھا تمہیں کو پلا  
مستعد کی بنا پر آخر اٹھادیئے سب حجاب ہم نے  
تری عطا تیری بخششوں پر ہمیں ہو جتنا بھی ناز کم ہے  
کسی پہ دیکھا نہ اس قدر بھی ترا کرم بے حساب ہم نے  
نصیب ہے وہ سرور و مستی نہ ہوگی جس میں کی ابد تک  
تری نگاہوں کے میکدے سے پیا ہے جام شراب ہم نے  
تمہیں نگاہوں کا مدعا ہو تمہیں خیالوں میں ضوفشاں ہو  
تمہاری راہوں میں حسرتوں کے چھوٹے ہیں گلاب ہم نے  
ہمیں سے ہے بیکدے کی نعمت ہمیں سے ہے بقی حرم بھی  
کہ دیر و کعبہ کی رہنمائی کو بخش دی آب و تاب ہم نے  
ہمارے نفوس کی شورشوں سے تڑپ اٹھی ہے فضائے عالم  
جنوں کی مضرب سے جو چھیڑا ہے زندگی کا رہاب ہم نے  
بجائی کائناتوں کی پیاس ہم نے بنایا صحرا کو رشک گلشن  
جنوں کی سرگرمیوں سے پیدا کیا ہے وہ انقلاب ہم نے  
تمہاری نازک خرمیاں بھی ہمیں قیامت سے کم نہیں ہیں  
تمہاری رفتار ہی میں دیکھا ہے حشر کا اضطراب ہم نے

ہمارے بعد ہمیں کر زخم دل پر کون کھائے گا  
 چلے گی کس پہ پھر حنج ستم جب ہم نہیں ہوں گے  
 ہمارے بعد یہ ہنگام محشر کون دیکھے گا  
 بنے گا کون تصویر الم جب ہم نہیں ہوں گے  
 ہمیں نے آپ کی راہوں کو سجدوں سے سجایا ہے  
 نہ ہوں گے پھر یہ آداب حرم جب ہم نہیں ہوں گے  
 ہمارے بعد کوئی بندۂ بیہام کیا ہوگا  
 دھڑ رہ جائیں گے توں دستہ جب ہم نہیں ہوں گے  
 ہماری زندگی درسِ عمل ہے اہل دنیا کو  
 نہ ہوگا پھر کسی کا کچھ مجرم جب ہم نہیں ہوں گے  
 کچھ ایسے نقش اپنے بعد ہم چھوڑیں گے دنیا میں  
 لکھیں گے داستانِ اہلِ قلم جب ہم نہیں ہوں گے  
 زبانِ خلق پر ہوگا ہمارے غم کا افسانہ  
 جہں کو یاد پھر آئیں گے ہم جب ہم نہیں ہوں گے  
 ہماری خاموشی میں سیکڑوں اسرار پنہاں ہیں  
 ہمیں روئیں گے اربابِ ستم جب ہم نہیں ہوں گے  
 ہماری زندگی حال ہے اسرارِ محبت کی  
 میں گے کب امین دردِ غم جب ہم نہیں ہوں گے  
 ہمیں سے بیرونی منصوب ہے اہل محبت کی  
 نہ چوے گا کوئی نقشِ قدم جب ہم نہیں ہوں گے  
 ہمیں سے ہے یہ قدر و منزلت شیخ و برہمن کی  
 نہ ہوگی حرمِ دیر و حرم جب ہم نہیں ہوں گے  
 ہمارے خلق سے قائم وقارِ آدمیت ہے  
 نہ ہوگی آدمیتِ مفتنم جب ہم نہیں ہوں گے  
 ہمارے بعد معمارِ محبت کون آئے گا  
 نہ ہوگا پھر زمانہ یوں ہم جب ہم نہیں ہوں گے

بہرِ جاہِ حوادث کے قیمت خیز طوفاں ہیں  
 یہ عالم ہے تو منزل کے نشان تک کون پہنچے گا  
 ہمارے پاؤں کے چھائے ہی ان کے کام آئیں گے  
 بچھنے نے پیاس کانٹوں کی زباں تک کون پہنچے گا  
 نشاطِ آنکس بیماریں آئیں گی ہر سو زمانے میں  
 دلِ پتہ مردہ تیرے گلستاں تک کون پہنچے گا  
 یہ دنیا ہے یہاں سب اپنی اپنی فکر کرتے ہیں  
 مری بربادیوں کی داستان تک کون پہنچے گا  
 ہمارا ہی لبِ شمل ہے تعمیرِ گلستاں میں  
 گلزارِ رنگ دینے گلستاں تک کون پہنچے گا  
 مرے اشعار میں کیفِ مئے عرفاں ہے اے صادق  
 تنزوں میں مرے رنگ یوں تک کون پہنچے گا

نت کا رہے گا کیا مجرم جب ہم نہیں ہوں گے  
 تماشائے رہ جائے گا غم جب ہم نہیں ہوں گے  
 نہ ہوگا یہاں ارمانِ غم جب ہم نہیں ہوں گے  
 نہ ہوگا دنِ مریوں ستم جب ہم نہیں ہوں گے  
 بست پھیلتا میں گے اہلِ حرم جب ہم نہیں ہوں گے  
 نہ آئیں گے دنیا بھر کے غم جب ہم نہیں ہوں گے  
 اچھی تو وقت ہے ہم سے وفاؤں کا سبق لے لو  
 وقار ہو جائے گی دنیا میں کہ جب ہم نہیں ہوں گے  
 ہمیں سے تو مذاقِ عشق کا معیار قائم ہے  
 نہ ہوگا کوئی افسانہ رقم جب ہم نہیں ہوں گے  
 ہمیں سے داستانِ سرمد و منصوٰۃ زندہ ہے  
 رضا پر سر کرے گا کون غم جب ہم نہیں ہوں گے

ہمارے ہی لیے سے تازگی غنچوں نے پائی ہے  
 نہ ہوگا یہ بچن رشک ارم جب ہم نہیں ہوں گے  
 ابھی اس راز کو سمجھے نہیں اہل گستاہ بھی  
 بہت درپیش آئیں گے الم جب ہم نہیں ہوں گے  
 ہمارے دے سے ہیں اہل جنوں دشت و بیاباں میں  
 آخر جائیں گے ان کے بھی قدم جب ہم نہیں ہوں گے  
 ہزاروں رہا گم ہوئے رہ جائیں گے راہوں میں  
 باہیں گے مندوں کے بیچ و خم جب ہم نہیں ہوں گے  
 ہمارے بعد ایسا انقلاب آئے گا دنیا میں  
 سکون حاصل نہ ہوگا محترم جب ہم نہیں ہوں گے  
 یہاں تو تشنگی میں بھی نہ ساقی سے شکایت کی  
 رہے گا میعدے کا کپہ بھرم جب ہم نہیں ہوں گے  
 مے شرت کے بدلے زہر پی کر تادم ہم ہیں  
 پیئے گا کون یوں ساغر سے سم جب ہم نہیں ہوں گے  
 ہمارے بعد ذوق میکشی کس کو عطا ہو گا  
 بہک جائیں گے مندوں کے قدم جب ہم نہیں ہوں گے  
 ہمارے ہی تصرف سے نجوم چرخ روشن ہیں  
 نہ کوئی دل بنے گا جامِ جم جب ہم نہیں ہوں گے  
 نمایاں ہوگی اربابِ حرم کی مصیبت بینی  
 بجھا دیں گے بھی شمعِ حرم جب ہم نہیں ہوں گے  
 ہمیں سے ہے یہ حسنِ عہد و پیاں رسمِ دلدار  
 نہ ہوں گے معتبر قوں و قسم جب ہم نہیں ہوں گے  
 ازل سے آشنا اب تک مزاجِ حسن سے ہم ہیں  
 نہ سلجھیں گے کبھی زخموں کے خم جب ہم نہیں ہوں گے  
 ہمارا ہی تو کاسہ ہے بھرمِ تیری سخاوت کا  
 نہ ہوں گے طالبِ لطف و کرم جب ہم نہیں ہوں گے

ابھی تو دیکھ کر ہم کو تم انکھیں پھیر پیتے ہو  
 رہیں گے دردِ بن کر دل میں ہم جب ہم نہیں ہوں گے  
 مناسے ہو مٹا ڈابو خرام تاز سے لیکن  
 نہ روکے سے رکیں گے لعلِ غم جب ہم نہیں ہوں گے  
 میں تو منزلِ صبر و رضا کے رنج راہر ہیں  
 رہے گا کون پھر ثابت قدم جب ہم نہیں ہوں گے  
 ہمیں نے تو سنوارے ہیں ہمیشہ کاکل ہستی  
 پڑیں گے کاکل ہستی میں خم جب ہم نہیں ہوں گے  
 ہمیں سے مطربِ نغمہ سرا کی قدر و قیمت ہے  
 نہ ہوں گے ساز میں یہ زیو ہم جب ہم نہیں ہوں گے  
 ہمیں تک جان کاری بھی ہے منزلِ سشنائی کی  
 نہیں پہنچیں گے منزل تک قدم جب ہم نہیں ہوں گے  
 ہمارے بعد ساحل تک کوئی کشتی نہ پہنچے گی  
 نے ابھریں گے طوفاں دم بہ دم جب ہم نہیں ہوں گے  
 امیدوں کے سفینے ڈوب جائیں گے کنارے پر  
 انھیں گے اس طرح طوفاںِ غم جب ہم نہیں ہوں گے  
 چراغِ راو منزل بن کے چمکے گا اندھیروں میں  
 ہمارا ایک ایک نقش قدم جب ہم نہیں ہوں گے  
 ہمیں نے بے بہا موتی بھرے ہیں ان کے دامن میں  
 ہمیں رویا کرے گی شامِ غم جب ہم نہیں ہوں گے  
 حقیقت میں بیاں جو کچھ کہے رازِ نہاں ہم نے  
 سمجھ میں آئیں گے اے محترم جب ہم نہیں ہوں گے  
 نہاں ہو جائے گا خورشیدِ تختہ بھی اب صادق  
 عیاں ہوگا نہ مہتابِ حرم جب ہم نہیں ہوں گے  
 حجاباتِ نظر ہم نے اٹھا رکھے ہیں اب صادق  
 نہ دیکھے گا کوئی روئےِ سحر جب ہم نہیں ہوں گے



# آج کی آواز

مجموعہ رباعیات

الحاج صوفی محمد یسین خان صادق دہلوی  
قادری ابوالعلائی چشتی جہانگیری حسنی

انتساب

دنیاۓ انسانیت کے نام

صادق دہلوی

ہماری زندگی کا ہر نفس پیغام ہے صادق  
ہمارے بعد دنیا کو جگانے کون آئے گا؟

باسمہ تعالیٰ

تعارف

صادق دہلوی کو میں گذشتہ تیس برسوں سے جانتا ہوں۔ ان سے میرا ربط ان کے استاد اور ہمہ حضرت مخدوم دہلوی کے توسل سے ہوا۔

صادق دہلوی حیرت زا خصوصیات کے مالک ہیں۔ وہ دوبار حج بیت اللہ اور زیارت مدینہ منورہ سے مشرف ہوئے ہیں انہیں بصرہ، بغداد شریف، نجف اشرف اور کربلائے معلیٰ جیسے مقدس مقامات پر حاضری کا شرف حاصل ہے ایک صوفی بزرگ ہونے کی حیثیت سے انہوں نے بہت سے چلے بھی کئے ہیں جن میں چالیس چالیس دن انسان سے دور گوشہ تنہائی میں روزے رکھے اور اوراد و وظائف کے تکمیل کئے ہیں۔ چلے کے دوران مٹھی بھر چنے، چند کھجوریں اور چائے کی پیالیاں ان کا افطار دسحر ہوتی ہیں۔ چلہ گاہ سے مردہ نکالے جاتے ہیں اور پھر رفتہ رفتہ صحت یاب ہو کر چلہ کی حاصل کردہ مافوق الفطرت طاقت سے عوام کے دکھ درد دور کرتے ہیں۔ میں نے انہیں اعلیٰ سے اعلیٰ طبقہ سے لے کر غریب سے غریب شخص کی کامیاب خدمت کرتے دیکھا ہے۔ ان کی شاعری کے چار مجموعے منظر عام پر آچکے ہیں۔ انہیں دلی کے زبان پر عبور حاصل ہے۔

الحاج صوفی محمد یسین خاں صادق دہلوی ۱۲ جون ۱۹۲۶ء کو دلی میں پیدا ہوئے۔ موصوف پٹھانوں کے یوسف زئی سلسلے سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کے بزرگ دو شاہ جہانی میں دلی آئے۔ اور یہیں سکونت پذیر ہو گئے۔ ان کے والد بزرگوار حاجی امیر خاں ابن عبدالغنی خاں اولیاء مرحوم و مغفور اور ان کی والدہ محترمہ محمود النساء بنت خدا بخش علیہ الرحمۃ نے ان کی تعلیم پر بڑا زور دیا۔ لیکن حالت کی ناسازگاری کے سبب تعلیم ادھوری رہ گئی۔ ان کے حلقہ صوفیاء سے وابستگی اور ذوق مطالعہ نے بہر حال اس کمی کو پورا کر دیا۔ انہیں سلطان الاولیاء حضرت الحاج صوفی محمد حسن شاہ صاحب کے دست حق پرست پر سلسلہ قادریہ، ابوالعلائیہ، چشتیہ، جہانگیریہ، میں بیعت و خلافت ہے جس کے سبب یہ اپنے پیر کی آنکھ کا تار بن گئے۔ خلافت بھی ان کے پیر نے انہیں ۸ محرم ۱۳۵۸ھ ہجری میں اجمیر شریف کے اندر حضرت خواجہ معین الدین چشتی، سنجری، اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے عرس مبارک کے موقع پر عطا کی۔

(ڈاکٹر) محمود قادری اسعد گورکھپوری

## پیش لفظ

ڈاکٹر قمر رئیس صاحب۔ شعبہ اردو۔ دہلی یونیورسٹی

اردو زبان اور اردو شاعری دونوں کا مزاج ہمیشہ سے سیکولر، عوام دوست اور جمہوری کردار کا حامل رہا ہے۔ یہ ایک ایسی تاریخی حقیقت ہے جس کا اعتراف ہر پاکستانی چاہتا ہے۔ تنگ نظری، تعصب، عدم رواداری اور ہر طرح کی فرقہ پرستی اردو زبان کے ضمیر اور اس کی روح کے منافی ہے۔

بہ شک نہ ہی جذبات اور روحانی تجربات کی ترجمانی بھی اردو شاعری میں ہوتی ہے لیکن اسی حد تک جس حد تک کہ وہ انسان، وقتی، امن آشتی اور اخوت کے مسلک کی تعبیر اور تائید کرتی ہے۔ اردو زبان اور شاعری دونوں کی ترویج و ترقی میں ان صوتی بزرگوں کا بڑا اہم حصہ رہا ہے جو خدا پرستی کی تعلیم کے ساتھ ساتھ اس حقیقت پر بڑا زور دیتے تھے کہ حیات انسانی کا سرچشمہ ایک ہے اور تمام بنی نوع انسان آپس میں عزیز اور بہن بھائی ہیں۔ صوتی شعرا نے اس تصور سے بھی اردو شاعری میں انسان دوستی اور جمہوریت پسندی کی روایت کو فروغ پانے میں مدد ملی۔

اردو میں آج بھی ایسے شاعروں کی کمی نہیں ہے جو صوفیوں اور درویشوں کے مسلک سے تعلق رکھتے ہیں اور ان کی پاکیزہ روایات کے وارث ہیں۔ حضرت صادق دہلوی بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہیں ان کی شخصیت پہلو دار اور پر وقار ہی نہیں دلچسپ بھی ہے۔ وہ ایک درویش اور صوتی بزرگ ہیں۔ ان کے نیکو عقیدہ مند اور مرید ہیں جو سماج کے ہر طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں اور سارے ملک میں پھیلے ہوئے ہیں اس سے صداقت صاحبان سے ملنے اور اپنے صمیم دوستی کے پیغام کو زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچانے کے لئے سارے ملک کا دورہ کرتے رہتے ہیں۔ اسی طرح وہ عوام کے دکھ درد اور ان کے روزمرہ کے مسائل میں شریک ہوتے ہیں۔ ان کو ہدایت دیتے ہیں لیکن وہ صرف اخلاقی اور روحانی تعلیم دے کر مطمئن نہیں ہو جاتے بلکہ مرانسانوں کے دکھ درد کے سماجی اور مادی اسباب پر بھی غور و فکر کرتے ہیں۔ وطن اور اٹل وطن کی محبت ان کے خون میں رچی بسی ہے۔ لیکن ان کی وطن پرستی رسمی اور جذباتی نہیں۔ وہ گہری سماجی بصیرت کی غیازی کرتی ہے۔ ان کے دوستوں اور عقیدت مندوں کا بیاں ہمیشہ وہ کبھی کبھی چار چار چار چار دن روزے رکھ کر گوشہ تنہائی میں عبادت کرتے ہیں اس کے نتیجے میں انہیں ایک نئی روحانی قوت اور قلب کی طہارت حاصل ہوتی ہے اور پھر وہ اپنے آپ کو بنی نوع انسان کی خدمت گزاری کے کام میں ہمہ تن مصروف کر دیتے ہیں اس عبادت اور ریاضت کا ایک مقصد، انسان کے مقدر سے دلچسپی رکھنے والے دوسرے بڑے بزرگوں کی طرح انسانی دکھ درد کے اسباب پر غور کرنا ہوتا ہے۔ صادق صاحب کا کلام، خاص طور پر ان کا یہ مجموعہ ”آج کی آواز“ اس حقیقت کا شاہد ہے کہ انہوں نے اپنے وطن ہندوستان کی موجودہ صورت حال اور اس کے ان مسائل پر بڑی درمندی سے سوچا ہے جن کا تعلق عام انسانوں کی زندگی سے ہے۔ اس کے پانچ حصے ہیں۔

۱۔ مجاہد آزادی۔

۲۔ بھارت کے سپور۔

۳۔ آئینہ حال۔

۴۔ مزدور اور سرمایہ دار۔

۵۔ پیغام۔

پہلے حصے میں ان نامور مجاہدین آزادی کا شاعرانہ تعارف کرایا گیا ہے جنہوں نے قومی آزادی کی جنگ میں اور پھر آزادی کی نفاذ اور استحکام کے لئے قربانیاں دیں اور جو آج ہم میں نہیں ہیں۔ اس میں ہر مذہب، ہر مکتب خیال اور ہر علاقہ کے محبان وطن شامل ہیں۔ شاید حضرت صادق نے محسوس کیا کہ آج ملک جس آشوب سے دوچار ہے۔ خود غرضی، خود پرستی، استحصال، غارت، علیحدگی اور علاقائی عنصیت کے رنگ و رنگ جس طرح ملک کے اتحاد، سلامتی اور ترقی کے لئے ایک خطرہ بنتے جا رہے ہیں ان کی تہ میں شاید جذبہ وطن پرستی کا فقدان ہے انہوں نے یہ بھی دیکھا کہ آج نئی پیڑھی کے نوجوان اپنے ان پرکھوں کے کارناموں سے آشنا نہیں جنہوں نے آزادی وطن کے نام پر اپنی جانیں قربان کر دیں اس سے پہلے حصے میں انہوں نے ان نامور مجاہدین آزادی کا تعارف کرایا ہے جنہوں نے سمرجی غلامی کی زنجیروں سے آزاد ہونے کے لئے سارے ملک میں آزادی اور وطن پرستی کی روح پھونک دی۔ اس حصہ کی اکثر رہائش گاہیں میں صادق دہلوی نے مجاہدین آزادی کی منفرد خدمات اور کردار کا تعارف اس خوبی سے کرایا ہے کہ تحریک آزادی کی تاریخ میں ان کے کارناموں کا نقش دل میں جاڑیں ہو جاتا ہے۔ ان کی قربانیوں کے تصور سے اس آزادی کی قدر و قیمت کا احساس سوا ہو جاتا ہے جس کے مدھر سایے میں ہم سانس لے رہے ہیں۔

کتاب کا یہ حصہ سب سے طویل ہے۔ اس کی تکمیل کے بعد شاید صادق صاحب کو احساس ہوا کہ انہوں نے ان باتوں اور سرگوشیوں کی روداد تو لکھ دی جنہوں نے اپنی قربانیوں اور کارناموں سے نمایاں شہرت حاصل کی لیکن ہندوستان کے وہ عوام جو اس ڈرامہ میں اصل ہیرو، کاوجہ رکھتے ہیں اس کا ذکر نہیں آیا۔ واقعہ یہ ہے کہ جنگ آزادی کے ہر محاذ پر سب سے زیادہ قربانیاں تو ہندوستانی عوام نے ہی دی ہیں۔ برطانوی عہد میں قید و بند اور ظلم و تشدد کی سب سے زیادہ ذہنیتیں انہوں نے برداشت کی ہیں۔ ان اکھوں بے نام مجاہدین کا ذکر کرنے کے بعد آخر میں صادق صاحب اعتراف کرتے ہیں۔

کس کس نے یہاں جام شہادت کے پئے  
کس کس نے جلے ہیں یہاں خوں سے دئے  
صادق میں یہاں ذکر کروں کس کس کا  
قرباں جو ہوئے مادر گیتی کے لئے

یہاں تک شاعر نے اس درخشاں اور حوصلہ خیز ماحول اور جرأت و شجاعت اور ایثار و عمل کے ان پاکیزہ جذبات کی تصویر کھینچی ہے جن کے فیض سے آزادی کا کارواں منزل تک پہنچا ہے۔ لیکن آزادی کے بعد اور خاص طور پر عصر حاضر کے ہندوستان میں مادی ترقیوں کے باوجود اخلاقی اور تہذیبی طور پر جو بحران پیدا ہو رہا ہے۔ ہر شعبہ حیات میں بد اعمالیوں کے جو دفتر کھلے ہیں۔ اعلیٰ انسانی قدروں اور بند آدرشوں کی جو پامالی ہوئی ہے۔ باہمی نفرت، جبر و تشدد، فسادات، فرقہ پرستی، کالابازاری، رشوت، نوجوانوں کی بے راہ روی، اعلیٰ سیاست کی بدکرداری، الغرض



ہرے ملک میں آشوب و بلبلا کی جو خوفناک صورت پیدا ہوئی ہے صادق صاحب نے بڑے جیسے، تلخ اور کہیں کہیں طنز کھرے تیزابی لہجہ میں سے بے نقاب کیا ہے۔ اس اندوہناک وطن دشمن فضا میں وہ بڑی ٹھٹھن محسوس کرتے ہیں۔ اور عام انسان کی طرح وہ بھی یہی سوچتے اور محسوس کرتے ہیں کہ اس پرورے ہی سماجی اٹھانچہ بوبدن ہے۔

اوقات زمانے کے یہی کہتے ہیں  
دن رات زمانے کے یہی کہتے ہیں  
شاید کوئی طوفان ہے آنے والا  
حالت زمانے کے یہی کہتے ہیں

اس مجموعہ کے چوتھے حصہ کا عنوان ہے ”مزدور اور سرمایہ دار“۔ صادق صاحب کو اس حقیقت کا احساس ہے کہ ملک میں صنعتی ترقی کے ساتھ معیشت اور زندگی کے ہر شعبہ پر سرمایہ داروں کی گرفت مضبوط ہوتی جا رہی ہے۔ اور اسی نسبت سے محبت کش عوام کا اتھال کرنے کی نئی گھناؤنی سازشیں بھی بڑھتی جا رہی ہیں۔ صادق صاحب کی ساری ہمدردی دسپے اور کپکپے ہوئے مزدوروں کے ساتھ ہے۔ یہاں لگتا ہے جیسے ہوں نے اپنی ذات کو، اپنے مقدر کو مفلس اور مظلوم مزدور طبقہ سے وابستہ کر لیا ہے۔ وہ سرمایہ پرستی کے اس پورے نظام سے براہم و بیزار ہیں جس نے محبت کش انسانوں کا استحصال کر کے انہیں حیوانوں کی سطح پر جینے کے لئے مجبور کر دیا ہے۔ اس حصہ کی رہا عیوں میں شاعر کے جذبات کی شدت و صداقت نے غضب کا زور پیدا کر دیا ہے، واقعہ یہ ہے کہ مزدور کی، انسان کی زندگی، اس کی محنت کے استحصال اور اس کے احتجاجی جذبات کی جھکی حقیقت پسندانہ ترجمانی صادق صاحب نے کی ہے وہ انہی کا حصہ ہے۔ وہ اشتراک کی نہیں لیکن ان کی درد مندی، عوام دوستی اور ان کے اپنے مشاہدات نے انہیں اسی مرحلہ پر لے جا کر کھڑا کر دیا ہے جہاں ایک اشتراکی یا نقدی نظر آتا ہے۔ یہ چند ربا عیات ملاحظہ ہوں۔

غربت کے اندھروں کی سیاہی کیا خوب  
مزدور کی ہر طرح تباہی کیا خوب  
جیسے ہو کوئی وقت کا اپنے قارون  
زور کی یہ شان، یہ شہی کیا خوب

دولت کے طلب گار ہیں، سرمایہ پرست  
ظالم ہیں، دل آزار ہیں، سرمایہ پرست  
ہر کام جو دیتے ہیں نئے غم یارو  
وہ قافہ سار ہیں سرمایہ پرست

جینے کی طرح، دیکھے کب جیتے ہیں  
مزدور امیدوں کا کفن سیتے ہیں  
پیشے میں غرقاب ہوں کے بندے  
زردار غریبوں کا لہو پیتے ہیں

زردار ہیں یہ، چہرے ہیں ان کے گلریز  
کچھ اس میں ہد کو ہیں تو کچھ میں چنگیز  
خام ہیں غریبوں کا بہاتے ہیں ہر  
خون ریز ہیں خوں ریز، غضب کے خوں ریز

سربامیت کی نارگی اور تاثر آفرینی سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ مجموعہ سچ کی آواز، حقیقی معنوں میں سچ کی آواز ہے۔ اس سربامیت پر سربامیت  
نہ میں نہ اس بن محرمیوں، دھوکوں اور اداؤں سے نڈر رہا ہے۔ جس طرح کی بے انصافیوں، بے رحمیوں اور سب چورگیوں میں ماس  
ہے یہاں کہہ سکتے ہیں کہ صادق صاحب کی روح اس مذہب سے جو جھل ہے۔ دیکھو جس حد تک بھی اپنے عوام کے دکھ درد میں ان کی مایوسیوں، دراز  
مند یوں میں شریک ہوتا ہے اس کی آواز اس حد تک اس کے عہد کی، اس کے عوام کی آواز ہوتی ہے۔ اس نے اس مجموعہ کے غموں میں گرفتار ہیں۔  
سچ کے محنت کش، محنت کشوں کے مانوس، کا زیروہم اور اس کے مضطرب دل کی دھڑکن کا آئینہ بنی ہے۔ اس میں حیرت کی بات نہیں۔  
اس سے قبل حضرت صادق دہلوی کے کلام کے چار مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔ وہ پہلی گے با کمال شاعر حضرت محمود دہلوی کے،  
نماذہن صنف سے تعلق رکھتے ہیں۔ وہی کی زمان، محی ورو، زردار مرہ پر انہیں جو قدرت حاصل ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ لیکن ان کی شاعری میں  
زبان و بیان یوں پر قدرت کا کرشمہ نہیں۔ اس سے انہوں نے اپنے شعور و حیات و اپنے سماجی تاملت کے اظہار کا کام بھی کیا ہے۔ اس  
لے انہوں نے رباعی جیسی صنف شاعری کا انتخاب کیا جو ظہر پر قدرت کے ساتھ ساتھ، وسعت فکر و نظر کا بھی مطالبہ کرتی ہے۔ رباعی کا  
ایک آؤفن سے اردو میں یہ صنف عام طور پر زندگی و سرسستی یا پھر محبت اور معرفت کے جذبات اور خیالات کی پیشکش کا ذریعہ رہی ہے۔  
باقی سے ایسا کامینا کے وہ طویل نظم کا روپ اختیار کر کے عید شوب بن جائے یہ صادق صاحب کا پہلا ازاد روایت سے مبارک خواب  
سہن کی رباعیوں میں یہ نمیب، غنائیہ اور رزمیہ تینوں اوصاف ملتے ہیں۔ وہ اپنی بات کو صاف اور مؤثر ڈھنگ سے کہنے کی دھن میں  
ماں بوجہ سے تر کرتے ہیں اور اس سے ان کی بہت سی رباعیوں میں تخیل کا وہ حسن و بیان کا وہ زور پیدا نہیں ہوتا جو چوتھے مہین  
دھن کی طرح اور سرتا ہے اس سے باوجود انہوں نے اس دو مٹی سے ایک بڑے اور مستم با شان موضوع کو پیش کرنے کی جو طرح ڈالی۔  
باقی کی بات میں یادگار رہے۔

ڈاکٹر قمر رئیس

امید ہے کہ اہل ادق اس چھوٹے مجموعہ کی داد دیں گے۔

دلی جنوری ۱۹۸۱ء

## اظہارِ تشکر

انگریزی رومن اور ترجمہ میرے استاد محترم حضرت مخدوم دہلوی کے دوست جناب ڈاکٹر محمود قادری اسعد دہلوی کا ہے جنہوں نے اپنی مصروفیت اور ناسازی طبع کے باوجود اپنا پیش بہا وقت میری کتاب کے ترجمہ پر صرف کیا اور اسے ایک نیا موڑ اور حسن بخشا۔

(سر ورق اور تمام اسٹیج) جناب بدالحسن بدر مخدوم کے ہیں جو میرے استاد قبہ حضرت مخدوم دہلوی کے سہارا ہیں۔ انہوں نے اپنی مصورانہ صلاحیتوں سے میری کتاب کو آراستہ کیا اور درویش بنایا جس کے سائے میں کی گہرائیوں سے شکر گداز ہوں۔ نیز ان حضرات کا کہ جنہوں نے ”آج کی آواز“ کے سلسلے میں اپنے مفید مشوروں سے نواز اور معاون کار رہے تہہ دل سے ممنون ہوں۔

صادق دہلوی

## عظیم شاعر پیر طریقت

محترم مصوفی محمد یسین شاہ صاحب صادق دہلوی کے سلسلے میں کچھ لکھنا سورج کو چراغ دکھانا ہے آپ جہاں عرفان طریقت کے بحر ناپیدا کنار سے بیش بہا موتی ڈھونڈ نکالتے ہیں وہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو شعر و سخن کے میدان میں بھی سواری کا شرف بخشا ہے۔ سلوک و تصوف کے ساتھ اگر شعر و سخن کا ذوق بھی کسی کو حاصل ہو جائے تو وہ سونے پر سہاگہ کی تہ ہوتی ہے۔ آپ دونوں منزلوں میں اس درجہ پر ہیں کہ شعر و سخن کے پر کھنے والے آپ کو عظیم شاعر سمجھتے ہیں اور سنو کہ تصوف کے ماہرین آپ کو پیر طریقت مانتے ہیں۔ اس وقت جو کلام آپ کے ہاتھوں میں ہے وہ اپنی جگہ بالکل صحیح ہے۔ میں لوگوں کے لئے سر تا پا ہدایت ہے۔ ”آج کی آواز“ فی الحقیقت دل کی آواز ہے۔

(مولانا) محمد وحید الدین قاسمی

حضرت مولانا شاہ ولی اللہ دہلوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

احکام الہی کا عجب باب تھے آپ  
دنیاۓ سیاست میں بھی نایاب تھے آپ  
تھی صدق و صفاء شمع ہدیٰ آپ کی ذات  
دھرتی پہ جو انجرا تھ وہ مہتاب تھے آپ  
بہادر شاہ ظفر

مجاہدین آزادی

شریعتی اندرا گاندھی

وزیر اعظم جمہوریہ ہند

مادر گیتی کی بہادر بیٹی  
شہرت تجھے حاصل ہے جہوں میں کیسی  
ہر مفلس . نادار کی آواز ہے تو  
دنیا میں تری ساکھ ہے "اندرا گاندھی"

ظاہر جو ہوا فکر و نظر کا احساس  
تھا دل پہ جا ہی کے اثر کا احساس  
اس "شاہ" کے انداز بیاں سے صادق  
پھر جاگ اٹھا فتح و ظفر کا احساس  
جنرل بخت خاں

مرکز پہ خیات سمٹ آئے ہیں  
اشعار میں جذبات سمٹ آئے ہیں  
یہ "آج کی آواز" کا جاو دیکھو  
تصنیف میں حیات سمٹ آئے ہیں

انگریز نے جتنے بھی ستم ڈھائے سخت  
اس پر بھی مگر لڑتے رہے "جنرل بخت"  
لوگوں نے جو کچھ مل گئے دعا کی یارو  
پھر مادر گیتی کا شا تاج اور تخت  
سلطان شیوشہید

اغیار نے بنیاد جو ہٹ کر رکھ دی  
وہ میری جسارت نے الٹ کر رکھ دی  
بسب نام مہبان وطن کا آیا  
تاریخ زمانے کی پٹ کر رکھ دی

ممتاز ہیں ممتاز تھے "شیپوسطان"  
ہر فرد کی آواز تھے "شیپوسطان"  
لڑتے رہے بھارت کے لئے پرنس سے  
واللہ وہ جانناز تھے "شیپوسطان"

نواب سراج الدولہ

حضرت مولانا شیخ احمد فاروقی مجدد الف ثانی سرہندی

افسانہ آہستی ہے ترا طولانی  
تحریک تری بین کے رہی طوفانی  
خوابیدہ عالم کو جگایا تو نے  
سر بند کے سرتاج مجید ثانی

وہ دیش کے ہمدم تھے "سراج الدولہ"  
حالات کے محرم تھے "سراج الدولہ"  
تھے قافلہ سالار پلاسی میں وہی  
اک رہبر اعظم تھے "سراج الدولہ"



### حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی

وہ میرے وطن کے تھے بڑے شاہ مہم  
ممکن ہی نہیں جن کا زمانے میں بدل  
مشہور جہاں بھر میں ہوئے ”شاہ عزیز“  
وہ مہم سیاست وہ مہم علم و عمل

### حضرت مولانا شاہ رفیع الدین دہلوی

تصویر محبت تھے وفا کے پیکر  
عرفان کی راہوں کے تھے کامل رہبر  
مشہور زمانہ جو ہوئے ”شاہ رفیع“  
دنیا کے سیاست کا رہے تھے محور

### حضرت مولانا شاہ عبدالقادر دہلوی

حاصل تھی انہیں علم و عمل کی دولت  
بے مثل تھے وہ رہبر قوم و ملت  
روشن ہیں زمانے میں وہ ”عبدالقادر“  
دنیا کی نگاہوں میں ہے ان کی رفعت

### حضرت مولانا شاہ محمد اسحاق دہلوی

طوفان سے ہم آغوش تھی ہمت تیری  
تھی ادب و ثناء پہ سیاست تیری  
تو فہم و فراست کا تھا پیکر ”اسحاق“  
تھی قابل حسین جسارت تیری

### حضرت مولانا شاہ عبدالغنی دہلوی

رنگین ہے اب تیری تمنا کا جن  
آزاد ہوا تیرا گلستانِ وطن  
کیسے نہ رکھیں یاد تجھے ”شاہ غنی“  
کام آئی ہے بھرت کو ترے دل کی لگن

### بادشاہ بیگم زینت محل

بخشے تجھے اللہ نے عزم و ہمت  
جنتا کے دلوں میں ہوئی تیری عزت  
برٹش سے لڑی جنگ وہ ”زینت“ تو نے  
اس دیش کی قائم ہوئی جس سے رفعت

### نواب حضرت محل

گوئی تھی نوا گنگ و جن میں تیری  
اک دھوم مچی سارے وطن میں تیری  
بے دیش میں ہر سمت بہاروں کا ہجوم  
ب روشنی ہے تیرے چہن میں تیری

### لکشمی بائی رانی جھانسی

تو دیش کی رانی تھی وفا کی دیوی  
تہ نے کیسی تجھے طاقت دی تھی  
برٹش نے ترا مان سیا تھا لوہا  
کیا بات تھی اے ”لکشمی بائی“ تیری

### سندھیاراؤ ناننا صاحب

واللہ عجب شان کی تھی پامردی  
ہر قلب میں اک روح سیاست بھردی  
پروانہ سوراخ تھے ”نانا صاحب“  
جس اپنی فد شمع وطن پر کردی

### تانیتا ٹوپے

جس شخص کی ہستی بنی تاریخ کا باب  
جس ذات نے دی قوم کو بیداری خواب  
انگریز کا بھارت میں کیا ناطقہ بند  
ماتا ہی نہیں ”تانیتا ٹوپے“ کا جواب

### حضرت مولانا امام فضل حق خیر آبادی

انگریزوں سے جو برسرِ پیکار رہے  
آزادی بھارت کے طلبگار رہے  
تھے ملک کی رفعت کا نشان اسی  
برٹش کے لئے درپِ آراء رہے

### حضرت مولانا سید احمد اللہ فیض آبادی

بھارت کی فضائیں تھیں عجب طوفانی  
برٹش نے مٹانے کی تھی دل میں ٹھانی  
حق بات تو یہ ہے ارے ”سید احمد“  
لائی ہے نیا رنگ تری قربانی

### حضرت مولانا عبدالقادر لدھانوی

تھی پیش نظر دیش کی حالت کیا خوب  
فرنگ سے کی تو نے بغاوت کیا خوب  
قادر تو ہوا نام تھا ”عبدالقادر“  
دنیا میں ہوئی ہے تری شہرت کیا خوب

### حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری

ہشیار کیا تو نے چمن والوں کو  
پیغام دیدل کی لگن والوں کو  
تھی بانگِ جرس تیری نوا ”شاہ رحیم“  
بیدار کیا تو نے وطن والوں کو

### شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن (اسیرانہ)

وہ جن کا مہمانِ وطن میں ہے شمار  
تھے بندۂ حق قوم کے اسی معمار  
برسوں جو رہے قید میں انگریزوں کی  
”محمود حسن“ تھے وہ سراپا ایثار

### حضرت مولانا حاجی امداد اللہ مہاجر مکی

بھارت کی محبت جو وہاں دل میں تھی  
تھے اس سے پریشان بہت افراقی  
خوشید سیاست بھی تھے ”امداد اللہ“  
تھے ”قطبِ زمانہ“ بھی ”مہاجر مکی“

### حضرت مولانا مملوک علی نانوتوی

کیا صاحبِ ادراک تھے ”مملوک علی“  
حق بات میں بیباک تھے ”مملوک علی“  
بھارت کی سیاست کے تھے مہر تاباں  
زینتِ دو افلاک تھے ”مملوک علی“

### حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی

فرزاتوں میں فرزانے ”رشید احمد“ تھے  
اسرار کے فحشائے ”رشید احمد“ تھے  
تویر ہے گزارِ وطن میں جن کی  
”شمع“ کے پروانے ”رشید احمد“ تھے

### حضرت مولانا قاسم نانوتوی

تھے محرمِ اسرارِ شریعت ”قاسم“  
سرتا بقدم ایک حقیقت ”قاسم“  
حالی جو رہے دیش کی آزادی کے  
باطل کے مقابل رہے حضرت ”قاسم“

### حضرت مولانا محمد جعفر تھانیسری

پیشانی حالات کی پڑھ کر تحریر  
تدبیر کے شانے سے سنواری تقدیر  
”جعفر تھانیسری“ تیری ہستی  
حق بات ہے تھی عشقِ وطن کی تصویر

### راجہ رام موہن رائے

ہر سمت جو پھیلائے گئے دیش میں دم  
توڑا تری ہمت نے انہیں "راجہ رام"  
قائل ہیں جسارت کے تری اہل وطن  
ایک ایک نفس تو نے دی ہے پیغم  
گوپال کرشن گوکھلے

شراب ہوا گلشن امید ترا  
ہرایا فضاؤں میں ترنگا بھٹکا  
ہے زندہ جاوید تری شخصیت  
سے "موکھلے" یہ در کی گنگا کہا کرنا  
بال گنگا دھرو کماتنیہ تک

نگریز کی فطرت سے تھے "گگہ" تلک  
تھے منہ پر مسو، کی اب رہا تلک  
دفرنگی حکومت پہ تھے وہ چھاپے  
ماریب تھے بے تاج "شہنشاہ تلک"  
لالہ لاجپت رائے

اے مادر گیتی کے درخشاں مہتاب  
ہے تیری حتما کا گلستاں شراب  
برش کے لئے برق تھی تقریر تری  
کہتا ہے زمانہ تجھے "شیر و خجرب"  
رابندر ناتھ ٹیگور

اوروں سے جدا فکر کا انداز بھی ہے  
نغموں میں ترے سوز بھی ہے ساز بھی ہے  
بھارت کے گلستاں کی فضا میں شامل  
"نیوز" ترے قلب کی آواز بھی ہے

### شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی

میں شان کے انسان "حسین احمد" تھے  
قرآن کا فرمان "حسین احمد" تھے  
تمہا پر بھی انہیں عشق وطن سے ایسا  
تاریخ کا عنوان "حسین احمد" تھے  
حضرت مولانا عبید اللہ سندھی

تباہ نے بھارت سے جو لی انگڑائی  
قتل کی فضاؤں پہ بھی مستی چھائی  
یہ بات حقیقت ہے "عبید اللہ" نے  
تاریخ سے تقرر وطن چمکائی  
حضرت مولانا محمد میمن منصور نصاری

بھارت کی سیاست میں تھا وہ شیر و  
تاریخ کے اوراق میں جس سے معمور  
حق بات یہ کہتا ہے جہاں دلوں سے  
تقدیر بنا دیتی ہے اس کو "منصور"  
مولانا برکت اللہ بھوپائی

تھی مادر گیتی سے وہ الفت تجھ کو  
جوت سے بھی بھوک کا نہ بھارت تجھ کو  
دش ہے تر نام وطن میں "برست"  
کہتا ہے جہاں میر سیاست تجھ کو  
راجہ مہندر پرتاپ

وہ قوم و وطن کے تھے درخشاں مہتاب  
ہے جن کی محبت کا گلستاں شراب  
ماریب تھے امار و وفا کی تصویر  
وہ دشا بھگت "راجہ تھے تاریخ کا باب"

## ذات محمد اقبال

ہم نے ہمیں ہر خطرے سے شیر یا  
انگریز کی فطرت سے خبردار کیا  
دی نہ ہو مہنوں کرم کیوں اس کی  
ایمان سے افکار نے بیدار کیا

## ڈاکٹر مختار احمد انصاری

صورت پہ فدا "ڈاکٹر انصاری" تھے  
ہفت دن خواہ "ڈاکٹر انصاری" تھے  
تھے رزہ بر اندام فرنگی جن سے  
وہ مرد خدا ڈاکٹر انصاری تھے  
مسیح الملک حکیم اجل خاں دہلوی

نہان سے ہسر تھے "حکیم اجل خاں"  
عدت کے مندر تھے "حکیم اجل خاں"  
نور پید سیاست تھے وہ شیدائے وطن  
ہدایت کا مندر تھے "حکیم اجل خاں"

## سر سید احمد خاں

سرمایہ اراد تھے "سید احمد"  
منزل سے خبردار تھے "سید احمد"  
تھے رہبر تحسین جدید اور قدیم  
اک قافلہ سار تھے "سید احمد"

## حضرت مولانا محمد علی جوہر

دریائے فن کے تھے شاعر "جوہر"  
دیانت سیاست میں تھے برتر "جوہر"  
سرخوش رسولان میں بنی ہے تربیت  
ریب مقدر کے تھے یار "جوہر"

## مولانا شوکت علی

ایثار و محبت کا نشان تھے "شوکت"  
اخلاق و مروت کا نشان تھے "شوکت"  
حق بات کے شیدا تھے وطن سے عاشق  
آزادی بھارت کا نشان تھے "شوکت"

## محترمہ بی اماں

منہ موڑ دیا عزم سے ہر طوقاں کا  
ممنون ہے ہر اہل وطن احساں کا  
تحریک خلافت کو جلا دی جس نے  
وہ نور وہ ایمان تھے "بی اماں" کا

## دادا بھائی نوروجی

جنتا کے سے راہ تھے "دادا بھائی"  
بھارت کے یہی خواہ تھے "دادا بھائی"  
تھے بحر سیاست کے شناور کیا خوب  
بر بازار سے آگاہ تھے "دادا بھائی"

## بدرالدین طیب جی

دل میں تھے نہاں جذبہ جب الوطنی  
اللہ نے کیسی انیس شہرت دی تھی  
وہ دیش کے بھروسہ تھے جنتا پہ نثار  
مشہور زمانہ جو ہوئے نصیب جی

## موبین داس کرم چند گاندھی

انگریزی حکومت میں اٹھائی تہذیب  
بھارت کی نئی سارکے جہاں میں باندھی  
قربان ہوئے قوم و وطن کی خاطر  
خوددار تھے خوددار "کرم چند گاندھی"

ستور با گاندھی

بیش بہ شمع کا پروں تھا  
گام تر ساتھ رفیق نہ تھا  
”کنہ با گاندھی“ تھی عجب شان تری  
صورت تھی مگر حوصلہ مردانہ تھا

پنڈت موتی لال نہرو

بنا کے دوں ن تھے فغان ”موتی لال“  
رکتے تھے عجب عزم جواں ”موتی لال“  
وہ بیش کے شیدا تھے فرنگی کے خلاف  
یا منزل بھارت کا نشان ”موتی لال“  
مفتی اعظم حضرت مولانا کفایت اللہ دہلوی

حق بات کے محرم تھے ”کفایت اللہ“  
شک بنی آدم تھے ”کفایت اللہ“  
تھی بیش نصر قوم و وطن کی خدمت  
وہ مستی اعظم تھے ”کفایت اللہ“

سحبان الہند حضرت مولانا احمد سعید دہلوی

جو بات تھی حق کہتے رہے ”مولانا“  
ریا کی طرح بہتے رہے ”مولانا“  
انگریز نے جو ظلم کئے جیلوں میں  
بنیں بنیں کے انہیں سبت رہے ”مولانا“  
محدث اعظم حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیری

تھی ذات تری عمر و عمل کا پیکر  
تھے ماند ترے سامنے وہ و خیر  
برائے نے مٹانے کی بہت کوشش کی  
”انور“ تری ہستی پھر بھی ”انور“

حضرت مولانا ابوالحسن سید محمد سجاد بہاری

تو سر سیاست کا وطن کا مہتاب  
دنیا کو سکھاتا ہے وقتا کے آداب  
”سجاد بہاری“ تری آفتی سے شہر  
ہے بیش میں اپنے تر جان نایاب

حضرت مولانا عبدالباری فرنگی خلّی

برائے کی سیاست سے خیردار تھے آپ  
آراہی بھارت کے صمدار تھے آپ  
تقدیر وطن آپ تھے ”عبدالباری“  
منزل کے لئے قافلہ سالار تھے آپ

امام الہند حضرت مولانا ابوالکلام آزاد

اللہ رے مساوات تری ”اب آزاد“  
اوصاف بھری ذات تری ”اب آزاد“  
دنیا نے سیاست کا ہے تو کینہ  
ہستی ہے کمالات تری ”اب آزاد“

مجاہد ملت حضرت مولانا حفیظ الرحمن

الزام زمانے نے لگائے لاکھوں  
کائے تری راہوں میں بچھائے لاکھوں  
ہکے نہ قدم ”مرد مجاہد“ تیرے  
فٹے تو حریفوں نے اٹھائے لاکھوں

پنڈت جواہر لال نہرو

پہنچی ہے دوں تک جو فغان ”نہرو“  
گفتار حقیقت ہے زبان ”نہرو“  
یہ راز نہیں سچ زمانے سے نہیں  
پیغام محبت ہے یوں ”نہرو“

## مسز ایٹی بیسنٹ

اس میں تھا ترسہ جذبہ حب الوطنی  
تقصیریں اہل وطن اب تیری  
یہ مشورہ اپنا ہے "مسز ایٹی بیسنٹ"  
کہنے کی تھی جو بات وہ ہم نے کبھی  
سروجنی نائیڈو

اک منزل دشوار کا حاصل کیا خوب  
سرگرمی رفتار کا حاصل کیا خوب  
"بلبل" تھے کہتے ہیں گلستاں والے  
شیرینی گفتار کا حاصل کیا خوب  
راج گوپال اچاریہ

صد شکر کہ بند رخ مہتاب کھلا  
تحریک کی تعبیر ملی خواب کھلا  
بھارت کے گلستاں میں بہاریں تیں  
"رابعہ" سے جو تاریخ کا اک باب کھلا  
ڈاکٹر راجندر پرشاد

ہر ایک کے دل میں جو ہے عظمت تیری  
رس تھی سنی جتا کو قیادت تیری  
بھارت سے تجھے پیار تھا "رجن ہبڑا"  
صد ہار کے قابل تھی صدارت تیری  
پنڈت مدن موہن مالویہ

وہ سم سیاست کا بڑا مخزن تھے  
خود اپنی جگہ آپ دل گلشن تھے  
شیدا جو رہے قوم و وطن کے ہر دم  
بھارت کے وہ سمورا "مدن موہن" تھے

## کمل انہرو

ملش کی مٹھوں کو نکھرا تو نے  
غینوں کا نہیں رنگ ابھارا تو نے  
تدبیر سے اک شانے سے "کمل انہرو"  
اس دانش کی لہجوں کو سنوارا تو نے  
سبھاش چندر بوسل

شبہ میں مرے دیش کے دھرتی آکاس  
ہو پائے کا بہ تنس پہ یہ راز بھی فاش  
تاریخ کے اوراق اس کمر دیھو  
تاک یہ تھی سب سے زندہ ہیں "سبھاش"  
مروہت

من مانی جتا کو جتیا تو نے  
یہ دیش دیش سب یہ بتایا تو نے  
دیش بھارت میں "گوروہت" تیرے  
روہت تو ایسا سر نہ جھکیا تو نے  
سردار بھگت سنگھ

دے رہے اشار "بھگت سنگھ" تیرا  
سے کردار "بھگت سنگھ" تیرا  
سن و پانچوم وطن کی خاطر  
احسان ہے "سردار بھگت سنگھ" تیرا  
راس بہاری بوسل

تدبیر نے تقدیر سنواری تیری  
آلام میں ہمت نہیں ہاری تیری  
ہر غم کو سہا دیش کی خاطر ہنس کر  
کی بات تھی اے "راس بہاری" تیری

## پن چندر پال

مختار رہے برق تپوں سے گلشن  
شراب ہو چکے غل و گل کا دامن  
وہ یہ تمن تھی ”پن“ کے دس میں  
”چاند“ ہوں پہ گلستانِ وطن  
سکھ دیو

ایثار ترا کام وطن کے  
بھارت کے مقدس ستار چمکا  
تزد ہوا دیش ترے جوہر سے  
”سکھ دیو“ تجھے یاد کرے گی جتنا  
سردار اودھم سنگھ

یہ بات ہے دنیا پہ عیاں ”اودھم سنگھ“  
تھ عشقِ وطن دل میں نہیں ”اودھم سنگھ“  
نگینڈ گیا قوم کا بدلا لینے  
نہ رے ترا عزمِ جواں ”اودھم سنگھ“  
چترنج داس

بھارت میں بڑا کام ہے ”چترنج“ کا  
دنیا میں امر نام ہے ”چترنج“ کا  
بنتے ہیں یہاں ریل کے اعلیٰ رنج  
یہ دیش پہ انعام ہے ”چترنج“ کا  
راس پرش دیکھ

ہے قول یہ ”بھل“ کا ز یاد رہے  
ناشا کوئی شخص نہ ہو شاد رہے  
مقصد ہے یہ ایش کا ن کے پرہ  
ہے فو ویش دیش کا آزاد رہے

## چندر شیکھر آزاد

افضل ہے ترا کام تو ”شیکھر آزاد“  
رندہ ہے ترا نام تو ”شیکھر آزاد“  
وہ حسن دید صبحِ وطن کو تو نے  
ہوگی نہ کبھی شام تو ”شیکھر آزاد“  
سردار ولہ بھائی پٹیل

کہتے رہے سب کچھ انہیں کہنے والے  
طوفان کے مقابل تھے وہ رہنے والے  
اک اپنی نسان تھے ”سردار پٹیل“  
جذبات کی رو میں نہ تھے بنے والے  
سردار بھٹل بھائی پٹیل

گھٹاڑ میں تھی طرہ یں بھارت  
تحریر میں بھی حسنِ زبان بھارت  
بے بات کسی سے بھی نہیں پوشیدہ  
بھٹل تھی تری شان ہی شان بھارت  
لال بہادر شاستری

جب حسنِ ارادت نے قدم چوم لئے  
خود بڑھ کے شجاعت نے قدم چوم لئے  
یہ ”لال بہادر“ کا مقدس دیکھو  
میدانِ سیاست نے قدم چوم لئے  
پرفلا چند رائے

تو اپنی جگہ والی گزار بھی تھی  
دیش کی نگاہوں میں عمرِ خلد بھی تھی  
کامِ آئی وطن کے تری جس پیہ  
”پرفلا“ اس دیش کا ہمدرد بھی تھی

### مسٹر صف علی بارایت لاہوری

ہر وقت یہی فکر یہی تھی تدبیر  
کس حسن سے چکاؤں وطن کی تقدیر  
کہتا ہے زمانہ جنہیں "مسٹر آصف"  
ذخیرہ غدی کے لئے تھے شمشیر

### جناب رفیع احمد قدوائی

وہ دیش کے حامی تھے مددگار بھی تھے  
وہ اپنے وطن کے گل بے خار بھی تھے  
تقریر سے تحریر سے سمجھائے رموز  
حق بات ہے کہ وہ محرم اسرار بھی تھے  
حضرت مولانا شاہ عبدالقادر اس کے پوری

اوصاف حمیدہ سے ہے تیرے ظاہر  
ہے یاد الہی سے ترا دل طاہر  
دنیا کے سیاست میں نہیں تیرا جواب  
اے شیخ طریقت مرے "عبدالقادر"

### حضرت مولانا احمد علی لاہوری

مکمل میں ہیں رنگ بہار سی گیا  
ماہوں کی نگہوں میں خند تہی گیا  
ساقی جو بنے "احمد علی لاہوری"  
میخانہ بھارت پہ کھار آبی گیا

### حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری

آئینہ شریعت کا "عطاء اللہ" تھے  
عرفان صداقت کا "عطاء اللہ" تھے  
تقریر میں خورشید فلک کی تابش  
مبتاب سیاست کا "عطاء اللہ" تھے

### لالہ دیش بندھو پتہ

ماں صبح جس تھے "دیش بندھو گپتا"  
بھارت کا "دیش بندھو گپتا"  
الہام سزاوی بندہ تھے

وہ شہر وطن تھے "دیش بندھو گپتا"  
حضرت مولانا سید فضل الحسن حسرت موہانی  
سستی تھی تری شعر و سخن کا مہتاب  
وہ سے تھے ترے باغ سیاست شاداب  
وہ عزم و عمل قوم کو بخش تونے  
"حسرت" تری نعت کا نہیں کوئی جواب  
حضرت مولانا شبلی نعمانی

یہ تھے بہت پاک تھے "حضرت شبلی"  
"فقر میں بے باک تھے "حضرت شبلی"  
تاریخ کے اوراق ہیں شہر صائق  
ماں صاحب ادراک تھے "حضرت شبلی"

### حضرت مولانا آزاد سہنی

ن وقت صورت کی وہ کی رخ کنی  
جوانے کے نام سے سب افرنگی  
تھے ہیں حبیب اہل جہاں "سہنی"  
برخشاں تھے بہر حال بری ظہری  
ڈاکٹر سیف الدین کچھو

انگریز سے تھے اتنے نڈر "سیف الدین"  
تا عمر سے سینہ سپر "سیف الدین"  
مردوب ہوں وقت باطل ان سے  
والد تھے شمشیر و تبر "سیف الدین"



حضرت مولانا حبیب الرحمن مدھیہ نوی

سے بہت سی کتابیں لکھیں اور نگار  
حضرت مولانا حبیب الرحمن مدھیہ نوی  
سے بہت سی کتابیں لکھیں اور نگار

حضرت مولانا عبدالمصطفیٰ لکھنوی

خدمت تری قبول کرے رہا کریم  
ریب سے تو رہا قرآن مجید  
تا حاصل ہوا سیاست بھی رہا  
تجربہ سے زندہ تری "مولانا حبیب"

حضرت مولانا سید محمد میاں (دیوبند)

آئین حقیقت کی ضیا "مولانا"  
آئینہ تسخیر و رضا "مولانا"  
لیا گیا نہ سے ظلم و ستم برائش کے  
حق کر گئے بھارت کا اور "مولانا"

جناب اشفاق اللہ خاں شہید کاکوروی

اک عاشق جان باز تھے سوداگی تھے  
گلشن کی بہاروں نے تنائی تھے  
میں پہ چھے شق سے "اشفاق اللہ"  
آزادی بھارت کے وہ شیدائی تھے

سردار علی خاں گورکھپوری

صفوں سے ہم آغوش تھی ہمت تیری  
جنتا کو سے اک درس تری خودداری  
بٹس سے نہ حائف مولیٰ تیری فطرت  
نہ نغمہ سہا تو نے تو "سردار علی"

رمضان علی خاں گورکھپوری

چوے جو قدم دل سے گرے جانی نے  
منہ پھیر لیا شوق ستم رانی نے  
توپوں کے بھی منہ پھیر دیے باآثر  
"رمضان علی خاں" تری قرہانی نے  
ڈاکٹر ذاکر حسین

مشہور جہاں میں تھی فراست تیری  
دنیا کی نگاہوں میں تھی رفعت تیری  
ہے ذکر ترا مار کے قاتل "ذاکر"  
بھارت کا مقدس تھی صدارت تیری

ڈاکٹر محمود بہاری

تا عمر رہے قوم و وطن کے شیدا  
حاصل تھا حکومت میں مقام اعلیٰ  
ایسے نہ رہیں یاد وہ "سید محمود"  
ہے جن کا سیاست میں بھی طوطی بولا

ڈاکٹر رادھارشرش

وہ بخت بد تھا کہ بنے شمع ڈن  
"رادھارشرش" وہ علم و عمل کے مخزن  
آزادی بھارت کی بہاریں کیا خوب  
امیدوں کے غنچوں سے بھرا تھا دامن

ڈاکٹر امبیڈکر

حاصل تھی تجھے علم یہ ایسی قدرت  
ممنون کرم ہے "امبیڈکر" بھارت  
اسے ہر قانون تری صورت کو  
دیکھے کی فضیلت سے "منو" کی صورت

## قاضی نذرا لاسلم

یہ وہ عزم و یقین کیا کہنا  
 ولہد جھٹائی نہ جسیں کیا کہنا  
 پاؤں میں نہ آیا کبھی انگریزوں کی  
 قاضی کے یہ جذبات حسین یا کہنا  
**جناب فخر الدین علی احمد**

سے ذاتِ نرانی تری صدرِ بھارت  
 حق نے تجھے بخشی ہے یہ شان و شوکت  
 ہے ایشیا کی عزت "علی احمد" تجھ سے  
 سے فخرِ وطن، رہبرِ قوم و ملت  
**دیوی گری**

صوبوں مصائب کا مقابل میں تھا  
 میں ترا ہر گام ہی منزل میں تھا  
 اس کاش میسر ہو وطن والوں کو  
 جو عشقِ وطن "دیوی" ترے دل میں تھا

## بھارت کے سپوت

ہندوں میں ستے گئے بھارت کے سپوت  
 دستِ مہم گئے بھارت کے سپوت  
 انگریزی حکومت کا تشدد توہ  
 چوں پہ پڑھئے گئے بھارت کے سپوت

افسوس سے حقیقت کا عجب رافانی  
 کی نعمت شہیدوں کی ہوئی رافانی  
 انہوں نے یہ بہا شہادت جس میں  
 یہ وہ بار ہے قصہ خونی

اک باغ جو شہاب ہے جلیں والا  
 مثلِ درخِ مہتاب ہے جلیاں والا  
 سرخی ہے شہیدوں کے لبوں کی جس پر  
 تاریخ کا وہ باب ہے جلیں والا

سو ظلم ہے خون کے آنسو بھی پئے  
 جس نے بھی کئے کام بہت خوب کئے  
 ہیں زندہ جاوید وہ شیدائے وطن  
 جو مٹ گئے آزادی بھارت کے لئے

انسان کی عظمت کے لئے جانیں دیں  
 جتنا کی حفاظت کے لئے جانیں دیں  
 وہ سکھ تھے کہ ہندو تھے کہ مسلم سب نے  
 بھارت کی محبت کے لئے جانیں دیں

رہتی بھی خزاں صحنِ پن میں کیسے  
 جلتے نہ چراغِ اپنے، گلشن میں کیسے  
 وہ اور محبت تھے ہمارے رہے  
 آتی نہ بہا اپنے وطن میں کیسے

رشتہ نہ و اختر تھے جہن میں وہ لوگ  
 گلشن تھے، گل تر تھے جہاں میں وہ لوگ  
 مخلوق کا تھا پیش نظر جن کے منہ  
 حق بات ہے رہبر تھے جہاں میں وہ لوگ

خوش تھے ہوں ارباب کہن و روئیں  
غمگین ہیں ان اہل چمن و روئیں  
تہیں میں نہیں پیار جو ہم دلوں میں  
روتی ہیں شہیدان وطن کی روئیں

کس شوق سے مجھتے ہیں جھوٹی خبریں  
گانے کی طرح گاتے ہیں جھوٹی خبریں  
وہ سب اپنا کسے ہیں دشمن یاد  
جو دیش میں پھیلاتے ہیں جھوٹی خبریں

جب رنگ پہ آتی ہیں غلط افواہیں  
طوفان اٹھاتی ہیں غلط افواہیں  
ہوتے ہیں پھر آثار تہی پیدا  
دنیا کو راتی ہیں غلط افواہیں

یہ کس نے کہا ہے کہ ہم آپس میں ٹریں  
باتیں جو نہیں کام کی ہم ان پہ اٹریں  
ہے پیار وطن سے تو سنو ہم وطنو  
تم کو ہیں ابھی کاٹی نفرت کی جڑیں

اس بات پہ کچھ غور کرو ہم وطنو  
کیوں اپنی بیس آپ جلاتے ہو کبوتر  
تخریب کی بنیاد میں بربادی ہے  
غارت گر تہذیب و تمدن تو نہ ہو

کس کس نے یہاں جام شہادت کے پئے  
کس کس نے جدے ہیں یہاں خون سے دیئے  
صادق میں یہاں ذکر کروں کس کس کا  
قرباں جو ہوئے مادر گیتی کے سئے

## آئینہ حال

اسکس نے چھینرا ہے مرے غم کا سار  
مرے سانس بن شعلہ نوا نغمہ طراز  
سن کر یہی کہتا ہے زمانہ صادق  
یہ "آج کی آواز" ہے دس کی آواز

اوقات زمانے کے یہی کہتے ہیں  
دن رات زمانے کے یہی کہتے ہیں  
شاید کوئی طوفان ہے آنے والا  
حالات زمانے کے یہی کہتے ہیں

اب کوئی ہلاکو ہے نہ کوئی چنگیز  
بحر کیوں ہیں زمانے کی فضا میں خوں ریز  
آپس میں کبھی مل کے نہ بیٹھیں ہم لوگ  
وہ سچ یہاں ہو کے ہیں انگریز

قریب کرے کس سے کوئی قریبی  
یہ بات نہ بن جائے کہیں بربادی  
نفرت و محبت میں بدل دو بارو  
آپس کی خوش سے ہے بہت بربادی

اس صرح بھی جانوں پہ نہ کھیں اپنی  
ناکوں میں نہ پڑ جائیں کھیں اپنی  
نجوم ذرا سوچ لیں غافل کیوں ہیں  
رہیں نہ حامیں کہ میں رہیں اپنی

بہتر ہے کسی پہ کوئی تہمت نہ دھرو  
ہو نہ کسی کو بھی نہ مارو نہ مرو  
یہ روز کے جھگڑے کوئی اچھے تو نہیں  
اس دیش کی عظمت کو نہ برباد کرو

کھیت اور مکانات جلاتے کیوں ہو  
نقصان سے یہ کس کا ذرا سوچو تو  
بسو نہ کسی غیہ کے سہکانے پر  
دق نہ قسم مار گیتی تم کو

دیا یہ نہ تم اپنی زبانیں کھولو  
جو بات ہو سوچ سمجھ کر ہولو  
تم فرض پر اپنے سوا کس تک قائم  
ردار کی میزان پہ خود کو تولو

اس بات سے بے دل و پریشانی ہے  
وہ اور اشرکش ہے کہ حیرانی ہے  
نجوم سیلاب غر آتا ہے مجھے  
ہر روز جرم کی فردانی ہے

جو جبر و تشدد پہ اتر آتے ہیں  
اعمال کا وہ اپنے اثر پاتے ہیں  
انجام یہی ہوتا ہے ان کا یارو  
خود اپنے مظالم سے وہ مر جاتے ہیں

غیروں کے اشاروں پہ نہ ناچو دیکھو  
بے جان سہاروں پہ نہ ناچو دیکھو  
برباد نہ ہو جاے کہیں یہ گلشن  
دوست کی بہاروں پہ نہ ناچو دیکھو

ہو جانے نہ تم سے کوئی لغزش یارو  
اب چھوڑ دو غیروں کی پرستش یارو  
جس بات سے نقصان وطن کو پہنچے  
سرزد نہ ہو ایسی کوئی سازش یارو

پونجی کو مویشی کی طرح چرتے ہیں  
کچھ لوگ تو دولت سے شکم بھرتے ہیں  
خمیزہ کوئی جیسے جھگٹتا ہی نہیں  
اس ٹھاٹ سے وہ دھوکازی کرتے ہیں

رکھ لیتے ہیں جو نام کوئی اعزازی  
ہے ان کے خیانت کی یہ غمخیزی  
باتیں بھی بتاتے ہیں بلا کی وہ لوگ  
مخلوق سے کرتے ہیں جو دھوکا بازی

جنتا ہے پریشان ہوں کے بندہ  
ہو خوفِ خدا دل میں تو اتنا سوچو  
تم روز-بناتے ہو نئے منصوبے  
چاول کو چھپتے ہو کبھی تم گھی کو

مخوق جو اب آہ و بکا کرتی ہے  
مجبور ہے خون اپنا یہاں کرتی ہے  
مہنگی بھی ہے ہر چیز تو جنتا بھی غریب  
راشن کی کمی دیکھئے یہ کرتی ہے

غم ساتھ ہے میرے نہ خوشی اور کے ساتھ  
خمیازہ عالم ہے عجب طور کے ساتھ  
ڈھونڈے سے نہیں ملتیں بہت سی چیزیں  
کیا ظلم نہیں اب یہ نئے دور کے ساتھ

روتا ہے بہر حال یہی دیش میں آج  
ہے شرم کسی کو نہ کسی کو کچھ آج  
ب دیکھئے یہ دور دکھائے کیا کیا  
چینی کبھی غائب کبھی غائب ہے ناچ

غلے کے ذخیرے کو چھپانے والو  
تم دیش کے حالات بھی دیکھو بھالو  
آغاز تو لالچ کا حسین ہے لیکن  
انجام جرائم پہ نگاہیں ڈالو

بندے ہیں کچھ اللہ کے کچھ رام کے ہیں  
کہتے ہیں کہ سب فیض اسی نام کے ہیں  
ہر قسم کی ہوتی ہے ضرورت پوری  
دشوت کے سہارے بھی بڑے کام کے ہیں

دشوت کی بدولت جو بھری ہے پوری  
کہتا ہے اسے کون نہیں یہ پوری  
ہے وقت ابھی ہوش سنبھالو ورنہ  
پڑ جائے گی مہنگی تمہیں سینہ زوری

لذت ہی جو ہر چیز کی بے فصل ہے  
بس شے پہ نظر ڈالئے وہ نقلی ہے  
کھانا جو پکاؤ تو چراند پکے  
نڑتیاں ہی صلی ہے نہ بھی اصلی ہے

برگام پہ ہوتی ہے یہ آہٹ یورو  
مدے گا رمانہ نئی کروٹ یورو  
خاص نہ وہ ہے نہ غذا ہے کوئی  
ہر چیز میں ہے آج ملاوٹ یورو

اس دیش میں رہتے ہیں کروڑوں انسان  
لاکھوں کے الم کا نہیں ہوتا درماں  
.. فرد اُتر ٹھیک ہیں بیمار ہیں چار  
ہر ایک نے گھر میں ہے بلا کا طوفان

غربت زدہ لوگوں کو تپائی کا سبق  
غیرت سے جہیں کیوں نہ ہو لبریز عرق  
کل عزت و ناموس زمانہ ہم تھے  
شاہد سے یہ تاریخ کا ایک ایک ورق

پوئے ہیں قدم خیر سے رسوائی نے  
سُھر دیکھ لیا ہے ستم آرائی نے  
یہ بات کسی کو میں بتاؤں کیسے  
تقدیر نے مارا ہے کہ مہنگائی نے

نادر کی مجھ تک جو صدا آتی ہے  
احساس کے ایوان سے ٹکراتی ہے  
جینے کی کوئی راہ بتاؤ یارو  
مہنگائی پہ مہنگائی بڑھے جاتی ہے

ظاہر نہ ہو غربت کا اثر مشکل ہے  
دنیا کو نہ ہو اس کی خبر مشکل ہے  
پوچھو نہ غریبوں کی تہی کا سبب  
مہنگائی ہے اتنی کہ گزر مشکل ہے

غربت کا یہ عالم ہے الہی توبہ  
ہر سانس جہنم ہے الہی توبہ  
ہر نفس یہ کہتا ہے مجھے روٹی دو  
یا قسمت آدم ہے الہی توبہ

کچھ اپنے خیالات بتاؤ یارو  
ایمان کی اک بات بتاؤ یارو  
جس رات میں بھوکا نہ رہا ہو کوئی  
ایسی بھی کوئی رات بتاؤ یارو

یہ بات غلط ہے کہ ہمیں غم کم ہیں  
کچھ اپنے ارادوں ہی میں محکم کم ہیں  
افلاس کا اک یہ بھی سبب ہے یارو  
ہم لوگ زمانے میں مستظم کم ہیں

خدا محفوظ رکھے ہر بشر کو جھگڑتی سے  
یہ اپنے ساتھ لے کر سیکڑوں الزام آتی سے  
صادق دہلوی

### مزدور اور سرمایہ دار

زردار کے افعال کی عکاسی ہے  
ہر مفلس و بے حال کی عکاسی ہے  
صادق مرے اشعار کے آئینے میں  
دنیا کے خدوخال کی عکاسی ہے

مجھ سے مری آواز بہت آگے ہے  
افکار کی پرواز بہت آگے ہے  
سرمایہ پرستوں میں ہے چرچا صادق  
ہم سے یہ نظر باز بہت آگے ہے

صورت ہے جو حالات سے مجبوروں کی  
اتنی بھی خبر کون لے رہجوروں کی  
سرمایہ پرستوں کو ہے دولت کا خمار  
فاقوں نے کمر توڑ دی مزدوروں کی

قرضہ ہے کہ پامال کئے دیتا ہے  
فاقہ ہے کہ بے حل کئے دیتا ہے  
مردور اگر کوئی جے تو کیوں کر  
زردار تو کنگال کئے دیتا ہے

یہ حل ہے غربت میں وفاداروں کو  
جیسے نہ رہا اب کوئی بیچاروں کا  
ہیں برزہ بر اندام جہاں کے مزدور  
اللہ رے یہ دبدبہ زرداروں کا

زردار کے ساغر میں ہے صہبائے نشاط  
اس واسطے رہتا ہے یہ شیدائے نشاط  
بس ایک یہی فکر ہے اس کو دن رات  
میں بن کے رہوں مالک دنیائے نشاط

دنیا میں ہیں فنکار ہمارے مزدور  
ہیں صاحب کردار ہمارے مزدور  
دولت کو چھپا رکھا ہے زرداروں نے  
ہیں اس لئے نادار ہمارے مزدور

انکار کی تویر ہے تخلیق مری  
جذبات کی تفسیر سے تخلیق مری  
حاصل ہے مجھے ہشتم بصیرت صادق  
حالات کی تصویر ہے تخلیق مری

دل اپنا کہاں ہے کسی ہستی کے خداف  
تحریک ہے مزدور کی پستی کے خلاف  
دنیا نہ غلط ہم کو سمجھ لے صادق  
جذبات ہیں سرمایہ پرستی کے خداف

انیا میں بہت دُک ہیں ایسے موجود  
والہ ابھی جن کی نظیر سے محدود  
دولت کے پرستار ہیں توبہ توبہ  
پیسے کو سمجھ رہا ہے اپنا معبود

سنت ہے یہاں کون نوائے مزدور  
فریاد کوئی بے پناہ نہ نوائے مزدور  
دولت کی تمنا میں ہیں دولت والے  
روٹی کی جگہ رنج ہی کھائے مزدور

ہے آمدنی اس میں چھوٹی اپنی  
زردار کے ہاتھوں میں ہے روٹی اپنی  
تذیر سے قسمت کا نہ پلکا پاتا  
جیسے کہ ہے تقدیر ہی کھوٹی اپنی

ہستی میں کوئی غم نہ رہا ہو جیسے  
تا عمر ہی دولت میں تلا ہو جیسے  
زردار کا برتاؤ الہی توبہ  
مزدور کی قسمت کا خدا ہو جیسے

سرمایہ پرستوں کے عجب ہیں اقدام  
مزدور کو دیتے ہیں یہ رنج و آلام  
افلاس کے ماروں پہ تشدد دن رات  
واللہ ذرا دیکھئے ان کے انعام

غربت کے اندھیروں کی سیاہی کیا خوب  
مزدور کی ہر طرح تباہی کیا خوب  
جیسے ہو کوئی وقت کا اپنے قارون  
زردار کی یہ شان یہ شای کیا خوب

مزدور نے مانگا جو زبانی نہ دیا  
زردار نے کچھ بات نہ مانی نہ دیا  
خود اس نے پٹے جام مئے عشرت کے  
پیاسے کو تو اک بوند بھی پانی نہ دیا

دل غم سے رہے لاکھ پریشاں کوئی  
آنسو بھی نہ آئے سرمزگاں کوئی  
زردار نے بخش ہے جسے بھی غربت  
یہ دیکھ سکے گا اسے خنداں کوئی

مزدور ہے غمناک ابھی تک یارو  
اس کو نہیں ادراک ابھی تک یارو  
سرمایہ پرستی کی الٹ دے جو بساط  
اتنا نہیں ہے پاک ابھی تک یارو

جہے ہیں جہاں بھر میں جو ہر سڑ اس کے  
سر چڑھ کے نہ بولا کبھی جادو اس کے  
مزدور رہا ہو کے شکارِ آلام  
زردار نے شل کر دئے بازو اس کے

دریش بہر گام ازمنت ہے بہت  
گرتی ہوئی حالت میں بھی ہمت ہے بہت  
زردار کی بیبت ہے دلوں پر طاری  
ہونے کو تو مزدور میں طاقت ہے بہت

زردار کے محکوم ہوئے جاتے ہیں  
موجود ہیں معدوم ہوئے جاتے ہیں  
مزدور پہ یلغار ہے غم کی پیہم  
جینے ہی سے محروم ہوئے جاتے ہیں

مزدور کے ہونٹوں پہ ہنسی تو دیکھو  
مجبور کے منہ پہ خوشی تو دیکھو  
واللہ مگر دیکھ رہی ہے دنیا  
مزدور کی آشفستہ سری تو دیکھو



پرئی ہے خدا بنے مصیبت کیا کیا  
اب اور دکھائے گی یہ غربت کیا کیا  
یہ بچ ہے کہ مفلس کا نہیں کوئی بھی  
زردار سے پہلی ہے اذیت کیا کیا

دولت کے پرستار ہیں شداں کیا خوب  
زردار کی عشرت کے یہ سماں کیا خوب  
ارمان و تمنا کے کھلے ہیں غنچے  
ہے خون غریبوں کا نمیاں کیا خوب

تھکے ہوئے چہرے ہیں غریبوں کے بہت  
بچہ پر یہ بیٹے ہیں نصیبوں کے بہت  
جتے بونے لاشے ہوں چتا میں جیسے  
مزدور ہیں نزدیک صلیبوں کے بہت

دولت کے طلب گار ہیں سرمایہ پرست  
ظالم ہیں دل آزار ہیں سرمایہ پرست  
ہر کام جو دیتے ہیں نئے غم یارو  
وہ قافلہ سالار ہیں سرمایہ پرست

جینے کی طرح دیکھئے کب جیتے ہیں  
مزدور امیدوں کا کفن سیتے ہیں  
میں نشے میں خرقاب ہوں کے بندے  
زردار غریبوں کا لبو پیتے ہیں

زردار ہیں یہ چہرے ہیں ان کے گل ریز  
کچھ ان میں ہلاکو ہیں تو کچھ ہیں چنگیز  
ظالم ہیں غریبوں کا بہاتے ہیں لبو  
خوں ریز ہیں خوں ریز غضب کے خوں ریز

خون دل مزدور کیا ہے تو نے  
حقار کو مجبور کیا ہو تو نے  
مل سکتا نہیں چین تجھے بھی زردار  
دل اپنا تو سرور کیا ہے تو نے

ہر طرح کی تدبیر نہیں سکتی ہے  
مفلس پہ کہاں ان کی نظر جاتی ہے  
ہر وقت تجسس ہے کہ دولت مل جائے  
زردار کو دولت کی ہوس کھاتی ہے

ہے بگڑا ہوا ان کا جو ہر طرح چین  
ہر کام وہ کرتے ہیں بچا کر دامن  
زردار محاسب بھی ہیں چالاک بھی ہیں  
گڑ یاد ہیں کرتے ہیں سلیقے سے فہم

مانے گا یہاں کون مری بات ابھی  
بدلی ہے کہاں صورت حالات ابھی  
خوابیدہ فلاں ہیں اپنے مزدور  
سرمایہ پرستوں کے ہیں دن بات ابھی

دل میں جو ابھی عزم و یقین جوش نہیں  
تو اپنی نگاہوں سے تو روپوش نہیں  
زردار کی اقلیم ہے تیرے دم سے  
مزدور ابھی اتنا تجھے جوش نہیں

خفیت میں ہے، ہشیر ذرا ہونے دو  
دنیا سے خیردار ذرا ہونے دو  
سر اپنا جھکائیں گے پجاری زد کے  
مزدور کو بیدار ذرا ہونے دو

حالات جہاں سے نہ ہو اتنا رنجور  
ہے توڑنا سرمایہ پرستوں کا غرور  
تدبیر سے تقدیر بدلتی ہے تجھے  
حاصل ہے تجھے ہمت بازو مزدور

زردار کی کچھ بات نہ پوچھو ہم سے  
پیدا ہیں جو حالات نہ پوچھو ہم سے  
آنکھوں سے نکل آئیں گے آنسو یارو  
مزدور کے دن رات نہ پوچھو ہم سے

مزدور ہے فولاد ہے سینہ تیرا  
بیکار نہ جائے گا پسینہ تیرا  
مسبب نہیں گے خود تجھ کو مٹانے والے  
زندہ تجھے کروے گا قرینہ تیرا

دل کس لئے مزدور کا رنجور ہوا  
زردار کے ہاتھوں سے یہ مجبور ہوا  
غربت نے دکھائی اسے ایسی ہستی  
فاقوں کی بدولت ہی یہ معذور ہوا

بیدار ہو دنیا کو جگانا سے ابھی  
ہشیر ہو گرتوں کو اٹھانا ہے ابھی  
مزدور ہے ہمت کو جواں رکھ اپنی  
زردار کو کچھ درس سکھانا ہے ابھی

غربت میں سنبھلنا کوئی آسان نہیں  
اس دشت میں چنا کوئی آسان نہیں  
درکار ہیں جذبات جنوں مزدور  
ماحول بدلنا کوئی آسان نہیں

زمنوں سے ہے بھر پور جو سینہ تیرا  
کام آئے گا یہ خون پیسہ تیرا  
تو زر کے خداؤں کی طرف مڑے نہ دیکھ  
ساحل کے ہے نزدیک سفینہ تیرا

ہم جانتے ہیں خوب تری گل کاری  
ہے لفظ عنایت سے تجھے ہزاری  
تیرا بھی نہ ہوگا کوئی عموں زردار  
توئے جو غریبوں کی نہ کی غم خواری

تجھ کو ہو مبارک یہ خزانہ تیرا  
زردار ہے تو، ہے یہ زمانہ تیرا  
انجام سے غافل ہے ہوں کے بندے  
بیگانہ ہے تیرا نہ بیگانہ تیرا

چھاپے ہیں تخیل پہ ہوس کے باں  
صد چاک نہ ہو جائے خرد کا آئین  
زردار کو دن رات ہے دوت کی طلب  
کم بخت کو یہ جس نہ کر دے پاگل

یہ دوت و شمت نہ کہیں سے آئے  
یہ شان یہ شوکت نہ کہیں سے آئے  
اس راز کو سمجھو تو کہیں زردار  
دیا ہی کی حسرت نہ کہیں سے آئے

بندے تو ہوں کار رہے گا کب تک  
دنیا کا پرستار رہے گا کب تک  
کب نیک عمل کی تجھے ہوگی توفیق  
عشرت کا طلب گار رہے گا کب تک

زردار ترے سر سے نہ پگڑی جائے  
پگڑی کے کہیں ساتھ نہ نگڑی جائے  
ایسا نہ کوئی ٹوٹ پڑے تجھ پہ عتاب  
دولت سے تری تھوٹنی رگڑی جائے

یہ سنی گفتار سے دس جہاں کی  
زردار یہ کہہ دے کبھی حق گوئی کی  
طوٹے کی طرح پیچھے میں نکھیں تو نے  
حق و ہر نے حق بات جہاں دلی کی

نچے ہیں امیدوں کے مچکنے والے  
کائنات کی ہواں سے لپکنے والے  
مزدور کی قسمت ہے چمکنے والی  
زردار تو اب خود ہیں بھکنے والے

گرداب میں گئے ہوئے مزدور ہیں جو  
دشمن چھپاتے رہے مزدور ہیں جو  
اب دن پہ آئے گا ستارا ان کا  
دنیا کے ستارے ہوئے مزدور ہیں جو

زردار کا چہرہ ہے اترنے والا  
دھرتی پہ ہے اک نور بکھرنے والا  
مزدور کو تھی جس کی تمنا یارو  
وہ مہر و رخشاں ہے ابھرنے والا

حالات نہ نردیں کہیں بے آس تمہیں  
باں، اس لئے خود پہ نہیں دشاں تمہیں  
گرداب زمانہ سے نہیں بچ سکتے  
دولت بھی نہ آئے گی مگر راں تمہیں

گلشن ہے تمہارا ہو تمہیں رکھوالے  
 سمجھو یہ اشارا ہو تمہیں رکھوالے  
 یہ وقت کا طوقاں ہے بلا کا طوقاں  
 ہے دور کنارا ہو تمہیں رکھوالے

ہستی تری خود شمع ہدیت بن جائے  
 ہر نقش قدم نصر محبت بن جائے  
 مٹ کر تو ذرا دیکھ وطن پر اپنے  
 دنیا کے لئے ایک حقیقت بن جائے

گلشن ہے یہ اپنا گل و بہل اپنے  
 سلجھاؤ ابھی وقت ہے کاکل اپنے  
 بنا سے تمہیں نصر زمانہ یارو  
 تم صاف کرو ذہن و تخیل اپنے

ہم فکر و فکر میں ترقی کی طرف  
 مل جل کے چلے آئیں ترقی کی طرف  
 احساس کے تاروں پہ وہ نغمے چھیڑیں  
 جو دلش کو لے جائیں ترقی کی طرف

تویر مسدولت کی نعمت یہ ہے  
 یجکتی جمہور کی طاقت یہ ہے  
 اس طرح بدل اپنا نام ہستی  
 دنیا یہ سمجھ لے کہ حقیقت کیا ہے

پر جاے گا جب تیرے تماچے تیرا  
 رہاں گزرتے گئے گا سانچے تیرا  
 اس ہنسم سے جب روح نکل جائے گی  
 پھر ون اٹھے گا یہ ڈھانچے تیرا

گرجے ہوئے لوگوں کو سنبھالو اٹھو  
 گزری ہوئی ہر بات بٹالو اٹھو  
 رفتار زمانہ کا تقاضا ہے یہی  
 مزدور کو آنکھوں پہ بٹھالو اٹھو

## پیغام

اس دور پر تشویش میں خدمت کیا ہے  
 ہنگامہ ہستی میں ضرورت کیا ہے  
 یہ راز زمانے کو بتانا ہے مجھے  
 انسان کے لئے امن کی دولت کیا ہے

ہستی کے شیس باب سے واقف ہو جا  
 اس گوہر ثایاب سے واقف ہو جا  
 چینے کا سلیقہ تجھے آجائے گا  
 اسلاف کے آداب سے واقف ہو جا

اسلاف کی ہر بات نمایاں کر دو  
 پوشیدہ خیالات نمایاں کر دو  
 بیدار تھا مل جن سے شعور انسان  
 وہ کہنے روایات نمایاں کر دو



پہلے باتیں سنو

استر وڈا ستر فضل الہی مخمور، ہوی

افکار سے پر نور زمانے کو یہ  
اک جہوہ گہہ صور زمانے کو کیا  
تھی ساقی کوئین سے وہ نسبت پاک  
مخمور نے مخمور زمانے کو کیا

پیر و مرشد کی باگاہ میں

جس ال سے تجھے شاہ حسن دیکھا ہے  
شاہد محبت کا چمن دیکھا ہے  
تیرا ہی کرم یہ ہے کہ صداقت نے تیرے  
ہستی میں تجھے جہوہ قلن دیکھا ہے  
سچے موتی

جذبات کو انوارِ خن میں دھوا  
افکار سے پھولوں کی سحلی  
ہیں ”سج کی آواز“ میں ”سچے موتی“  
یہ راز سمجھتا ہے پرکھنے والا  
شہیادانِ سرور و دہلی

شر دھانجلی

شہیدانِ وطن کو شوق سے شر دھانجلی ہی سے  
پھر اس کے بعد دورِ حال کی تاریخ لکھی ہے  
بتایا پھر مداد کیا ہو حالتِ پائش کا  
شفا کاش یہ میرے بھان صدیق دیوی کی سے  
ڈنڈ پریم ل شہاد دی

منت

میں نے وہ سب سے پہلے نہیں  
یہ کہ نہا پٹی فکتن میں  
یہ کہ انہ سے ہمارے پیغام  
یہ کہ سے امن کا امن میں

آہ سے گم و جمن کی دھرتی  
نواب نے میرے چمن کی دھرتی  
یہ کہ میرے پیش کا بوتاں محل  
نوریدہ درختاں سے وطن کی دھرتی

مل ہیں سے ذرا گاؤ ترانہ اپنا  
انیا کی زبان پر ہو فسانہ اپنا  
پتھ لہج رکھو اپنے نشان کی یاد  
یہ وہ سب اپنا یہ زمانہ اپنا

تکس کو پہنچا ہوا افسانہ ہوں  
جس تک میں ہوں تیرا ہی دیوانہ ہوں  
تس میں تری آج بھی جتنا ہوں میں  
اس نفع وطن میں ترا پروانہ ہوں

سہوگو قلب و نظر مشکل ہے  
مردمِ لہو سے ابھی منزل ہے  
تسکیں کا سہان بھی ہو جائے گا  
جذبات میں حسبِ اوستی شہاں ہے



# شمعِ محبت

غزلیات و رباعیات

الحاج صوفی محمد یسین خاں صادق دہلوی

قادری، ابوالعدائی، چشتی، جہانگیری، حنفی

محسن صادق

قطب عالم، غوثِ ثانی

حضرت الحاج مولانا محمد خوشحال شاہ صاحب

کی نذر

گر قبول افتد زہے عز و شرف

صادق دہلوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

میرے دل کو تیرے رازوں سے تیری  
 زبان پر ہے گفتگو تیری  
 مہربان تو ہے سارے عالم پر  
 رب دیتی ہے تجھ کو خوش تیری  
 راحت قلب و جاں ہے نام تیرا  
 جس میں ہی ہے یہ تیری  
 تیرا مانا محال ہے لیکن  
 راہِ خود سے جستجو تیری  
 نور ہی نور ہے فضاؤں میں  
 کس پہنچتی ہے چاروں طرف تیری  
 وہ پہلوں میں تیرا ذکر تیرا  
 قدسیوں میں ہے گفتگو تیری  
 ماری مخلوق کی نگاہوں میں  
 سب سے افضل ہے آبرو تری  
 سبزہ زاروں میں رنگ ہے تیرا  
 ہے فضا جس میں تو تیری  
 تیرے جلوے ہیں چشم صادق میں  
 پھر بھی دس کو ہے جستجو تیری

دس و دہان کو سبکوں کو روشنی دے دے  
 مرے حضور مجھے حسن زندگی دے دے  
 پہن میں غنیمت و گل کو گلشن دے دے  
 کلی کلی کو اب اس زندگی دے دے  
 تمہاری شان سخاوت کا بول بول دے دے  
 جسے بھی چاہو اسے تاج خسروی دے دے

تمہارے در پہ میں دامن پیار سے بیٹھا ہوں  
 مجھے تم اپنی محبت کی زندگی دے دے  
 تمہاری بخشش و رحمت ہے سارے عالم پر  
 تم اپنی راہ کی مجھ کو بھی روشنی دے دے  
 تمہیں ہو مالک و مختار ہر عالم سے  
 مری حیات کے گلشن کو تارگی دے دے  
 تم اپنی یاد کی توفیق بخش دو مجھ کو  
 مری زبان کو دوقی ثناری دے دے  
 ہماری تہنہ ہی کا یہی تقاضا ہے  
 نگاہ ناز سے اک جام بخودی دے دے  
 تمہیں ہو محل رنداں میں ساقی محفل  
 نفس نفس گو مرے کیف سرمدی دے دے  
 کرم کی آس ہے تم سے کہ تم ہو بندہ نور  
 فردہ ایک زمانے سے ہوں خوشی دے دے  
 تمہارے نقش قدم پر نہیں ہے صادق کی  
 نیاز مند کو تم لطف بندگی دے دے

خدا نے تجھ میں وہ حسن و جمال رکھا ہے  
 کہ دو جہاں میں تجھے بے مثال رکھا ہے  
 غم جہاں نے مجھے پامال رکھا ہے  
 مگر تمہارے کرم نے سنبھال رکھا ہے  
 تمہیں کو بگڑی بنانی ہے بندہ نور کی  
 تمہارے سامنے میں نے سوال رکھا ہے  
 نہ تم سا کوئی سخی ہے نہ تم سا کوئی امیر  
 تمہیں نے میرا ہمیشہ خیال رکھا ہے

تمہارا کوئی بھی ہمسر ہوا نہ ہوگا کوئی  
تمہیں میں حق نے یہ وصف و کمال رکھا ہے  
انگوٹھ سے صادق کو بھی نواز دیا  
سادہ کار کا کتنے خیال رکھا ہے

ساری دنیا کے حسین ایک طرف  
آپ کا زمانے میں ایک طرف  
گلشن خندہ بریں ایک طرف  
تیرے کوچے کی زمیں ایک طرف  
سارے عام میں درخشاں ہے  
شمع جتنی ہے کہیں ایک طرف  
نست نعل کی قسم، گلشن میں  
آپ ہیں جہوہ گزیریں ایک طرف  
عہدہ دل میں سجاں ہم نے  
تیری تصویر حسین ایک طرف  
عشق میں جو بھی ملے سے صادق  
دل میں رکھ لینا کہیں ایک طرف

اس قدر ذوق محبت عام ہوتا چاہئے  
ہر زبان پر آپ ہی کا نام ہونا چاہئے  
زندگی بن جائے اسرارِ دو عالم کی ایسی  
تیری نظروں سے عطا وہ جام ہونا چاہئے  
جذبہ جوش محبت کا تقاضا ہے یہی  
زندگی کا ہر نفس پیغام ہونا چاہئے  
تیرے پیغاموں میں مجھ سا کون ہے وہ خراب

تیرا میخانہ تو میرے نام ہونا چاہئے  
روزِ ازل سے ہے مجھ کو دعویٰ عشق و وفا  
مجھ پہ دنیا کا ہر اک لڑام ہونا چاہئے  
پتھروں کی آنکھ سے نچکے لبو اے سوزِ دل  
غم چھپانے کا بھی کچھ انعام ہونا چاہئے  
کم سے کم اتنا تو مل جائے وفائے کا صد  
تیرے دیوانوں میں میرا نام ہونا چاہئے  
میرے ہر آنسو کو مل جائے تمہاری روشنی  
میرے ہر آنسو چراغِ شام ہونا چاہئے  
گلستاں میں کھلنے والی ہر کھلی مَر جھگنی  
مسکرانے کا بھی انجام ہونا چاہئے  
ساری دنیا کو تمنا ہے تیرے دیدار کی  
اب تجھے نسبِ فرازِ بام ہونا چاہئے  
عشقِ صادق کی تو اے صادق یہی معراج ہے  
بس اُسی کا ذکر صبح و شام ہونا چاہئے

میلہ سا ترے در پہ جو روزانہ لگے ہے  
اندازِ نظر تیرا کریمانہ لگے ہے  
ہے شان تری سارے زمانے سے فراموش  
فرزانہ تری بزم میں دیوانہ لگے ہے  
غم خانہ دل میں ہے ہر اک سمت اُجالا  
روشن تیرے جلوؤں سے یہ کاشانہ لگے ہے  
یہ ذوقِ جنوں ہے کہ ہے معراجِ تصور  
ہر شے میں جمالِ دُخ جاناتہ لگے ہے  
ساتی تو مجھے اپنی نگاہوں سے پلا دے  
آغوشِ نظر میں تری میخانہ لگے ہے



بیکے ہیں جہاں میرے قدم تیری طلب میں  
مجھ کو تری یادوں نے وہیں تھم لیا ہے  
پر کیف فضائیں ہوئیں پھر سارے جہاں کی  
جب عام مستی میں ترا نام لیا ہے  
دامن نہ چھڑایا کسی طوفان سے میں نے  
نوٹی ہوئی ہمت سے عجب کام لیا ہے  
ہے پاس ادب عشق میں صادق کو یہاں تک  
چوے ہیں قدم تیرے ترا نام لیا ہے

آپ نے نقاب اپنے رخ سے کیا اٹھادی ہے  
ہر طرف زمانے میں آگ کی لگادی ہے  
آپ کی نگاہوں نے اس قدر پلا دی ہے  
ہوش کر دیئے رخصت بخودی بڑھادی ہے  
کیوں نقاب اٹھائی تھی کس بے گرا دی ہے  
میں نے کیا خطا کی کی تھی جس کی یہ مزادی ہے  
آپ اب سماج میں میرے دیدہ و دل میں  
آپ کی تمنّٰی میں ہر طلب منادی ہے  
کیا نوائے دل میری آپ تک نہیں پہنچی  
زندگی کی راہوں میں ہر قدم صدا دی ہے  
آپ نے سنوارا ہے گلشن محبت کو  
مہر و ماہ و انجم کو آپ نے ضیائی ہے  
ہر طرف بہاریا ہیں ہر طرف حسین منظر  
آپ نے نگاہوں کی انجمن سجادی ہے  
آپ یہ تو فرمائیں دردِ دوا دے کر  
مجھ کو زندگانی کی کس نئے دوا دی ہے

ساقی ہے تری چشم توجہ کا کرشمہ  
میخانہ بھی اب صورت پیانہ لگے ہے  
ہر در کو درِ یار سمجھ رکھ ہے میں نے  
ہر کوچہ مجھے کوچہ جہانہ لگے ہے  
اس طرح مرے خواب سجائے ہیں کسی نے  
آئینہ مجھے دل کا صنم خانہ لگے ہے  
جس دن سے ہوا دُور کوئی میری نظر سے  
ہر گوشہ ہستی مجھے دیرانہ لگے ہے  
سُٹتا ہوں کسی سے جو میں روداد کسی کی  
وہ میرے ہی غم کا مجھے افسانہ لگے ہے  
اس میں بھی کوئی راز ہے اس میں بھی کوئی بات  
ہر شخص تری ذات کا دیوانہ لگے ہے  
صادق تری رفعت کا یہی راز ہے شاید  
تو جدہ گزارِ درِ جہانہ لگے ہے

جس وقت، جہاں میں نے ترا نام لیا ہے  
گرنے نہ دیا تو نے مجھے تھم لیا ہے  
نعمت کے ماحول کو بخشے ہیں اجاے  
ہم نے تری نسبت سے بڑا کام لیا ہے  
سچ بات ہے ایسا تو نہ تھا میرا مقدر  
یہ تیرا کرم ہے کہ ترا نام لیا ہے  
دنیا میں بھی عقی میں بھی آئے گا مرے کام  
میں نے جو تری ذات سے پیغام لیا ہے  
اک ذکر ہے تیرا جو کیا ہم نے بصد شوق  
اک نام ہے تیرا جو بہر گاہ لیا ہے

ہم اہل عشق ہیں رکھتے نہیں اظہار کا شیوہ  
ہزاروں زخم کھاتے ہیں زباں سے کچھ نہیں کہتے  
زمانے سے زمانہ دوپٹے آزار ہے لیکن  
کسی عنون پھر بھی سحر زباں سے کچھ نہیں کہتے  
انھیں رندوں کو ملتے ہیں نگاہ مست کے ساغر  
کسی عالم میں جو پیر مڈوں سے کچھ نہیں کہتے  
کچھ پیتے ہیں صادق ح مشوت کے اشاروں کو  
وہ دیوانے کبھی اپنی زباں سے کچھ نہیں کہتے

جب سے رہبر ہو تم مرے دل کے  
آ رہے ہیں سلام منزل کے  
ہاتھ پوے میں اپنے قاتل کے  
حوصلے دیکھئے مرے دل کے  
کیا ہیں آداب تیری محفل کے  
کوئی سمجھ نہیں بجز دل کے  
تیری یادوں نے کر دیئے تازہ  
بھر گئے زخم جب مرے دل کے  
تیری تصویر بن کے رہتے ہیں  
دیکھنے والے تیری محفل کے  
میں شبیہ عمر محبت سوں  
مجھ پر احساں میں میرے قاتل کے  
جوہر گر تم ہوئے جو محفل میں  
اڑ گئے ہوش ساری محفل کے  
تم سے منسوب عشق ہے میرا  
تم ہی عنون ہو قصہ دل کے

آپ نے سنا کیا ہے آپ سے کہا کیا تھا  
بات تو نہ تھی کچھ بھی آپ نے ہو دی ہے  
جب کبھی سوں آو عشق میں دفاؤں کا  
اک نہ کہ ٹی تہمت آپ نے لگادی ہے  
برق سے ہوئی پچھے اس بھرے گستاں میں  
میرے ہی نشین کی شاخ کیوں جڑدی ہے  
وہ جہاں میں رہا ہے آج آپ کا صادق  
آپ نے محبت میں خوب یہ سزا دی ہے

کسی سے کیا نہیں جب رازوں سے کچھ نہیں کہتے  
کے ک غم دل میں رکھتے ہیں زباں سے کچھ نہیں کہتے  
اے بیدار نے سے کبھی فرصت نہیں ملتی  
بیمیں پاس وفا ہے مہرباں سے کچھ نہیں کہتے  
زمانے کے ستم، دنیا مخاف، آسمان برہم  
مگر ہم میں کہ ہم اپنی زباں سے کچھ نہیں کہتے  
جایا جا رہا ہے تنکا تنکا آشیانے کا  
بہر طرف دیکھو باغباں سے کچھ نہیں کہتے  
لئے جاتے ہیں کیسے کارواں در کارواں لیکن  
تجرب ہے کہ میر کارواں سے کچھ نہیں کہتے  
کسی سے کیا کہیں ہم اپنی بربادی کا افسانہ  
بہاں کچھ بھی کہے ہم تو جہاں سے کچھ نہیں کہتے  
ہماری نشستی امید ہے طوفان کے دامن میں  
ترا دیکھتے ہیں پاسبان سے کچھ نہیں کہتے  
یہ اپنی تنہی سحر غم جل کر بجھاتے ہیں  
پٹنے میں کہ شمع ضوئیں سے کچھ نہیں کہتے

مٹ گئے جو تمھاری راہوں میں  
بن گئے وہ چراغ منزل کے  
تیرے کوچے میں زندگی گذرے  
یہ ہیں ارمان حیرے سائل کے  
ہر مسافر کو جو نہیں ملتے  
وہ ہیں رستے تمھاری منزل کے  
کاش یہ راز جان لیتے ہم  
غنیے مرجھا رہے ہیں کیوں کھل کے  
خوگر غم ہے زندگی میری  
کون سمجھے گا غم مرے دل کے  
جس طرف دیکھئے زمانے میں  
تذکرے ہیں تمھاری محفل کے  
کل جو ٹکرا رہے تھے طوفان سے  
آج نزدیک ہیں وہ ساحل کے  
ہم کو حالت کا ہے اندازہ  
ہم مقابل رہے ہیں مشکل کے  
وقت کی گتیاں بھی سمجھیں گی  
وگ سمجھائیں گے اگر ملے  
اور کچھ دیر کو ہیں اے صادق  
فاصلے اُس نگاہ سے دل کے

لاکھ اُلجھے رہے ناکامیِ تقدیر سے ہم  
دل شکستہ نہ ہوئے گردشِ تقدیر سے ہم  
بے پناہ نہ کبھی شکوہ بیدار جہاں  
مؤمنن ایسے ہوئے کاتبِ تقدیر سے ہم

ہم پہ دنیا تری ہستی کا گدن آرتی ہے  
اتنے ہم رنگ ہوئے ہیں تری تصویر سے ہم  
خاک کے ذروں کی تقدیر چمک اُٹھی ہے  
آئینہ بن ہی گئے کُسن کی تنویر سے ہم  
اُس نے دیکھا تھا محبت کی نظر سے صادق  
رشتہ کوئین ہوئے عشق کی تاثیر سے ہم

جب اُس کی راہ میں ہستی مٹائی جاتی ہے  
پھر اپنی ذات میں وہ ذات پائی جاتی ہے  
وہ جس پہ کُسن کی بجلی گرانی جاتی ہے  
اُسی کو عشق کی منزل دکھائی جاتی ہے  
ترے کرم میں کمی کا سوال کیا معنی  
کی بھری طلب ہی میں پائی جاتی ہے  
ہزاروں دامنِ اُمید بھرتے جاتے ہیں  
گدا نوازِ نظر جب اٹھائی جاتی ہے  
اگر یہ بندہ نوازی نہیں تو پھر کیا ہے  
نیازمند کی قسمت بنائی جاتی ہے  
ہے ذکرِ آپ کا میری زبان پر ہر دم  
عنایتِ آپ کی کچھ اس میں پائی جاتی ہے  
میں اُن کے رخ پہ دل و جاں ٹار کرتا ہوں  
کہ جن کی روشنی عالم میں پائی جاتی ہے  
یہ ہم سے پوچھئے یہ راز ہم بتائیں گے  
نظرِ ہا کے نظر کیوں ٹھکائی جاتی ہے  
تری گلی کی میں تعریف کیا بیان کروں  
یہیں تو خُلد کی تصویر پائی جاتی ہے

کشتی دل ہے تیرے حواس  
طوفانوں کا گس کو غم ہے  
تیری محبت کے صدف میں  
دینا میں صادق کا بھرم ہے

۱۱ مسکراتے ہوئے آگے نکلیں میں  
تصویرتوں میں جانی جاتی ہے  
روزِ گدھ چھپائے تو ٹھپ نہیں سکتی  
نظر سے آگ جو دل میں لگائی جاتی ہے  
بہیں شوق وہی سرفراز ہے صادق  
جو ن کے نقش قدم پر جھکائی جاتی ہے

میں ہوں تسلیم و رضا کا سینہ  
عشق کا حاصل، وہاں کا سینہ  
ہیکر یار و قربانی ہے کون  
ہم میں ب کرب و بد کا سینہ  
دیکھنے میں ہوں میں تصویرِ خون  
ہوں حقیقت میں وفا کا سینہ  
عشق کی خوش قسمتی سے من گیا  
میرا دل اس دل پہ کا سینہ  
اے سر پہ نازِ باغی کی طرح  
سج بھی ہوں میں وفا کا سینہ  
تیرا یہ غمزہ ہے رنگین و لطیف  
تو ہے انداز و آواز کا سینہ  
رفتہ رفتہ میری ہستی بن گیا  
سپ کے زخا کی خیر کا سینہ  
کون بن سکتا ہے اس دل کے سوا  
بندہ حق شناس کا سینہ  
اپنی صورت دیکھ صادق غور سے  
تو ہے خاصانِ خدا کا سینہ

حس پر دنیا کا سر غم ہے  
یہ ہی وہ نقش قدم ہے  
تیری عزت یہ کیا غم ہے  
مطلق و وفا کا دل محرم ہے  
یہ وہ خاص بندہ غم سے  
تو وہ سینوں میں دم سے  
میں تیرا یادِ تھماری  
دل کے زخموں کا سرمہ ہے  
تو کے غم کو ایسے بھلا دوں  
میں سے یہ سب کا غم ہے  
میں ہوں اظہارِ محبت  
مجھ سے اک دنیا برہم ہے  
رنگ سے کچھ پر درد و ام کا  
میں و رضا کا یہ عالم ہے  
یہ تجسس میں رہتا ہوں  
یہ بھی تیرا خاص کرم ہے  
کد دن منزل مل جائے گی  
عزم ہمارا مستحکم ہے

کیا ہے نفسِ نفس کا پیغام سوچ لین  
آغاز ہی میں پناہِ انجام سوچ لینا

تیرے سوا اب کون ہے میرا  
تیرے سوا اب کوئی نہیں ہے  
تیرے جلوے چاروں طرف ہیں  
یہ مانا تو پردہ نشین ہے  
کون نہیں دامن میں تیرے  
تیرا سایا کس پہ نہیں ہے  
تیرے کوسچے کا کیا کمن  
تیرا کوچہ خلد بریں ہے  
میں ہوں پشیمان اپنی خط پر  
تیرے کرم کا مجھ کو یقین ہے  
صادق ان کے فیض قدم سے  
روشن میری لوحِ جنیں ہے

الفت سے پہلے اپنا انجام سوچ لینا  
آت ہیں اس میں اکثر الزام سوچ لینا  
دنیا کی جستجو میں کیوں جان دے رہے ہو  
میتے ہیں اس بنا سے تمام سوچ لینا  
قلم رہے گی کب تک بزمِ نشاطِ سحر  
دنیا کی ہر خوشی کا انجام سوچ لینا  
صدے تو دے رہے ہو تم میرے دل کو لیکن  
اک دن نہ ٹوٹ جائے یہ جام سوچ لینا  
کلیوں کے دہڑک کر آواز دے رہے ہیں  
اے باغباں چمن کا انجام سوچ لینا  
قصہ ہمارے غم کا انجام ہے تمھارا  
اس داستان کا تم ہی کچھ نام سوچ لینا  
اپنے مریض غم کا درمان تمھیں کرو گے  
آئے گا وہ بھی اک دن ہنگام سوچ لینا  
دنیا کے تو قصے کچھ اور ہی ہیں صادق  
ان کی نظر کے کیا ہیں پیغام سوچ لینا

مرے قلب و جاں کو سکون ہے تری ذات کی مقام سے  
مری زندگی میں ہے روشنی تری فیض سے تیرے نام سے  
مری چشمِ شوق کی رفتیں ملیں تیرے لطفِ مدام سے  
تری جستجو مجھے لے گئی بہت آگے میرے مقام سے  
ترا عشق جب سے مجھے ملا مری زندگی کا چمن کھڑ  
کہ مقامِ عرشِ نصیب ہے مرے دل کو تیرے قیام سے  
جہاں دل پہ غم کا اثر ہوا وہیں تیرا لطفِ نظر ہوا  
تری بخششیں تری رحمتیں کوئی پوچھے تیرے عدم سے  
ملیں عشق کی مجھے نعمتیں لگیں تہمتیں ہوئیں ذلتیں  
کھلیں مجھ پہ میری حقیقتیں تری اک نظر کے پیام سے  
مری زیست تجھ پہ نثار ہے کہ تو زندگی کی بہار ہے  
یہی آرزو ہے پلائے جا تو نگاہِ مست کے جام سے

ایک سے بڑھ کر یک حسین ہے  
تم جیہ تو کوئی نہیں ہے  
تیری نسبت میرا یقین ہے  
تیرا ہمسر کوئی نہیں ہے  
قلب و نظر میں کون ملیں ہے  
صبحِ حسیں ہے شامِ حسیں ہے  
تیرنِ محبت میری دنیا  
تیری محبت میری دیں ہے

مجھے اپنا درد عطا کیا غم وہ جہاں سے چھڑا دیا  
یہ تری نوازش خام ہے کہ ہے ربط دل ترے نام سے  
نہ ہو جس میں رنگ چمن بھرانہ ہو جس میں حسن بہار کا  
وہ سحر بھی میری نگاہ میں کسی طرح کم نہیں شام سے  
مری مستیوں میں ہے کیا اثر جو ہیں معترض انھیں کیا خبر  
کہ یہ کائنات سنور گئی مری ایک لغزشِ گم سے  
روِ عشق میں ہیں قدم قدم نئے حادثے نئے پیچ و خم  
جی امتحان کا مقام ہے گذر امتحان کے مقام سے  
— انقلاب کی سرخیں مرے حال و ماضی سے ہیں عیاں  
یہ چمپے سے بھی نہ چھپ سکیں کسی صبح سے کسی شام سے  
ترا بندہ صادق خستہ جاں ترے در پہ ہے شہ دو جہاں  
تو گدا نواز ہے بخش دے جو خط ہوئی ہے غلام سے

یاد رکھ اُن کی عاشقی ہے یہی  
حاصلِ لطفِ زندگی ہے یہی  
روئے جاناں رہے تصور میں  
عشق والوں کی بندگی ہے یہی  
تیرے غم کو گلے لگایا ہے  
یہ سمجھ لے کہ زندگی ہے یہی  
تیرا نقش قدم ہے تابندہ  
میری نظروں میں روشنی ہے یہی  
ساغرِ چشمِ مست سے میں ہوں  
میرے نزدیک سے کش ہے یہی  
اُن کو دل پیش کیجئے صادق  
قابلِ قرب دوستی ہے یہی

مرے ساقی تری آنکھیں ہیں میٹانے محبت کے  
میسر ہیں ترے دندوں کو پیانے محبت کے  
جہاں میں جس طرف جاتے ہیں دیوانے محبت کے  
وہیں تعمیر ہو جاتے ہیں میٹانے محبت کے  
جسے بھی دیکھ لیتا ہوں بسا لیتا ہوں آنکھوں میں  
بنا رکھے ہیں اس دل میں صنم خانے محبت کے  
حقیقت میں یہ عشق دوست کا ادنیٰ کرشمہ سے  
زمانے بھر میں ہیں مشہور دیوانے محبت کے  
ہم اپنے آنسوؤں کو عشق کا حاصل سمجھتے ہیں  
کے ہیں پیش ہم نے اُن کو نذرانے محبت کے  
زمانے کے لئے صادق بھی درس وفا ہوں گے  
مرتب کر رہے ہیں ہم جو افسانے محبت کے

نظامِ زیست بدل دو نوازشات کے ساتھ  
حضورِ دل کو مجھ کو بھی الفت کے ساتھ  
تمہیں کو لاج ہے میری تمہیں کو پاس مرا  
ہے اک زمانے سے نسبت تمہاری ذات کے ساتھ  
قدم قدم پہ ضرورت ہے رہنمائی کی  
نفسِ نفس میں رہو تم مری حیات کے ساتھ  
خدارا میرے بھی حالِ زیوں پہ ایک نظر  
گذر رہا ہے زمانہ تفکرات کے ساتھ  
مجھے بھی دامنِ لطفِ نگاہ میں رکھنا  
چھڑ نہ جاؤں زمانے کے حادثات کے ساتھ  
اگر سنو تو کہوں داستانِ عشق و وفا  
بلا کے درد و الم ہیں مری حیات کے ساتھ

ہستی کے الم کیا ہیں کونین کے غم لے لیں  
 جو کچھ تو عطا کر دے اسے دوست وہ ہم لے لیں  
 اک بار اگر اپنا کہہ دیں وہ محبت سے  
 الزام جہاں بھر کے ہم اُن کی قسم لے لیں  
 وہ راہرو اُلفت آسودہ نہیں ہوں گے  
 منزل سے جو کچھ پہلے اس راہ میں دم لے لیں  
 حاصل تری نسبت سے رندوں کو ہے سرشاری  
 ساقی یہ تمنا ہے ہم تیرے قدم لے لیں  
 دامنِ کرم اُن کا خالی تو نہیں موہ  
 سائل کی دُعائیں بھی اربابِ کرم لے لیں  
 صادق کو تو حسرت ہے بس تیری محبت کی  
 جو جاہ و حشم چاہیں وہ جاہ و حشم لے لیں

دل کے ہر گوشے میں تو ہو عاشق ایسی تو ہو  
 میں ترا ہو کر رہوں اب زندگی ایسی تو ہو  
 میرا دل بن جائے اسرارِ محبت کا امین  
 تیرے دامن سے مجھے وابستگی ایسی ہو  
 حسرت و ارماں کا دل سے ہر نشان جاتا رہے  
 جس میں ہو تیری رضا میری خوشی ایسی ہو تو  
 زندگی بھر پائے جاناں ہی پہ سر جھکتا رہے  
 بندگی کا لطف جب ہے بندگی ایسی تو ہو  
 بے نیاز غم گزر جائیں ہر اک منزل سے ہم  
 عشق کی راہوں میں دل کو آگئی ایسی تو ہو  
 منزل مقصود بڑھ کر خود بہ خود چومے قدم  
 کم سے کم عزم و یقین میں چنگی ایسی تو ہو

تم اپنی کامل مشیں و نور بھرا دو  
 یہ سلسلہ بھی رہے میرے غم کی رات کے ساتھ  
 تمہاری ذات سے ہے میرے غم کا افسانہ  
 بھلا نہ دینا زمانے کے واقعات کے ساتھ  
 حریح ناز کے پردے کبھی تو انھیں مے  
 رہے گا حسن کہاں تک تکلفات کے ساتھ  
 تمہارے طرزِ تکلم پہ جان و دل قربان  
 ہزار ہوتے ہیں مفہوم ایک بات کے ساتھ  
 عطا ہوں مجھ کو وہ آنکھیں جو تجھ کو دیکھ سکیں  
 بڑے حجاب ہیں تیری تجلیات کے ساتھ  
 گناہ گار بھی ہے اُس کو اعتراف بھی ہے  
 نگاہ کیجئے صادق پہ التفات کے ساتھ

جذبتِ محبت کے طوفان اُمٹ آئے  
 مٹے ہی نظر ان سے ارمان اُمٹ آئے  
 تاجِ نظر اُن کے جلووں کا تلاطم ہے  
 ہر سمت بیماروں کے سامان اُمٹ آئے  
 جب عرض کیا میں نے احوالِ دلِ غمگین  
 ان کی بھی نگاہوں میں بیان اُمٹ آئے  
 ان مست نگاہوں کی مستی پہ فدا ہونے  
 ایمان کی پوچھو تو ایمان اُمٹ آئے  
 جب آنکھ لگی اپنی وہ خوابِ حسیں دیکھا  
 دل میں تری یادوں کے طوفان اُمٹ آئے  
 جب یاد مجھے آیا ساقی کا کرم صادق  
 پتھر اور مرے دل میں ارمان اُمٹ آئے

بخش کر اپنی محبت کا خزانہ مجھ کو  
غم دنیا ہی سے بیگانہ بنایا ہوتا  
حالب دید پر اتنا تو کرم فرماتے  
کم سے کم طور کا افسانہ بنایا ہوتا  
بات تو بندگی عتق کی جب تھی صادق  
تو نے کعبہ در جانا نہ بنایا ہوتا

شیدائے تخیلی ہے دیوانہ جسے کہیے  
اسراء کا محرم ہے دیوانہ جسے کہیے  
ساقی کی نگاہوں کا مستانہ جسے کہیے  
سرشار محبت ہے دیوانہ نہ جسے کہیے  
لبریزا ہیں پیائے، مخمور میں دیوانہ  
نظارہ ہے ساقی کا میخانہ جسے کہیے  
اُن مست نگاہوں نے سو جام پلائے ہیں  
حاصل ہے مجھے ذوقِ رندانہ جسے کہیے  
اے ساقی میخانہ کچھ اور نوازش ہو  
خالی ہے ابھی تک دل، پیانہ جسے کہیے  
معلوم نہیں تجھ کو اے چشم تماشا رنی  
آگاہِ حقیقت ہے دیوانہ جسے کہیے  
ہر گوشہ دل میں ہے تصویرِ زرخِ جانان  
یہ دل ہے عجب کعبہ بہت خانہ جسے کہیے  
جس دن سے مرے دل کو آباد کیا تم نے  
انوار کی بخت ہے کاشانہ جسے کہیے  
دنیا کی زباں پر ہے صادقِ مرا افسانہ  
وہ بندہ مولیٰ ہوں دیوانہ جسے کہیے

سننے والوں کے دلوں کو بخش دے نورِ یقین  
مرے قفسے میں تمھاری روشنی ایسی تو ہو  
زندگی بھر ہوش کا عدم نہ ہو مجھ کو نصیب  
چشمِ مست ناز سے باہر کشی ایسی تو ہو  
میر کی ہر غزل پہ آج سے مرے ساقی کو پیار  
ہوش سے صادق مجھے بیگانگی ایسی تو ہو

ہر نفس ان کی بات کی جائے  
یوں ہر اب حیات کی جائے  
بجھ رہے ہیں چراغِ اشکوں کے  
میسے تابندہ رات کی جائے  
نغمی کا یہی تقاضا ہے  
چشمِ ساقی سے بات نہ جائے  
اتمام سفر بھی رزم ہے  
پہچ تو فر نجات کی جائے  
اپنے ہی غم پہ تہرہ نہ روں  
کیوں زمانے کی بات کی جائے  
زیست کا حلف جب ہے اے صادق  
صرف تو صیفِ ذات کی جائے

جو وہ حسن سے دیوانہ بنایا ہوتا  
میر کی سستی کو اک افسانہ بنایا ہوتا  
تاہم مست سے دیوانہ بنایا ہوتا  
حالمِ ہوش سے بیگانہ بنایا ہوتا  
یہ تو رخ سے مرے دل کو متور کرتے  
رہبِ فردوس یہ کاشانہ بنایا ہوتا



کیا ب تمھاری چشم عنایت نہیں رہی  
تسکینِ قلب کی کوئی صورت نہیں رہی  
اللہ سے بے نیازیِ قلب و فاسدِ سرشت  
اپ سوا کسی سے شکایت نہیں رہی  
اب دل میں تیرے غم کے سوا جانِ آرزو  
اورس نہیں رہ کوئی حسرت نہیں رہی  
کہن تھا جو بھی اُن سے نگاہوں نے کہہ دیا  
اب عرضِ آرزو کی ضرورت نہیں رہی  
وہ خبرو ہے اب مری ہستی کا مدعا  
دنیا کی کچھ نگاہ میں قیمت نہیں رہی  
صادق مرے ہی جذبہٴ دل میں ہے کچھ کی  
میں کیوں کہوں کہ ان کو محبت نہیں رہی

عشق تو نامِ اضطراب کا ہے  
میں میں یہ کامِ اضطراب کا ہے  
مضطرب کر گئی نگاہِ دوست  
دل پر الزامِ اضطراب کا ہے  
ان کی رفتارِ حشر کا پیغام  
کیا ہنگامِ اضطراب کا ہے  
اب تری یاد میں مرا عالم  
صبح و تا شامِ اضطراب کا ہے  
زندگ میں سون کیا معنی  
زندگ نامِ اضطراب کا ہے  
مجھ کو ان کی تلاش ہے صادق  
میر یہ کامِ اضطراب کا ہے

تمھارے آستان سے جس کو نسبت ہوتی جاتی ہے  
اُسے حاصل زمانے بھر کی رفعت ہوتی جاتی ہے  
کچھ اس انداز سے اُن کی عنایت ہوتی جاتی ہے  
تماشا گاہِ عالم میری صورت ہوتی جاتی ہے  
تمھارے حسن کے جلوے نگاہوں میں سمائے ہیں  
ہماری زندگی تصویرِ حیرت ہوتی جاتی ہے  
تمھاری یاد نے وہ روشنی بخشی ہے اشکوں کو  
کہ ان سے میرے غم خانے کی زینت ہوتی جاتی ہے  
رضائے دوست کی پھر منزلیں آسان ہوتی ہیں  
نظر جب واقفِ رازِ مشیت ہوتی جاتی ہے  
وہ جب ساغرِ پلانا چاہتے ہیں چشمِ میگوں سے  
تو پھر ہر ایک پر ان کی عنایت ہوتی جاتی ہے  
مرے ذوقِ تمنا کی حقیقت پوچھتے کیا ہو  
انھیں بھی اب تو کچھ مجھ سے محبت ہوتی جاتی ہے  
مری ہستی ہے آئینہ ترے رخ کی تجلی کا  
زمانے پر عینِ تیری حقیقت ہوتی جاتی ہے  
اسی کا نام شاید عشق کی معراج ہے صادق  
مرے غم کی کہانی وجہِ شہرت ہوتی جاتی ہے  
بندۂ عشق پہ الزامِ دھرے جاتے ہیں  
ان کے ہر روز نئے نامِ دھرے جاتے ہیں  
جب سے حق بات پہ مٹنے کی قسم کھائی ہے  
لوگ کچھ اور ہی الزامِ دھرے جاتے ہیں  
پی نہیں سکتے جنھیں رندِ خرابات جہاں  
میرے ہی سامنے وہ جامِ دھرے جاتے ہیں  
زندگی میں کوئی تسکین کی صورت نہ سہی

قبر میں تو بچے آرام دھرے جاتے ہیں  
فطرت عشق نہ بدلی ہے نہ بدلے گی کبھی  
آپ صادق پہ ہر الزام دھرے جاتے ہیں

کیا کہیں ہم عشق میں کیا بن گئے  
ہر نظر میں اک تماشا بن گئے  
بندہ پرور کی عنایت ہو گئی  
ہم محبت کا سراپا بن گئے  
عشق کی معراج ہے ہم کو نصیب  
تیری صورت، تیرا نقشہ بن گئے  
بار ہستی سے سبکدوش ہو گئی  
آج ہم تیری تمنا بن گئے  
تم سے ہے میری حیات و کائنات  
تم سے میرے دین و دنیا بن گئے  
یہ نوازش یہ کرم یہ التفات  
آپ صادق کے مسیحا بن گئے

دو بہار چمن بن کے آتے رہے  
ہرم عالم کو رتیلیں بناتے رہے  
سیکڑوں، غم کے طوفان آتے رہے  
ہم مگر عمر بھر مسکراتے رہے  
جس قدر حادثے پیش آتے رہے  
کچھ مرے حوصلے ہی بڑھاتے رہے  
ہم محبت کو پیہم بٹھاتے رہے  
اشک غم پھر بھی آنکھوں میں آتے رہے

اُن پہ کھلتا رہا زندگ کا بھرم  
تیرے کوچے میں جو جتے جاتے رہے  
دو جہں میں انھیں سر فرازی ملی  
تیری چوکھٹ پہ جو سر جھکاتے رہے  
جب بھی اُن کی نگاہیں انھیں بزم میں  
ہوش والوں کے بھی ہوش بات رہے  
گردش جام چتی رش بزم میں  
وہ نگاہوں سے ساغر پلاتے رہے  
احتراماً نظر ہم سے اٹھی نہیں  
وہ تو چہرے سے پردہ اٹھاتے رہے  
آندھیاں یاس و حرماں کی چلتی رہیں  
ہم چراغِ تمنا جلتے رہے  
ڈلگائے نہ صادق ہمارے قدم  
وہ ہمیں ہر نفس آزماتے رہے

تمہارے در پہ سر اپنا جھکا رہا ہے کوئی  
یہیں سے مقصدِ دل اپنا پا رہا ہے کوئی  
بہار لے کے نگاہوں میں آ رہا ہے کوئی  
مری حیات کا گلشن سجا رہا ہے کوئی  
نیاز و ناز کا عالم نہ پوچھے مجھ سے  
حجابِ میری نظر سے اٹھا رہا ہے کوئی  
چہ بھی آؤ کہ مدت سے انتظار میں ہے  
تمہاری راہ میں آنکھیں بچھا رہا ہے کوئی  
کبھی تو ایک نظر بندہ محبت پر  
تمہارے عشق میں خود کو مٹا رہا ہے کوئی

اسی کا نام تو فیضانِ عشق ہے صادق  
دل و نگاہ کو پھر یاد آ رہا ہے کوئی

محبت روزِ کروٹ لے رہی ہے  
جنوں افروزِ کروٹ لے رہی ہے  
ترے دیونے کی ہر صبح رنگین  
سبق آموزِ کروٹ لے رہی ہے  
محبت میں ہماری زندگانی  
طرب افروزِ کروٹ لے رہی ہے  
خدا رکھے تری محشرِ خرامی  
قیامت روزِ کروٹ لے رہی ہے  
خدا جانے وہ کب آئیں گے صادق  
تمہارے روزِ کروٹ لے رہی ہے

مرے مالک مجھے ایسی نظر دے  
جو ذوقِ دید کی تکمیل کر دے  
عطا کر دے مجھے بھی ذوقِ سجدہ  
شعورِ بندگی بیدار کر دے  
بڑی بے رنگ سی ہے دل کی محفل  
ہری ہستی میں اپنا رنگ بھر دے  
میں اک مدت سے تشنہ لب ہوں ساقی  
نگاہِ مست سے غمور کر دے  
نقابِ رخ اٹھا لے جانِ عالم  
سکونِ قلب، آرامِ جگر دے  
نہ چھائے جس پہ دُنیا کا اندھیرا

مری ہستی کو وہ نورِ سحر دے  
بہت تاریک ہیں دُنیا کی راہیں  
تجلی سے نظر تابندہ کر دے  
ترا ارمان ہے تیری تمنا  
سوائی ہوں مرے دامن کو بھر دے  
نگاہِ دوست کا غشا ہے صادق  
تو اپنی زندگی قربان کر دے

دل کی آوازِ نظر ہے تیری  
عشق کا رازِ نظر ہے تیری  
مردہ جذبات ہوئے ہیں زندہ  
حسنِ اعجازِ نظر ہے تیری  
مجھ کو دُنیا کی نہیں کچھ پروا  
میری دُसारِ نظر ہے تیری  
تجھ سے کیا حال کہوں میں دل کا  
محرمِ رازِ نظر ہے تیری  
میرے دل کو بھی بجاتی کر دے  
آئینہ سازِ نظر ہے تیری  
وجد میں یوں بھی ہے روحِ صادق  
نغمہ و سازِ نظر ہے تیری

آپ تک بات ہماری پہنچی  
شرحِ حالات ہماری پہنچی  
جس جگہ کوئی نہیں پہنچا تھا  
اُس جگہ ذات ہماری پہنچی

کیوں سنی جاتی نہ دل کی آواز  
عرش تک بات ہماری پہنچی  
اُن کی خاطر جو مٹایا خود کو  
پھر کہیں بات ہماری پہنچی  
جان و دل نذر کئے اے صادق  
اُن کو سوغات ہماری پہنچی

تیری نظر سے دل کو شکوں ہے قرار ہے  
تیرے کرم سے میرے چمن میں بہار ہے  
ہر غم پہ مسکراتا ہمارا شعار ہے  
بنیادِ ظرفِ عشق بہت پاسدار ہے  
بندہ نواز مجھ کو بھی توفیقِ شکر دے  
میرے دل و نظر پہ تجھے اختیار ہے  
بندہ گناہگار ہے کچھ اس میں شک نہیں  
تیری نگاہِ نطف کا امیدوار ہے  
یہ کون آج بزمِ تمنا میں آگیا  
کھرا ہوا نگاہ میں رنگِ بہار ہے  
مجھ سے اگر زمانہ بھی برگشتہ ہو تو ہو  
میں مطمئن ہوں میری طرف چشمِ یار ہے  
دنیا سمجھ رہی ہے مرا کوئی بھی نہیں  
مجھ کو یقین ہے مرا پروردگار ہے  
بخشا ہے عشق نے مجھے وہ دورِ زندگی  
شوقِ وصال ہے نہ غمِ انتظار ہے  
لاکھوں چراغِ ہم سے کریں گے ضیا طلب  
صادق ہمارے دل میں غمِ عشقِ یار ہے

ساقی تری آنکھوں کی تسخیر کا کیا کہنا  
ہے وجد میں اک عالمِ تاثیر کا کیا کہنا  
ہر دل ہے تمنائیں ہر سیکھ ہے شیداگی  
اُس جانِ دو عالم کی تصویر کا کیا کہنا  
کونین کا ہر گوشہ جلوں سے محو ہے  
اے حسنِ ازل تیری تصویر کا کیا کہنا  
بے دام جو بکنا ہے بازارِ محبت میں  
اُس بندہ مولا کی تقدیر کا کیا کہنا  
رندانِ محبت کے ہیں قلب و نظر روشن  
میراثہ عرفان کی تصویر کا کیا کہنا  
صد شہرِ خنائیں بھی صادق مرے کام آئیں  
مائل بہ کرم ہیں وہ تقصیر کا کیا کہنا

میں نے تلاش کر کے ہر اک دل کشی کی بات  
کہہ دی ہے اک جہاں سے تری سادگی کی بات  
تعریف تو سنی ہے بہت خلد کی مگر  
تیری گلی کی بات ہے تیری گلی کی بات  
کہتے ہیں مسکرا کے مرے عرضِ حال پر  
تیری تو بات بات ہے دیوانگی کی بات  
میرے لئے تو دونوں ہیں تیرے کرم کا فیض  
کوئی الم کی بات ہو یا ہو خوشی کی بات  
مقصود اُن کو نقشِ کعب پائے دوست ہے  
اہل جنوں سے پوچھے کوئی بندگی کی بات  
صادق سرِ نیاز جھکاتے رہے بہت  
جب تک نہ دل تھکا نہ بنی بندگی کی بات

اپنے اپنے طرف پر مٹی ہے حاصل عشق کا  
غم ہے آسودہ ہوا ہوں میں کسی کی رہ میں  
جیتے جی تو کش کش اب ختم ہو سکتی نہیں  
عمر بھر سود و زیاں ہیں آدمی کی راہ میں  
آخر آخر مل گیا صادق نشاط زندگی  
اول اول ٹھوکریں کھائیں کسی کی راہ میں

کسی کو جب مرا دیوانہ پن یاد آگیا ہوگا  
تو پھر اہل محبت کا چلن یاد آگیا ہوگا  
بہر ساعت ہیں جلوں کے لئے جو مضطرب آنکھیں  
ٹکا ہوں کو وہ جان انجمن یاد آگیا ہوگا  
جنون شوق کی سرگرمیوں جو رنگ لائی ہیں  
بہاریں دیکھ کر رہک چن یاد آگیا ہوگا  
وہی تو رو رہے ہوں گے لہو اسے شام تنہائی  
جنہیں غربت کی راہوں میں وطن یاد آگیا ہوگا  
تعجب ہے سر محفل ہیں ان کی آنکھ میں آنسو  
کوئی افسانہ اُن کو دل شکن یاد آگیا ہوگا  
محبت آفریں نعمات ہیں اب اُن کے ہونٹوں پر  
انہیں صادق کا انداز سخن یاد آگیا ہوگا

بزم جہاں میں کون ہے جس پر تیرے انعامات نہیں  
کس پر تیرا لطف نہیں ہے کس پر احسانات نہیں  
تیرے ہاتھ میں ہاتھ ہے میرا یہ دنیا کی بات نہیں  
تیرے کرم کا فیض ہے ورنہ میری کچھ اوقات نہیں  
میری چشم شوق میں تم سے بہتر کوئی ذات نہیں  
روٹھ گئے تم عرض طلب پر یہ تو کوئی بات نہیں

محبت کے سے دیوانہ پن تک کون پہنچے گا  
میں پہنچیں گے جان انجمن تک کون پہنچے گا  
ازن ہی سے ہمیں تو پیر میخانہ سے نسبت ہے  
ہماری طرح صبا کے کہن تک کون پہنچے گا  
ہمیں ہے انیسیت خاروں سے پھولوں سے محبت ہے  
بقدر ذوق اُس جان چمن تک کون پہنچے گا  
غم فرقت میں اشکوں کی روانی دیکھنے والا  
مری آنکھوں کے ان گنگ وچمن تک کون پہنچے گا  
ہمیں تو ہیں چراغ راہ منزل تیری راہوں میں  
ہمارے بعد تیری انجمن تک کون پہنچے گا  
خدا رکھے تمھاری شان محبوبی کا یہ عالم  
دینوں میں تمھارے ہاتھ تک کون پہنچے گا  
ہمیں پر ختم ہے صحرا نوروی اہل وحشت کی  
ہمارے بعد پھر دشت و دمن تک کون پہنچے گا  
خلا دوں گا میں سوز عزم سے بدبین گلشن کو  
مرے ہوتے ہوئے میرے چمن تک کون پہنچے گا  
محبت کا نہیں عرفان جب صادق زمانے میں  
ہمارے جذبہ دل کی لگن تک کون پہنچے گا

کس قدر تابندگی ہے عاشقی کی راہ میں  
روشنی ہی روشنی ہے زندگی کی راہ میں  
کاش وہ نذرانہ عشق و وفا کر لے قبول  
جان و دل لے کر چلے ہیں ہم اُسی کی راہ میں  
سوچتا ہوں اپنے دامن کو بچاؤں کس طرح  
ہر طرف کانٹے بچھے ہیں دوستی کی راہ میں

تیرے دیوانے نہ بدیں گے چن  
لاکھ دنیا کے ستم ڈتے رہیں  
عشق کی قیمت ہمیں معصوم ہے  
جان بھی جائے تو ہم سستے رہیں  
قائم و دائم رہیں دیر و حرم  
آپ سے ملنے کے کچھ رستے رہیں  
عمر بھر ہم بھی رہیں گے گاحزن  
لاکھ پڑنم عشق کے رستے رہیں  
کس کو صادق عشق میں الزام دوں  
جب مجھے جذبات ہی ڈتے رہیں

تری چشم کرم رحمت بنے گی  
دل و جاں کے لئے راحت بنے گی  
بنے گی آپ کی نسبت سہارا  
یہ وجہ بخشش و رحمت بنے گی  
عطا کردو مجھے اپنی محبت  
مرے دل کی یہی دوست بنے گی  
توجہ کیجئے اے بندہ پرور  
نگاہ لطف سے قسمت بنے گی  
کرم درکار ہے صادق کو تیرا  
یہی جینے کی اک صورت بنے گی

ٹھہر جاؤ نہ جاؤ چاند تارے ڈوب جانے دو  
تمناؤں کے یہ روشن سہارے ڈوب جانے دو  
خدارا میرے اشکوں کو نہ لو تم اپنے دامن میں  
مرے دریائے ہستی کے کنارے ڈوب جانے دو

آپ ذرا تشریف تو لیں آپ ذرا زحمت تو کریں  
آپ کو ہم جاں پیش کریں گے اور کوئی سوغات نہیں  
میرے ذوق دید کا عالم جو کل تھا وہ آج بھی ہے  
کس نے کہا اب عشق و طلب میں میرے وہ جذبات نہیں  
میرے دل کے ہر گوشے میں تم ہی تم ہو جلوہ نما  
میری محبت کے گلشن میں اور کسی کی ذات نہیں  
میری زبان دل پر ہر دم ذکر ہے تیرا نام ترا  
جن میں تیری یاد نہ آئے وہ میرے دن رات نہیں  
تیری شان بندہ نوازی سارے جہاں میں ہے مشہور  
جس کو چاہے اُس کو نوازے تیرے لئے کچھ بات نہیں  
اپنا تو نے مجھ کو بنایا غم سے نوازا درد دیا  
تیری ذات پاک کے صدقے تجھ ہی کوئی ذات نہیں  
تیری جفاؤں کے دامن میں، میں نے وفا میں بھردی ہیں  
پھر بھی تیرے عشق میں مجھ پر کیا کیا الزامات نہیں  
میرے دل پر کیا گزری ہے تم سے چھڑ کر فرقت میں  
رہنے دو یہ بات نہ پوچھو کہنے کی یہ بات نہیں  
آپ مرا کچھ حال نہ سمجھیں بات یہ کیسے ممکن ہے  
کیا میرے اشکوں کی روائی تفسیر حالات نہیں  
عشق کی بازی ہے وہ بازی ہار کے جیتی جاتی ہے  
آپ یہ سمجھت ہوئی ہے میرے لئے یہ بات نہیں  
صادق تیرے درکار گدا ہے صادق پر بھی چشم کرم  
بخش دے اپنے حسن کا صدقہ اور کوئی خیرات نہیں

آپ کے غم دل میں جو بستے رہیں  
ہم پہ آساں عشق کے رستے ہیں

تمہارے عشق کی صہیا ہمارے ساتھ جائے گی  
سرور و کیف کی دنیا ہمارے ساتھ جائے گی  
ہمارا گوہر مقصود بن کر ہی زمانے سے  
تمناے رُخِ زیبا ہمارے ساتھ جائے گی  
نشاطِ عشق سے ہم کو ہے لبست ہم ہیں دیوانے  
بہارِ حسن کی دُنیا ہمارے ساتھ جائے گی  
نہ ہوگی کوئی مشکل ہم کو منزل تک پہنچنے میں  
تحفہ نقوشِ پا ہمارے ساتھ جائے گی  
ہمیں معلوم ہے اہل جہاں کی دوستی صادق  
یہ دُنیا دو قدم بھی کیا ہمارے ساتھ جائے گی

شمع کی زندگی تو کچھ بھی نہیں  
عمر اک رات کی تو کچھ بھی نہیں  
اُن کی حسرت میں خود فنا ہو جا  
ہوش کی بندگی تو کچھ بھی نہیں  
جلوے روئے یار کیا کہنا  
دہر کی دلکشی تو کچھ بھی نہیں  
اُن کے قدموں پہ جب نہ سجدے ہوں  
شوکتِ بندگی تو کچھ بھی نہیں  
شدتِ درد اور بڑھنے دو  
عشق میرا ابھی تو کچھ بھی نہیں  
راجِ عشق و طلب میں اے صادق  
عقل کی رہبری تو کچھ بھی نہیں

عشق کی پرواز کچھ ہے تو سہی  
قربِ بزمِ ناز کچھ ہے تو سہی

نہ گھبرا، چمک اٹھے گا روئے ماہِ تاباں بھی  
ذرا تم شب کے پردہ ستارے ڈوب جانے دو  
وہ جن سے جذبہ جوشِ جنوں ملتا ہے اُفت میں  
مرے ساغر میں تم ایسے اشارے ڈوب جانے دو  
مقامِ زندگی ملتا ہے فیضِ عشق سے صادق  
مرے دل میں محبت کے شرارے ڈوب جانے دو

جب سے تمہاری راہ میں ہم گامزن ہوئے  
قصے بیاں ہمارے چمن در چمن ہوئے  
اب لاج رکھ نہ رکھ تجھے اختیار ہے  
رسوا ترے لئے تو ترے خستہ تن ہوئے  
ہونے کو اور بھی ہیں بہت سے حسین مگر  
وہ آپ ہیں جو زمخت ہر انجمن ہوئے  
جب سے میں تیرے جلوے رُخ پر نثار ہوں  
میری نظر میں، چچ گل و یاسمن ہوئے  
عشق و وفا کو بخش گئے عمرِ جاوداں  
وہ اہل دل جو زحمتِ دار و دمن ہوئے  
لائی ہے رنگِ آبلہ پائی بہار میں  
انوس ہم سے سینکڑوں دشت و دمن ہوئے  
جن کی تھی مجھ کو ایک زمانے سے آرزو  
صدِ شکر میرے دل میں وہ جلوہ گلن ہوئے  
ایک ایک شعر پر ملی کاوش کی ہم کو داو  
ہم ان کی انجمن میں جو گرم سخن ہوئے  
اُس چشمِ التفات کا فیضان دیکھئے  
صادق ہم اپنی ذات سے ایک انجمن ہوئے

شہد عشق کا خوں رنگ لا کے رہتا ہے  
بھا رہے تھے جو مجھ کو وہ ہاتھ مل کے چلے  
جو عالی ظرف نہیں تھے وہ ہو گئے مغرور  
جو عالی ظرف تھے صادق وہ کب اچھل کے چلے

تم اپنی طلب میرے امکان میں رکھ دینا  
یہ دولت ایمان بھی ارمان میں رکھ دینا  
جو راز تمھارا ہے جو بات تمھاری ہے  
وہ میرے فسانے کے عنوان میں رکھ دینا  
ہر شے میں تمھاری ہی تصویر نظر آئے  
ایسی بھی ادا کوئی پہچان میں رکھ دینا  
تم سائے آجانا موجوں کے عظام میں  
منظر کوئی ساحل کا طوفان میں رکھ دینا  
دیدار کی حسرت میں ایک ایک نفس گذرے  
یہ ذوق بھی بندے کے عرفان میں رکھ دینا  
صادق کے لئے آقا اک جام مئے کوثر  
تم اپنی نگاہوں کے فیضان میں رکھ دینا

اگر مجھ پر تری چشم عنایت اور ہو جاتی  
تو میری زندگی کی زینت اور ہو جاتی  
مجھے ایثار الفت پر جو قدرت اور ہو جاتی  
نگاہ دوست میں پھر میری قیمت اور ہو جاتی  
برا ظلمت کدہ بھی مطیع انوار ہو جاتا  
مرے دل میں جو روشن شمع الفت اور ہو جاتی  
جو تم میرے دل برباد کو آباد کر دیتے

عرض کر دیتا ہوں اُس سے حالِ دل  
وہ مرا دم ساز کچھ ہے تو سہی  
میں ترے حسن تہنم کے ثار  
لطف کا انداز کچھ ہے تو سہی  
درد کی دولت منیر ہے مجھے  
دل امین راز کچھ ہے تو سہی  
مل رہا ہے اک نہ اک غم کا پیام  
زیست کا آغاز کچھ ہے تو سہی  
عشق کے نغمے ہیں ہر شام و سحر  
دل میں سوز و ساز کچھ ہے تو سہی  
زندگی سے معصیت کا آئینہ  
پھر بھی اس پر ناز کچھ ہے تو سہی  
فیضِ حافظ سے ہمارے جام میں  
بدل شیراز کچھ ہے تو سہی  
وہ بھی صادق گوش بر آواز ہیں  
اب مری آواز کچھ ہے تو سہی

تمھاری راہ میں اہل وفا سنبھل کے چلے  
یہ اور بات کہ رستے بدل بدل کے چلے  
صوفیہ کوچہ جاٹاں تھی آرزو جن کی  
وہ راہ عشق میں مٹی چراغِ جل کے چلے  
بزاروں طالب دیدار ہوش کھو بیٹھے  
حرمِ ناز سے جس وقت وہ نکل کے چلے  
غم و الم انھیں بخشے جہاں کے لوگوں نے  
تمھارے عشق کے سانچے میں جو بھی ڈھل کے چلے



میں تو بندہ ہوں مرا شیوہ ہے تسلیم و رضا  
میرے حق میں تو جو چاہے شوق سے ارشاد کر  
ہر قدم ہے آزمائش ہر قدم ہے امتحان  
اے خیال دوست اب تو ہی مری امداد کر  
خود ہی وہ مجبور ہو جائیں عنایت کے لئے  
رو برو اُن کے کبھی اس درد سے فریاد کر  
عشق میں تو اپنی ہستی کا گماں بھی کفر ہے  
بھول جا خود کو، بہر صورت اُسی کو یاد کر  
گوشہ دل میں ٹھپالے جو بھی غم صادق ملے  
اس طرح محکم تو اُن کے عشق کی بنیاد کر

تیری ہستی ہے اک ایسا آفتاب  
جس نے فزوں کو عطا کی آب و تاب  
تجھ سے روشن مابتاب و آفتاب  
غنجہ و گل میں ترا حسن و شباب  
ہر حقیقت ہو رہی ہے بے بقاب  
کھل رہے ہیں مجھ پہ سب عیب و ثواب  
مرحبا اے وسعہ احساس خودی  
زندگی کے رخ سے الٹا ہے نقاب  
وہ مری دنیائے دل میں آگئے  
میں گئی مجھ کو مری تعبیر خواب  
نغمہ غم کے سوا کچھ بھی نہیں  
چھیڑتے کیوں ہو مرے دل کا رباب  
ہم نے طے کی ہیں وفا کی منزلیں  
ہم نے دیکھے ہیں ہزاروں انقلاب

تو میرے غم کدے کی شان و شوکت اور ہو جاتی  
مری ہستی اگر آئینہ بن جاتی محبت کا  
تمہارے حسن کی دنیا میں شہرت اور ہو جاتی  
بہت اچھا کیا پنہاں رہے تم لاکھ پردوں میں  
نہیں تو میرے قلب و جاں کو وحشت اور ہو جاتی  
اُر تم دیکھ لیتے مجھ کو اپنی چشم میگوں سے  
مری نظروں میں ہر شے کی حقیقت اور ہو جاتی  
گناہوں کا ہر اک دھندہ مرے دامن سے دھل جاتا  
جو مجھ پر بارش انوار و رحمت اور ہو جاتی  
جو تم کچھ اور الطاف و کرم سے کام لے لیتے  
تو پھر مشہور صادق کی صداقت اور ہو جاتی

جب کوئی برق نظر دل سے مرے آن ملی  
میری آنکھوں کو ترے حسن کی پہچان ملی  
چارہ ساری کے لئے یوں تو زمانہ تھا مگر  
تیری ہی ذات مرے درد کی درمان ملی  
حادثہ جب بھی مجھے پیش کوئی آیا ہے  
آپ کی ذات میں پردہ نگہبان ملی  
تیری یادوں کے دیئے دل میں جلا تو لیتے  
غم دنیا سے نہ فرصت کسی عنوان ملی  
کیا ہوا جو نہ ملا عیش جہاں اے صادق  
لذت عشق تو دل کے لئے ہر آن ملی

بخش دے اپنی محبت میرے دل کو شاد کر  
اب تو اس برباد گھر کو بھی ڈرا آباد کر

آسرا ہے تیری رحمت کا مجھے  
میرے دامن میں ہیں عصیاں بے حساب  
چرخِ میخانہ کے لطف خاص نے  
مجھ کو اے صادق کیا ہے انتخاب

آپڑی مجھ پہ جب کوئی مشکل  
تو نے اعزازِ دیدار بخش  
میں نے تھا تیرے جلوؤں کے قابل  
میں ہوں صادق پرستارِ جاناں  
کوچہٴ عشق ہے مری منزل

چشمِ ساقی کی مہربانی سے  
مست ہوں کیفِ جاودانی سے  
روشنی ہے غریب خانے میں  
تیرے جلوؤں کی صوفشانی سے  
تجھ کو پہچن ہی سہا میں نے  
تیرے اندازِ مہربانی سے  
بزمِ کونینِ جگمگاتی ہے  
روئے جاناں کی صوفشانی سے  
میری کشتی کو مل گیا ساحل  
ناخدا تیری پاسبانی سے  
مجھ کو صادق نہ کیوں کہے دنیا  
کام لیتا ہوں حق بیانی سے

عشق میں ہر منزل دشوار سے گزرے ہیں ہم  
کربلا سے مصر کے بازار سے گزرے ہیں ہم  
دشت و صحرا سے گل و گلزار سے گزرے ہیں ہم  
ہر گزرگاہِ دیدار سے گزرے ہیں ہم  
ہم نے طے کی ہیں رو صبر و رضا کی منزلیں  
عشق میں ہر کوچہ و بازار سے گزرے ہیں ہم  
توڑ کر قیدِ تعین چھوڑ کر اپنا خیال  
گاہِ گاہِ جلوہ گاہِ یار سے گزرے ہیں ہم  
ہم سے پوچھو ہم بتائیں گے تمہیں معراجِ عشق  
پردہ ہائے حسن کے اسرار سے گزرے ہیں ہم  
عشق میں بے سود ہوتی ہے خرد کی راہبری  
ہوش کھو کر عالمِ انوار سے گزرے ہیں ہم  
پیکرِ ایثار و قربانی ہماری ذات ہے  
احتجابِ عشقی میں دار سے گزرے ہیں ہم  
ہم نے رندی میں بھی سب وفا چھوڑے نہیں  
بیخودی میں بھی بہت ہشیر سے گزرے ہیں ہم  
ہم ہیں اے صادق امینِ راز ہائے زندگی  
مسکرا کر اس رو پر خار سے گزرے ہیں ہم

میں کہاں تھا رسائی کے قابل  
تو نے بخشی مجھے مری منزل  
یوں تو کچھ بھی نہیں ترے قابل  
پیشِ خدمت ہے نذرانہٴ دل  
کام آیا ہے تیرا سہارا  
نختِ تر تھے وفا کے سراپا  
میرے دل نے تمہیں کو پکارا

غم لاکھ ہیں دل میرا پریشاں تو نہیں ہے  
یہ تیرا کرم اے شہِ خواباں تو نہیں ہے  
ہر منزل ہستی سے گزر جاتا ہوں بے خوف  
ہمراہِ مرے آپ کا ارماں تو نہیں ہے  
انوار و تھکنی کا گلستاں ہے نظر میں  
یہ معجزہ جلوۂ جاناں تو نہیں ہے  
تعبیر تمہیں تم ہو مرے خوابِ حسیں کی  
دنیا مرے خوابوں کا گلستاں تو نہیں ہے  
بے رُخ چاہوں میں ترا خُسن مگر تو  
میری نگاہِ شوق سے پنہاں تو نہیں ہے  
صادق ہے ترے دل میں محبت ہی محبت  
یہ اُن کی عنایات کا احساں تو نہیں ہے

عشق میں جو لوگ تیرے در کی دربانی کریں  
اُن کو حق حاصل ہے وہ دنیا کی سلطانی کریں  
اُن کو حاصل وہ جہاں میں سرفرازی کیوں نہ ہو  
آستان پر آپ کے جو پیشِ پیشانی کریں  
مجھ کو دُعا کے کسی طوقاں کا غم ہو کس لئے  
آپ جب میرے سینے کی نگہبانی کریں  
اور بھی شکلیں ہیں اے جوشِ جنوں معراج کی  
کس لئے اہلِ وفا پھر چاکِ دافانی کریں  
جن کے ہاتھوں سے ہوئی پامال میری زندگی  
کیا تعجب ہے وہ اظہارِ پشیمانی کریں  
وقت ہے اب جس قدر بھی لغزشیں صادق ہوئیں  
اؤ اب اپنے گناہوں پر پشیمانی کریں

جہاں میں کون تجھ سا خُبر و ہے  
سرایا خُسن کی تصویر تو ہے  
نگاہِ آرزو میں جب سے تو ہے  
طبیعت بے نیازِ رنگ و بو ہے  
مری ہر بات تیری گفتگو ہے  
مرے احساس کی دُنیا ہی تو ہے  
یہ ہے معراجِ ذوقِ بندگی کی  
جرے در پر جبینِ آرزو ہے  
تصدّق کیوں نہ ہوں تجھ پر دل و جاں  
میں پروانہ ہوں میری شمع تو ہے  
جی ذاتِ نہیں کا میں ہوں مظہر  
بری صورت کے آئینے میں تو ہے  
مرا ہر اشک ہے افسانہِ غم  
مرے ہر اشک میں دل کا لہو ہے  
بے تیری ذات پر تجھ کو بھروسہ  
مرے عزم و یقین کی جان تو ہے  
مہک اٹھا خیالوں کا گلستاں  
نظر میں تیری زلفِ مشک بو ہے  
مرے ہر سانس میں ہے تیری خوشبو  
میں تیرا ہوں بریِ آواز تو ہے  
کئے سیراب میں نے دشت و صحرا  
برا ذوقِ جنوں اب سُرخرو ہے  
تری ہستی سے رونق ہے جہاں کی  
جرا جلوہ جہاں میں چار و دو ہے  
دل وحشی تری وحشت کے صدقے

ہے انفاس کا سلسلہ ٹوٹنے کو  
یہ صادق ہیں شب کے چراغوں کی ضو تک

وہ بھی وقت آیا تھا جب وہ زہب فراز ہام ہوئے  
لیکن تاب دید کیسے تھی اہل نظر ناکام ہوئے  
رفت رفت جوش جنون عشق ہمیں راس آبی گیا  
ہر لمحہ تسکین دل کو اُن کے جوئے عام ہوئے  
اُن کا کیف ہے اُن کی مستی اُن کی ہستی رھک جہاں  
ساقی کی آنکھوں سے میتر جن رندوں کو جام ہوئے  
وہ آنکھیں وہ زلفیں وہ رخ وہ غمزے وہ تاز و ادا  
کس نے اسیر دام کیا ہم خود ہی اسیر دام ہوئے  
ہم ہیں سراپا عشق و محبت ہم ہیں اسیر راز و وفا  
روز ازل سے اپنا مقدر درد و غم و آلام ہوئے  
مجھ کو مٹانے میں اے صادق دنیا تو سرگرم رہی  
لیکن اُن کی یاد کے لمحے جینے کا پیغام ہوئے

سیکڑوں غنچوں میں روح گلستاں کوئی نہ تھا  
آپ جیسا خوردے دو جہاں کوئی نہ تھا  
عشق کی دنیا میں میرا رازداں کوئی نہ تھا  
صرف میں تھا اور وہ تھے درمیاں کوئی نہ تھا  
رہگذر میں اُن کی مجھ سبے نشان کوئی نہ تھا  
جو مرے میرا شریک داستاں کوئی نہ تھا  
آپ نے جلوہ دکھا کر بخش دی مجھ کو حیات  
ورنہ پہلے آرزوؤں کا جہاں کوئی نہ تھا  
کیا ہوا کس طرح یہ سرمایہ دل جل گیا

عجب انداز کا دیوانہ تو ہے  
تمہارا کہہ رہی ہے مجھ کو دنیا  
تمہارے ہاتھ میری آرزو ہے  
نظر صادق کی ہے تیرے کرم پر  
خطائیں بخش دینا تیری غو ہے

نظروں نے بری اُس گل خداں کو پتا ہے  
الفت کے لئے جان گلستاں کو پتا ہے  
کیا پیش کریں تجھ کو محبت کی طلب میں  
بس ہم نے بچے نذر دل و جاں کو پتا ہے  
راز حرم و دیر سے واقف ہے ہر اہل دل  
سجدوں نے مرے کوچہ جاں کو پتا ہے  
دل اپنا نہیں یادہ رنگیں کا طلبگار  
ہم نے نگہ سالی دوراں کو پتا ہے  
اُس رھک سجا سے لگا رکھی ہے اُمید  
پیار غم عشق ہوں، درماں کو پتا ہے  
فردوس مبارک ہو تجھے طالب فردوس  
صادق نے تو سنگ در جاں کو پتا ہے

لگائیں تھیں جن کی چراغوں کی ضو تک  
نہ پہنچے مرے دل کے داغوں کی ضو تک  
یہ خورشید و مہتاب اب تک نہ پہنچے  
ترے میکدے کے ایاغوں کی ضو تک  
ہب ہجر کہتا ہے جس کو زمانہ  
یہ سے آنسوؤں کے چراغوں کی ضو تک

ترے دیوانے تیرے سایہ دامن میں رہتے ہیں  
جو اہل ہوش ہیں وہ اک نہ اک الجھن میں رہتے ہیں  
غرض کیا ہے کلیم و طور کا انسان ہم نہیں  
ترے جلوے نظر کی وادی امن میں رہتے ہیں  
نہیں کچھ بھی فقط اپنی نظر کی نارسائی ہے  
یہ سب کہنے کی باتیں ہیں کہ وہ چلن میں رہتے ہیں  
جہاں زندگی میں ہر طرف رقص بہاراں ہے  
زہے قسمت وہ میری زیست کے گلشن میں رہتے ہیں  
سوا میرے اب ان اشکوں کی قیمت کون سمجھے گا  
جو پلکوں سے ڈھل کر آپ کے دامن میں رہتے ہیں  
مجھے معلوم ہے انہماں فرط شادمانی کا  
ہزاروں رنج و غم صادق مرے دامن میں رہتے ہیں

آپ اگر ہم کو عطا دیدہ دینا کرتے  
ہر طرف آپ کے جلوؤں ہی کو دیکھا کرتے  
آپ نے اپنی حقیقت ہی چھپا رکھی ہے  
ورنہ سب اہل جہاں آپ کی پوجا کرتے  
آپ کے در کو سمجھتے ہیں جو کہہ اپنا  
آپ یہ کہیے کہاں جا کے وہ سجدہ کرتے  
اک زمانے سے ہوں اُمید کرم پر زندہ  
چشمِ رحمت سے میرے غم کا مداوا کرتے  
قافلے والوں میں میرا بھی بھرم رہ جاتا  
میری منزل سے جو تم مجھ کو شناسا کرتے  
اتجا اتی ہے صادق کہ شہ کون و مکان  
اپنے جلوؤں سے مرے دل میں اُجالا کرتے

دس میں جب تیرے سوا جلوہ کنایں کوئی نہ تھا  
عشق آئے لے کے پہنچا سرحدِ ادراک سے  
مجھ سے اس منزل میں پہلے کارواں کوئی نہ تھا  
کیسے مل جاتا مانک کو ہمارا مرتبہ  
اُن میں ہم سا حاملِ درد نہاں کوئی نہ تھا  
حادثے صادق جو پیش آئے ہیں راہِ زیست میں  
وہ مرے مقوم میں تھے امتحان کوئی نہ تھا

نگار خانہ شیشہ گراں کی بات کریں  
جہاں کو دیکھیں خدائے جہاں کی بات کریں  
ہم اہل عشق نہ سود و زیاں کی بات کریں  
نفسِ نفس اُسی جانِ جہاں کی بات کریں  
ابھی سے ذکر ہے کیا منزلِ آشنائی کا  
ابھی تو گردِ رو کارواں کی بات کریں  
ہمیں تو تجھ سے تعلق ہے تجھ سے مطلب ہے  
زمانے والے بہار و خزاں کی بات کریں  
جو چاہتے ہیں کہ روشن ہوں زیست کی راہیں  
وہ تیری رہگذر کہکشاں کی بات کریں  
کوئی بھی محرمِ اسرارِ غم نہیں ملتا  
کسی سے کیا غم سوز نہاں کی بات کریں  
بہارِ جن کو ملی ہے کریں وہ ذکرِ بہار  
اُجڑنے والے غمِ آشیان کی بات کریں  
ہمارے ظرفِ وفا کا یہی تقاضا ہے  
ہیں نفس میں مگر گلستاں کی بات کریں  
اگر نہ بات کریں کوئی دوست کی صادق  
غمِ زمانہ کے بارے کہوں کی بات کریں

جو تیرے عاشق و شیدا نہ ہو سکے دل سے  
نصیب ان کو محبت کی تنخیاں نہ ہوئیں  
ابھی سے جذبہ وحشت میں کچھ کمی شاید  
جو میرے جامہ ہستی کی دھجیاں نہ ہوئیں  
ہزار شعرِ حسین سے حسین ہے صادق  
جمالِ دوست کی کیفیتیں ہیں نہ ہوئیں

جب کوئی بزم سے محروم کرم جاتا ہے  
آپ کی بندہ نوازی کا بھرم جاتا ہے  
تیرے بیمارِ محبت کو ہمیشہ کے لئے  
خیند آجائے گی اسے جاں کوئی دم جاتا ہے  
جب کوئی بات بگڑ جاتی ہے بنتے بنتے  
میرا کیا جاتا ہے تیرا ہی بھرم جاتا ہے  
تشنہ رہ جاتا ہے جب رہِ خرابات کوئی  
آپ کی مست لگائی کا بھرم جاتا ہے  
اک نظر اب تو ذرا عاشقِ صادق کی طرف  
تیرے کوچے سے جرا بندہ غم جاتا ہے

آپ کی چشمِ کرم چہنے کا سماں ہوگئی  
میری دنیائے محبت بھی درخشاں ہوگئی  
جب تمھاری ذات میرے دل میں مہماں ہوگئی  
میری ہستی محرمِ اسرار پنہاں ہوگئی  
جس کی ہستی آپ کے قدموں پہ قرباں ہوگئی  
اس کو حاصلِ عشق میں معراجِ عرفاں ہوگئی  
آپ کی ہستی سراپاِ حسن کی تصویر ہے

دل سراپا نور ہوئے تو گا  
جہادِ ثناء طور ہوئے تو گا  
چشمِ ساقی کی عنایت کے طفیل  
تشنہ لبِ مخمور ہوئے تو گا  
ضوِ فشاں دہ میں یہ فیضِ عشقِ دوست  
جذبہِ منصور ہوئے تو گا  
وہ تھوڑے میں مرے رہنے لگے  
بہر کا غم دُور ہوئے تو گا  
رنگ لایا میرے نفوس کا سرور  
اک جہاں مخمور ہوئے تو گا  
وہ مرے حالِ زبوں کو دیکھ کر  
لطف پر مجبور ہوئے تو گا  
عشق کی تکمیل بھی ہو جائے گی  
ان کا دہ مخمور ہوئے تو گا  
اور کیا درکار ہے اسے عشقِ دوست  
درو سے دل چور ہوئے تو گا  
شکر ہے صادق بھی ہر عشق میں  
آپ کا مشہور ہوئے تو گا

چراغِ راہِ محبت وہ ہستیاں نہ ہوئیں  
جو بس کے تیرے لئے گردِ کارواں نہ ہوئیں  
تو لاکھ پردوں میں چھپ کر نہ چھپ سکا ہم سے  
حقیقتیں جری ظاہر کہاں کہاں نہ ہوئیں  
رہے جہان کے مجھ پر ستم کے بعد ستم  
نگاہیں اُن کی مگر مجھ سے بدگماں نہ ہوئیں

آپ کے جلوؤں سے ہر محفل درخشاں ہوگئی  
دل کا کاشانہ کسی ظلمت کدے سے کم نہ تھا  
آپ کی نسبت سے صبح دل فروداں ہوگئی  
داور محشر نے صادق کی خطائیں بخش دیں  
میری چشمِ غم مری بخشش کا سماں ہوگئی

آپ کے پیغام روز و شب ملے  
تشنہ ب کو جام روز و شب ملے  
عشق کے انعام روز و شب ملے  
سیکڑوں الزام روز و شب ملے  
تم مرے دل میں سما جاؤ اگر  
روح کو آرام روز و شب ملے  
جو رہے تیری نگاہوں پر غار  
دل وہ زیرِ دام روز و شب ملے  
مل گیا دل کو مرے کیفِ دوام  
اُس نظر کے جام روز و شب ملے  
زندگی پر آگیا صادق بکھر  
وہ حسینِ آلام روز و شب ملے

میری نظر سے دور کبھی تو نہیں رہا  
تاریک میری زیست کا پہلو نہیں رہا  
غم خانہ حیات ترے دم سے ہے چمن  
کچھ بھی نہیں رہے گا اگر تو نہیں رہا  
کیوں ہوش رہا ہے ترے دلفگار کو  
کیا اب تری نگاہ میں جاؤ نہیں رہا

بے آسرے ہوئے ہیں وہاں آسرے تمام  
دنیاۓ زندگی میں جہاں تو نہیں رہا  
جہوں سے تیرے بزمِ جہاں لالہ زار ہے  
کب نصیب بہار چمن تو نہیں رہا  
حسن و جمالِ دہر تھا کچھ ایسا دل فریب  
عالم کو اپنے آپ پہ قابو نہیں رہا  
عصیاں کا وہ جہوم ہے میری حیات میں  
بخشش کا جیسے اب کوئی پہلو نہیں رہا  
صادق ہے میرے حال پہ ساقی کا لطفِ خاص  
محرومِ التفات کبھی تو نہیں رہا

وہ روٹھ گئے اک حشر اٹھا طوفانِ کنارے لے ڈوبے  
ارمان بھرے دل کی کشتی اُٹے ہوئے دھارے لے ڈوبے  
جب شامِ اُلم سر پر آئی تو اشکِ ہمارے لے ڈوبے  
تھا نازِ بہت ہم کو جن پر ہم کو وہ سہارے لے ڈوبے  
اک آگ ہے میرے سینے میں اک درد کا طوفانِ پہل میں  
اُس برقی نظر سے کیا شکوہ جب اپنے شرارے لے ڈوبے  
کیوں غرقِ نشاطِ جام نہ ہوں ہیں بادِ گسارِ روزِ ازل  
ساقی کی نگاہوں کے ہم کو رنگین اشارے لے ڈوبے  
جب اُن کی طرف سے کوئی پیغام نہ آیا اسے صادق  
اُمیدوں کے بندھن ٹوٹ گئے کام کے دھارے لے ڈوبے

بھر کی رات جو تارے ٹوٹے  
غم کے ماروں کے سہارے ٹوٹے  
اُن کا اندازِ تکلمِ توبہ

مری فردِ عمل میں عشق کی تصویر دیکھیں گے  
مرا اُس وقت آئے گا مرے ذوقِ محبت کا  
وہ دُنیا سے چھپا کر جب مری تصویر دیکھیں گے  
سرِ محفل جب اہلِ دل نہیں گے میری غزلوں کو  
مرے اشعار میں صادق مری تصویر دیکھیں گے

محبت میں کبھی احساسِ رسوائی نہیں ہوتا  
جسے ہو خوفِ رسوائی وہ رسوائی نہیں ہوتا  
مقدر ہی سے ذوقِ دید کی توفیق ہوتی ہے  
ہر اکِ دل آپ کے جلووں کا شیدائی نہیں ہوتا  
نوازا ہے جسے بھی آپ نے اپنی محبت سے  
وہ دُنیا کی کسی شے کا تمنائی نہیں ہوتا  
الجھ کر رہ گیا ماحول کی زلفوں میں دلِ جس کا  
وہ انس اپنی ہستی کا شناسائی نہیں ہوتا  
بنایا ہے تماشا مجھ کو میری وحشتِ دل نے  
زمانہ خود کسی کا بھی تماشائی نہیں ہوتا  
ترے غم کے سوا پیارِ جہراں کا زمانے میں  
کسی سے بھی علاجِ شام تہائی نہیں ہوتا  
تری خاطر جو رکھ لیتا ہے دل میں غمِ زمانے کے  
پھر اس کا چاکِ دالانِ ٹھیکبائی نہیں ہوتا  
تم اپنے چاہنے والے سے کیوں آنکھیں چراتے ہو  
تمہارا چاہنے والے تماشائی نہیں ہوتا  
ہمیں اپنی فقیری پر بجایے ناز جو کچھ ہے  
لباسِ فقر میں کیا حُسنِ دارائی نہیں ہوتا  
خیال ان کا انھیں کی یاد ہے اُن کا تصور ہے

بھول بکھرے کہ شرارے ٹوٹے  
تیرے پیار کا درماں نہ ہوا  
چارۂ سازوں کے سہارے ٹوٹے  
بل گئی منزلِ مقصد آخر  
حوصلے جب نہ ہمارے ٹوٹے  
ہم نے ہر موج کو ساحل سمجھا  
جب سلاطین سے کنارے ٹوٹے  
غم کا حاصل ہے یہی اے صادق  
سلے زیت کے سارے ٹوٹے

محبت کی بدولت حُسنِ عالمگیر دیکھیں گے  
سراپا عشق بن کر ہم تری تصویر دیکھیں گے  
کبھی تو خوب ہستی کی حسیں تعبیر دیکھیں گے  
جدھر نظریں اٹھائیں گے تری تصویر دیکھیں گے  
گلستاں در گلستاں جب تری تصویر دیکھیں گے  
تو ہر غنچے میں ہر گل میں تری تصویر دیکھیں گے  
جہانِ رنگ و بو میں آپ کے جلوے بہت دیکھے  
اب اپنے آئیے میں آپ کی تصویر دیکھیں گے  
انھیں کچھ امتحاں منظور ہے میری محبت کا  
بٹھ کر رو برو مجھ کو مری تصویر دیکھیں گے  
ترے رخ کی تھکی جذبِ کرلی اپنی ہستی میں  
مجھے اب دیکھنے والے تری تصویر دیکھیں گے  
طوافِ اپنی ہی ہستی کا کریں گے تیرے دیوانے  
جب اپنے کعبۂ دل میں تری تصویر دیکھیں گے  
وہ جو چاہیں سزا دیں میرے اس جرمِ محبت کی



جہاں میں ہوں وہیں احساسِ تہائی نہیں ہوتا  
خدا کا شکر کر صادق تو ان کا بندہ در ہے  
ہر اک دل کو عطا ذوقِ جہیں سائی نہیں ہوتا

جمالِ دوست کی تصویر بن گیا ہوں میں  
حسینِ خواب کی تعبیر بن گیا ہوں میں  
تجلیاں رُخِ روشن کی جذبِ کرد ہیں  
چراغِ طور کی تصویر بن گیا ہوں میں  
بنا دیا مجھے عادل تری نگاہوں نے  
رہے نصیبِ جہانگیر بن گیا ہوں میں  
جو اہلِ دل ہیں بعدِ شوق دیکھتے ہیں مجھے  
تمہارے ہاتھ کی تحریر بن گیا ہوں میں  
وہ حادثاتِ محبت میں پیش آئے ہیں  
حدیثِ عشق کی تفسیر بن گیا ہوں میں  
نصیب ہے مرے دل کو حناعِ بیداری  
تمہارے عشق کی جاگیر بن گیا ہوں میں  
گولے دشت میں اٹھے ہیں خیرِ مقدم کو  
جنوں کی حرمت و توقیر بن گیا ہوں میں  
گدا نواز لگا ہوں سے ہے اُسیدِ کرم  
سراپا لغزش و تقصیر بن گیا ہوں میں  
کسی نے اپنا بنایا ہے جب سے اے صادق  
زعا کے واسطے تاثیر بن گیا ہوں میں

حدیثِ عشق کی تعلیم پروانوں سے ملتی ہے  
وفا کی روشنی ان سوختہ جانوں سے ملتی ہے

یہ دُنیا کیا سمجھ سکتی ہے اس رازِ محبت کو  
تمہارے غم کی دولت کتنے ارمانوں سے ملتی ہے  
ہیں خود بھٹکے ہوئے شیخ ویرہن کیا بتائیں گے  
خرد والوں کو منزلِ تیرے دیوانوں سے ملتی ہے  
مسلِ جستجو کے بعد میں نے رازِ سمجھا ہے  
حرم کو جانے والی راہِ متِ خانوں سے ملتی ہے  
وہی میکشِ امینِ رازِ میخانہ بھی ہوتے ہیں  
جنہیں مستِ تری آنکھوں کے پیاؤں سے ملتی ہے  
نہ اپنوں سے غرض کوئی نہ بیگانوں سے کچھ مطلب  
طبیعتِ تیرے دیوانوں کی دیوانوں سے ملتی ہے  
نہ ہو معلوم کیسے اُن کو میری وجہِ بربادی  
سفینے کی خبر ساحل کو طوفانوں سے ملتی ہے  
تری شانِ کرم سب سے جدا گانہ ہے عالم میں  
تری تمثیل کب دُنیا کے سلطانوں سے ملتی ہے  
حقائق کے لئے کھرا گئے صادق جو دُنیا سے  
ہماری زندگی ایسے ہی انسانوں سے ملتی ہے

نذرانہ عقیدت

قطبِ عالمِ غوثِ علی حضرتِ امین مولانا محمد خوشحال

صاحب کی خدمتِ عالی میں

اے ”شہِ خوشحال“ اے مردِ مجاہدِ باکمال  
تیرے اوصافِ حمیدہ کی نہیں کوئی مثال  
زہد و تقویٰ نے ترے تجھ کو دیا حسن و جمال  
یہ وہ دولت ہے حقیقت میں نہیں جسکو زوال  
تیرے آئینے میں حسنِ پاؤ کی تصویر ہے  
تو شہنشاہِ حسن کے خواب کی تعبیر ہے

شیخ کی تعلیم کا سلسلہ جتنا ہے ابھی  
تجھ کو دنیا سے ہر اک گوشے میں جانا ہے ابھی  
تیری نسبت تیرے صادق کا ہے یہ صادق یقین  
ہے تری ذات گرامی وارث دین میں

## رُباعیات

### رزاقی

یہ کون و مکاں کل تری خلاق ہے  
قافی ہے سوا تیرے تو ہی باقی ہے  
لطف سے تیرے کوئی محروم نہیں  
رزاق ہے تو یہ تری رزاقی ہے  
دست کرم

تکلیہ جو تری ذات پہ کر پیتے ہیں  
خود اپنے بھروسے کا ثمر پیتے ہیں  
اس بات کا شہد ہے تر دست کرم  
وہ دامن امید بھی بھر لیتے ہیں

### رحمت یزدانی

ہر سمت تھکی کی فراوانی ہے  
جس شے پہ نظر ذات نورانی سے  
سے آمد سرکار دو عالم صادق  
مخلوق پہ یہ رحمت یزدانی ہے

### شفیع اُمت

کیا سرد عالم کوئی ایسا آیا؟  
میشمر اعظم کوئی ایسا آیا؟

تجھ کو حاصل سے متاع اقبال زندگی  
چار سانسوں پر نہیں ہے انحصار زندگی  
ہے زمانے سے جدا تیرا شعار زندگی  
تیرے قدموں پر تصدق سے وقار زندگی  
”قاری و باحالی“ ہزم کا ہے تو چراغ  
تا ابد لکھتا ہے تیری تمنوں کا باغ  
تیری ہستی کو بنیاد ہے خدا نے بے نظیر  
توئی بن گئی ہے تو امیر امن امیر  
مہرباں تجھ پر ہوئے ہیں اس قدر پیران پر  
تا بہ اک مجبور و نیکس کے سے ہے دشگیر  
تیری درویشی فقیری کو پہنچ سکتا ہے کون  
تو جہاں ہے اس امیری کو پہنچ سکتا ہے کون  
مرتبہ تیرا زمانے نے ابھی سمجھا نہیں  
تیرے دل نے تج سرور ہی کا امیں  
تو حقیقت کا اک ایسا آئینہ ہے بایقین  
قطب عالم، غوث ثانی ہے تری ذات ہمیں  
وہ درخشانی و تابانی تری میراث ہے  
تاج و تخت و ملک عرفانی تری میراث سے  
تیرا ہر حسن عمل اس بات کی تصدیق سے  
تو نے جو کچھ بھی کیا ہے وہ تری تحقیق سے  
میری نظروں میں تو اپنے وقت کا صدیق ہے  
یہ خدا کے دو جہاں کی دی سوئی توفیق ہے  
تجھ پہ دامن محمد مصطفیٰ ضو بار ہے  
تیری ہستی اتنی محبوب شبہ برار ہے  
عمد توحید دین کو سنا ہے ابھی  
نقش باطل کا ہر اک دس سے مٹانا ہے ابھی

محبوب خدا اور شفیع امت  
فریابی آدم کوئی ایسا کیا؟

### رحمن و رحیم

خلاق و عام ہے تری ذات عظیم  
حاصل و مجبور سے واقف ہے کریم  
صائق کا یقین اور بھروسہ تو ہے  
ہے تیرا سہارا اے رحمن و رحیم

### اندازہ رحمت

ایسی بھی عنایت کوئی کر سکتا ہے  
بند سے محبت کوئی کر سکتا ہے  
دانا مرے عصیاں تو بہت ہیں صادق  
اندازہ رحمت کوئی کر سکتا ہے

### صدقہ محمد

بندہ ہوں ترا اور گنہگار عظیم  
شرمندہ ہوں اعمال سے اے رب کریم  
صدقے میں محمد کے مجھے بخش دے تو  
سے ذات مقدس تری رحمت و رحیم

### طفیل شہ خوبان

مٹ جائیں مرے دل سے خیالات زیاں  
سمجھے گا جدا کون مرا سوزِ نہاں  
کردے نضر اندازِ خدائیں میری  
یارب یہ طفیل شہ خوبان جہاں

### جمال مدینہ

جہوں سے مریں ہے تنہا میرا  
اک وادی ایمن ہے تنہا میرا  
ہے میری نگاہوں میں مدینے کا جمال  
عرفان کا گلشن ہے تنہا میرا

### مدارِ توحید

صدق و عز سے ہے بہارِ توحید  
عثمان و علی سے ہے وقارِ توحید  
حسنین کے صدقے میں ہے شہابِ چمن  
محبوب ہیں خالق کے مدارِ توحید  
عشقِ شہ لولاک

اک جذبہٴ پیہاک طلب کرتا ہوں  
حق راہ کا ادراک طلب کرتا ہوں  
کچھ اور نہیں میری تمنا، یارب  
عشقِ شہ لولاک طلب کرتا ہوں  
دامنِ محبوب

گلپوشِ تمناؤں کا گلشن نہ چھنے  
اس بادۂ سرخوش کا خرمن نہ چھنے  
چھٹ جائے مرے ہاتھ سے دنیا لیکن  
یارب ترے محبوب کا دامن نہ چھنے  
اتوارِ الہی

مجھ کو بھی سی راہ کا راہی کہے  
جس راہ کی غربت کو بھی شاہی کہے

## ادائے دلکش

اتھیلیاں کرتی ہوئی پھوٹوں سے نسیم  
چھو آئی مگر دامنِ زمیں موجِ طہیم  
کس طرح اُڑا لائی ادائے دلکش  
کیا طوف کر آئی شدِ خوباں کا حریم

## تمنائے ساحل

رحمت کے خزینے کی تمنا ہی رہی  
بس دل میں مدینے کی تمنا ہی رہی  
بندہ کبھی پہنچے سرِ ساحلِ یارب  
یہ میرے سفینے کی تمنا ہی رہی

## راہِ طیبہ

جلوؤں سے درخشندہ ہے راہِ طیبہ  
صدِ شکر کہ پابندہ ہے راہِ طیبہ  
بھٹکے ہیں نہ بھٹکیں گے مسافر جس میں  
واللہ وہ تابندہ ہے راہِ طیبہ

## ہادیٰ دوراں

اے نائبِ یزداں تو مرا ایماں ہے  
اے ہادیٰ دوراں تو مرا ایماں ہے  
محکم ہے مرے حسنِ یقین کی بنیاد  
اے صاحبِ قرآن تو مرا ایماں ہے

## قرآن ہی قرآن

ایمان ہی ایمان ہیں تیری آنکھیں  
عرفان ہی عرفان ہیں تیری آنکھیں

سرِ سبز مدینے کے گلِ کوچرا کو  
سرِ چشمہ انوارِ الہی کہئے

## امیدوں کا ساحل

اب جذبہٴ دل سوئے مدینہ لے چل  
مشکل ہے بہت ہجر کا جینا لے چل  
ساحل تو وہی ہے مری امیدوں کا  
لے چل مری ہستی کا سفینہ لے چل

## شہ کون و مکاں

جب سوئے مدینہ سفر پنا ہوگا  
پھر مجھ کو صاف دیکھے کیا کیا ہوگا  
رحمت کا خزانہ میں شہ کون و مکاں  
جو ہوگا مقدر میں وہ اچھا ہوگا

## شوقِ زیارت

جنت مری مولیٰ کے مدینے میں ہے  
پہنچی مری طیبہ کے خزینے میں ہے  
گھڑیوں غم ہجراں کی کشیں گی کیوں کر  
اے شوقِ زیارت ہے جو سینے میں ہے

## جانِ حزیں

یہ کن مدینے میں نہیں ہے یارب  
صیب و زمیں عرشِ بریں ہے یارب  
میتاب ہیں سمجھیں اے کیونگر دیکھیں  
بے یمن مری جانِ حزیں ہے یا رب

۔ دلت عام ترے جدوں کی قسم  
قرآن میں قرآن ہیں تیری سچائیں

### رحمت کو نین

میں کی تیرے نظر آتی ہے  
قرآن کی تیرے نظر آتی ہے  
اے رحمت کو نین تری صورت میں  
اللہ کی تصویر نظر آتی ہے

### شہنشاہِ اُمم

اللہ کے محبوب، حبیبِ عام  
پیغمبر کو نین رسول اکرم  
بیدار کی دلی مجھ کو عطا فرمادو  
دنیا کے صدقے میں شہنشاہِ اُمم

### نگاہِ رحمت

اٹھ کر سر پا ہے تری ذات میں  
فریاد ہے اسے گندِ خضر کے میلوں  
حقانجِ کرم پر بھی نگاہِ رحمت  
اے رب گنہگار ہوں انکار نہیں

### سرورِ کو نین

کرم کے حودوں سے نکالو مجھ کو  
ہوں غرقِ غم میں پی لو مجھ کو  
سرورِ کو نین شہنشاہِ اُمم  
رحمت کا سہارا دو سنبھالو مجھ کو

### سرکارِ مدینہ

ہے دستِ کرم آپ کا دستِ یزداں  
بھر دیجئے سرکارِ مدینہ دہاں  
امید لگا رکھی ہے سب سے میں نے  
مجھ پر بھی نظر کیجئے شاہِ خواہاں

### ساقیِ کوثر

خاق نے بنایا تمہیں سرورِ ساقی  
سے نام تمہارے مرے سب پر آقا  
مخمور بنادو مجھے بخود کردو  
کہتے ہیں تمہیں ساقیِ کوثر آقا

### نیرِ تاباں

پردہ رخ روشن سے اٹھایا واللہ  
جدوں سے وہ عالم کو سجایا واللہ  
اسے وہ مہیں، نیرِ تاباں تو نے  
کو نین کو یہ نور بنایا واللہ

### قبلہِ عالم

توقیدِ عام ہے، توی کعبہ دین  
تیرے قدم پاک پہ رکھ دی ہے جبین  
بخشے کوئی منصب یہ تری مرضی ہے  
صادق کسی اعزاز کے قابل تو نہیں

مولائے کائنات حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
توحید کی دولت میں جنابِ حیدر  
انورِ شریعت میں جنابِ مدد

## چراغِ توحید

لائے ہیں زل ہی سے چراغِ توحید  
روشن ہے ہمدیں سے چراغِ توحید  
خوناب سے پیشے ہیں پر اٹھار شجر  
شاداب ہے سر سبز ہے بارشِ توحید

## رضائے حق

مجھ سے کوئی پہچھے تو ہی کیا ہیں حسینؑ  
اک عارفِ حق، نورِ سر پہ ہیں حسینؑ  
گھر سے نکلتے ہیں، رضائے حق پر  
اند کی مرضی سے شمار ہیں حسینؑ

## آئینہٴ ظہیر

حق راہ کی تصویر حسینؑ سے ہیں  
آئینہٴ ظہیر حسینؑ آئے ہیں  
ریب انھیں کہے، شہیدِ اعظمؑ  
ایمان کی تصویر حسینؑ آئے ہیں

## رفعتِ شبیر

سین شریعت کوئی سمجھے تو  
اسرارِ حقیقت کوئی سمجھے تو  
آئینہٴ تسلیم و رضا، بندہ حق  
شبیر کی رفعت وہ سمجھے تو

## بخشش کی سبیل

سرکارِ درخشاں کے ہمارے ہیں حسینؑ  
اربابِ علیٰ بزہد کے پیارے ہیں حسینؑ

حق ہے گلستانِ حقیقت کی بر  
تصویرِ رسالت ہیں جنابِ حیدرؑ  
فتحِ شبیرؑ

سرکارِ دو عالم کی ضیا شاہِ نجفؑ  
ہیں جانِ جہاں، شانِ وفا شاہِ نجفؑ  
زیادہ ہے قلبِ فتحِ نبیؑ کا انھیں  
حق بات ہے، میں شیخؑ خدا شاہِ نجفؑ  
شبیرِ یزداںؑ

نکتے ہرے انسان ہیں شبیرِ یزداںؑ  
مطالعہ کے معائن میں شیخِ یزداںؑ  
ہیں قطبِ دوں سارے میں ان کے صادق  
اللہ کا عرفان ہیں شبیرِ یزداںؑ  
آئینہٴ قرآنؑ

آئینہٴ قرآن میں شہنشاہِ نجفؑ  
ہیں میں فیضان ہیں شہنشاہِ نجفؑ  
حق بات کے کہنے میں مجھے عار نہیں  
صادق مرا ایمان ہیں شہنشاہِ نجفؑ

شہیدِ اعظم حضرت امام حسینؑ رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
ایمان سے قرآن سے پارے ہیں حسینؑ  
معراج کی شان سے اتارے ہیں حسینؑ  
ہر کام پہ محسوس یہ ہوتا ہے مجھے  
مومن کی راسخ میں سہارے ہیں حسینؑ

### سلطان الہند غریب نواز

حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری سنہری  
اے خواجہ اجمیر معین و ہدم  
مشہور زمانہ ہے ترا باب کرم  
مجھ پر بھی عنایت کی نظر ہو جائے  
میں بھی ہوں سوائے رہے میرا بھی بھرم  
سلطان الہند

دنیا کے ہیں ہر روز نئے جور و ستم  
بے یار و مددگار ہوں رکھ لینا بھرم  
اے ہند کے سلطان، صیب موٹی  
ہو ”خواجہ عثمان“ کے صدقے میں کرم  
خواجہ سنہری

اجیر کے دولہا مرے خواجہ سنہری  
ہیں حسن میں یکساں مرے خواجہ سنہری  
کونین کی نعمت سے نوازیں گے مجھے  
صادق مرے مولا مرے خواجہ سنہری  
سنہری گنبد

اجیر کے راجہ کا سنہری گنبد  
اک ہند کے دانگ کا سنہری گنبد  
آئینہ ایمان و یقین، مرکز فیض  
صادق مرے خواجہ کا سنہری گنبد

ہیں ستم جہ کے لئے بخشش کی سبیل  
اللہ کی رحمت کے اشارے ہیں حسین  
غوث الاعظم

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
مخلوق میں ذی شان ہیں غوث الاعظم  
فیضان ہی فیضان ہیں غوث الاعظم  
ملتی ہے یہاں دونوں جہاں کی نعمت  
کونین کے سلطان ہیں غوث الاعظم  
شہ جیلانی

اے میرے مہاراج شہ جیلانی  
ہے کون مرا آج شہ جیلانی  
میں بھی ہوں ترے در کے ناموں میں شمار  
میری بھی رہے لاج شہ جیلانی  
روشنی قلب

اللہ نے بخشی ہے تمہیں تابانی  
زیبا ہے زمانے کی تمہیں سلطانی  
کچھ روشنی قلب عطا فرمادو  
صدقے میں محمدؐ کے شہ جیلانی  
بیکر الطاف

اے صبر اطاف، صیب خانی  
اک حشر کا میداں ہے جہان فانی  
صادق کو بھی دامان کرم میں رکھنا  
یہ سنگ بھی تمھارا ہے شہ جیلانی

قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین

بختیار کاکی اوشی

عکس شہ ابرار ہیں قطب الاقطاب  
ہر سمت ضیا یار ہیں قطب الاقطاب  
خالی نہیں جاتا کوئی ان کے در سے  
وہ ملک و مختار ہیں قطب الاقطاب  
دست کرم

یکں کے گمبہاں ہیں قطب الاقطاب  
ہر درد کے دریاں ہیں قطب الاقطاب  
سر پہ ہے مرے دست کرم حضرت کا  
صادق مرے سطن ہیں قطب الاقطاب  
حضرت خواجہ بابا فرید الدین مسعود گنج شکر  
ہیں شیریں سخن غنچہ دین بابا فرید  
میں "چشت" کا شاداب چمن بابا فرید  
اس نسبت عار کا نہیں کوئی جواب  
ہیں گنج شکر قطب رہیں بابا فرید

تسکین دل و جاں

بخش ہے خداوند نے وہ محبت سعید  
محسن ہیں معاون ہیں مرے بابا فرید  
میر کیوں نہ ہو تسکین دل و جاں حاصل  
صادق مرا ایمان ہے اُن کی تظہیر

حریق محبت حضرت خواجہ جمال الدین ہانسوی

ہر دل کی تمنا میں شہ قطب جہاں  
ہر غم کا مداوا ہیں شہ قطب جہاں  
جو اہل بصیرت ہیں وہی سمجھیں گے  
عالم کے مسیحا ہیں شہ قطب جہاں

منزل عرفاں

ہو فضل و کمال میں شہ قطب جہاں  
ہر درد سے حال ہیں شہ قطب جہاں  
رہرو یہ سمجھ میں ہے زبان صادق  
عرفان کی منزل ہیں شہ قطب جہاں  
حضرت خواجہ مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر کلیر کی  
انوار مجسم علی احمد صابر  
اسرار کے محرم علی احمد صابر  
جس دن سے ہوئے حضرت بابا کے مرید  
ہیں جان دو عالم علی احمد صابر  
مخدوم زمانہ

الفت کا خزانہ علی احمد صابر  
دنیا میں یگانہ علی احمد صابر  
ہر اہل محبت کی نظر میں صادق  
مخدوم زمانہ علی احمد صابر





سلطان المشائخ حضرت خواجہ نذیر مامدین اولیاء

محبوب الہی

ہیں یوسف ثانی انھیں دیکھیں یعقوب  
اللہ نے بخش ہے یہ اعزاز بھی خوب  
سب سے مشہور ہے کہ جب وہاں سے  
محبوب الہی ہیں جہاں کے محبوب

محبوب الہی

میں اس کا مثال گل و نپہ کھیں جاں  
ہر زمانہ جبر ہمارے نظر سے سل جاں  
بد میں مقدر سے مرادیں صادق  
نہ کو در محبوب الہی مل جائے

مرشد کی وصال کی سلطان الاولیاء حضرت

خواجہ محمد حسن شاہ صاحب

رواد کی وضو میں ہے محبت کی ضیا  
نقار لی رو میں ہے محبت کی ضیا  
صادق نہ ہو کیوں خواجہ حسن پر صدقے  
اس شمع کی کو میں ہے محبت کی ضیا

بیمار عشق

ہو عشق کے بیمار پہ بھی ایک نظر  
اب اپنے صبا پر پہ بھی ایک نظر  
اے خواجہ حسن جاں ہے تصدیق تجھ پر  
صادق سے پرستار پہ بھی ایک نظر

ملفوظات

# فیضان

مجموعہ کلام

## انتساب

میں اپنے اس مجموعہ ”فیضان“ کو

تاجدارِ سلسلہٴ عزیزیہ و حسنیہ

حضرت صوفی لیاقت حسین شاہ صاحب عرف منے میاں

سجادہ نشین آستانہٴ عزیزیہ و حسنیہ

کے

نام نامی اسم گرامی سے منسوب کرتا ہوں

صادق دہوی

فروری ۱۹۸۳ء

## عرض صادق

میرے سرکار میرے پیر و مرشد سداۃ الانوار حضرت خواجہ صوفی محمد حسن شاہ صاحب کے فیوض و برکات کی روشنی برصغیر کے اطراف میں دور دور تک پھیلی ہوئی ہے۔ سرکار کا سلسلہ توجہ لائٹنابی ہے اور عنایات بیکراں ہیں۔

سلسلہ حسینہ کا بزرگ آفتاب و آفتاب ہے۔ میں اپنے آپ کو دیکھ کر اس لائق نہیں پاتا کہ ان حضرات کے شایان شان قدم اٹھا سکوں۔ حسنی دربار کا ادنیٰ خادم ہونے کی حیثیت سے یہ سوچ کر کہ جو بھی کام مجھ سے انجام پذیر ہوتا ہے میرے پیر و مرشد کے فیضان سے ہوتا ہے۔ اسی جذبہ عقیدت اور فرض محبت سے مصروف تحریر ہوں۔

نثر میں تو کچھ کام ہو چکا ہے اور ہو رہا ہے۔ فیضان کی صورت میں اس سلسلے کی پہلی قسط حصہ اول پیش خدمت ہے۔ راقم الحروف نے سب سے پہلے حمد شریف۔ اس کے بعد نعتیہ کلام پھر نظمیں اور مقبتیں آخر میں ناظرین کی دلچسپی کے لئے کچھ غزلیں ترتیب دی ہیں تھموں میں یارا نا طریقت کے کردار کی عکاسی کی ہے۔ باقی آئندہ دوسری جلد میں سرکاروں کی منشا اور مرضی سے انشاء اللہ دیگر صوفیاء کرام پر اپنی منظوم عقیدت بدیہ ناظرین کروں گا۔

آخر میں میں اپنے شاعر دوست فخر دیب، قیصر حیدری اور نصرت گوالباری کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے فیضان کی ترتیب میں اپنے پر خلوص مشوروں سے مجھے نوازا۔ بدر الحسن بدر منثور، محمد الیاس خاں اور ضیاء الدین اس لئے دعا کے مستحق ہیں کہ اس کتاب کی اشاعت کے مراحل میں شرم نہ بشا نہ اور قدم بہ قدم مسرتھ رہے۔

صادق دہلوی

فروری ۱۹۸۳ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد

دین کے چمن میں ہے رنگ و نور تیرا  
جو کچھ ہے دو جہاں میں سب ہے ظہور تیرا  
ارض و سما کے ملک تیرا کرم ہے سب پر  
شہر جہان بھر میں ہے دور دور تیرا  
مخلوق کی زبان پر حمد و ثناء ہے تیری  
بے دل کی وسعتوں میں مسکن ضرور تیرا  
دنیا کو اپنی منزل حاصل ضرور ہوگی  
رستہ دھارہ ہے حسن ظہور تیرا  
دنیا کی زندگی سے محشر کی زندگی تک  
بندوں کو آسرا ہے رب غفور تیرا  
تویر ہم سارے عالم کو مل رہی ہے  
پیغام لے کر آئے جب سے حضور تیرا  
عرفان حق کی مستی حاصل ہے تیرے دل کو  
قائم رہے اب تک صادق سرور تیرا  
نعت

حق نے تجلیات کے پردے اٹھ دیئے  
نور محمدی سے دو عالم سجا دیئے  
ظلمت اندوں کو روشنی بخشی حضور نے  
توحید کے چراغ اوس میں جلا دیئے  
بیداری حیات ہے پیغام آپ کا  
سوئے ہوئے نصیب جہاں کے جگا دیئے  
جن کو وازا آپ نے حجب نگاہ سے  
وہ ذرے آفتاب زمانہ بنا دیئے

ہر تشنہ لب کو آپ نے حیراب کر دیا  
عرفان حق کے آپ نے دریا بہا دیئے  
لاکھوں سلام رحمت عالم کی ذات پر  
حسن اذن کے آپ نے جیسے اکھا دیئے  
کوئی مثال ہی نہیں خلق عظیم کی  
گفتار کی، تو ہے بہا موتی لٹا دیئے  
سلطان الانبیاء کا سے صادق یہ طف حاص  
رحمت کے جام بھکو نظر سے پلا دیئے

بزم کونین کی ضیا تم ہو  
ہر دو عالم کے دریا تم ہو  
مصطفیٰ تم ہو چنے تم ہو  
رحمت حق کا سینہ تم ہو  
تازگی تم سے ہے گلستاں میں  
کتے خوش رنگ و خوش آوا تم ہو  
غم کے طوفان میں تو کیا غم ہے  
میری کشتی کے ناخدا تم ہو  
بے نواؤں کی ہے نوا تم سے  
بے سباروں کا آسرا تم ہو  
بندہ پرور کرم کی ایک نظر  
بندہ عشق کی صدا تم ہو  
جس کا درماں نہ ہو زمانے میں  
ایسے پیار کی دوا تم ہو  
وہ گنہگار ہوں میں دنیا میں  
جس کی بخشش کا آسرا تم ہو

سرور انبیاء خدا کی قسم  
قلب صادق کا مدعا تم ہو

چشم موبی نے جسے دیکھا تھا کوہ طور پر  
وہ بھی قرباں ہے محمدؐ کے رخِ پَر نور پر  
آئینہ قرآن ناطق کا ہیں جب میرے حضور  
ناز پھر کیوں کر نہ ہو قرآن کے دستور پر  
بندہ پرور میرے حال زار سے واقف ہو تم  
چشم رحمت ہو ذرا مجھ ٹیکس و معذور پر  
بتلائے غم ہوں میں بھی اے شہ کون و مکان  
پچھ توجہ کیجئے میرے دل رنجور پر  
مہر و ماہ و نجم کے جلوے ہیں قرہاں روز و شب  
بہر گنبد کی سنہری جالیوں کے نور پر  
مجھ کو اپنے دامن رحمت میں تم نے لے لیا  
اس قدر احسان ہے مجھ بندۂ مجبور پر  
مدحت سرکارِ دو عالم کہاں صادق کہاں  
فخر ہے خواجہ حسنؒ پر، حضرت مخدومؒ پر

تمہیں کو فوقیت ہے دو جہاں کے درباروں پر  
دل و جان میں تصدق روئے نور کی ضیاءوں پر  
تبدیل ہونے والے ہوئے دل کی صداؤں پر  
مرم تم ہی کو فرمانا چاہے گا ہم گداؤں پر  
نہاری شان بندہ پروری مشہور عالم ہے  
زمانے ہر ن نظریں ہیں تمہاری ہی عطاؤں پر  
تمہاری چشم رحمت پیچھے اب رحمت عالم

چیشانی ہے ہم کو ہر نفس اپنی خطاؤں پر  
فقط اک آپ ہی کے آسرے پر جی رہے ہیں ہم  
حضور اب غور فرمائیں ہماری احتیاجوں پر  
حقیقت میں تمہارا حسن یکتائے دو عالم ہے  
خدائے پاک شیدا ہے تمہاری ہی اداؤں پر  
اجالا کیوں نہ ہو پھر میرے دل کے گوشے گوشے میں  
نظر ہے گنبدِ خضرا کے جلووں کی ضیاءوں پر  
فقط صادق ہی کیا قربان تم پر سدا عالم ہے  
تمہارا دامن رحمت ہے شاہوں پر گداؤں پر

روئے	سرور	سنوارا	گیا
حسن	عالم	نکھارا	گیا
خسرو	انبیاء	کے	سے
شہر	طیبہ	سنوارا	گیا
عشق	سرور	میں	کثر مجھے
منزوں	سے	گدرا	گیا
جہوہ	مصطفیٰ	کے	لے
جذبہ	دل	ابھارا	گیا
ن	کے صدقے	میں	کثر مجھے
ان	کا کہہ	سر پکارا	گیا
جس	پہ ان کی	نظر ہوئی	
سحر	غم سے	بھرا	گیا
میری	امداد	کو	گئے
جب	بھی ان کو	پکارا	گیا
محسب	شاہ خوب	میں	بھی
نام	صادق	پکارا	گیا

مجھ کو دنیا کا کوئی غم نہ رہا  
ان کے دامن میں جب پناہ ملی  
ان کے جلوؤں کو دیکھنے کے لئے  
شکر ہے مجھ کو بھی نگاہ ملی  
میرے دل میں ہے آرزو ان کی  
مجھ کو تابندہ شاہراہ ملی  
کیوں نہ ملتا سکونِ دل مجھ  
شاہ کوئین کی پناہ ملی  
مجھ گنہگارِ عشق کو صادق  
کسی والے کی جود نگاہ ملی

پیامِ ذاتِ حق لے کر شہنشاہِ امم آئے  
جہاں کی رہبری کے واسطے ان کے قدم آئے  
سراپا نور و رحمت، پیرِ جود و کرم آئے  
سکونِ قلب و جاں لے کر شہنشاہِ امم آئے  
بہرِ جانبِ فضائیں ان کے جلوؤں سے منور ہیں  
جہاں کی نگاہوں میں بن گئے وہ شمعِ حرم آئے  
خدا رکھے سدمت ان کے جلوؤں کی فراوانی  
وہ ڈرتے ہیں گئے خورشید جو زیرِ قدم آئے  
بہرِ جدہ انہیں کے عشق نے کی رہبری میری  
جہاں بھی زندگی کی منزلوں میں پیچ و خم آئے  
متاعِ زندگی قربان ہے بس ان کے قدموں پر  
وہ میری سمت جب آئے بھد لطف و کرم آئے  
خیال ان کا بٹا ہے ناخدا بحرِ حوادث میں  
ڈوبنے کے لئے جب بھی مجھے طوفانِ غم آئے

آپ کے جودِ جلوۂ یزد، آپ کی دنیا ہے شیدائی  
آپ پہ صدقے حور و دامنِ آپ پہ قربوں ساری خدائی  
آپ جنابِ عز و جل ہیں آپ متاعِ حسنِ ازل ہیں  
برم جہوں کے ہر گوشے میں آپ نے شمعِ نور جلائی  
آپ تہ دنیا میں، دس میں، آپ تسکینِ عرش بریں ہیں  
کیسے ترس نہ جھانے آپ کے در پہ ساری خدائی  
کیفِ تکیں ہے حسنِ تکلم، ہر غنچے میں موجِ تسم  
گشتِ گلشن، یو رہا میں آپ کے جلوؤں کی رحمتی  
طاقِ حرم میں آپ کے ابرو، راحتِ جاں ہیں آپ کے گیسو  
آپ کے رخ کی تابانی نے، دل میں شمعِ عشق جلائی  
آپ سراپا جود و سخا ہیں، آپ سراپا لطف و عطا ہیں  
آپ نے جس کو اپنا بٹایا غم کی اس کو ساری خدائی  
آپ شمعِ روزِ جزا ہیں، آپ حبیبِ ذاتِ خدا ہیں  
آپ میں مہِ رمتوں والے، آپ نے سب کی ہمت بنا لی  
عرشِ بریں پر جس کو بایا، آپ ہیں وہ معراج کے دولہا  
آپ نے کی امت کی سفارش، رحمتِ باری جوش میں آئی  
تختِ ملی کو دور کیا ہے، صادق کو مسرور کیا ہے  
قلب و نظرِ محوِ سوسے میں آپ نے کیا آنکھوں سے پائی

رستہ وہ جہاں کی چاہ ملی  
بشیر و مفقوت کی راہ ملی  
ن کی جب نہ نہ بارگاہ ملی  
زندہ وہ جہاں پناہ ملی  
میں بس ان کی تلاش میں نکا  
ہ طرف مجھ وہ ان کی راہ ملی

دل مطمئن ہے دامنِ رحمت کے فیض سے  
میرے جہانِ زیست میں امن و امان ہے اب  
میرا سر نیازِ عقیدت سے جھک گیا  
محبوبِ زندگی کو ترا آستان ہے اب  
یادِ نبیؐ سے میرے فتنے کا حسن ہے  
یوں بھی بہت حسین مری داستان ہے اب  
یہ التفاتِ رحمتِ عالم کی بات ہے  
ذوقِ طلب کی راہ بہت ضوفشاں ہے اب  
یہ مدحتِ رسولؐ کا انعام دیکھئے  
مجھ پر خدا کی ذات بہت مہربان ہے اب  
دنیا کے حادثات نے تو کچھ کمی نہ کی  
صادق بہ فیضِ عشقِ محمدؐ جوں ہے اب

عجب انداز ہے عشقِ نبیؐ کا  
دل کر رکھ دیا رخِ زندگی کا  
سلامت جذبہٴ عشقِ محمدؐ  
نہیں کچھ غم جہاں کی بے رخی کا  
تمہیں سے مجھ کو امیدِ کرم ہے  
بھرم رکھنا مری وارفتگی کا  
نظر کو بخشد و تم اذنِ جلوہ  
میں طالب ہوں تمہاری دید ہی کا  
زمین سے آسمان تک سلسلہ ہے  
تمہارے حسن کی جلوہ گری کا  
کوئی کچھ بھی کہے لیکن یہ حق ہے  
اب تک ہے زمانہ آپؐ کی

مدینے کا چمن ہو اب مری چشمِ تصور میں  
نظر کے سامنے بطحا کا گلزار ارم آئے  
طلب سے بھی سوا ملتا ہے ان کے آستانے سے  
ہمارے دل میں کیوں صادق خیال پیش و کم آئے

عطا و تر کا مجھ کو جامِ کربے  
سبیں میرے بھی صبح و شام کربے  
مری ہستی کو اے شاہِ مدینہ  
جہاں کے واسطے پیغامِ کربے  
نکل کر نور کے پردوں سے باہر  
ذرا جلووں کو اپنے عام کربے  
ترے قربان اے عشقِ محمدؐ  
فرازِ عشق بھی یک گام کربے  
خدا رکھے ترا یفانہ قلم  
مے رحمت کے ساغر عام کربے  
تصدق میں تری ذات میں سے  
مناجِ عشق میرے نام کربے  
مری ہمت کو اے شاہِ مدینہ  
سب کوششِ ایام کربے  
سب ساقی کے لب پر نام تیرا  
یہ رحمت اس کی خاطر عام کربے

عشقِ رسولؐ رہبرِ کارواں ہے اب  
میرں میں سے دور اکبرِ آستان ہے اب  
فیضِ کربے نہ پوچھیے  
بہ نسبتِ حیات مرا گلستاں ہے اب

خدا رے تہے مدینہ  
سار ہو گیا ہے زندگی کا  
م لہاں ہے ہر دو جہاں میں  
رہے گا ہاں با آپ ہی کا  
صیب دو جہاں کی یاد صادق  
مدینہ ہے مری منزل رن کا

عشق سارا حیات ہے اپنی  
میں بھی کائنات ہے اپنی  
سے شہ کائنات ختم رہیں  
آرو تیری ذات ہے اپنی  
تیسے یہ ہے یہ ہیں ہم  
بہاں بات بات ہے اپنی  
شام معراج ہے تصور میں  
تقی تابندہ رات ہے اپنی  
یا صیب کا اک سہارا ہے  
بہ متاع حیات ہے اپنی  
وہ اپنا نہیں ہے دنیا میں  
صرف اک تیری ذات ہے اپنی  
شرف دنیا کے صدقے میں  
ساری دنیا میں بات ہے اپنی  
چشم رحمت نہ ہو تو اسے صادق  
غیر ممکن نجات ہے اپنی

نما ہے عشق سے منزل نصیب ہوتی ہے  
نیر ہزاروں محض نصیب ہوتی ہے

کچھ اتنا اہل نہیں قرب آستانِ رحل  
نصیب ہی سے یہ منزل نصیب ہوتی ہے  
شہ مدینہ پہ ہوش و خرد لٹانے سے  
حیات رشک سے قابل نصیب ہوتی ہے  
طواف گنبد نصرا بہات دل ہے  
کسی کسی کو یہ منزل صیب ہوتی ہے  
وہ مدینہ میں ہر کام احتیاط رہت  
یہ بات بھی تو بہ مشکل نصیب ہوتی ہے  
جمال رحمت عالم سے فیض سے صادق  
نگاہ دید کے قابل نصیب ہوتی ہے

مجھ سے گزہ گار کے جینے کی راہ کر  
اسے رحمت تمام کرم کی نگاہ کر  
مجھ سے نہ پوچھ میری طلب میرا دعا  
ورہ ہوں رہنڈر کا، مجھے مہر و ماہ کر  
اسے آفتاب حسن ترا نظر ہے  
کاشانہ حیات کو بھی جہوہ گاہ کر  
آئے نہ بھول کر بھی کسی اور کا خیال  
پیدا تو میرے دل میں فقط اپنی چاہ کر  
میں خستہ دل ہوں، خستہ جگر، خستہ حال ہوں  
تیرے سار میری طرف بھی نگاہ کر  
تیرا ہی نام ساقی بندہ نواز ہے  
جھکو بھی مسرت ساغر چشم سپاہ کر  
میں ہوں نیازمند ترا اسے گدا نواز  
میرے دل تباہ پہ بھی اک نگاہ کر



اپنا سر نیاز جھکا اے بعد نیاز  
صادق در حضور کو تو مجدد گاہ کر

تو مرا حبیب ہے

یہ مرا نصیب ہے

تو مرے قریب ہے

زندگی نصیب ہے

اے حبیب دو جہر

حق کا تو خصب ہے

شکر ہے نگاہ میں

جوہ حبیب ہے

تیرے در کا ہر گد

عرش کے قریب ہے

میں ہوں تیرا بند

تو مرا طیب ہے

تیری ذات پاک کا

آسرا نصیب ہے

صادق ان کے حسن کی

دستاں عجیب ہے

وہ اپنی رندوں میں بہت کامیاب ہے

جس پر نگاہ شاہ رسالت مآب ہے

اب یہ سانسے مری تعمیر خواب ہے

ل جہوہ گاہ حسن رسالت مآب ہے

مشق رسول نے مجھے انساں بنا دیا

نہ تھکیم نہ تھکیم، انتخاب ہے

صحرا کو گلستاں نے بنا دوں تو بات ہے

دل میں بہار عشق رسالت مآب ہے

ہمسر تمہاری ذات کا کوئین میں نہیں

یہ انتخاب ذات خدا لاجواب ہے

ڈرے تمہاری راہ کے مہتاب بن گئے

جلوہ تمہارا غیرت صد آفتاب ہے

تم رحمت خدا ہو، خدا کی قسم حضور

در سے تمہارے سارا جہاں فیضیاب ہے

طیبہ کے گلستاں کی بہاریں نظر میں ہیں

وہ ارض پاک آپ ہی اپنا جواب ہے

صادق اگر ہے چشم بصیرت تو دیکھئے

روئے میں حضور کا حق کی کتاب ہے

ترے دم سے روشن ہے شمع حرم

تو خدا کی ضیا ہے خدا کی قسم

تو قہد ہے کعبہ ہے شاہ اہم

تو رحمت ہی رحمت ہے سر تا قدم

کس سے کہیں کیا جو دس میں ہے غم

میں وابستہ جب تیرے دامن سے ہم

مقدر ہے میری جبین کے لئے

ترا سنگ در تیرا نقش قدم

امیدوں کے گوہر عطا ہوں مجھے

تری ذات اقدس ہے باب نرم

دل و جان تصدق تری ذات پر

ترے رخ پہ قربوں میں لوح و قلم

تمہاری تندر ہے خدا کی نظر  
تمہارے نرم ہے خدا کا کرم  
ہے تیری غدی پہ صادق کو مار  
ذات کی نگاہوں میں ہے محترم

جو عشق محمدؐ میں مٹ کر، آسودہ منزل ہوتے ہیں  
دنیا کے لئے ان کی ہستی تو یہ بھی بن ہی جاتی ہے  
ہر دل میں اجالا کرتی ہے منعمیر اعظمؐ کی نسبت  
ظلمت بدو روشن ہوتا ہے تقدیر بھی بن ہی جاتی ہے  
رہرو جو تمنا رکھتا ہے ویداو مدینہ کی دل میں  
اس رہرو طیبہ کی اک دن تدبیر بھی بن ہی جاتی ہے  
صادق پہ نگاہ رحمت ہے، قربان ہے، رہنما ہے  
جب چشمِ نرم ہو جاتی ہے تقدیر بھی بن ہی جاتی ہے

جس - تیری چاہ نہیں ہے  
اس - دل راہ نہیں ہے  
تجھ سے وہ آگاہ نہ ہوگا  
خود سے جو آگاہ نہیں ہے  
منزل منزل یاد ہے تیری  
اور کوئی ہمراہ نہیں ہے  
ایک شعر محتاجِ کرم ہے  
تجھ سے کوئی شہ نہیں ہے  
عشق سے تیرا توشہ منزل  
کوئی زد راہ نہیں ہے  
تیری ذات سے عشق ہے مجھ کو  
سچ ہے یہ فواہ نہیں ہے  
ہر دم ن کا ذکر کئے جا  
صادق تو گمراہ نہیں ہے

ہمارے دل کی لگن ہے بہت نشاط انگیز  
رخِ نبیؐ کی پھجن ہے بہت نشاط انگیز  
دل و نگاہ کا گاشاہ ہو گیا روشن  
جمالِ شاہِ زمیں ہے بہت نشاط انگیز  
خرامِ ناز کی تعریف کیا بیان کروں  
ہر اک تمہارا چلن ہے بہت نشاط انگیز  
یہ بات اور کسی کو نصیب ہو نہ سکی  
حضورؐ ہی کا سخن ہے بہت نشاط انگیز  
بناؤں کیا میں زمانے کو خوبی معراج  
تمہارا حق سے ملن ہے بہت نشاط انگیز  
شگفتہ کیوں نہ ہوں گلہائے رزوائے رسولؐ  
نسیمِ صبح چمن ہے بہت نشاط انگیز  
نظرِ نواز ہے تصویرِ گنبدِ خضرا  
اک آرزو کی کرن ہے بہت نشاط انگیز  
ہماری روح پہ طاری ہے کیفِ الہی صادق  
کہ لطفِ شاہِ زمیں ہے بہت نشاط انگیز

جب مشق تصور کرتا ہوں تصویر بھی بن ہی جاتی ہے  
محبوبِ خدا کے جلووں سے تقدیر بھی بن ہی جاتی ہے  
جب ذوقِ مجذوب ہوتا ہے سرکارِ نظر آجاتے ہیں  
ایک ایک تجھ کی خوبیوں کی تعبیر بھی بن جاتی ہے  
سلطنتِ رسالت و الفت، ہے جلوہ گزین جس کے دل میں  
اس بندہ شاہِ خوبوں کی تقدیر بھی بن ہی جاتی ہے

سوئے طیبہ بصد نیاز چے  
جانب گلشن حجاز چے  
ہم بھی نازاں ہیں اپنی قسمت پر  
ہم بھی سوئے گدا نواز چے  
صوت حسن ناز کے محرم  
دل میں لے کر حسین راز چے  
عشق شاہ رسل کے صدقے میں  
کچھ تو ہم ہو کے سرفراز چے  
ہم مدینے کی آرزو بن کر  
ہو کے ہر شے سے بے نیاز چے  
بزم طیبہ میں پیش کرنے کو  
دل کے جذبات کا لے کے ساز چے  
سرور انبیاء کے کوچے میں  
پڑھنے ہم عشق کی نذر چے  
ہم گہنگار عشق اے صادق  
چشم رحمت پہ کر کے ناز چے

خلق خدا پہ عام ہے رحمت حضور کی  
واللہ کس قدر ہے عنایت حضور کی  
افضل ہے دو جہاں میں نبوت حضور کی  
روشن رہے گی صمیم رسالت حضور کی  
پیغام حق جہاں کو دیا ہر نفس کے ساتھ  
دنیا پہ آئینہ ہے حقیقت حضور کی  
توصیف خود خدا نے کی اپنے کلام میں  
اعلیٰ ہے ہر مقام سے عظمت حضور کی

اے شاہ احمد تیرا کرم مجھ پہ آ رہا ہو  
معدنہ مر جھوں سے ایمان نظر ہو  
ر صبح بسر زیت مری شام و سحر سو  
پوخت پہ شہ کون و مکان کی مرا سر ہو  
اے جوش طاب سوئے مدینہ مجھے لے چل  
ممن ہے کہ سرکار کی مجھ پر بھی نظر ہو  
اے یاد شہنشاہ امیر میری مدد کر  
منزل کے سے کچھ تو مرا زاد سفر ہو  
یٹھ اور تمیں روم و طیبہ ن تمنا  
جس راہ سے گزروں وہ تری رہ گزر ہو  
مید کرم تجھ سے ہے اے شافع محشر  
صادق کی طرف بھی تری رحمت کی نظر ہو

اے شہنشاہ و مین ختم رسل نے قدموں میں مجھ کو بد لیجئے  
رہت دو جہاں، اشرف الانبیاء اب تو مجھ کو بھی اپنا بنا لیجئے  
بندہ پرور نگاہ کرم کیجئے، ب نہ کچھ امتحان وفا لیجئے  
مجھ کو قرار ہے میں سبک رہوں اپنے دامن میں مجھ کو چھپا لیجئے  
آپ بدر الدینی، آپ شمس الضحیٰ، آپ نور اہدیٰ احمد جتبی  
مضطرب ہے ہماری نگاہ طلب، روئے انور سے پردہ ہٹا لیجئے  
آپ ابر کرم، آپ بحر سخا، آپ دست خدا ہیں خدا کی قسم  
میرا امن مرا دلوں سے بھر دیجئے، کامرحت سے خیر الوریٰ لیجئے  
دین و دین تصدق حضور آپ پر جان و دل لگی ہیں قرباں حضور آپ پر  
سیجئے میں درود و سلام آپ پر، ہم غریبوں کے تحفے ذرا لیجئے  
آپ محبوب یزداں ہیں شاہ اہم آپ ہی سے ہے جس اک مید کرم  
بند و رست صادق حضور آپ کا اس کو دنیا کے غم سے چھڑا لیجئے

حشر عظیم جھک گیا تعظیم کے لئے  
 اللہ رب یہ شان یہ توست حضور کی  
 دریا زباں ہے اسم گرامی حضور کا  
 دل میں ہے آرزوئے محبت حضور کی  
 جیسے ہوؤں تو مل ہی گئی راہ مستقیم  
 ہے ذات پاک شمع ہدایت حضور کی  
 مسند شہین کون و مکان ہیں مرے حضور  
 قائم ہے وہ جہاں میں صدارت حضور کی  
 محو سے غائب ہوا ہے چشم التفات  
 ممتاز از روی ہے محبت حضور کی  
 اس راز کی خدا کے سوا کس کو ہے خبر  
 نعتی بندوں پہ ہے رفعت حضور کی  
 روشن سے کائنات جمال حضور سے  
 بر شے میں دیکھتا ہوں میں صورت حضور کی  
 سرمایہ حیات نہیں کوئی میرے پاس  
 اک عشق میرے دل میں ہے دوت حضور کی  
 امت کو بخشوائیں گے محبوب کبریہ  
 محشر میں کام آئے گی نسبت حضور کی  
 مجھ کو نہیں حوادث دنیا کا کوئی خوف  
 صادق ہے ملک دل پہ حکومت حضور کی  
 سلام

سامی حضرت شبیر شاہ دین و دنیا ہیں  
 یہی قبے کا قہر ہیں یہی کعبے کا کعبہ ہیں  
 یہ نائب ہیں رسول اللہ کے، رحمت کا دریا ہیں  
 سر محشر یہی لہجہ کی بخشش کا وسیلہ ہیں

حسن ابن علی دین کے ہر نعم کا دوا ہیں  
 یہی ہیں یوسف ثانی یہی رشک مسیح ہیں  
 ہے ان کی ذات دستور خداوندی کا آئینہ  
 یہ نور حق کا پیکر ہیں یہ قرآن کا سراپا ہیں  
 انہیں کے دم قدم سے روشنی ہے ہر عام میں  
 یہی شاہ دو عالم کی محبت کا ابا ہیں  
 نہ ان کا کوئی ثانی تھا نہ ان کا کوئی ثانی ہے  
 شاہ میں امتحان صبر کی منزل میں کیتا ہیں  
 سران کے قوت باطل کے آگے جھک نہیں سکتے  
 یہ وہ مومن ہیں جو فرض محبت سے شام ہیں  
 ستم کی سیکڑوں تیغیں ہیں مظلوموں کی گردن پر  
 زمین کربلا پر ظلم کے سو حشر برپا ہیں  
 شہادت پا چکے ایک ایک کر کے سب جگر گوشے  
 جناب سیدہ کے لال اب میدان میں تھا ہیں  
 سر بازار سر نیزوں پہ ہیں اللہ والوں کے  
 بہا کر خون اہل بیت کا خوش دل میں اعدا ہیں  
 بلا کے تیر آکر لگ رہے ہیں جسم اطہر پر  
 یزیدی لشکروں کے درمیاں شبیر تھا ہیں  
 لایا گھر کا گھر کس کے لئے سبط پیہر نے  
 وہ سمجھیں یہ حقیقت دیدہ و دل جن کے بیٹا ہیں  
 انہیں کی دید ہے دید محمد مصطفیٰ صادق  
 یہ ہم شکل پیہر ہیں جمال حق تعالیٰ ہیں

## نظمیں اور منقبتیں

بارگاہِ رحمتہ العالیین میں

تیری رحمتوں کے صدقے مجھے سرا ہے تیرے  
کہ میں جی رہا ہوں اب تک بچے ک خیال کر کے  
سرِ حشر کام دے گا تری ذات کا وسیلہ  
مری معصیت نے چھوڑا مجھے پامال کر کے  
صادق

تو

کیوں ہے مشہور جہاں اس قدر اعجازِ ترا  
مشق نے تیرے ہی کھجیا ہر اک روزِ ترا  
چشمِ موسیٰ کے لئے جو وہ جانے تو ہے  
تصہ حضرت یوسف میں درخشاں تو ہے  
شمس و منصور کے جذبات میں پنہاں تو ہے  
اپنے عشق کے افسانے کا عنوان تو ہے  
یہ تیرے حسنِ دلاویز کی ہے رعنائی  
بہ نظرِ تیری محبت کی ہوئی سودائی  
تجھ سے تابندہ ہے یہ مہرِ درخشاں اب تک  
روشنی دیتا ہے تجھ سے مہتاباں اب تک  
حرم و دیر میں ہے تجھ سے چراغاں اب تک  
تجھ سے ہے عرش کی قدیلِ فروزاں اب تک  
ہے ترے حسن کے جوہر سے بہارِ گلشن  
کیوں نہ آسودہ ہو پھر میری نظر کا دامن  
تیرے پر تو سے درخشندہ ہے داغِ ہستی  
تیرے ہی نور سے روشن ہے چراغِ ہستی  
تیری خوشبو سے معطر ہے دماغِ ہستی

تیرے جلوں سے مڑیں ہے یہ باغِ ساقی  
زندگی نورِ بدایاں ہے کوئی کیا جانے  
میرا دل رشکِ گستاں ہے کوئی کیا جانے  
تو ہے مہتابِ مرے دل کے میہ خانے کا  
تو ہے خورشیدِ درخشاں مرے کاشنہ کا  
نامِ مشہور ہے تجھ سے ترے دیوانے کا  
تو ہے عنوانِ مرے عشق کے افسانے کا  
تجھ سے تابندہ ہے دنیائے محبتِ میری  
مجھ پہ مخصوص ہے اب چشمِ عنایتِ تیری  
طربِ شہانہ ہے مشہور زمانہ تیرا  
کم نہیں میری نگاہوں میں خزانہ تیرا  
آرزومند ہے بیگانہ بیگانہ تیرا  
تیرے صادق کے لبوں پر ہے ترانہ تیرا  
روزِ افزوں ہے نگاہوں میں اب اعزازِ ترا  
مرتبہ اہل زمانہ میں ہے ممتازِ ترا  
ساقی

تجھ سے آباد ہے مینانہ ہستی ساقی  
گوشہ گوشہ ہے ترے نور کی لہستی ساقی  
تیرے دم سے ہے مری ہادہ پرستی ساقی  
اوج پر یوں ہے مری رندی و مستی ساقی  
دل کے نغموں کے لئے ساز دیا ہے تو نے  
زندگی کو نیا انداز دیا ہے تو نے  
چشمِ محمور سے محمور کیا ہے تو نے  
زندگی کو مری مسرور کیا ہے تو نے  
پرتوِ حسن سے پڑ نور کیا ہے تو نے

لہو کی سرخیوں قرطاب ہستی پر درخشاں ہیں  
ہوئے حق کے لئے قربان یہ تاریخ کہتی ہے  
پرستار خدا نے دعوت حسن عمل دی ہے  
پیام دوستی دے کر بدیا کوئے والوں نے  
کہوں کیا کس قدر ان کو ستایا کوئے والوں نے  
یہاں تک ہر حقیقت کو چھپایا کوئے والوں نے  
ہر اک الزام حضرت پر لگایا کوئے والوں نے  
مگر تھا عزم کچھ ایسا رہے طوفان سے کھرا کر  
نہ سراپنا جھکایا قوت باطل سے گھبرا کر  
یزیدی فوج نے آل نبیؐ پر وہ ہتھ دھائے  
جلائیں ظلم کی تیغیں بلا کے تیر برساتے  
پھر اس کے بعد مظلوموں کے سرخیوں پہ لٹکائے  
زمین تھرا گئی افلاک کے آنسو نکل آئے  
شہیدانِ وفا نے راہِ حق سے منہ نہیں موز  
کسی نے صبر و استقلال کا دامن نہیں چھوڑا  
مجاہد قوم و ملت کے بند دنیا پہ چھاپا  
ضیائے حق پرستی کو زمانے بھر میں پھیلا  
حوادث جس قدر درخش آئیں ان سے کھرا  
ہیں جن کے حوصلے پامال ان لوگوں کو سمجھا  
منظم ہوں تو سب کو اک نئی تنظیم ملتی ہے  
حسینی جاں نثاروں سے یہی تعلیم ملتی ہے  
وہ خورشیدِ سحر زندہ وہ ماہِ شام زندہ ہے  
زمانے میں شہیدِ کربلا کا نام زندہ ہے  
حسینؑ ابن علیؑ کا آج بھی پیغام زندہ ہے  
اے صادقؑ ان کے دم سے عظمت اسلام زندہ ہے

دل کو اک جلوہ گہرہ طور کیا ہے تو نے  
تیرے جلووں کی وہ تصویر ملی ہے ساقی  
اک حسین خواب کی تعبیر ملی ہے ساقی  
پھول جیسی ہے ترے لب کے تبسم کی ادا  
نقش ہے دل پہ مرے تیرے ترجم کی ادا  
سحر آگیاں ہے ترے طرزِ تکلم کی ادا  
اللہ اللہ ترے جلووں کے تلاطم کی ادا  
جھٹکو محرابِ حرم ہیں ترے ابرو ساقی  
راحتِ قلب و نظر ہیں ترے گیسو ساقی  
یہ ترے ناز و ادا اور یہ نازک رفتار  
یہ ترے ابرو و مژگاں ترے گیسو خمدار  
یہ ترے لب یہ ہیں یہ تری سبکدوشی بار  
سعدیؒ و حافظؒ و جامیؒ کے سخن کا شہکار  
تیرے میخانے کا اعزاز عجب ہے ساقی  
تیرے ہر رند کا انداز عجب ہے ساقی  
میرؒ و مومنؒ کے تحفیل میں نمایاں تو ہے  
مظہرؒ و درویشؒ کے جذبات میں پڑاں تو ہے  
داغؒ، بخودؒ کے تخیل کا گلستاں تو ہے  
صادقؒ و حضرت محمودؒ کا ارہاں تو ہے  
کون سے دل میں نہیں تیری محبت ساقی  
کون ہے جس ہی نہیں تیری عنایت ساقی  
شہیدِ کربلا

سلائی حضرت حمیرؒ وہ مظلوم انسان ہیں  
کہ جن کی داستانِ درد و غم کے لاکھ عنوان ہیں  
مقام جو ہوئے ان پر وہ کب نظروں کی پہناں ہیں

خدا کی راہ میں آدم سنا حق بجانب ہے  
 بنائے لالہ ان کو کہتا حق بجانب ہے  
 مرشدی و مولائی سلطان اسید حضرت اچان خواجہ صوفی محمد  
 حسن شاہ صاحب قبلہ کی بارگاہ میں آستانہ عالیہ مرشد گھر  
 بہمنوڑی شریف، تحصیل ملک ضلع رامپور (پوٹی)

تجھ سے شاداب ہوا ہے مرے ارماں کا کنول  
 حسن الفاظ سے بھردوں کا غزل کا آنچل  
 تو مرے عشق کے آغاز کا آئینہ ہے  
 تو مرے سوز مرے ساز کا آئینہ ہے  
 تو مری فکر کے انداز کا آئینہ ہے  
 تو مری روح کی آواز کا آئینہ ہے  
 اب یہی خواجہ حسن یقین ہے میرا  
 ماسوا تیرے کوئی اور نہیں ہے میرا  
 ہن ہے جس کو میں ہراز بنالوں پنا  
 کون ہے جس کو میں دمساز بنالوں پنا  
 کون ہے جس کو ہم آواز بنالوں اپنا  
 کس کو میں سے بت طائر بنالوں اپنا  
 سنا تو نے کیا سوز نہاں سے جھکے  
 اور بیگانہ کیا سارے جہاں سے جھکے  
 کون ہے میرے غم سوز نہیں کا حاصل  
 کون ہے نالہ دل آہ و فغاں کا حاصل  
 کون ہے میرے یقین میرے گماں کا حاصل  
 کون ہے میرے تصور کے جہاں کا حاصل  
 بذات درد محبت سے نوازا تو نے  
 مجھ کو یمن کی دلت سے نوازا تو نے

جلوہ رخ کے نظاروں کی قسم کھاتا ہوں  
 حسن و انوار کے دھاروں کی قسم کھاتا ہوں  
 چرخ کے چند ستاروں کی قسم کھاتا ہوں  
 تیرے گلشن کی بہاروں کی قسم کھاتا ہوں  
 ہو گیا نور سے معمور تخیل میرا  
 بن گیا جلوہ گہ طور تخیل میرا  
 مطہر صبح چمن تجھ کو میں کیونکر نہ کہوں  
 جلوہ گل و جن جھکو میں کیونکر نہ کہوں  
 حاصل شعر و سخن جھکو میں کیونکر نہ کہوں  
 قلب صادق کی لگن جھکو میں کیونکر نہ کہوں  
 تھکو میں آئینہ حسن ازل کہتا ہوں  
 تیرے جلوں ہی میں گم ہو کے غزل کہتے ہوں  
 بارگاہ مرشدی و مولائی میں

کون ہے تم سا حسین و دلربا خواجہ حسن  
 تم ہی تم ہو ہر طرف جلوہ نما خواجہ حسن  
 میرے حال دل سے تم ہو آشنا خواجہ حسن  
 میں ہوں مدت سے تمہارا جلا خواجہ حسن  
 از طفیل بخت، حسن کرو مشکلیں  
 ہے تمہارا ہی مجھے اک آسرا خواجہ حسن  
 کس کے درپہ جا کے پھیلاؤں میں دامن مراد  
 ہے تمہارے در سے میرا واسطہ خواجہ حسن  
 ہے تمہاری ذات ہی سے جھکو امید کرم  
 تم ہو میری زندگی کا مدعا خواجہ حسن  
 یہ تمہاری شان بندہ پروری کی بات ہے  
 تم نے بخشی ہے مرے دل کو ضیا خواجہ حسن

اللہ اللہ یہ تمہارے حسن کا اعجاز ہے  
 نقش ہے دل پر تمہاری ہر دا خواجہ حسن  
 ذرہ ذرے میں تمہارے حسن کی تصویر ہے  
 میری نظروں کا بکی ہے فیصلہ خواجہ حسن  
 نصرت خواجہ رضا خواجہ عنایت کے طفیل  
 ایسے صادق کی طرف بھی دیکھنا خواجہ حسن  
 عزیز الاولیاء شہید ملت حضرت صوفی عبد العزیز شاہ  
 صاحب جاہ نشین سلطان الاولیاء حضرت حاج خواجہ صوفی محمد  
 حسن شاہ صاحب ستارہ عالیہ مرشد گرجینسوزی شریف، تحصیل  
 ملک ضلع رانی پور (پانی)

اے عزیز الاولیاء اے خواجہ عبد العزیز  
 تیرے دامن ہی میں متی ہے محبت جیسی چیز  
 نہ تیرے پہچان سے تجھ کو، کہاں اتنی تمیز  
 تو... سقے سے کہ دنیا ہے ترے در کی کیر  
 تیرے تیری نھر کا کاشف حالات ہے  
 تیرے دس میں حضرت خواجہ حسن کی ذات ہے  
 تیری ہستی سے جہانگیر چمن کا سینہ  
 خواجہ بندوستان کی انجمن کا سینہ  
 قادری و بوعلی ہاشمیں کا سینہ  
 تو ہے حیران صریقت کے چمن کا سینہ  
 مشق صبح درخشاں ہے تری دست مہربان  
 حضرت خواجہ حسن کا تو ہے سجادہ نشین  
 تو نے آنکھوں سے پلاک جامہ پہنے بہت  
 اس طرف اچھوڑ آتے ہیں مستانے بہت  
 تیرے جہوں نے غار کے میں دیوانے بہت

تو وہ شمع حسن ہے جس کے تیرے پروئے بہت  
 کس قدر ضو ہر تیرے عشق کا انسان ہے  
 تیرا پاک تیرا اک تجلی خانہ ہے  
 قابل تحسین تیرا جذبہ اشراف ہے  
 تو شہید عشق ہے اس میں کسے نکار ہے  
 تیری قربانی کا ہر انسان کو قرار ہے  
 سایہ انگن تجھ پہ ظن احمد مختار ہے  
 آستانے پر ہے تیرے دنگاروں کا ہجوم  
 تیری الفت کے ہزاروں جاں نثاروں کا ہجوم  
 سے مکمل ہر طرح حیران نظم زندگی  
 کس قدر اونچا کیا ہے تو نے نام زندگی  
 مرثی کی رفعت سے بالا تر ہے ہام زندگی  
 جان دے کر تو نے سمجھایا مقام زندگی  
 وقت کے اوراق پہ تابندہ تیرا نام ہے  
 تیری ہستی ساری دنیا کے لئے پیغام ہے

تاجدار سندھ و عزیز یہ حسین

حضرت صوفی لیاقت حسین شاہ صاحب عرف منے میاں  
 سجادہ نشین عزیز الاولیاء شہید ملت حضرت عبد العزیز شاہ صاحب  
 قبدہ سلطان الاولیاء حضرت الحاج خواجہ صوفی محمد حسن شاہ صاحب  
 قبدہ مرشد گرجینسوزی شریف، تحصیل ملک ضلع رانی پور (پانی)

اے عزیز الاولیاء کے جانشین  
 اے لیاقت شاہ اے ذات حسین  
 کہہ دی ہے تیری تابندہ جبین  
 تو ہے خورشید محبت ہاتھیں  
 زندگی تیری ہے جان انجمن



یہ ہے فیض حضرت خدیوہ حسنہ  
 تیری سستی ہے نگار میکدہ  
 تیرے دم سے ہے وقار میکدہ  
 میکدہ میں ہے بھار میکدہ  
 ہر رتبہ میں باد نور میکدہ  
 قص میں ہر سحر و پیکار ہے  
 آج تو ہی رات کی میخانہ ہے  
 محض رحمن کی تہا سن ہے  
 حضرت حق و رضا کی ستان ہے  
 تہ عینیت شاہ کا زمان ہے  
 حضرت خدیوہ حسنہ کی جاں ہے  
 یہی محمد تجھے کہتا ہوں میں  
 عشق کا حاصل تجھے کہتا ہوں میں  
 تیرے جلوہ جلوہ امداد ہے  
 تیری دنیا حسن کا گلزار ہے  
 تیری سستی مطہر انوار ہے  
 تو جہان عشق میں غور بار ہے  
 مرتبہ نشین و اعلیٰ ہے ترا  
 بندہ پرورد ہل بالا ہے ترا  
 خانقاہوں کی جو تعمیرات ہے  
 منہج اس میں جو تیری ذات ہے  
 کبھی بھی وہن جو تجھے دن رات ہے  
 اس میں پوشیدہ کوئی تو بات ہے  
 ہے یہ ایسے مشیت باقیں  
 اس میں نہیں ہے حقیقت باقیں

زندگانی عشق کے حاصل میں ہے  
 تجھ سے رفق سنی ہر محفل میں ہے  
 کامیابی جذبہ کامل میں ہے  
 دور تک لب روشنی مغرب میں ہے  
 شان و شوکت روز افزوں ہو تری  
 رعب و زاریت روز افزوں ہو تری  
 تیری ہستی خلق میں مقبول ہے  
 ہر عمل تیرا بہت مقبول ہے  
 جو نہ سمجھے تو یہ اس کی بھول ہے  
 تو عزیز الاولیاء کا بھول ہے  
 فیض دنیا سے نرالا ہے ترا  
 بزم عالم میں اچالا ہے ترا  
 تو ہے فطرت کا حسین اک شاہکار  
 تیرے قدموں پر تصدق ہے بہار  
 تا ابد قائم رہے تیرا وقار  
 قدرتی و بالعدائی جاں نثار  
 قلب صادق کی ہے یہ صادق دعا  
 تجھ کو عمر خضر ہو جائے عطا

حضرت صوفی محمد نقیب اللہ شاہ صاحب قصبہ  
 میل تحصیل مانسہرہ ضلع ہزارہ مقیم حال نقیب آباد ضلع قصور (پاکستان)  
 اے نقیب الاولیاء خدیوہ نقیب اللہ شاہ  
 تیری ہستی ہے درخشندہ مثال مہر و شہ  
 تیرا سنگ در ہے اب جن و ملک کی سجدہ گاہ  
 یہ خداوند دو عالم کا کرم ہے بے پناہ  
 اپنے مرشد کی تو جیتی جاگتی تصویر ہے

حضرت صوفی احمد کبیر شاہ صاحب (ناری)

بلی (پیارے) پٹی بھیت (یونی)

اے کبیر الودیعہ احمد کبیر  
تھکلو خاق نے بنیا ہے نصیر  
تو ہے صمیع محفل حیرن حیر  
تو فقیری میں ہے دنیا سے امیر  
مطلع انوار تیری ذات ہے  
نسبت خواجہ حسن کی بات ہے  
روئے انور ہے ترا بدر منیر  
تیری زلفوں کا زمانہ ہے اسیر  
جس کو تو چاہے وہ ہو روشن ضمیر  
تو ہے رب کا تیرا ہے رب قدیر  
تیری صورت میں ہے جلوہ حیر کا  
تو ہے پیکر حسن عالمگیر کا  
تیرا مسلک تیرا مشرب خوب ہے  
تو نگاہ شوق کو مرغوب ہے  
تو حقیقت کا عجب مکتوب ہے  
بزم خواہاں میں بھی تو محبوب ہے  
زندگی تیری سراپا ناز ہے  
فیض مرشد کا یہی اعجاز ہے  
تیری آنکھوں میں وہ صمیع نور ہے  
قلب تیرا جلوہ گاہ طور ہے  
تو شراب عشق سے مخمور ہے  
خلق کی خدمت پہ تو مہمور ہے  
تیرے در سے ہے زمانہ فیضیاب

تیرے جہوں میں حسن کے حسن کی تصویر ہے  
شاہ جیلانی کے الطاف و کرم کی بات ہے  
صبح روشن ہے تری تابندہ تیری رات ہے  
تو جہاں ہے جس جگہ ہے نور کی برسات ہے  
تیرے قدموں پر پٹھانور زیست کی سوغات ہے  
حضرت خواجہ حسن کا دلبر و جانی ہے تو  
حسن میں اپنی جگہ اک یوسف ثانی ہے تو  
روکش عشق و محبت ہے تری ذات مہین  
پیکر لطف و عنایت ہے تری ذات مہین  
صاحب فہم و فراست ہے تری ذات مہین  
جدہ حسن حقیقت ہے تری ذات مہین  
سیڑوں دل بن گئے گلشن توجہ سے تری  
ہر گئے امید کے دامن توجہ سے تری  
نیزوں گم کردہ راہوں کو دکھائی توئے راہ  
کون ہوتا ہے زمانے میں کسی کا خیر خواہ  
ہے سہاروں کو ترے دامن میں ملتی ہے پناہ  
اپنے بیگانوں پہ یکساں ہے ترا لطف نگاہ  
تیرے الطاف و کرم کی کتنی شہرت آج ہے  
تا بہ قائم رہے جو شان و شوکت آج ہے  
تو ہے عرفان الہی کا سمندر بالیقین  
رہروان راہ حق کا ہے تو رہبر بالیقین  
جذبہ صادق سے بنتا ہے مقدر بالیقین  
تو قلندر ہے قلندر ہے قلندر بالیقین  
خاندان قادری کا تجھ سے ہے سرسبز باغ  
بزم سلطان دو عالم کا ہے تو روشن چراغ

تیری ہستی کا نہیں کوئی جواب  
فقر پر تیرے پنچھار جان ہے  
تیری ہستی اس قدر ذیشان ہے  
قی صدق کو ترے پیچن ہے  
تو محبت کا حسیں عنوان ہے  
جانتے ہیں اہل دل، اہل نظر  
— فی نسبت تجھے کس اون پر

حضرت صوفی حاجی احمد بخش عرف حاجی احمد حسن  
شاہ صاحب قدیر رہنے والے پیل بھیت ویرلی مقیم حال  
تنگی محلہ قمرالدین اشرفی بمبئی ۳۰

حضرت احمد حسن، اے راحت خواہ حسن  
پھونٹا پھنٹا رہے تیری امیدوں کا چمن  
تیری ہستی سے قائم ہے نگہ انجمن  
تا ابد تجھ پر رہے لطف نگاہ پنجتن  
تیرے آواز محبت کا حسیں انجام ہے  
جاں غاروں میں سر فہرست تیرا نام ہے  
راں آگے ہے محبت کی فراوانی تجھے  
سے میسر وہ انجم کی درخشانی تجھے  
شیخ نے فرما کے احمد شاہ دزانی تجھے  
خندی ہے مہک عرفانی کی سطنی تجھے  
جگ تو یہ ہے عاشقوں کے عشق کا حاصل ہے تو  
معرفت کی منزلوں میں رہبر کمال ہے تو  
کون ہے اسوہ ایسا عشق کی منزل میں آج  
تیری شتی آگے ہے دامن ساحل میں آن  
حضرت آقا حسن ہیں تیری بزم دل میں آج

ہر طرف ہے نور کی بارش تری محفل میں آن  
تیرے ذوق و شوق کی دنیا گل و گلزار ہے  
اب ترے حسن تجسس کا جہاں ضو بار ہے  
پیر نے تجھ کو بتایا ہے ولی احمد حسن  
ہے فقیری میں میسر خسروی احمد حسن  
مل گئی قلب و نظر کو روشنی احمد حسن  
ناز کے قابل ہے تیری زندگی احمد حسن  
تیرے ارمان و تمنا کا گلستاں کھل گیا  
تجھ کو دیائے محبت کا خزانہ مل گیا  
تیری چشم آرزو نے کہہ دیا ہے تیرا حال  
میں نے سمجھا ہے محبت میں ترا حسن سوال  
تجھ کو لے آئی وہاں اب تیری پروانہ خیال  
تو جہاں چاہے گا ہوگا حیر کا جھکو وصال  
دل ہے آئینہ ترے جذبات کی تصویر کا  
تجھ کو ہر شے میں نظر آئے گا جلوہ ہیر کا  
سو پری خانے بنائے تو نے اپنے ذہن میں  
جام و پیانے بنائے تو نے اپنے ذہن میں  
کیسے کاشانے بنائے تو نے اپنے ذہن میں  
آئینہ خانے بنائے تو نے اپنے ذہن میں  
عزم محکم تھا زیارت گاہ کی تہ کا  
مل گیا تجھکو اجالا شیخ کی تصویر کا  
بات یہ لائوں میں کہہ دوں گا مجھے ہے کس کا دار  
حیر و مرشد پہ کیا تو نے پنچھار مال و زر  
مرچ عام ترے دم سے بنا مرشد نگر  
کام یہ تیری بصیرت سے ہوا اہل نظر

شہرہ آفاق ہے مرشد نگر کی سرزمین  
 کعبۃ العشق ہے مرشد نگر کی سر زمین  
 یہ بھی کچھ کہنا ہے مجھ کو کہ رہا ہوں صاف صاف  
 ک حقیقت ہے جسے میں کر رہا ہوں انکشاف  
 کون ہے جو اس حقیقت سے کرے اب انحراف  
 ہے تری خدمات کا ہر آدمی کو اعتراف  
 تو ہے صادق کی نگاہوں میں گلستانِ حسن  
 زندگی سے تیری اب شمع شبستانِ حسن  
 حضرت صوفی علی حسین شاہ صاحب  
 (آنوی) مقیم حال۔ بمبئی

اس کی نگاہ میں ہے جمالِ جہاں نما  
 خوابِ حسن ہیں ان کی محبت کا آئینہ  
 دل ان کا حسن جلوہ گہ کوہ طور ہے  
 صوفی علی حسین پہ لطف حضور ہے  
 مرشد پہ اپنے ہیں یہ دل و جان سے فدا  
 کا حسن کی ذات سے ہے ان کا واسطہ  
 چہرے پہ ان کے ہر طریقت کا نور ہے  
 صوفی علی حسین پہ لطف حضور ہے  
 حاصل ہے اس کو قربت آقا حسن کا فیض  
 پہنچا ہے ان کو نسبت آقا حسن کا فیض  
 عرفان کی روشنی ہے ریاضت کا نور ہے  
 صوفی علی حسین پہ لطف حضور ہے  
 ان و نشاط و عیش کی دیا سے کیا غرض  
 جام و صراق، ساغر و مین سے کیا غرض  
 دل ان کا عشق ہر سانسے نگہ میں چور ہے

صوفی علی حسین پہ لطف حضور ہے  
 جو شخص جو گیا ہے دل و جان سے خد  
 اس کو جہاں عشق میں حاصل ہے اک مقام  
 وہ دین کے قریب ہے دنیا سے دور ہے  
 صوفی علی حسین پہ لطف حضور ہے  
 مجھ سے نگاہ شیخ نے یہ راز ہدیہ  
 یہ بات کہہ رہا ہوں میں دنیا سے بے علا  
 اس دور کا یہ مرد قلندر حضور ہے  
 صوفی علی حسین پہ لطف حضور ہے  
 افسانہ دل نشیں ہے محبت کی قید کا  
 ہے ان کو اختیار سیہ و سپید کا  
 سمجھے وہ میری بات جسے کچھ شعور سے  
 صوفی علی حسین پہ لطف حضور ہے  
 سچ ہے بھروسہ کرتا نہیں کائنات پر  
 تکیہ کئے ہوئے ہے یہ خالق کی ذات پر  
 صادق بھی ایک بندہ رب غفور ہے  
 صوفی علی حسین پہ لطف حضور ہے  
 حضرت مولانا الیٰ بن صوفی محمد خوشحال شاہ صاحب  
 چلہ گاہ قصبہ بہار گڑھ ڈاکٹرنہ مورثہ ضلع مظفر نگر (یوپی)

پیر کامل خضر منزل حضرت خوشحال شاہ  
 تو نے لوگوں کو دکھائی عشق کی تابندہ راہ  
 ہے وہی خوش بخت پڑ جائے تری جس پر نگاہ  
 اک جہاں کو مل رہی ہے تیرے دامن میں پناہ  
 ہر زباں پر تیرے فیضانِ نضر کی بات ہے  
 ہر طرف اب تیرے عرفانِ نضر کی بات ہے

حضرت الحی بن صوفی شمشاد علی شاہ صاحب (سیڑھی)

مقیم حال (آستانہ حسنی) ۲۳ سالہ بی بی یاسر۔ یاسر ۱۹ دسمبر ۱۹۰۱ء (پاکستان)

حضرت شمشاد اے حسن و جمال انجمن  
اے غوص بکراں اے میکہ خولجہ حسن  
تیرے دامن میں سٹ آئے ہیں انوار چمن  
تیرے ذوق و شوق سے ظاہر ہے تیرا ہنکمن  
تیرے سینے میں ہے داغ حضرت خولجہ حسن  
تیری ہستی ہے چراغ حضرت خولجہ حسن  
تیرے تیری وفا پر میرا یہاں ہے  
عشق میں تجھکو میرا ہمت مردانہ ہے  
میکہ بردوش تیرا جذبہ رندانہ ہے  
تو جہاں ہے اس جگہ میخانے کا میخانہ ہے  
بارگاہ حق میں جو مقبول تیری ذات ہے  
صرف یہ خولجہ حسن کے فیض ہی کی بات ہے  
دیکھ کر تیری طرف اہل بصیرت دنگ ہیں  
بت وہ حق کیا کہیں گے جن کے دل ہی تنگ ہیں  
حضرت خولجہ حسن ہر وقت تیرے سنگ ہیں  
تیرے افسانے کے عنوان میں ہزاروں رنگ ہیں  
تو ہے آئینہ حدیث عشق کی تفسیر کا  
تیری سیکھوں میں ہے جلوہ حسن عالمگیر کا  
تیری بزم آرزو میں پیر کی اک ذات ہے  
جس کے جلووں سے منور تیری ہر اک رات ہے  
تیرے گلشن میں بہاروں کی حبس پرست ہے  
تیرے دامن میں محبت کی بڑی سوغات ہے  
قابل تقلید ہے یوں بھی تر ذوق عمل

کس قدر مشہور ہے لطف کریمانہ ترا  
قائم و دائم رہے انداز شاہانہ ترا  
ہر عقیدت مند کے دل میں ہے کاشانہ ترا  
تا قیمت کم نہ ہو فیضان میخانہ ترا  
برسبیل تذکرہ ہر لب پہ تیری بات ہے  
بوالعلائی فیض کا سرچشمہ تیری ذات ہے  
سامنے میری نظر کے صورت حالات ہے  
تیرے دامن میں گل عرفان کی سوغات ہے  
تیرے ہونٹوں پر محمد مصطفیٰ بات ہے  
میں سمجھتا ہوں تیری ہستی فنا فی الذات ہے  
تجھکو جو پالے گا پالے گا شہ لولاک کو  
تجھو جو چاہے گا چاہے گا خدائے پاک کو  
تو مقدر کا سکندر ہے زبان عشق میں  
تو فقیری میں تو گھر ہے زبان عشق میں  
رہرو الفت کا رہبر ہے زبان عشق میں  
تو بھی اک مرد قلندر ہے زبان عشق میں  
تجھکو اس منزل میں لے آئی ہے تیری آگہی  
مرحہ ادراک سے آگے ہے تیری روشنی  
فیض نسبت سے کیا ہے تو نے حاصل وہ مقام  
تیری محفل سے نہ جائے گا کوئی اب تشنہ کام  
تیرے صادق کی نگاہوں میں ہے تیرا احترام  
تو مرے آقا حسن کے میکہ کا ہے نام  
پیر و مرشد کا اک ایسا عاشق و شیدا ہے تو  
قادری و بوالعلائی فیض کا دریا ہے تو

فیض نسبت سے کھلا ہے تیرے ارماں کا کنول  
عشق میں تو جذبہ انکار کی تصویر ہے  
بارگاہ حسن میں تیری بڑی توقیر ہے  
یہ ترے ثواب محبت کی حسیں تجیر ہے  
تیری پشیم شوق میں ہر وقت تیرا ہیر ہے  
قرب صائق کہہ رہا ہے صاحب عرفان ہے تو  
آمان معرفت کا غیر تاباں ہے تو  
حضرت صوفی عبدالمجید شاہ صاحب (پہلی بحیث)

مقیمین محل جہانگیر شہ مصری، ہڈ الاہمہ ۳۷

اے سراج الاولیاء عبدالمجید  
تجھ کو حاصل ہے حسیں جلوؤں کی دید  
رنگ لائے تیرے جذبات شدید  
نیوں نہ براتی ترے دل کی امید  
مل گیا تجھ کو در خواجہ حسن  
کھل گیا تیری محبت کا چمن  
تو نے پیدا کر لیا اک یاساں  
تیری نظروں میں ہے ہر لوح و زوال  
تجھ کو حاصل ہے محبت میں کماں  
شیخ نے تجھ کو کیا روشن خیال  
صوفیوں ہے تیری دنیائے حیات  
عشق میں آسودہ ہے اب تیری ذات  
چھینے ایک نظروں سے ساز زندگی  
کھول دے راز و نیاز زندگی  
خشب سوز و گداز زندگی  
تا کہ مل جائے فراز زندگی

دور ہوتے ہیں دلوں کے رنج و غم  
طالبوں پر ہے تری چشم کرم  
تو جہاں یار کی تصویر ہے  
تو سر پہ عشق کی تصویر ہے  
منقبت تجھ پر نگاہ ہیر سے  
واقعی تو صاحب تقدیر ہے  
رس مٹی ہیر کی نسبت تجھے  
مل گئی عظمت تجھے رفعت تجھے  
تیرے گلشن کی فضا ہے پند بہار  
تجھ کو بخش عشق نے ایسا وقار  
سیکڑوں عاشق ہیں تیرے دلفگار  
تجھ پہ صائق بھی دل و جاں سے نثار  
میں نے سمجھا ہے ترے جذبات کو  
تو نے پہچانا ہے ان کی ذات کو

حضرت مولانا صوفی خدام آسی شاہ صاحب

سید پورہ ضلع بیہیمہ، تحصیل ملک ضلع رامپور (یونی)  
حضرت مولانا آسی شاہ، فیض العارفین  
ہے ترے جذبے میں پنہاں خدمت و مہربانی  
تجھ کو حاصل ہے متاع نور ایمان و یقین  
ہے ترے اعمال سے روشن تری لوح جمیں  
ہے الگ سارے زمانے سے ترا رنگ سخن  
حضرت خواجہ حسن ہیں تیرے خواہوں کا چمن  
تیرے ہوتوں پر ہے نام رحمۃ العالمین  
دل پہ کندہ ہے کلام رحمۃ العالمین  
ہر نفس ہے احترام رحمۃ العالمین

تابندہ عشق سے ہے ترے دل کی خانقاہ  
قربان علی شاہ

دریائے معرفت کی شناور ہے تیری ذات  
میں جانتا ہوں مرد قلندر ہے تیری ذات  
سر اپنا تیرے در پہ جھکاتے ہیں کجگاہ  
قربان علی شاہ

رہو کا ہر قدم پہ رہے گا تو پاسہاں  
بھٹکے گا اب نہ راہِ محبت میں کارواں  
روشن ہے تیرے دم سے محبت کی شاہراہ  
قربان علی شاہ

تو نے علاج ہر دہ بیمار کر دیا  
تیری نگاہِ لطف نے اظہار کر دیا  
ہر غم زدہ کے دل کے لئے تو ہے خیر خواہ  
قربان علی شاہ

جو جانتا نہیں ہے وہ اب جان لے تجھے  
پہنچتا نہیں ہے تو پہچان لے تجھے  
تجھ کو بنایا حیرِ طریقت نے خضرِ راہ  
قربان علی شاہ

دوست ملی ہے ایسی عقیدت کے فیض سے  
تسودگی نصیب ہے نسبت کے فیض سے  
ہے بے نیاز سارے جہاں سے تری نگاہ  
قربان علی شاہ

تو نے اسے نوازا ہے کیف و سرور سے  
مخمر کر دیا ہے شرابِ طہور سے  
جس پر پڑی ہے تیری محبت بھری نگاہ  
قربان علی شاہ

یہ ہے تجھ کو پیامِ رحمتہ الدعائین  
میر جس شریعت ہے تری ذات میں  
والف راہِ طریقت ہے تری ذات میں  
تیرے غم خانے میں کیا سوزِ دل پروانہ ہے  
خوش و گل کی رہیں پر بھی ترا افسانہ ہے  
س بندگی پر تخیل کا ترے کاشانہ ہے  
تیرے جیسا کون فرانوں میں اب فرزانہ ہے  
کام آیا ہے محبت میں ترا ذوقِ سخن  
زندگی تیری ہے خود اپنی جگہ اک انجمن  
ہے چراغِ بوالعلائی نام کی جو اک کتاب  
شیخ کی روحِ مقدس سے کیا ہے اکتساب  
سے سوانحِ حضرتِ خواجہ حسن کا انتخاب  
سچی پیہم نے تری تجھ کو کیا ہے کامیاب  
سیر کی تصویر ہے تیری نظر کے سامنے  
عشق کی تصویر ہے تیری نظر کے سامنے  
ایک ہے دارالتصوف ایک دارالتزکیہ  
جن کو اتروا ضلع گوئدہ میں اک درجہ ملا  
موٹی مسجد کا ضروری ہے۔ یہاں اب تذکرہ  
تجھ کو تیرا مقصدِ دل اس طرح حاصل ہوا  
ہاں نظام الدین کنتہ اولیاء مسجد کے ہیں  
صادق اس کے حسن میں جلوے رضا مسجد کے ہیں  
حضرت الحاج صوفی قربان علی شاہ صاحب  
(تذکرہ) متیم حال، پٹھان محلہ، بابائی ضلع ملندشیر (پوپی)  
حسن و جمالِ خواجہ حسن ہے نگاہ میں  
تاریکیوں کا نام نہیں تیری راہ میں

کامل یہ اپنے مرشد کامل کا فیض ہے  
صادق بنا دیا ہیں کامل بنا دیا

منصور الحسن شاہ صاحب

محفل حسنیٰ عندیٰ پارہ ۱۰، رگاہ ۱۰، بمبئی ۸۲

صاحب توقیر ہے تو شاہ منصور الحسن  
تذکرے میں تیری الفت کے چمن اندر چمن  
تو ہے پروانہ یہ کہتی ہے ترے دل کی لگن  
حضرت خواجہ حسنؒ ہیں تیری شمع اچھمن  
پیر و مرشد پر رہی ہر حال میں تیری نگاہ  
فیض نسبت سے ہوئی تابندہ تیری شاہراہ  
جادہ ہائے کوہکن آسان ہے تیرے لئے  
چاک کرنا پیرمن آسان ہے تیرے لئے  
منزل دار و رن آسان ہے تیرے لئے  
بندۂ حق کا چمن آسان ہے تیرے لئے  
بدۂ عرفاں سے تیرا ہر نفس مخمور ہے  
سچ تو یہ ہے تو بھی اپنے وقت کا منصور ہے  
عشق تیرے کام آیا شاہ منصور الحسن  
تیری صورت سے عیاں ہے جلوۂ صبح چمن  
پیر و مرشد نے سجادہ تیرے دل کی اچھمن  
تو ہے اب اس طرح روشن جیسے تاروں میں گنگن  
روزِ اول سے رہی ہے تیرے دل میں ان کی چاہ  
رفتہ رفتہ بن گیا ہے تیرا دل اک جلوہ گاہ  
ظلماتیں کافور تیرے نام سے ہونے لگیں  
کشتیں سب دور تیرے نام سے ہونے لگیں

ک دن وہ ہوگا اپنی حقیقت سے آشنا  
صادق نصیب ہوگا اسے دل کا مدعا  
حسن شعور بنے گی جس کو تری نگاہ  
قربان علی شاہ

حضرت الحاج فضل حسین شاہ صاحب کامل

میں جہانگیر شاہی جہانگیر آباد ضلع بندشیر (پوپی)

نسبت کے فیض نے تجھے کامل بنا دیا  
بزمِ جہاں میں رشک کے قابل بنا دیا  
خوبہ حسن نے عشق کی تصویر بخش کر  
ذراے کو ترقیب کا حاصل بنا دیا  
اسراۂ عشق کا تجھے حاصل بنا دیا  
کشفِ نظر سے صاحب محفل بنا دیا  
اللہ سے تجھ پہ خوبہ حسن کا یہ الفت  
ہر اعتبار سے تجھے کامل بنا دیا  
تیری نظر کو دید کے قابل بنا دیا  
فطرت کی جلوہ گاہ ترا دل بنا دیا  
راہِ طیب میں تجھ سے ملے گی دلی مراد  
مرشد نے تجھ کو رہبر منزل بنا دیا  
راہوں کی مشکلات کا حل بنا دیا  
رہرو کے واسطے تجھے منزل بنا دیا  
یہی تو یہ جانتا ہوں محبت نے بالیقین  
طوفان میں تجھ کو دامنِ ساحل بنا دیا  
آئینہ گر نے دل کو تیرے دل بنا دیا  
ہر طرح اپنی یاد کے قابل بنا دیا



منہیں پر نور تیرے نام سے ہونے لگیں  
ہمتیں مسرور تیرے نام سے ہونے لگیں  
لطف فرما کیا ہوئے ہیں حضرت خواجہ حسنؒ  
ہاں و دل تجھ پر نچھاور کر رہے ہیں مرد و زن  
خوشنما ہے جیسے مہر و ماہ و انجم سے گلشن  
جیسے غنچوں کے قبسم سے بہاروں پر چمن  
تیرے نام سے تو ہے رات اب انجمن  
عشق صادق نے ترے دل کو فروزاں کر دیا  
تیری ہستی کا ہر اک پہلو درخشاں کر دیا  
حضرت صوفی علاؤالدین شاہ صاحب (آنوی)

مقیم حال بہی

تیرے جذبات و عقیدت نے نوازا ہے تجھے  
کس قدر حسن ارادت نے نوازا ہے تجھے  
حضرت مرشد کی نسبت نے نوازا ہے تجھے  
تیری دنیائے محبت میں چلے آئے حسنؒ  
حضرت صوفی علاؤالدین شیدائے حسنؒ  
کیا بگاڑے گی ترا اب گردش لیل و نہار  
تجھ کو حاصل شیخ کا فیض و کرم ہے بے شمار  
سُنی تیری محبت کے گلستاں میں بہار  
زیب و زینت تیرے گلشن کی ہیں گلبائے حسنؒ  
حضرت صوفی علاؤالدین شیدائے حسنؒ  
زندگی کا لطف تیرے جذبہ کامل میں ہے  
ہر طرح آسودگی اب عشق کی منزل میں ہے  
سہ فرازی تجھ کو حاصل حسن کی محفل میں ہے  
سجدہ گاہ عشق ہے نقش کف پائے حسنؒ

حضرت صوفی علاؤالدین شیدائے حسنؒ  
خوبصورت ہے تری نظروں میں بزم کائنات  
عشق صادق میں تصدق ان پہ ہے تیری حیات  
نقش ہیں دل پر ترے ان کے ہزاروں واقعات  
تیری نظروں میں رہا کرتی ہے دنیائے حسنؒ  
حضرت صوفی علاؤالدین شیدائے حسنؒ  
حضرت صوفی حکیم الدین شاہ صاحب فیروز آبادی  
مقیم حال، دوسرے (راجستھان)

اے پرستار محبت، اے حکیم الدین شاہ  
مستقل خواجہ حسنؒ کی تجھ پہ رہتی ہے نگاہ  
فیض نسبت سے درخشاں ہے شہاب زندگی  
اوج پر ہے آج تیرا ماہتاب زندگی  
زندگی کو مل گیا حسن و شب زندگی  
درمیاں سے اٹھ گیا ہر اک حجاب زندگی  
جگمگا اٹھی ہے تیری زندگی کی شہراہ  
مستقل خواجہ حسنؒ کی تجھ پہ رہتی ہے نگاہ  
مل گئے تجھ کو حسیں میل و نہار زندگی  
رقص فرما ہے ترے در پر بہار زندگی  
زندگی ہونے لگی ہے خود شمار زندگی  
عشق تیرا بن گیا ہے تاجدار زندگی  
سر جھکاتے ہیں ترے کوچے میں آکر کجکار  
مستقل خواجہ حسنؒ کی تجھ پہ رہتی ہے نگاہ  
کس قدر روشن ستارا ہے تری تقدیر کا  
تیرے ہاتھوں میں رہا دامن ہمیشہ حق کا  
یہ خلاصہ ہے ترے جذبات کی تاثیر کا

مل گیا ہے تجھ کو ورثہ ذکر کی جاگیر کا  
روزِ روشن کی طرح روشن ہے تیری جلوہ گاہ  
مستقل خوابہ حسن کی تجھ پہ رہتی ہے نگاہ  
ایک سنگار تری مٹل میں صبح و شام ہے  
تیرا فیضانِ نظر اہل جہاں پر عام ہے  
خدمتِ خلقِ خدا ہر وقت تیر کام ہے  
تجھ پہ حیرانِ طریقت کا بڑا انعام ہے  
بوالعلائی فیض کا سرز ہے تیری خانہ  
مستقل خوابہ حسن کی تجھ پہ رہتی ہے نگاہ  
تیری آنکھیں بادِ عرفاں کے ٹھکانے بھی ہیں  
جلوہ سرشار سے لبریز پیکانے بھی ہیں  
تیرے جلووں کے ہزاروں لوگ دیوانے بھی ہیں  
تجھ سے جو منسوب ہیں صادق وہ افسانے بھی ہیں  
تیرے میخانے میں ملتی ہے زمانے کو پناہ  
مستقل خوابہ حسن کی تجھ پہ رہتی ہے نگاہ  
حضرت الحاج صوفی عبدالغنی شاہ صاحب

رذکی ضلع مظفرنگر (یوپی)

تیرے کاشانے میں اے عبدالغنی  
ہے یقیناً عشق کی جلوہ گری  
دل میں روشن ہے چراغِ آگہی  
شن ہے یہ بوالعلائی فیض کی  
خاص ہے چشمِ عنایتِ بزر کی  
مہرباں تجھ پہ ہیں صابرِ کلیرتی  
عشقی حسنِ عمل نے روشنی  
تجھ کو حاصل ہے متاعِ بندگی

ہوتی روشن تری برم خیال  
دل میں ہے ترے دل کی گن  
ہے نگاہوں میں رہن خوابہ حسن  
ہر طرف ہے تیرے جلوہ گری  
قادی بہت کا یہ فیضان ہے  
دل میں ہے معرفت کی روشنی  
یہ ہے حیرانِ طریقت کا برم  
حل رہے ہیں تجھ پہ اسرارِ خوی  
ساقی کوثر کا ہے یہ التفات  
ہے میسر تجھ کو کیفِ سرمدی  
دوستِ عراں تیرے دامن میں ہے  
ہے اسی کا نام فیضِ باطنی  
جذبہ عشق حسنِ کام ہے  
بے نیاز غم ہے تیری زندگی  
کاروانِ دل ہے منزل کی طرف  
ہر قدم پر ہو رہی ہے راہبری  
قائم و دائم رہے تیرا چمن  
یہ دعا کرتا ہے صادق دہلوی

حضرت صوفی حاجی جمیل احمد شاہ صاحب

محلہ میراں کی پیٹ بریلی (یوپی)

اے محبتِ الٰہیاء اے حضرتِ حاجی جمیل  
تو ارادت مند لوگوں کو ہے بخشش کی سبیل  
تیرے اعزاءِ فقیری نے کیا تجھ کو تکلیل  
ہے یہی شایہ محبت میں امیری کی دلیل  
تیرے قدموں میں عقیدت سے زمانہ آگیا

حضرت صوفی عبدالعزیز بابا شاہ صاحب

ریلوے اسٹیشن روڈ، بارہ بنگی (پوپی)

تو میر کا ہے شیدا عبدالعزیز بابا  
یہ فضل ہے خدا کا عبدالعزیز بابا  
آقا حسن کی چشم لطف و کرم نے تجھ کو  
حسن شعور بخشا عبدالعزیز بابا  
تو بندہ محبت آئینہ عقیدت  
دستور ہے وفا کا عبدالعزیز بابا  
خواب حسن کا جلوہ تیری نگاہ میں ہے  
دل ہے ترا مجھلا عبدالعزیز بابا  
یہ بات ہو رہی ہے حسن عمل سے ثابت  
ہے عشق کا سراپا عبدالعزیز بابا  
یہ فیض ہے رضا کا ہے لطف بوالعافی  
بیدار دل ہے تیرا عبدالعزیز بابا  
یہ تیرا زہد و تقویٰ اس بات کا ہے شہد  
تیری انگ ہے دنیا عبدالعزیز بابا  
سرشار کر رہی ہے جو تیرے ہر نفس کو  
ہے معرفت کی صہبا عبدالعزیز بابا  
یہ جذبہ والہانہ راہ طلب میں تیرا  
ہے فیض عاشقی کا عبدالعزیز بابا  
تیری نظر کی وسعت یہ راز کہہ رہی ہے  
تو بھی ہے دل کا دریا عبدالعزیز بابا  
میری نگاہ میں ہے تو میرے صداقت  
صادق ہے عشق تیرا عبدالعزیز بابا

ہاتھ عرفان و حقیقت کا خزانہ آگیا  
اس حقیقت میں نہیں ذرہ برابر قاب و قیل  
توڑی تو نے جو تیری رہ میں آئی فصیل  
عزم محکم تھا تو آساں ہو گیا رستہ طویل  
تو یہ تیرے صاحب ادراک ہونے کی دلیل  
مخندہی حسن ذات نے بضاعت عشق کی  
مل گئی قلب و نظر کو تیرے رامت عشق کی  
نام نہی ہے ترا اس بات کی روشن دلیل  
تجھ میں محبت کے لئے ہے تو سبیل  
منزل عرفان میں تیرا نقش پا ہے سنگ میل  
مشعل رہ صریقت ہے تری ذات جلیل  
تیرے پرتو سے ملوں کو روشنی ملے گی  
آرزوں، مسروق کی ہر کلی کھٹنے لگی  
کوئی دان ہو کہ پتا ہو کہ ہو کوئی عقل  
مختصر فکروں میں کہتا ہوں قصہ ہے حویل  
شیخ کی ذات گرامی نے بنایا ہے تمہیں  
اللہ اللہ یہ ترا محنت رسا حاجی جہیں  
اپنے بیگانے تری آنکھوں کے متانے ہیں آج  
تو ہے شمع بزم قرباں تجھ پہ پردانے ہیں آج  
حق وہی ہے جس کو دل تسلیم کر لے بے دلیل  
تیرے جیسا تو مقدر ہی سے ملتا ہے دلیل  
چھیڑنے کو چھیڑ سکتا ہوں میں اک عجب طویل  
آدھی صدق و صداقت ہی سے بنتا ہے فصیل  
تیری ہستی ہے زمانے کے لئے اک آئینہ  
تو ہے تصویر محبت عشق صادق کی ضیا

حضرت صوفی ثناء اللہ شاہ صاحب (ہدایونی)

مقیم حال، کراچی (پاکستان)

جگمکایا رسم و راہ شوق کو  
مل گئے جلوے نگاہ شوق کو  
مل گئی خواجہ حسن کی بارگاہ  
عاشق مرشد ثناء اللہ شاہ  
بر قدم تابندگی ملنے لگی  
منزلوں کی روشنی منے لگی  
نور نسبت سے ہے روشن شاہراہ  
عاشق مرشد ثناء اللہ شاہ  
عشق میں ادراک سے آگے ہے تو  
مرشد افلاک سے آگے ہے تو  
کہہ رہی ہے راز یہ تیری نگاہ  
عاشق مرشد ثناء اللہ  
اتنی قوت، عزم و ہمت میں نہیں  
ہر کس و ناکس کی قسمت میں نہیں  
کام جو کرتی ہے حیرت اک نگاہ  
عاشق مرشد ثناء اللہ شاہ  
عشق کے دم سے ہوئی منزل نصیب  
ہو گیا تجھ کو مقامِ دل نصیب  
پیر کا تجھ پر کرم ہے بے پناہ  
عاشق مرشد ثناء اللہ شاہ  
دل تمنائوں کا گلشن ہو گیا  
شیع کی مانند روشن ہو گیا  
سحر آگیاں ہے تری چشم سیہ  
عاشق مرشد ثناء اللہ شاہ

راہِ برد کو تیرے در سے مل گیا  
سچ تو یہ ہے منزلِ دل کا پتا  
تو بھی اپنے وقت کا ہے نصیر راہ  
عاشق مرشد ثناء اللہ شاہ  
حضرت صوفی ڈاکٹر عبدالغفور شاہ صاحب  
فتح پور سیکری۔ ضلع سگرہ (یوپی)

حضرت خواجہ حسن کا فیض ہے حاصل تجھے  
اک زمانہ کہہ رہا ہے رہبرِ کامل تجھے  
عشق نے بخش ہے تجھ کو اس قدر حسن شعور  
صاحبِ دل اہل عرفان ڈاکٹر عبدالغفور  
تجھ کو اوراد و وظائف سے جو تابانی ملی  
تیرے دل کے گوشے گوشے کو درخشانی ملی  
کام تیرے آ رہا ہے پیر کی نسبت کا نور  
صاحبِ دل اہل عرفان ڈاکٹر عبدالغفور  
ساقیِ محفل کے رندوں میں ہے شامل تیرا نام  
بارۃِ الفت سے ہے لبریز تیرے دل کا جام  
زندگی بھر کم نہیں ہوگا ترا کیف و سرور  
صاحبِ دل اہل عرفان ڈاکٹر عبدالغفور  
حق تعالیٰ نے کیا تجھ کو عطا محنت کا پھل  
حیرتِ ہستی کا ہے آئینہ ترا حسنِ عمل  
جو نہ پہچانے تجھے ہے اس کی نظروں کا قصور  
صاحبِ دل اہل عرفان ڈاکٹر عبدالغفور  
حضرت صوفی حضور احمد شاہ صاحب

پہلی بحیثیت (یوپی)

اے میکبرِ محبت صوفی حضور احمد  
بزمِ حسن کی ذمت صوفی حضور احمد

گویا ہر پہلو سے تابندہ ہے تیری زندگی  
تیری راہیں جگمگاتی ہیں مشابہ کھنشاں  
تجھ کو حاصل ہے سکونِ قلب و جاں تھے میاں  
غنی و گل سے یوں پر رقصِ رقی ہے ہنسی  
تیرے ارمانوں کی کلیوں کو ملی ہے تازگی  
عمر بھر رکھے خدا شاداب تیرا گلستاں  
تجھ کو حاصل ہے سکونِ قلب و جاں تھے میاں  
نقشِ پائے یار ہے جب ہر قدم پر رہنمائی  
عزمِ محکم ہے تو اک دن مل ہی جائے گا پتا  
اپنی منزل پر پہنچ جائیگا تیرا کارواں  
تجھ کو حاصل ہے سکونِ قلب و جاں تھے میاں  
عشق نے بخشے ہیں تجھ کو دلنشین لیل و نہار  
دیکھنا اب ہر طرف رنگِ گلستاں بہار  
تیری دنیائے محبت کس قدر ہے صوفشاں  
تجھ کو حاصل ہے سکونِ قلب و جاں تھے میاں  
فکرِ دنیا قلبِ عقیقی سے تجھے کیا کام ہے  
ملفت تجھ پر نگاہِ ساقیِ گلنام ہے  
ہر نفسِ صادقِ میسر ہے سرورِ جادوئل  
تجھ کو حاصل ہے سکونِ قلب و جاں تھے میاں  
حضرت صوفی عبدالجبار شاہ صاحب (جے پوری)

مقیم حال صوبہ مالوہ

واہانہ ہے عقیدت پیر —  
کس قدر ہے فیضِ نسبت پیر سے  
حضرت خواجہ حسنؒ میں انگیر  
صاحبِ قسمت ہے تو عبدالغنی

خوابِ حسنؒ کا تجھ کو فیضِ نظر ہے حاصل  
و سے متاعِ وحدتِ صوفی حضور احمد  
تجھ سے رضا کی منزلِ ضو بار ہو رہی ہے  
شمعِ رو ہدایتِ صوفی حضور احمد  
تو پیر کے کرم سے ہے آج خضرِ منزل  
اے صاحبِ طریقتِ صوفی حضور احمد  
ہستی کا تیری تجھ کو عرفان ہو رہا ہے  
آئینہٴ صداقتِ صوفی حضور احمد  
سے گفتگو سے خابرِ خلقِ عظیم تیرا  
ودادہٴ شرفِ صوفی حضور احمد  
تو عشق کے جہاں میں تصویر ہے وفا کی  
اللہ کے عزم و ہمتِ صوفی حضور احمد  
حسنِ عمل کا تیرے صادق بھی معترف ہے  
دل میں ہے تیری عظمتِ صوفی حضور احمد  
حضرت صوفی تھے شاہ صاحب (جے والے)  
جی بیعت (پوری)

تیری مہکوں میں ہے نقشِ حسن کی تصویر کا  
درِ حقیقت یہ اثر ہے عشق کی تاثیر کا  
آئینہ خانے میں ہیں خواجہ حسنؒ جوہ کنوں  
تجھ کو حاصل ہے سکونِ قلب و جاں تھے میاں  
شردمانی عشق کی منزل میں ممکن ہی نہیں  
یوں رسائی حسن کی محفل میں ممکن ہی نہیں  
پیر و مرشد کا ہے تجھ پر التفاتِ یکراں  
تجھ کو حاصل ہے سکونِ قلب و جاں تھے میاں  
فیضِ نسبت سے درخشندہ ہے تیری زندگی

## حضرت صوفی امانت رسول شاہ صاحب

کانپور (یوپی)

مل گئے خواجہ حسن علی صفات  
ہو گئی روشن تری شمع حیات  
مل گئی ہے منزں راہ نجات  
میر و مرشد کا ہے تجھ پر التفات  
وہ سمجھ پیتے ہیں تیرے دل کی بات  
صبح روشن ہے تری تابندہ رات  
تجھ کو جو حاصل ہے نسبت پیر کی  
راس آئی ہے عقیدت پیر کی  
تیری نظروں میں ہے صورت پیر کی  
آ رہی ہے کام الفت پیر کی  
تیرے دل میں ہے محبت پیر کی  
یہ امانت ہے "امانت" پیر کی

حضرت صوفی عطاء اللہ شاہ صاحب

استاد عالیہ مرشد گرجینسوی شریف تحصیل ملک ضلع رامپور (یوپی)

مطلع صبح میں صوفی عطاء اللہ شاہ  
تو ہے خورشید یقیں صوفی عطاء اللہ شاہ  
کتنے متوالے ہیں حیرے کتنے دیوانے ترے  
اے حسین و مہ جہیں صوفی عطاء اللہ شاہ  
تیرے اطاف و کرم کا تذکرہ ہے ہر طرف  
تو ہے جنت میں مکیں صوفی عطاء اللہ شاہ  
بالیقیں ہے سر زمین کوچہ حسن عمل  
تیری فردوس بریں صوفی عطاء اللہ شاہ  
تو زمانے میں درخشندہ و تابندہ رہ

میکر اخلاص تیری زندگی  
شمع عرفان محبت بن گئی  
تیری صورت ہے کہ ہے بدلہ خیر  
صاحب قسمت ہے تو عبدالغنی  
فقر تیرا ناز کے قابل ہے آج  
زندگی رنگ مہ کامل ہے آج  
تو ہے نور اپنی جگہ اپنی نظیر  
صاحب قسمت ہے تو عبدالغنی  
جب کسی کو خیر سے دیکھ گیا  
مدعاے قلب "و جاں کہتا ہوا  
تجھ کو پایا ہے امیروں سے امیر  
صاحب قسمت ہے تو عبدالغنی  
جیسے تاروں نے تبسم سے سنگن  
جیسے غنچوں نے تبسم سے مہن  
یوں سجا رکھی ہے تو نے بزم پیر  
صاحب قسمت ہے تو عبدالغنی  
کشتیاں آئیں گی ساحل کی طرف  
کارواں پہنچیں گے منزل کی طرف  
تو خدائے دو جہاں کا ہے صغیر  
صاحب قسمت ہے تو عبدالغنی  
کیا بتاؤں تجھ کو کیا سینے میں ہے  
عشق صادق کی ضیا سینے میں ہے  
تیری شہرت ہے عطائے چشم پیر  
صاحب قسمت ہے تو عبدالغنی

حسن جہا تیری کے جلوے سارے جہاں کو رونق بخشیں  
مقصودِ دل ہے یہ صادق کا حافظِ صوفی عظمتِ اللہ  
حضرت صوفی انعام اللہ شاہ صاحب (فرید پوری)  
آستانہ عالیہ، فرید پور، ضلع بریلی (یوپی)

ساقیِ خواجہ حسن کا تیرے لب پہ نام ہے  
زندگی کو تیری حاصلِ لطفِ کیفِ جام ہے  
تجھ پہ اے انعامِ مرشد کا بڑا انعام ہے  
کیف آگیاں صبح تیری دلشیں ہر شام ہے  
اللہ اللہ حیر میخانہ کا تجھ پہ الثبات  
حیرے ہاتھوں میں شرابِ معرفت کا جام ہے  
کیف و مستی اپنی آنکھوں سے عطا کر دے اسے  
تیرے میخانے میں جو بھی رہد نقشہ کام ہے  
پیرویِ شیخ نے بخشی حیاتِ جادواں  
شیخ کی تعلیم تیرے واسطے پیغام ہے  
نور و رحمت کی ہے بارشِ آستانے پر ترے  
ہر نظر کے واسطے اب حیرا جلوہ عام ہے  
تو ہے فردوسِ بریں میں خلق پر جاری ہے فیض  
یہ خدائے دو جہاں کا کس قدر انعام ہے  
حیری ہستی بن گئی آخر سراپا حیر کا  
عشقِ صادق کا خدا شاہد بھی انعام ہے  
حضرت حاجی صوفی عزیز اللہ شاہ صاحب

آستانہ عالیہ، فرید پوری، ضلع بریلی (یوپی)

حضرت حاجی عزیز اللہ شاہ  
جن کے دل میں ہے محبت بے پناہ  
پیکرِ اخلاص ان کی ذات ہے  
انیت رکھتے ہیں سب سے بے پناہ

اے طریقت کے تئیں صوفی عطاء اللہ شاہ  
تو ہے سرِ چشمہ مرے خواجہ حسن کے فیض کا  
ہے یہ صادق کا یقین صوفی عطاء اللہ شاہ  
حضرت حافظ صوفی عظمت اللہ شاہ صاحب  
(فرید پوری) آستانہ عالیہ، سہارن، ضلع ایٹ

خواجہ حسن کے حسن کا جلوہ حافظ صوفی عظمت اللہ  
جانِ محبت جانِ تمنا حافظ صوفی عظمت اللہ  
جس نے حیرا جلوہ دیکھا حافظ صوفی عظمت اللہ  
ہو گئی روشن اس کی دنیا حافظ صوفی عظمت اللہ  
آقا حسن کے لطفِ نظر نے مولا حسن کی شانِ کرم نے  
تجھ کو بنایا گوہرِ یکساں حافظ صوفی عظمت اللہ  
ان کا تصور قائم کر کے ان کے خیالوں میں گم ہو کر  
بزمِ دل کو تو نے سجایا حافظ صوفی عظمت اللہ  
حیری شانِ لطف و ترحم تیرا ہی اندازِ تکلم  
آئینہ ہے خواجہ حسن کا حافظ صوفی عظمت اللہ  
اس نے تجھ کو جان لیا ہے اس نے تجھے پہچان لیا ہے  
جس کو ملے ہیں دیدۂ بیٹا حافظ صوفی عظمت اللہ  
حیری سیرت شیخ کی سیرت حیری باتیں شیخ کی باتیں  
حیری صورت شیخ کا نقشہ حافظ صوفی عظمت اللہ  
جس رہرو پر حیری نظر ہے جس طالب کا تو رہبر ہے  
اپنی منزل تک وہ پہنچا حافظ صوفی عظمت اللہ  
وہ جس کے ساحل پہ پہنچ کر ایک جہاں سیراب ہوا ہے  
تو ہے وہ فیضان کا دریا حافظ صوفی عظمت اللہ  
جام و صراحی ساغر و مینا اس کی لطافت کو کیا پہنچیں  
کیفِ نظر جو تو نے بخشا حافظ صوفی عظمت اللہ

اس کو مل جائے گا منزل کا پتا یعقوب شاہ  
جس کے جلوے سے عیاں خواجہ حسن کی شان ہے  
تیری ہستی ہے اک ایسا آئینہ یعقوب شاہ  
تجھ کو یہ منصب ملا خواجہ حسن کے فیض سے  
تو ہے اب ٹوٹنے والوں کا آسرا یعقوب شاہ  
طالبوں کو منزل مقصود بھی مل جائے گی  
تیرا ہر نقش قدم ہے رہنما یعقوب شاہ  
تشنہ کامان محبت آستانے پر ترس  
آ رہے ہیں دیکھنے جلوہ ترا یعقوب شاہ  
ہے ترا کردار ہی تیری صداقت کا ثبوت  
بندۂ مہر و وفا، حق آشنا یعقوب شاہ  
عشق صادق نے تجھے بخشا جمال زندگی  
تو ہے عرفان و حقیقت کی ضیا یعقوب شاہ  
حضرت صوفی حکیم محمد جمیل بیگ شاہ صاحب عارفی  
(آگرہ) آستانہ عالیہ، کراچی (پاکستان)

شیخ یزید اولیاء اسے حضرت صوفی جمیل  
تو سفیر حق حقیقت آشنا ہے بے دلیل  
تیرے حسن خلق نے تجھ کو بنایا ہے خلیل  
مہرباں تجھ پر طفیل پیر ہے رب جمیل  
ہیں ترے قلب و نظر میں حضرت خواجہ حسن  
کیوں نہ پھر سر سبز ہو شاداب ہو تیرا چمن  
تو حقیقت کا اجالا ہے جمیل عارفی  
خلق سے ظاہر میں پردہ ہے جمیل عارفی  
ہر طرف تیرا ہی چہ چاہے جمیل عارفی  
کتنا اعلیٰ تیرا رتبہ ہے جمیل عارفی

صاحب دل جب بھی پہنچا ہے کوئی  
ان کی آنکھیں ہو گئی ہیں فرشِ راہ  
نسبت خواجہ حسن کام آگئی  
ہر طرح روشن ہے ان کی شاہراہ  
نویت حاصل ہے ان کی ذات کو  
ان پہ رہتی ہے بزرگوں کی نگاہ  
جاں نثار حضرت آقا حسن  
حضرت صوفی عزیز اللہ شاہ  
کیف میں ڈوبی ہوئی ہے زندگی  
در میخانہ کی ہے ان پر نگاہ  
ہے ہمیں شوق پائے یار پر  
ہے یہی تو عاشقوں کی سجدہ گاہ  
مری "فخر العارفین" کرتے ہیں یہ  
شیخ کی مخصوص ہے ان پر نگاہ  
شیرۂ آفاق ان کا خاندان  
یہ درختاں ہیں مثال مہر و وفا  
اس کے گھر کی منزلت نہ پوچھئے  
اولیاء اللہ کی ہے جلوہ گاہ  
تیرے دل میں ہے ہر اک کا حرام  
زندگی صادق ہے تیری خضر راہ  
حضرت صوفی یعقوب شاہ صاحب (سنولی)  
آستانہ عالیہ، کراچی (پاکستان)

لہذا یہ ترے رخ کی ضیا یعقوب شاہ  
ہر نظر کا آج ہے تو دعا یعقوب شاہ  
تیرے غم میں جو ہے دل سے بتلا یعقوب شاہ



تیری شانِ منزلت کو کوئی سمجھ بھی نہیں  
تو جہاں پہنچا ہے شہید کوئی پہنچا بھی نہیں  
روز افزوں ہے تری شانِ فقیری کا شباب  
دیکھنے والے یہ کہتے ہیں نہیں تیرا جواب  
غصہ دی تجھ کو محبت نے اک ایسی آب و تاب  
ماند ہو کر رہ گئے ہیں ماہتاب و آفتاب  
زندگی تیری ترے دن رات کا آئینہ ہے  
عاشقی تیری ترے جذبات کا آئینہ ہے  
و نے ہر پہلو سے سمجھا ہے پیامِ زندگی  
عشق نے بخش تجھے کیفِ دوامِ زندگی  
قائم و دائم رہے تیرا نظامِ زندگی  
مل گیا تجھ کو محبت میں مقامِ زندگی  
پیار سے بھر پود تیرے دل کی ایک بات ہے  
آئینہ دارِ خلوص و عشقِ تیری ذات ہے  
اللہ اللہ کس قدر ہے اوج پر تیرا نصیب  
تیری ہستی ہے زمانے کی نگاہوں میں حبیب  
سیکڑوں دل ہیں رہا کرتا ہے تو جن کے قریب  
عشقِ صادق نے بنایا تجھ کو روحانی طیب  
تجھ پہ قرباں ہو رہے ہیں سیکڑوں جن و بشر  
رنگ کرتے ہیں مد و خورشید تجھ کو دیکھ کر

حضرت صوفی راجہ من شاہ صاحب

ستارہ عالیہ، لکڑہ (پوٹی)

مہرباں تجھ پر ہوئے خواجہ حسن  
تو ہے قسمت کا دہنی راجہ من  
آئینہ دارِ خلوص نیکران

تجھ سے سکھے کوئی اہلِ کمال کا چین  
درِ حقیقت ان کی یزید باز تک  
تجھ کو لے پکٹی ترے دل کی لگن  
کاروانِ دل کو منزل مل گئی  
نظرِ راہِ عشق ہیں آقا حسن  
ان کی چشمِ لطف کا یہ فیض ہے  
تجھ کو بخش یفِ صہبائِ حسن  
پرتو حسن و جمالِ یار سے  
جلد گئی تیرے دل کی انجمن  
تو ممکنِ جنتِ لقاؤں ہے  
رحمت حق تجھ پہ ہے سایہِ قلن  
جذبہٴ دل خود ہی شہد ہے ترا  
عاشقِ صادق ہے تو صوفی من

حضرت صوفی اسلام احمد شاہ صاحب آنولوی

ستارہ عالیہ، تولد (پوٹی)

وہ اک اہلِ نسبت تھے اسلام احمد  
ارادت کی دولت تھے اسلام احمد  
بہت نیک صورت تھے اسلام احمد  
نگاہوں کی زینت تھے اسلام احمد  
ہمیشہ رہا جذبہٴ دل سلامت  
گلستانِ راحت تھے اسلام احمد  
یہ ظاہر ہوا ان کے طرزِ عمل سے  
ضیائے عقیدت تھے اسلام احمد  
انہیں عشقِ صادق تھا خواجہ حسن سے  
سراپا محبت تھے اسلام احمد

تشنہ لب کوئی رست باقی نہ کوئی تشنہ کام  
تجھ پہ ہے فضل خداوند دو عالم ب پناہ  
تیری سکھیں ہیں سراپائے نبی کی جہوہ گاہ  
عشق صادق نے عطا کرای تجھے کس کی راہ  
سر جھکاتے ہیں ترے در پر ہزاروں کجگاہ  
کس یقیں ہے تیرے افسانے کی بات آنے لگی  
خلق تیری داستان عشق دہراتے لگی  
حضرت صوفی شمس الدین شاہ صاحب

آستانہ عالیہ آنولہ (پوٹی)

شاہ شمس الدین شمس الغفریں  
تو ہے اسرار حقیقت کا امیں  
سرفرازی کیوں نہ حاصل ہو تجھے  
پائے جاواں پر رہی تیری جہیں  
عشق نے کی تجھ کو وہ منزل عطا  
ہے میسر تجھ کو معراج یقین  
حضرت خواجہ حسن کے فیض سے  
تیری دنیائے محبت سے حسین  
یہ ترے ذوق تصور کی ہے بات  
ہے نظر میں جلوہ روئے ہمیں  
یکھ لے تجھ سے وہ مرشد کا ادب  
جو اب سے بچ کے واقف نہیں  
قصر جنت ہے نگاہ شوق میں  
سے مقدس کوئے جاناں کی زمیں  
ستانے پر ہے بارش نور کی  
تیرا مسکن آج ہے خلد بریں

حضرت حاجی صوفی سید ابرار حسین شاہ صاحب

آستانہ عالیہ پٹھان شہی مسجد فیروز آباد (پوٹی)

حضرت ابرار اس جان گلستان حسن  
سے تری ذات گرامی مطہر صبح چمن  
کام تیرے آئی آخر ترے دل کی لگن  
رشتہ ایہ ہے محبت میں محبت کا چمن  
مہربان تجھ پہ ہونے میں تاجدار مریدین  
تجھ کو حاصل ہو گیا ہے قرب رب اعلیٰ  
گلشن خلد بریں میں آشیانہ ہے ترا  
ایک میں ہی کیا ہوں شیدائی رمانہ سے ترا  
پنے بیگانوں کے ہونٹوں پر فسانہ ہے ترا  
مرکز فیض و کرم اب تستانہ ہے ترا  
مرشد عالی نے بخشا ہے تجھے ایسا مقام  
تیرے سگ در پہ حاضر ہو رہے ہیں خاص و عام  
مشغہ کتنے ہیں تیرا یہ صبح و شرم تھا  
ہر نفس کے ساتھ ہونٹوں پر خدا کا نام تھا  
پیروی شیخ بر صورت میں تیرا کام تھا  
حضرت خواجہ حسن کا فیض تھا عام تھا  
مثل ہر صوفیوں ہے آج تیرا آستان  
کس میں یہ آغاں ہے آج تیرا آستان  
تیرے جہوہ کی تمن تیرے دیوانے میں ہے  
زندگی تیرے ہی قدموں سے لپٹ جانے میں ہے  
کیف و مستی کا سطر جام و پیانے میں ہے  
میشہ کا صنف ساقی تیرے میخانے میں ہے  
اپنے رندوں کو عطا کر دے نئے وحدت کے جام

یہ عنایت یہ کرم ہے پیر کا  
زندگی ہے عشق صادق کی امیں  
حضرت صوفی منصور شاہ صاحب فرید پوری  
آستانہ عالیہ، فرید پور، ضلع بریلی (یوپی)

رہروان عشق کا ارمان ہیں منصور شاہ  
حضرت خواجہ حسن کی جان ہیں منصور شاہ  
جذبہ خدمت دل و جاں میں رہا ہے موجزن  
جان نثاروں میں بڑے انسان ہیں منصور شاہ  
یہ وہی حق قلندر بھی ہیں اپنے وقت کے  
سر سے پاک عشق کا فیضان ہیں منصور شاہ  
سچ تو یہ ہے ساقی خواجہ حسن کے فیض سے  
میکشوں کی بزم کے سلطان ہیں منصور شاہ  
عمر بھر جو شیخ کی تعلیم پر قائم رہے  
بندۂ حق کی وہی پہچان ہیں منصور شاہ  
ترجمان داستان کوہکن کہیے جنہیں  
لاکھ انسانوں میں وہ انسان ہیں منصور شاہ  
قصد دار و رسن سنتا ہوں دنیا سے مگر  
اک الگ افسانے کا عنوان ہیں منصور شاہ  
اولیاء اللہ میں صادق ہے قدر و منزلت  
مرجے میں کس قدر ذیشان ہیں منصور شاہ  
حضرت مولانا صوفی جلال الدین خضر رومی شاہ صاحب  
(خاندان پیر مرشد) آستانہ عالیہ، درک بھیلانی رائے پور (ایم پی)

اے جلال الدین رومی شاہ جان امین  
تیری بزم دل میں ہیں مسند نشیں خواجہ حسن  
تیری ہستی بن گئی ہے یاد اسلاف کہن

سایہ انگن تجھ پہ ہے ظن شہنشاہ زمن  
عشق کی جلوہ گری اب تیرے افسانے میں ہے  
روشنی ہی روشنی اب تیرے افسانے میں ہے  
تیرے افکار و نظائر کا عجب افسانہ ہے  
تیری نظروں میں سایا جلوہ چنانہ ہے  
تیرا دل اب اس سراپا ناز کا کاشانہ ہے  
اک زمانہ آج تیرے حسن کا دیوانہ ہے  
تیری صورت کا تصور اس قدر ہے صوفیاں  
سیکڑوں جلوے نظر آئے زمیں تا آسمان  
تیرے نعروں میں ترے ساتھ سخن کی بات ہے  
ابتدا تا انتہا راز سخن کی بات ہے  
ذوق الفت میں یہ پروانہ سخن کی بات ہے  
مرحبا کیا خوب اعجاز سخن کی بات ہے  
کیف میں ڈوبی ہوئی ہے کائنات زندگی  
تجھ کو حاصل ہے حقیقت میں حیات سردی  
مدھ بھری آنکھوں پہ میخانے فدا ہونے لگے  
تجھ پہ ساقی جام و پیکانے فدا ہونے لگے  
اہل عقل و ہوش و فرزانی فدا ہونے لگے  
شان محبوبی پہ دیوانے فدا ہونے لگے  
اک ہجوم عاشقان ہے آستانے پر ترے  
اک زمانہ رشک کرتا ہے زمانے پر ترے  
اب سبق لے گا زمانہ تیرے صبح و شام سے  
درس دنیا کو ملے گا عشق کے پیغام سے  
تو نے متوالا بنایا ہے نظر کے جام سے  
ہے محبت تیرے صادق کو بھی تیرے نام سے

منزل حاصل ہوئی تھی کہ یہ فرش خاک پر  
نور کی بارش ہے تیرے آستان پاک پر  
ہر کی صادق محبت دل میں ہے جلوہ گلن  
حضرت رزاق خادم عاشق خواجہ حسن  
حضرت صوفی سکندر علی شاہ صاحب

آستانہ عالیہ، پبلی بھیت (پوٹی)

اپنا بنا کے صوفی سکندر علی تھے  
خواجہ حسن نے بخشی تھی زندگی تھے  
مرشد نے تیرا بخت جگایا کچھ اس طرح  
سارا زمانہ کہنے لگا ہے ولی تھے  
راز وفا ہر ایک کے مقوم میں نہیں  
تو خوش نصیب ہے کہ یہ دولت ملی تھے  
تجہ کو ترے مقام سے آگاہ کر گئی  
خواجہ حسن کے در سے جو نسبت رہی تھے  
بر شے سے بے نیاز ہوئی تیری زندگی  
دربار خواجگان سے وہ شے ملی تھے  
ان کی نگاہ فیض رساں تھی پہ جب ہوئی  
ہمدرد اپنا سمجھا ہر اک آدمی تھے  
تو اپنے وقت کا ہے سکندر خدا گواہ  
سمجھا نہیں ہے پھر بھی زمانہ ابھی تھے  
حق ہے کہ تیرے جذبہ صادق کے فیض سے  
مقبولیت جہان وفا میں ملی تھے  
حضرت مولانا صوفی بشیر الدین شاہ صاحب

برنگالی، آستانہ عالیہ، بمبئی

پرستار وفا ٹھہرے بشیر الدین برنگالی  
محبت کی فیا ٹھہرے بشیر الدین برنگالی

ہے ترے اوصاف سے ظاہر ترا حسن عمل  
قدسیوں کی بزم میں ہے تیرا چرچا آج کل  
حضرت مولانا صوفی عبدالرزاق شاہ صاحب خادم  
ہلسپوری آستانہ عالیہ، پبلی بھیت (پوٹی)

تجہ کو لے آئی ہے اس منزل میں اب تیری صفات  
فیض نسبت سے ہے روشن زندگی کی کائنات  
تجہ پہ پیران طریقت کی ہے جسم الثقات  
رحمہ حق آستان پر ہے ترے سایہ گلن  
حضرت رزاق خادم عاشق خواجہ حسن  
تیرے انداز سخن میں عاشقی کا راز ہے  
تیرے جام زندگی میں بادہ شیراز ہے  
آسمانوں سے بہت آگے تری پرواز ہے  
اللہ اللہ یہ ہے تیری شاعری کا باکمین  
حضرت رزاق خادم عاشق خواجہ حسن  
مجھ کو کہنا ہی پڑے گا یہ تری تائید میں  
روشنی اتنی کہاں ہے انجم و خورشید میں  
جو نصیب ہوتی ہے ذروں کو تری تقلید میں  
ہے ترا حسن عمل، پیر طریقت کا چلن  
حضرت رزاق خادم عاشق خواجہ حسن  
تجہ سے وابستہ جو ہوں گے پائیں گے غم سے نہات  
ختم کردے گی توجہ زندگی کی مشکلات  
جگمگا اٹھے گی نور عشق سے ان کی حیات  
فیض پائیں گے زمانے میں ہزاروں مرد و زن  
حضرت رزاق خادم عاشق خواجہ حسن  
قدسیوں میں تذکرہ ہونے لگا افلاک پر

نظر کا مدعا ٹھہرے بشیر الدین بنگائی  
 حسین و دلربا ٹھہرے بشیر الدین بنگائی  
 صداقت روز روشن کی طرح روشن ہوئی جن کی  
 وہ نور باصفا ٹھہرے بشیر الدین بنگائی  
 انہیں فیضان نسبت سے ہوا عرفان حق حاصل  
 شناسائے خدا ٹھہرے بشیر الدین بنگائی  
 ہزاروں معرفت کے راز کا حامل ہے دل ان کا  
 حقیقت آشنا ٹھہرے بشیر الدین بنگائی  
 یقینا کاروان عشق کو مل جائے گی منزل  
 امیر قافلہ ٹھہرے بشیر الدین بنگائی  
 طلبکاران حق کو مل گیا ہر مدعا دل کا  
 سراپائے عطا ٹھہرے بشیر الدین بنگائی  
 طفیل حضرت خواجہ حسن صادق زمانے میں  
 متاع بے بہا ٹھہرے بشیر الدین بنگائی

### خواجگان کی چوکھٹ

مری دلی ہے چوکھٹ خواجگان کی  
 اسی سے شان ہے ہندوستان کی  
 یہاں غوثِ زمان جلودہ قلن ہیں  
 یہاں قطب جہاں جلودہ قلن ہیں  
 انہیں بیکساں جلودہ قلن ہیں  
 شہ اسن و اماں جلودہ قلن ہیں  
 مری دلی ہے چوکھٹ خواجگان کی  
 اسی سے شان ہے ہندوستان کی  
 یہ محبوب الہی کا چمن ہے  
 نصیر الدین کی یہ انجمن ہے

فضا میں روح خسرو نغز زن ہے  
 یہ رعدوں کے لئے جام کہن ہے  
 مری دلی ہے چوکھٹ خواجگان کی  
 اسی سے شان ہے ہندوستان کی  
 یہاں قطب زمانہ قطب دیں ہیں  
 یہاں قاضی حمید الدین کیں ہیں  
 مبارک شاہ بھی جلوہ نشیں ہیں  
 سماع الدین سے ماہ جبین ہیں  
 مری دلی ہے چوکھٹ خواجگان کی  
 اسی سے شان ہے ہندوستان کی  
 یہ شمس الانجمن کی انجمن ہے  
 یہ خواجہ فقر کی روحِ سخن ہے  
 یہ عرفان و طریقت کا سنگن ہے  
 یہی تو مطہر صبح چمن ہے  
 مری دلی ہے چوکھٹ خواجگان کی  
 اسی سے شان ہے ہندوستان کی  
 ابوالقاسم یہاں سایہ قلن ہیں  
 یہاں سرمہ دفا کا بانگین ہیں  
 یہاں فرہاد صبح انجمن ہیں  
 کلیم اللہ نگہبان چمن ہیں  
 مری دلی ہے چوکھٹ خواجگان کی  
 اسی سے شان ہے ہندوستان کی  
 یہاں ہر سلسلے کے پاسہاں ہیں  
 جو اسرار مشیت کا جہاں ہیں  
 مثال ماہ و انجم صوفشاں ہیں

فدایانِ شہد کون و مکاں ہیں  
مری دلی ہے چوکھٹ خواجگاں کی  
اسی سے شان ہے ہندوستان کی  
امیدوں کے یہاں بھرتے ہیں دامن  
تمناؤں کے کھل جاتے ہیں گلشن  
یہ صادق نور و رحمت کا ہے درپن  
دماغ و دل یہاں ہوتے ہیں روشن  
مری دلی ہے چوکھٹ خواجگاں کی  
اسی سے شان ہے ہندوستان کی  
شبِ برات

شبِ برات کے دامن میں نورِ رحمت ہے  
شبِ برات کی لوگو بڑی فضیلت ہے  
یہ رات اکمل و کامل ہے اے جہاں والو  
یہ رات حسن کا حاصل ہے اے جہاں والو  
یہ رات اجر کی حامل ہے اے جہاں والو  
یہ رات قدر کے قابل ہے اے جہاں والو  
یہ رات آئینہ دارِ جمالِ فطرت ہے  
شبِ برات کی لوگو بڑی فضیلت ہے  
یہ رات لائی ہے پیغامِ زندگانی کا  
ہے اس کے پردے میں الہامِ زندگانی کا  
غارِ کیجئے آرامِ زندگانی کا  
نصیب ہوگا پھر انجمِ زندگانی کا  
یہ رات مددِ عرفانِ علم و حکمت ہے  
شبِ برات کی لوگو بڑی فضیلت ہے  
بیان کیجئے ہر غمِ خدا سے آج کی رات

کہے گا حال ک عالمِ خدا سے سنی کی رات  
ملے گا زخم کا مرہمِ خدا سے آج کی رات  
دعا میں دل سے کریں ہم خدا سے آج کی رات  
یہ رات خلق پہ خالق کی اک عنایت ہے  
شبِ برات کی لوگو بڑی فضیلت ہے  
نئی حیات کا امعان آج ممکن ہے  
سکونِ قلب کا سامان آج ممکن ہے  
حریمِ نور سے فیضان آج ممکن ہے  
خود اپنی ذات کا عرفان آج ممکن ہے  
یہ رات روشنیِ ماہتابِ رحمت ہے  
شبِ برات کی لوگو بڑی فضیلت ہے  
یہ رات آئی ہے دینے پیامِ بیداری  
سمجھ میں آئے تو سمجھو پیامِ بیداری  
دکھا رہی ہے جہاں کو مقدمِ بیداری  
پلا رہی ہے زمانے کو جو ہم بیداری  
یہ رات ساقیِ کونین کی بدولت ہے  
شبِ برات کی لوگو بڑی فضیلت ہے  
جو مانگتا ہے وہ مانگو خدا سے آج کی رات  
مدد کرے گا وہ دستِ سخا سے آج کی رات  
نواز دے گا دلی مدعا سے آج کی رات  
دعا سے کام لو صادق دعا سے آج کی رات  
یہ رات فضل و کرم کے لئے عہد ہے  
شبِ برات کی لوگو بڑی فضیلت ہے

جانِ ہندوستان

یہ دلی جان ہے ہندوستان کی  
یہ ہے محبوب ہر حجر و جواہر کی

یہ داغ و بخود و سہل کا مسکن  
یہ برق و ساحر و کئی کا تن من  
یہ ہے مخمور کی غزلوں کا درپن  
یہ ہے تصویر الفت کے جہاں کی  
یہ دلی جان ہے ہندوستان کی  
اجڑ کر پھر ہوئی آباد دلی  
ہر اک دل کو رہے گی یاد دلی  
ہے صادق صاحب ارشاد دن  
کہ ہے تاریخ کی بنیاد دلی  
یہی منزل ہے اہل کارواں کی  
یہ دلی جان ہے ہندوستان کی

### حاصل عشق

عشق میں عشق کا انعام نظر آیا ہے  
اپنے آغاز کا انجام نظر آیا ہے  
راہ میں چھوڑ دیا تو نے یہ اچھا ہی کیا  
اک نیا موڑ دیا تو نے یہ اچھا ہی کیا  
جام جم پھوڑ دیا تو نے یہ اچھا ہی کیا  
ساز دل توڑ دیا تو نے یہ اچھا ہی کیا  
کیسے بھولوں گا جو پیغام دیے ہیں تو نے  
کس قدر کام کے آہم دیے ہیں تو نے  
میرے خوابیدہ مقدر کو جگانے کے لئے  
میری دنیائے محبت کو سجانے کے لئے  
نور اپنا مری نظروں میں بسانے کے لئے  
آئینہ خانے کو آئینہ بنانے کے لئے  
مجھ کو دنیا کے ہر احساس سے غافل کر دے

یہ سنتوں اور اوتاروں کی دلی  
جمال و نور کے دھاروں کی دلی  
حسین جلووں کے نظاروں کی دلی  
یہ ہے اللہ کے پیاروں کی دلی  
یہ رحمت ہے خدائے دو جہاں کی  
یہ دلی جان ہے ہندوستان کی  
کہیں اہل یقین ایسے نہ دیکھے  
حسین و مہ جہیں ایسے نہ دیکھے  
نہ دیکھے بنشیں ایسے نہ دیکھے  
گلی کوچے کہیں ایسے نہ دیکھے  
یہی روح رواں ہے گلستاں کی  
یہ دلی جان ہے ہندوستان کی  
یہ کہتی ہے فضا شرم و سحر کی  
یہ رنگینی ہے حسن معتبر کی  
یہ ہے آواز ہر فرد و بشر کی  
یہ دلی ہے سراج الدین ظفر کی  
دفا کی داستاں اس نے پیوں کی  
یہ دلی جان ہے ہندوستان کی  
یہ دلی میر کی جانِ غن ہے  
تسلیم و سوز و بیداری کا وطن ہے  
یہ خوابہ درو کے دل کی لگن ہے  
یہ مظہر جانِ جاناں کا وطن ہے  
یہی فردوس ہے اہل زماں کی  
یہ دلی جان ہے ہندوستان کی  
یہ ذوق و مومن و غالب کا گلشن

زندگی کو تو مری ناز کے قابل کر دے  
اب کوئی تیرے سوا جان تمنا بھی نہیں  
اب کوئی تیرے سوا حاصل دنیا بھی نہیں  
اب کوئی تیرے سوا غم کا مداوا بھی نہیں  
اب کوئی تیرے سوا میرا مسیحا بھی نہیں  
بار ہے صبح مجھے شام مجھے تیرے بغیر  
لحہ بھر بھی نہیں آرام مجھے تیرے بغیر  
کیسے ممکن ہے ملے فکر میں راحت مجھکو  
ہر نفس اہل جہاں سے ہے اذیت مجھکو  
رنج و آلام سے ملتی نہیں فرصت مجھکو  
تجھ کو معلوم ہے یا میری حقیقت مجھکو  
مجھ پہ اب اتنا کرم اور ذرا فرما دے  
میرا دل مجھ سے جو کہتا ہے مجھے سمجھا دے  
مست آنکھوں کا مجھے جام دیا ہے تو نے  
اک نئی زیست کا پیغام دیا ہے تو نے  
ضبط غم پر حسین انعام دیا ہے تو نے  
کیف بادہ سحر و شام دیا ہے تو نے  
میں تو ہر حال میں ممنون کرم ہوں تیرا  
شکر کرتا ہوں کہ اک بندۂ غم ہوں تیرا  
اپنے بزرگ دوست

حضرت ڈاکٹر سید محمود صاحب اسعد قادری گورکھپوری  
کے انتقال کے بعد

صاحب فہم و ذکا محمود اسعد قادری  
آپ کو حاصل رہی حسن عمل کی زندگی  
زہد و تقویٰ نے کیا روشن چراغ آگہی

سیکڑوں لوگوں کو بخشی علم و فن کی روشنی  
آپ پر انعام تھا اب خدا کی ذات کا  
خاص اک جذبہ تھا دل میں ذوق تعلیمات کا  
کیسے دنیائے صحافت میں نمایاں آپ تھے  
جہل کی ظلمات میں شمع فروزاں آپ تھے  
مختل شعر و ادب کے ماہر ناپاں آپ تھے  
آسمان علم کے مہر درخشاں آپ تھے  
آپ کی ذات گرامی تھی وہ اک روشن خیال  
رکھ دیئے تھے جس میں قدرت نے بہت وصف و کمال  
ترجمہ انگلش میں کر کے "آج کی آواز" کا  
کر دیا اہل زمانہ کو حقیقت آش  
"التعیم الاسلام" کا بھی ترجمہ ایسا کیا  
اک جہاں کو منزل مقصود کا رستہ ملا  
آپ اخبار و رسائل کے لئے زینت بنے  
آپ کو رکھیں گے زندہ کارنامے آپ کے  
قدردان علم کے ہے واسطے اس میں خوشی  
سامنے آئے گی اہل فن کے اب دانشوری  
کچھ مرتب کر دیئے ہیں واقعات زندگی  
سچی پیچم آفریں ہے ڈاکٹر مفکور کی  
اس سوانح مختصر میں ذکر ہے محمود کا  
اہل دل، اہل نظر کا، بندۂ معبود کا  
مانک و مختار ہے تو اے خداوند کریم  
تیری ذات پاک ہی تو ہے وہ رحمن و رحیم  
ڈاکٹر محمود پر بھی ایک احسان عظیم  
ہر خطا کو بخش دے، کر دے عطا بارغ نعیم  
بارگاہ حق میں اتنی اتنا صادق کی ہے  
کر لے تو مقبول اسے مانک دعا صادق کی ہے



### قطعات

صبا تمہارے لئے مشعر آئی ہے  
تمہارے قدموں پہ مونے ٹار سئی ہے  
خدا کرے کہ تمہیں عمر خضر مل جائے  
تمہارے دم سے چمن میں بہار سئی ہے

انہیں کے پرتو رخ سے ستارے جھمکائے ہیں  
نہیں کو اچھ کر افسردہ غنچے مسکرائے ہیں  
خدا رکھے سلامت ان کے دم کو حشر تک صادق  
بہاریں ساتھ لے کر ہی مرے سرکار آئے ہیں

### غزلیں

مری جستجو مری آرزو مرا مدعا تری ذات ہے  
ترا ذکر میر حسیب ہے ترا عشق میری حیات ہے  
تری شان بندہ نواز نے مجھے اپنا بندہ بنایا  
ترے در کے بعد نصیب ہیں یہ ترے کرم ہی کی بات ہے  
سارے در و در یہ لطفیں تری یاد کی یہ نوازشیں  
نہ سارے عشق نصیب ہے مرے دل میں کیف حیات ہے  
میں جہاں گیا میں جدھر گیا مجھے ہر جگہ تو ہی تو مدعا  
یہ مری نظر کا ہے فیصد تری ذات عالی صفات ہے  
مرے حال سے تو آشنا میں سدا کی میں بتاؤں کیا  
مری پیشانی تو آج رکھ ترے ہاتھ اب مری بات ہے  
میں نہیں کے عشق میں گم رہوں میں انہیں پہ جان فدا کروں  
یہی صادق اپنا خیال ہے یہی اپنی راہ نجات ہے

مجھ پر جو ترا لطف کریمانہ جدا ہے  
ہر ایک سے میرا دل دیوانہ جدا ہے  
میں اور بھی لیکن ترا دیوانہ جدا ہے  
اے صبح محبت ترا پروانہ جدا ہے  
اے طالب دیدار ذرا ہوش میں رہنا  
جلوؤں کے لئے ذوقِ کلیمانہ جدا ہے  
تو روزِ ازل سے ہے مرے دل کی تمنا  
صد شکر مری قسبِ غم خانہ جدا ہے  
یہ راز بھی اک روز سمجھ لے گا زمانہ  
دنیا سے مری زیست کا افسانہ جدا ہے  
ہر گوشہ عام میں ہے تصویر تمہاری  
کہنے کو تو کعبہ سے صنم خانہ جدا ہے  
پیتا ہوں شب و روز میں ساقی کی نظر سے  
اوروں سے مرا مشربِ زندانہ جدا ہے  
بہر خوب سمجھتے ہیں ترے ظرفِ نظر کو  
زاہد تری پہچان کا پیمانہ جدا ہے  
صادق ہے تجھے نازِ بجا اپنی روش پر  
شاہی سے یہ اعزازِ فقیرانہ جدا ہے

جب تجھے سینہٴ دل کے مقابل پایا  
اپنی ہستی میں ترا جلوۂ کامل پایا  
مجھ کو حاصل نہ ہوئی صبر و سکون کی نعمت  
جب کبھی دل کو تری یاد سے غافل پایا  
رنج و غم جس نے کئے سارے زمانے کے قبول  
شکر ہے عشق میں وہ درِ ہرا دل پایا



تمہارے حسن کی یہ شان و شوکت دیکھتا ہوں میں  
تمہیں ہر انجمن کی زیب و زینت دیکھتا ہوں میں  
گزرتا ہے تمہاری شکل و صورت کا گماں مجھکو  
کبھی جب آئینے میں اپنی صورت دیکھتا ہوں میں  
یہ اسرار خداوندی ہیں ان کو کون سمجھے گا  
کہ ہر ذرے میں پنہاں حسن فطرت دیکھتا ہوں میں  
یہ کس کا جلوہ کس کی آرزو کس کا تجسس ہے  
زمین و آسمان کو محو حیرت دیکھتا ہوں میں  
وہ کیا تشریف لے آئے مرے غم خانہ دل میں  
تو تازہ گلستانِ محبت دیکھتا ہوں میں  
کبھی ان کے رخ پر نور کا ٹھہرہ کرتا ہوں  
کبھی اپنے دل وحشی کی وحشت دیکھتا ہوں میں  
گذر کر سرحدِ اوداک سے پہنچوں گا منزلِ تک  
شکستہ ہاڑوں میں اتنی ہمت دیکھتا ہوں میں  
تری شانِ کریمی کے شمار اے داورِ محشر  
گنہگاروں پہ تیری ہشتم رحمت دیکھتا ہوں میں  
دوئی کا نقشِ صادق اپنے دل سے کیا مٹایا ہے  
ہر اک جانب نمایاں شانِ وحدت دیکھتا ہوں میں

تصویرِ رخ یار کوئی ہے کہ نہیں ہے  
آئینہٴ انوار کوئی ہے کہ نہیں ہے  
جلوے تو ترے حسن کے ہر ست ہیں لیکن  
اب طالبِ دیدار کوئی ہے کہ نہیں ہے  
ساقی کو بھی محبوب رہیں لغزشیں جس کی  
اس شان کا میخوار کوئی ہے کہ نہیں ہے

غم کے طوفانِ ہزروں مرے سر سے گزرے  
پھر کس ببا کے تمنّوں کا ساحل پایا  
خو کریں کھائیں یہاں کس نے محبت کے سئے  
کون ہے جس نے یہاں عشق کا حاصل پایا  
حوصیے ٹوٹ گئے موجِ بلا میں جس کے  
اس کی کشتی نے کہاں دامنِ ساحل پایا  
بہ عمِ عشق کا ادنیٰ یہ کرشمہ صادق  
دل کے ہر داغ کو مثلِ مدہِ کامل پایا

قابلِ رشک ہے الفتِ ترے دیوانوں کی  
دل میں اک ہگ لئے پھرتے ہیں ارمانوں کی  
تیرے غم سے بھی نہ تسکین ہوئی دیوانوں کی  
ہائے تقدیر ترے چاکِ گریبانوں کی  
اک جہاں صف میں ہوا چاکِ گریبانوں کی  
داستانِ سن کے ترے حسن کے دیوانوں کی  
فعلیہٴ عشق و محبت ہے ہمارے دل میں  
زندگی درس ہے ہم سوختہ سامانوں کی  
توڑ دیتی ہے طمسِ غمِ دوراں کا بھرم  
ہر صدا درس ہے ٹوٹے ہوئے پیانوں کی  
ہم نے تو عشق میں ویرانہ بنایا گھر کو  
وہبِ دل تجھے سوچھی ہے بیابانوں کی  
وہ جہاں صرف محبت کا جہاں ہے صادق  
جس میں تفریق ہے اپوں کی نہ بیگانوں کی

مرے سجدوں کی رفعت کوئی سمجھے یا نہیں سمجھے  
 جہنم شوق نے نقش قدم کی آبرو رکھ لی  
 نہ چھوڑا دامن صبر و تحمل بحر ہستی میں  
 مری ہمت نے ہر طوفانِ غم کی آبرو رکھ لی  
 مرا حال زبوں اے مسکرا کر دیکھنے والے  
 یہ میرا ظرف ہے تیرے ستم کی آبرو رکھ لی  
 خدا شاہد شبِ غم کاٹ دی آنکھوں ہی آنکھوں میں  
 مریضِ حیر نے درد و الم کی آبرو رکھ لی  
 مرے اک اک نفس کو تھی گناہوں پر پشیمانی  
 تری رحمت نے میری چشمِ غم کی آبرو رکھ لی  
 مری آواز نے ہر دل کو سوزِ عشق بخشا ہے  
 مرے نعروں نے صادق سازِ غم کی آبرو رکھ لی

ایسا قسمت سے کوئی راہنہ ملتا ہے  
 جس کے ملنے سے حقیقت میں خدا ملتا ہے  
 سیکڑوں آیتیں جب سامنے آجاتے ہیں  
 چشمِ حیرت کو تمہارا ہی پتا ملتا ہے  
 جان سے کیوں نہ گزر جائے کوئی اس کے لئے  
 جب وہ ملتا ہے بھد ناز و ادا ملتا ہے  
 تیرے ابرو ہیں کہ آئینہ محرابِ حرم  
 تیرے ملنے سے مجھے قبلہ لگا ملتا ہے  
 کس طرح تیری پرستش نہ کروں میں اے دوست  
 تیری صورت میں مجھے میرا خدا ملتا ہے  
 میرا دل کشتہٴ غم ہے کوئی مجھ سے پوچھے  
 مٹنے والوں ہی سے منزل کا پتا ملتا ہے

کیا ساغر و مینا ہی پہ موقوف ہے مستی  
 دلِ عشق سے سرشار کوئی ہے کہ نہیں ہے  
 شکِ میری وفا پر ہے جنہیں وہ یہ بتائیں  
 خود ان میں وقادار کوئی ہے کہ نہیں ہے  
 رہرو بھی بہت ہیں یہاں رہبر بھی بہت ہیں  
 منزل سے خبردار کوئی ہے کہ نہیں ہے  
 دنیا کے طلب گار تو صادق ہیں ہزاروں  
 عقبی کا طلب گار کوئی ہے کہ نہیں ہے

بزمِ دل کے واسطے اک مہرباں کو جن لیا  
 زندگی نے زندگی کے رازداں کو جن لیا  
 جلوۂ جاناں سے ہے بھر پور دامنِ نظر  
 ذوقِ نظارہ نے جانِ گشت کو جن لیا  
 میری ہستی کو نہیں ہے اب کسی طوقاں کا خوف  
 گلشنِ دل کے لئے اک پاسباں کو جن لیا  
 کیوں نہ ہو پھر مجھکو اپنے انتخابِ دل پہ ناز  
 جب مرے دل نے حبیبِ دو جہاں کو جن لیا  
 سرفرازی کیوں نہ حاصل ہو مجھے کونین میں  
 جب مرے سر نے تمہارے آستان کو جن لیا  
 جس کا نقش پا ہے خضرِ راہِ دنیا کے لئے  
 میں نے صادق اس امیرِ کارواں کو جن لیا

تمہارے عشق میں ہر چ و غم کی آبرو رکھ لی  
 بھکا کر اپنا سر دیر و حرم کی آبرو رکھ لی

جل گئے عشق میں جلنے کو تو پروانے بھی  
دیکھئے گود میں اب شمع کی کیا ملتا ہے  
دیر و کعبہ ہی پہ موقوف نہیں اے صادق  
ہر جگہ ان کا نشان کعبہ پا ملتا ہے

چاہیے حسن یقیں کا تجھے عرفاں ہونا  
پھر کسی راہ کا مشکل نہیں آساں ہونا  
اتنا آساں تو نہ تھا عشق کا عرفاں ہونا  
میری تقدیر میں تھا بندہ جاناں ہونا  
کتنے اسرار کا حامل ہے کوئی سمجھے تو  
ذرتِ خاک میں اس ذات کا پنہاں ہونا  
بندہ پرور ہے تری بندہ نوازی کی دلیل  
ذرتے ذرتے پہ ترا لطف فراواں ہونا  
رنگِ فردوس بنادے گا گلستانِ حیات  
میرے کاشانہ دل میں ترا مہماں ہونا  
آپ کی شانِ مسجائی کی شہرت ہے بہت  
چاہیے اب تو مرے درد کا درماں ہونا  
تم محبت کا اگر ساز نہ دیتے مجھکو  
پھر تو ممکن ہی نہ تھا میرا غزل خواں ہونا  
قابلِ رشک ہے ایثار ترا اے صادق  
یو مبارک تجھے خاکِ درِ جاناں ہونا

راہِ عرفاں ہزار پر خم ہے  
آپ ہیں راہبر تو کیا غم ہے  
آپ کے در پہ میرا سر خم ہے

آپ کا یہ کرم ہی کیا کم ہے  
تیرے فیضِ نظر کا کیا کہنا  
زندگی ہے نیازِ عالم ہے  
جلوۂ حسن کے تمنائی  
تیرا ذوقِ نظر بھی محکم ہے  
آدمی کو خوشی ملے کیوں کر  
آدمی کی سرشت میں غم ہے  
ایک دن وہ ضرور آئیں گے  
جذبۂ عشق میرا محکم ہے  
عشق تو ہے اسی کا اے صادق  
جس کو پاس وفا مقدم ہے

نغمۂ عشق تو نے سنا ہی دیا  
خوابِ ہستی سے مجھ کو جگا ہی دیا  
جلوۂ حسن تو نے دکھا ہی دیا  
روئے نور سے پردہ اٹھا ہی دیا  
تیرے قربان اے ساقی میکدہ  
تو نے جامِ محبت پلا ہی دیا  
تیری یادوں نے بخشی نئی زندگی  
دل سے دنیا کا ہر غم بھلا ہی دیا  
جب لبوں تک نہ آیا دلی دعا  
سر ترے آستان پر جھکا ہی دیا  
عشق میں ذوقِ سجدہ سلامت رہے  
تیرے کوچے کو کعبہ بنا ہی دیا  
ناخدا دل سے ہم تیرے ممنون ہیں

کشش کیسی خدائے اس مہ کمال میں رکھ دی ہے  
 کہ جس کی آرزو ہر کاسہ سائل میں رکھ دی ہے  
 پرستار محبت کا مال کار کچھ بھی ہو  
 ہر اک حسرت سجا کر دامن مشکل میں رکھ دی ہے  
 گذر کر میں نے ہر طوفانِ غم سے بے نیازانہ  
 زبے قسمت کہ ہستی عشق کی منزل میں رکھ دی ہے  
 میں ہوں مرہون منت آپ کے لطفِ قراواں کا  
 وہ شے قیمت ہے جس کی دو جہاں اس دل میں رکھ دی ہے  
 شراب عشق سے لبریز ہے پیانہ ہستی  
 مگر کچھ اور شے کی آرزو بھی دل میں رکھ دی ہے  
 ترے میٹانے کے آداب ہر میکش سمجھتا ہے  
 تری نظروں نے وہ شادنگی محفل میں رکھ دی ہے  
 زمانے کے الم تو درپے آزار تھے پہلے  
 محبت کی خلش اک اور میرے دل میں رکھ دی ہے  
 کسی صورت قرار آتا نہیں ہے قہرِ مضطر کو  
 اے شمع حسن یہ کیا آگ میرے دل میں رکھ دی ہے  
 سکوں ملتا ہے طوفانوں کے گہوارے میں اے صادق  
 زمانے کے لئے آسودگی ساحل میں رکھ دی ہے

ازل میں جن کو دیکھا تھا یہ وہ نورانی آنکھیں ہیں  
 خدا رکھے سلامت کس قدر وجدانی آنکھیں ہیں  
 میں جن آنکھوں کی مستی پر فدا ہوں روزِ اقل سے  
 مرے ساتی تری آنکھیں ہی وہ لاثانی آنکھیں ہیں  
 انہیں جو دیکھ لیتا ہے وہ شیدا ہو کے رہتا ہے  
 کسی کو کیا خبر وہ کس قدر تورانی آنکھیں ہیں

پار بیڑا ہمارا لگا ہی دیا  
 کام آہی گئے پاؤں کے آبلے  
 ہم نے صحرا کو گلشن بنا ہی دیا  
 بندہ پرور یہ تیرا کرم ہی تو ہے  
 تو نے صادق کو صادق بنا ہی دیا

وجود نسلِ انسانی ہے راز کن نکال ہونا  
 ظہور ذاتِ حق ہے میری ہستی کا نشان ہونا  
 محبت میں کوئی مشکل نہیں ہے کامراں ہونا  
 مگر لازم ہے اس کے واسطے عزمِ جواں ہونا  
 تمہارے نور سے مہر و مہ و انجم درخشاں ہیں  
 تمہیں بخشا گیا ہے آفتابِ دو جہاں ہونا  
 منور کر رہا ہے زندگی کی شہراہوں کو  
 مری دنیائے دل میں آپ کا جلوہ کناں ہونا  
 نرا دلوں پر وہ ہائے راز میں رہ کر بھی ظاہر ہے  
 مری آنکھوں سے کوئی دیکھ لے تیرا عیاں ہونا  
 نہ کوئی تیرا ہمسر تھا نہ کوئی تیرا ہمسر ہے  
 تجھی کو دیب دیتا ہے خدائے دو جہاں ہونا  
 مرا ایمان محکم کر رہا ہے میرا ایمان ہے  
 تمہارا نام نامی ہر گھڑی وردِ زباں ہونا  
 دس دہاں کر دیئے قربان جس نے پائے ساتی پر  
 مبارک ہو اسے خاکِ درِ پیرِ مغان ہونا  
 کرم ان کا نہ ہو صادق تو بخشش ہو نہیں سکتی  
 غلط ہے زہد و تقویٰ پر کسی کا خوش گماں ہونا

سے ہیں یہ وہ قلب و دلی نئی تہ سے  
یقیناً بندہ پروردگار کی طرف سے  
قدانہ پر ہے ہیں باطن و دل بھی  
وہ سے صادق ہمارے ہے نوری آنکھیں ہیں

جس طرف بھی وہ نہ کمال چلے  
ساتھ اس کے نور کی محفل چلے  
ن کے کوچے کی طرف سائل چلے  
راہرو اس باب منزل چلے  
ہر قدم ہے کوئے جاناں کی طرف  
ہم بھی ہونے کے لئے نکل چلے  
فکر بہ سستی نہیں انجام کی  
ہم بھ کر عشق کا حاصل چلے  
اب ہمارے شرط ہیں عزم و یقین  
ساتھ تیرے خود تری منزل چلے  
میں ہوں وہ پروردہ طوفان غم  
جس کی کشتی کی طرف ساحل چلے  
اب ہمارے بعد کیا ہو دیکھئے  
چھوڑ کر ہم تو بھری محفل چلے  
دیر پا ہوتی نہیں بزم نشاط  
جانے کب تک اور یہ محفل چلے  
عشق میں صادق بہت سے اہل دس  
دل میں لے کر آرزوئے دل چلے

عشق میں کمال نہ رہتا ہے  
ناز کے قابل بنا چھوڑ دیتا ہے  
بچے جلوں سے مرے دل و نصیب  
حسن کی محفل بنا کر چھوڑ دیتا ہے  
ہو عین کچھ صدقہ حسن و جمال  
قسمت سائل بنا کر چھوڑ دیتا ہے  
خسرو خواب مری تندرستی بھی  
رشتہ کے قابل بنا کر چھوڑ دیتا ہے  
بندہ پروردگار ہر نقش قدم  
سجدہ گاہ دل بنا کر چھوڑ دیتا ہے  
روشنی کر دیجئے ہر گام پر  
میرا مستقبل بنا کر چھوڑ دیتا ہے  
دولت و درو محبت بخش کر  
میرے دل کو دل بنا کر چھوڑ دیتا ہے  
آپ کے در پر ہے صادق آپ کا  
اب کسی قابل بنا کر چھوڑ دیتا ہے

اہل دنیا کا جب ستم دیکھا  
مہربان تجھ کو اے صنم دیکھا  
تیرا غم دل میں جب بھی کم دیکھا  
اپنی آنکھوں کو ہم نے غم دیکھا  
بزم عالم میں ہر طرف ہم نے  
تیرا جلوہ تری قسم دیکھا  
کوئی محروم التفات نہیں  
تیرا ہر ایک پر کرم دیکھا

اپنی قسمت سمجھ لیا اس کو  
تیری راہوں میں جو بھی غم دیکھا  
نکھدی ہر خطا مری صادق  
داد و حشر کا کرم دیکھا

کوئی مونس کوئی ہم تمہارے بعد کیا ہوگا  
مسل سوچتے ہیں ہم تمہارے بعد کیا ہوگا  
ہواوائے ہجوم غم تمہارے بعد کیا ہوگا  
علاج دیدہ یزغم تمہارے بعد کیا ہوگا  
تمہاری جہش لب میں ہے اعجازِ مسیحا  
جگر کے زخم کا مرہم تمہارے بعد کیا ہوگا  
تمہیں سے تو دل بیمار کچھ تسکین پاتا ہے  
دل بیمار کا عالم تمہارے بعد کیا ہوگا  
زمنہ تو مری بربادیوں پر مسکراتا ہے  
تمہیں ہو اک شریک غم تمہارے بعد کیا ہوگا  
تمہارے سامنے جب اشک غم رو کے نہیں رکتے  
تمہاری یاد کا عالم تمہارے بعد کیا ہوگا  
بنایا ہے تماشا گردشِ تقدیر نے مجھ کو  
مرے حالات کے محرم تمہارے بعد کیا ہوگا  
پہن لی ہے تمہارے عشق کی زنجیر صادق نے  
کسی کا وہ اسیر غم تمہارے بعد کیا ہوگا

ملشت

# فخر منزل

الحاج صوفی محمد یسین خاں صادق دہلوی  
قدری، ابوالعلائی، چشتی، جہانگیری، حسنی

## انتساب

ارباب محبت کے نام

صادق دہلوی

تمام خلق میں میرا وقار تجھ سے ہے  
مری حیات میں رنگِ بہار تجھ سے ہے



بسم اللہ الرحمن الرحیم

### حمد

تو معجز جمیر ہے یارب  
تری رحمت کثیر ہے یارب  
بے حد و بے حساب تیرا کرم  
کون تجھ سا امیر ہے یارب  
تیرا جلوہ دلیل ہے تیری  
ذرا ذرا منیر ہے یارب  
جس پہ ہم اعتماد کرتے ہیں  
تو ہی وہ دہلیز ہے یارب  
جس کی ہر شے مثال رکھتی ہے  
تو ہی وہ بے نظیر ہے یارب  
مطلق الحکم قادر و اکبر  
تو کریم و کبیر ہے یارب  
تیری ہر دہ پہ حکمرانی ہے  
تو ہی رب قدیم ہے یارب  
چاند سورج نشانیاں تیری  
تو خمیر الخیر ہے یارب  
جس کو کہتا ہے اک جہاں صادق  
تیرے در کا فقیر ہے یارب

رنگ پھولوں نے ابھارا تیرا  
جلوہ جلوہ ہے نظارا تیرا  
سوز تیرا سے شرارا تیرا  
دل کو کافی ہے سہارا تیرا

حاصل راز مشیت میں ہوں  
میں نے سمجھا ہے اشارا تیرا  
عارضی آمرے ہیں دنیا کے  
صرف محکم ہے سہارا تیرا  
تو ہی مختار بھی ہے قادر بھی  
ہے ہر اک شے پہ اجارا تیرا  
ذوب جائے یہ نہیں ہے ممکن  
کشتی حیری ہے کنرا تیرا  
تیری منزل کی گذرگا ہوں میں  
کام آیا ہے سہارا تیرا  
میری آنکھوں سے عیاں ہے یارب  
میں نے دیکھا ہے نظارا تیرا  
اس کی رحمت کے بغیر اے صادق  
کیسے ممکن ہے گزارا تیرا

### نعت

لائی صد ادب محمدؐ ہیں  
ہیکر حسن رب محمدؐ ہیں  
دور ہی مجھ سے کب محمدؐ ہیں  
سامنے روز و شب محمدؐ ہیں  
روشنی ہر طرف ان ہی کی ہے  
مہر و نور عرب محمدؐ ہیں  
ساری دنیا ہوئی ہے شیدائی  
شمع محبوب رب محمدؐ ہیں  
روشنی دو جہاں ان ہی سے ہے  
دو جہاں کا سبب محمدؐ ہیں

سادے نبیوں میں ایک بھی تو نہیں  
اتنے نزدیک رب محمدؐ ہیں  
میرے گلشن میں کیوں خزاں آئے  
میرے گلشن میں جب محمدؐ ہیں  
مجھ کو حسرت نہیں ہے دنیا کی  
میرے دل کی طلب محمدؐ ہیں  
شافعِ عاصیاں ہیں میرے حضور  
مغفرت کا سبب محمدؐ ہیں  
ذاتِ حق کا کرم نہ ہو کیسے  
مہرباں مجھ پہ جب محمدؐ ہیں  
ہیں خزینہِ علم کا صادق  
اور اسی لقب محمدؐ ہیں

خدا نے اپنی ذات پاک کا حاصل بنایا ہے  
محمد مصطفیٰ کو رحمتِ کامل بنایا ہے  
بہت گہرا ہوا ماحول تھا بد حال تھی دنیا  
پیامِ سرور عالم نے مستقبل بنایا ہے  
سفینہ امتِ عاصی کا کیسے ذوب سکتا ہے  
خدا نے جب شفاعت کا تمہیں سائل بنایا ہے  
شرف حاصل ہوا ہے یہ تمہیں کو سادے نبیوں میں  
تمہیں اللہ نے اسرارِ کمال بنایا ہے  
تمہاری ذات اقدس روثِ میخانہ ہستی  
تمہاری ذات ہی کو ساقیِ محفل بنایا ہے  
رسولوں میں رسول ایسا بنایا آپ کو حق نے  
ستاروں کے لئے جیسے مددِ کامل بنایا ہے

کرم ہے رحمت اللعالمین کا کس قدر مجھ پر  
مری آنکھوں کو اپنی دید کے قابل بنایا ہے  
تمہارے ذکر ہی نے زندگی کو زندگی بخشی  
تمہاری یا دعی نے میرے دل کو دل بنایا ہے  
مجھے ہو جس قدر بھی ناز کم ہے اس گدائی پر  
تمہارے آستانے کا مجھے سائل بنایا ہے  
مقامِ عرش تک پہنچے گا اک دن کارواں اپنا  
امام المرئین کو رہبرِ منزل بنایا ہے  
مجھے ہے ناز اپنی زندگی پر اس لئے صادق  
دینے کو مری امید کا حاصل بنایا ہے

دینے میں قیوم مصطفیٰ ہے  
دو عالم میں نظام مصطفیٰ ہے  
دلوں میں احترام مصطفیٰ ہے  
زبانوں پر سلام مصطفیٰ ہے  
ادب سے سر جھکاتے ہیں ملنگ  
کہ واجبِ احترام مصطفیٰ ہے  
نہیں ہم مرتبہ کوئی بھی ان کا  
بند ایسا مقام مصطفیٰ ہے  
بادشاہ ہے پے دیدار حق نے  
فلک پر اہتمام مصطفیٰ ہے  
خدا کی بات ہے ہر بات ان کی  
کلامِ حق کلامِ مصطفیٰ ہے  
درووں کے کھلے جاتے ہیں غنچے  
لبِ حق پر سلام مصطفیٰ ہے

کوئی دیکھے ذرا نقش و نگارِ رحمتِ عالم  
مجھے تو مطلعِ صبحِ میں معلوم ہوتے ہیں  
سفارشِ بخششِ امت کی فرمائیں گے محشر میں  
یقیناً یہ شفعِ المذنبین معلوم ہوتے ہیں  
غلاموں کو شرفِ بخشش ہے کس نے سرفرازی کا  
نئی ایسے فقط سلطانِ دیں معلوم ہوتے ہیں  
شعور اتنا تو بخشا ہے مجھے ان کی نوازش نے  
میں میں ملیں ہیں کہ یہیں معلوم ہوتے ہیں  
ثانویں محمد جب سے سیرا مل ہے اے صادق  
مرے اشعار دنیا کو حسین معلوم ہوتے ہیں

گستاخ کی فضا میں شکوہ ہیں  
عجب شانِ خرامِ مصطفیٰ ہے  
ازل سے تا ابد پتے رہیں گے  
بہت لبریزِ جامِ مصطفیٰ ہے  
حریمِ حسن کے جلوے ہیں میں ہوں  
نظر اب سوئے ہم مصطفیٰ ہے  
سر منزل میں پہنچوں گا یقیناً  
مرا رہبرِ پیامِ مصطفیٰ ہے  
مجھے ہے ناز اپنی شاعری پر  
خن میرا نظامِ مصطفیٰ ہے  
کرمِ صادق پہ اب خلاقِ عالم  
یہ بندہ بھی غلامِ مصطفیٰ ہے

ہم خدا کے رسول تک پہنچے  
بارگاہِ قبول تک پہنچے  
آرزوئے حصول تک پہنچے  
ہم بحالیِ رسول تک پہنچے  
کوئی ان کا مقام پہچانے  
جو تمہارے اصول تک پہنچے  
صاحبِ مرتبہ جو لوگ ہوئے  
خاکِ پائے رسول تک پہنچے  
آپ کے راستے پہ ہم چل کر  
روشنی کے نزول تک پہنچے  
زیست کے اختتام سے پہلے  
ذکرِ محبوبِ طول تک پہنچے  
سر بلندی انہیں نصیب ہوئی  
سر جو پائے رسول تک پہنچے

بتاؤں کیا کہ وہ کتنے حسین معلوم ہوتے ہیں  
متاعِ نورِ ایمان و یقین معلوم ہوتے ہیں  
زمانے کے لئے ہے ہمیشہ اک آپ کی ہستی  
سراپا آپ قرآنِ میں معلوم ہوتے ہیں  
ان ہی کے ترکرے ہیں روزِ شب دنیا کے ہونٹوں پر  
محمد تاجدارِ مرسلین معلوم ہوتے ہیں  
جہینِ عرش جھکتی ہے ان ہی کے آستانے پر  
یہی محبوبِ رب العالمین معلوم ہوتے ہیں  
سرافلاک کس کی گفتگو ہے حقِ تعالیٰ سے  
جنابِ رحمتِ اللعالمین معلوم ہوتے ہیں  
اجالا کس قدر ہے میری دنیا نے محبت میں  
صیب و جہاں دل میں مکیں معلوم ہوتے ہیں

یہ صادق پہ لطف و کرم آپ کا ہے  
کہ دل کو محبت ملی آپ کی ہے

بارہا ہم حسین کے غم میں  
گلستانِ بولِ تک پہنچے  
ان کی رفعت نہ پوچھئے صادق  
جو مدینے کی دھول تک پہنچے

تم کیا ہو اللہ ہی جانے  
دنیا تم کو کیا پہچانے  
کوئی حقیقت کو کیا جانے  
ہم ہیں محمدؐ کے دیوانے  
ہجر نبیؐ کی بات نہ پوچھو  
آنکھیں کہتی ہیں افسانے  
جب آئی ہے یاد تمہاری  
چھلکے آنکھوں کے پیمانے  
ذکر ہی کیا ہے جامِ وسیع کا  
تم پہ قرباں ہیں میخانے  
ساقیِ دوراں مالکِ کوثر  
تشنہ لبوں کو بھی پیمانے  
ایک نظر سلطانِ دو عالم  
دید کے طالب ہیں دیوانے  
تم سے جو منسوب ہوئے ہیں  
وہ دیوانے ہیں فرزانیے  
جب تم ہو تو ہم کیوں جائیں  
ہاتھ کسی در پر پھیلانے  
جب بھی کوئی وقت پڑا ہے  
تم کو پکار ہے دنیا نے  
سندِ خضرا کے جلوں سے  
روشن تیں سببِ خانے

زمین تا فلک روشنی آپ کی ہے  
دو عالم میں جلوہ گری آپ کی ہے  
مری کیا خوشی اب خوشی آپ کی ہے  
مری زندگی زندگی آپ کی ہے  
ہیں محبوب حق آپ محبوبِ عالم  
ہر اک دور میں خسروی آپ کی ہے  
جسے چاہو اپنے کرم سے نوازو  
خدا آپ کا سروری آپ کی ہے  
ہو مجھ پر عنایت ہو مجھ پر نوازش  
کہ مشہور دریا ولی آپ کی ہے  
سراپائے رحمت ہے ذاتِ گرامی  
مرے سامنے زندگی آپ کی ہے  
براکِ فخص پرہیزمِ رحمت ہے آقا  
کسی سے کہیں دشمنی آپ کی ہے  
میشر کہیں ہے کسی کو جہاں میں  
خدا سے جواکِ دوستی آپ کی ہے  
اندھیرے مرے سامنے کیسے ٹھہریں  
مرے دل میں جب روشنی آپ کی ہے  
شہنشاہِ کونین ہوتے ہوئے بھی  
خدا رکھے کیاساں آپ کی ہے

الہی بخش دے امت کو میری  
یہی حق ہے سوال مصطفیٰ ہے  
وہ ہیں کونین میں بے مثل صادق  
مثال اپنی مثال مصطفیٰ ہے

تم آئے ہو یزم جہاں میں  
ذروں کو خورشید بنانے  
سکھ دو آداب غدی  
ہم نبھانے ہیں انجانے  
دکھوں میں ک صدق ہی کیا  
شمع رسالت کے پروانے

آپ ہیں ذات حق کا ظہور  
رحمت عام میرے حضور  
روئے منور جودہ طور  
آپ کی ہستی نور ہی نور  
آپ کی سیرت شاہد ہے  
آپ خدا کا ہیں دستور  
شہر مدینہ خلیفہ بریں  
گنبد خضرا بقیع نور  
رواق عالم سرور دین  
عرش کی زینت میرے حضور  
جو تبسم آپ ہیں کیا  
میرا دل بھی ہے سرور  
میری محبت کا افسانہ  
آپ کے نام سے ہے مشہور  
آپ اگر فرمائیں کرم  
میرے غم ہو جائیں دور  
شفیع محشر بخش بھی دو  
میری خطائیں میرے قصور  
ہر گوشہ ہے نور فشاں  
آپ ہیں میرے دل میں حضور  
آپ کی چشم رحمت سے  
آپ کا صادق ہے مخور

نگاہوں میں جمال مصطفیٰ ہے  
مجھے حاصل وصال مصطفیٰ ہے  
مجھے ہر وقت ہے ان کا تصور  
مجھے ہر دم خیال مصطفیٰ ہے  
رووں کے کریں وہ پیش تحفے  
جنہیں شوق وصال مصطفیٰ ہے  
اسی کو قرب حق ہوگا میر  
جو شیدائے جمال مصطفیٰ ہے  
کوئی کیا منزلت سمجھے گا ان کی  
بندی پر کمال مصطفیٰ ہے  
ہزاروں دل تمنائی ہیں جس کے  
وہ ک شمع جمال مصطفیٰ ہے  
خدا کی ذات خود شاہد ہے اس کی  
کمال حق کمال مصطفیٰ ہے  
یہ ہیں اوصاف اولاد نبی کے  
ہر ک ان میں بلال مصطفیٰ ہے  
بے ذات پاک رحمت کا گلستاں  
جب شبن جمال مصطفیٰ ہے

محمدؐ کے جو ہو جائیں وہ کیا پایا نہیں کرتے  
 کسی کو آپؐ خالی ہاتھ لوٹا یا نہیں کرتے  
 بھٹکنے والی راہوں پر کبھی جایا نہیں کرتے  
 مدینے کے مسافر ٹھوکریں کھایا نہیں کرتے  
 وہ خوشبو بن کے کب گلشن کو مہکایا نہیں کرتے  
 وہ کب ذروں کو مثل مہر چکایا نہیں کرتے  
 مدینے کی محبت جن کے دل میں کار فرما ہے  
 وہ کیا کیا نعمتیں سرکار سے پایا نہیں کرتے  
 گلستان محمدؐ کی بہریں پوچھتے کیا ہو  
 یہاں جو پھول کھلتے ہیں وہ مرجھا یا نہیں کرتے  
 زمانے کے یہ ہر طوفان پر لبیک کہتے ہیں  
 غلامان محمدؐ غم سے گھبرایا نہیں کرتے  
 شفیع الدنیا پر میرا غم آشکا ہے  
 وہ میرے حال پر کب لطف فرمایا نہیں کرتے  
 متاع نور ایمان جن کی قسمت میں نہیں ہوتی  
 وہ قرب رحمت اللعالمین پایا نہیں کرتے  
 یہ دہرہ رسالت کی ہے خوبی دیکھنے والو  
 یہاں کے مانگنے والے کہیں جایا نہیں کرتے  
 ملکین گنبد خضرا کے جلوے ہیں نگاہوں میں  
 یہ منظر ہر نظر کے سامنے آیا نہیں کرتے  
 حقیقت میں جو وابستہ ہیں دلمان محمدؐ سے  
 کسی دہرہ وہ صادق ہاتھ پھیلایا نہیں کرتے

کسی کا حسن دیکھ ہی نہیں ہے  
 نگاہوں نے شہ برار جیسا  
 شفیع عیاں ہوگا نہ کوئی  
 سر محشر مرے سرکار جیسا  
 کوئی دربار دنیا کا نہیں ہے  
 شہ کونین کے دربار جیسا  
 نہیں ہے خلد کا کوئی بھی منظر  
 مدینے کے گل و گلزار جیسا  
 سکوں متا نہیں دل کو کہیں بھی  
 تمہارے سایہ دیوار جیسا  
 کسی کو بھی نہیں خلق خدا سے  
 ہے محبوب خدا کو پیار جیسا  
 ہوا ہے اور تا ہوگا کسی کو  
 تمہیں حق کا ہوا دیدار جیسا  
 کوئی بھی تا ابد ہوگا نہ صادق  
 جناب ابد حق جیسا

محمد مصطفیٰؐ محبوب رب العالمین تم ہو  
 یقیناً تاجدار آخری و اولین تم ہو  
 تمہیں ہو نامہ حق رحمت اللعالمین تم ہو  
 امام الانبیاء ہو خسرو دنیا و دیں تم ہو  
 ازل سے مری دنیا کے ہستی میں مکیں تم ہو  
 مجھے معراج حاصل ہے مرے دل کے قریں تم ہو  
 مری چشم تھماتے کوئی تم سانہیں دیکھا  
 دل و جاں جس پہ قریاں ہیں وہ اک ایسے حسین تم ہو

کوئی انسان نہیں سرکار جیسا  
 محمدؐ کے حسین کردار جیسا

ہر خطا در گذر کیجئے  
ہم ہیں محتاج لطف و کرم  
دل جہاں خود بہ خود جھک گیا  
آپ کا ہے وہ نقش قدم  
ہم غریبوں پہ بھی اک نظر  
آپ ہیں تاجدارِ حرم  
آپ کی دیہ ہے بندگی  
روز و شب ہیں مدینے میں ہم  
میری آنکھوں سے دیکھے کوئی  
شہر طیب ہے باغِ ارم  
آپ کا لطف درکار ہے  
زندگی ہے سراپاِ الم  
اپنے صادق پہ بندہ نواز  
کیجئے اک نگاہِ کرم

نگاہوں میں رہن سرور ہے میں ہوں  
کہ جلوؤں کا حسین منظر ہے میں ہوں  
نظر میں عکس ہے ان کی نظر کا  
ہر اک شے حسن کی پیر ہے میں ہوں  
بہر سو ہے تجلی تجلی ہی تجلی  
تمہارا روضہ انور ہے میں ہوں  
متاع نور ایمان ہے میر  
عطائے عشق پیغمبر ہے میں ہوں  
اسی کا نام ہے فیضِ محبت  
کرم سرکار کا مجھ پر ہے میں ہوں

خدا خود جس کا عاشق ہے خدائی جس کی شیدائی  
زبانِ عشق میں وہ دربا وہ مہر جہیں تم ہو  
تمہارے پر تو رخ کی ضیاء ہے ماہِ وا نجم میں  
بہر گلشنِ عالم میں بھی جلوہ گزیر تم ہو  
ملک بھی تمہارے در پہ اپنا سر جھکاتے ہیں  
ملک جانتے ہیں عرش کے مسند نشین تم ہو  
دل ہی سے تمہارے حسن کے جلوے ہیں آنکھوں میں  
تمہارے دو عالم ہو مری شمع یقین تم ہو  
جہل میں ہر طرف ظلمت کے ڈیرے ہی ڈیرے تھے  
اندھیرے چھٹ گئے جس سے وہ خورشید ہمیں تم ہو  
میں عاصی ہوں مرا دل وادِ محشر سے ڈرتا ہے  
وسیلہ میری بخشش کا شفیع المذنبین تم ہو  
درخشاں ذرہ ذرہ ہے تمہاری ذاتِ اقدس سے  
مجسم نور حق ہو تاجدارِ مرسلین تم ہو  
عطا فرمائیے صادق کو اپنے روشنی اپنی  
مراپائے محبت رحمت العالمین تم ہو

آپ ہیں شمعِ بزمِ حرم  
آپ ہی کے ہیں پروانے ہم  
آپ ہیں راہبر ہر قدم  
اپنی منزل پہ پہنچیں گے ہم  
آپ رحمت ہیں شاہِ ام  
عاصیوں پر ہو چشمِ کرم  
ہر نظر میں ہے وہ محترم  
بس پہ کچھ آپ کا ہے کرم

رہبر اعظم ختم رس  
تم سا نہیں کوئی انسان  
آپ کی ہر اک بات حضور  
میرا دیں میرا ایمان  
دوست دیں حاصل ہے اسے  
جس نے لیا تم کو پہچان  
صادق کے ہیں قلب و نظر  
آپ کی صورت پر قربان

مقام آگئی مجھ کو مد ہے  
مرے دل میں تمہارا گھر ہے میں ہوں  
نہ بہکیں گے قدم راہ طلب میں  
تمہارا نقش پا رہبر ہے میں ہوں  
نگاہ ساقی دوراں ہے مجھ پر  
سرور بادۂ کوثر ہے میں ہوں  
محبت کی ہے یہ معراج صادق  
مدینے کا حسیں منظر ہے میں ہوں

محبت آپ کی دل میں لکھی ہے  
مر در عرش سے کچھ کم نہیں ہے  
نظر میں جلوۂ روئے میں ہے  
کہ روشن شمع ایمان و یقین ہے  
مشیت کے جو رازوں کی اہم ہے  
وہ ہستی تاجدارِ مرسلین ہے  
مدینہ رشک فردوس بریں ہے  
یہاں آرام گاہ شاہ دیں ہے  
جہاں کا ذرہ ذرہ ہے درختاں  
خدا شاہد وہ طیبہ کی زمیں ہے  
میں جس کی روشنی میں چل رہا ہوں  
وہ پیغامِ فہم دنیا و دیں ہے  
جو سیرت ہے شہنشاہِ ام کی  
وہی تفسیرِ قرآن میں ہے  
ہے بخشش کا بھروسا عاصیوں کو  
یہ فیضانِ شفیع المذنبین ہے

رحمت عالم کی یہ شان  
حور و ملک ہیں قربان  
تم ہو نبیوں کے سلطان  
تم ہو خالق کی پہچان  
اللہ اللہ آپ کی شان  
آپ خدا کا ہیں فرمان  
میری تمناؤں کی جان  
آپ کے جلوے آپ کی شان  
آنکھیں ہیں دیدارِ طلب  
اور نہیں کوئی ارمان  
میری دنیا آپ سے ہے  
آپ سے روشن ہے ایمان  
عرش کو زینت کی ہے عطا  
آپ ہوئے حق کے مہمان  
سب سے افضل سب سے جدا  
دونوں جہاں میں آپ کی شان



حب ملت عزم و ہمت حق پرستی کا شعور  
ساتھ لائے تھے مدینے سے یہی زاد حسینؑ  
صبر و استقلال کا دامن نہ چھوڑا آپؑ نے  
عرش تک ورنہ پہنچ سکتی تھی فریاد حسینؑ  
آشنا حالات سے صادق زمانہ کیوں نہ ہو  
جب زبان حق نے دہرائی ہے روداد حسینؑ  
**شان حسینؑ**

رحمت عالم کا ہے فرمان فرمان حسینؑ  
میں نے سمجھا اس حقیقت کو بہ فیضان حسینؑ  
دین احمد پر تصدق ہو گئی جان حسینؑ  
راہ حق سے منہ نہیں موڑا یہ ہے شان حسینؑ  
جذبات اہلار کی تمثیل ملتی ہی نہیں  
کم نہیں ہے نسل آدم پر یہ احسان حسینؑ  
ہر قدم پر توت باطل سے ٹکراتے رہے  
وہ مجاہد جن کے ہاتھوں میں تھا دامن حسینؑ  
اہل بیت پاک نے قربانیاں دیں بے مثال  
جب نہ مانا شمر کے لشکر نے فرمان حسینؑ  
سرخرو ہوں گے محمد مصطفیٰ کے لاڈلے  
دادر بشر کے آگے دیکھنا شان حسینؑ  
ظلمت عالم کو پرتو سے منور کر دیا  
کس قدر روشن ہے دیکھو شمع عرفان حسینؑ  
دورے دورے کو درخشانی و تابانی ملی  
ضو فشان کر رہی ہے شمع فیضان حسینؑ  
جسم اطہر شاہ کا تیروں سے چھلتی ہو گیا  
سر نہ سجدے سے اٹھ اللہ رہے شان حسینؑ

کرم دیکھو کہ ہر اک امتی پر  
نگاہ رحمت اسعائیں ہے  
مجھے حاصل نہ ہو کیوں سر بندی  
در قدس پہ اب میری جہیں ہے  
خوش قسمت کہ اب میرے ہوں پر  
حدیث رحمت اللعائیں ہے  
اگر چشم بصیرت ہو تو دیکھو  
مدینہ سارے عالم سے حسینؑ ہے  
نوازا ہے تجھے سرتی نے صادق  
تو مے خانے کا سجادہ نشین ہے  
**ارشاد حسینؑ**

ہے نظر کے سامنے یک ایک افتاد حسینؑ  
بر نفس پیغام دیتی ہے مجھے یاد حسینؑ  
سر ہے نیزے پر تو جسم پاک فرش خاک پر  
خون سے لکھی گئی تاریخ روداد حسینؑ  
کیا جہاد فی سبیل اللہ ہر اک کا کام ہے  
آج پھر درکار ہے دنیا کو انداد حسینؑ  
اعتیاد حق و باطل ہے نظر میں اس لئے  
یاد رہتا ہے مجھے ہر وقت ارشاد حسینؑ  
مرتبہ ہے سب کی نظروں میں برابر آپؑ کا  
مختلف رائے نہیں رکھتے ہیں نفاذ حسینؑ  
اب بھی دنیا مضطرب ہے جان دیئے کے لئے  
کس قدر مضبوط و مستحکم ہے بنیاد حسینؑ  
ان کی عظمت سے زمانے میں ہر اک وقف نہیں  
قابل تعظیم ہے واصل اللہ حسینؑ

خوابہ حسنِ سلطان و میر  
آپ کے در کا ادنیٰ گدا  
دنیا میں ہوتا ہے کبیر  
جس کا نہیں کوئی بھی جواب  
مجھ کو مدد ہے یا حیر  
صادق کی بھی لاج رہے  
صادق بھی ہے در کا فقیر

## غزلیں

ناز کیسے نہ مقدر پہ مجھے ہو صادق  
میرے محبوب نے آئینہ بنا یا مجھے

محبت میں قرباں خوشی ہم نے کی ہے  
پیر و آپ کے زندگی ہم نے کی ہے  
پستش تری ذات کی ہم نے کی ہے  
تری ہر نفس بندگی ہم نے کی ہے  
ترے ذکر سے زندگی کو سنوارا  
تری یاد سے روشنی ہم نے کی ہے  
سراپنا جھکا یا سے قدموں پہ تیرے  
عجب شان سے بندگی ہم نے کی ہے؟  
بھرم ہم نے رکھا تری دوستی کا  
کوئی بھی شکایت کبھی ہم نے کی ہے  
سمجھ کر ہر اک غم کو تیری امانت  
کسی سے کوئی بات بھی ہم نے کی ہے  
ی کو خبر کیا تمہیں تو خبر ہے  
ہر کس طرح زندگی ہم نے کی ہے

کوفیوں کی فوج میں ہر سمت پہل چلی گئی  
ہیں بہتر لوگ جب کہ سازو سامان حسین  
غم زدہ دل کا زمانے میں نہیں کوئی علاج  
میرے رخصتوں کے لئے کافی ہے دامن حسین  
کس قدر الطاف ہے مجھ پر نگاہِ شاہ کا  
لہو اللہ ہو گیا مجھ کو بھی عرفانِ حسین  
شاہ نے رکھ دی الٹا گر صفِ یزیدی فوج کی  
ہے زمین کربلا پر رونم شہن حسین  
خون سے سینچا ہے اپنے گلشنِ توحید کو  
کیوں نہ ہو شاداب اے صادق گلستانِ حسین

مقبت

## حضرت محمد حسن شاہ صاحب قبلہ

میرے خوابہ میرے حیر  
مجھ کو عطا ہو چشمِ بصیر  
آپ کا رنگِ حسن و جمال  
آپ ہیں رشکِ بدو منیر  
آپ عطا کردیں جو چاہیں  
آپ کا ہے وہ رتبہ قدر  
بندہ نوازی کی یہ شان  
کوئی نہیں نظروں میں حقیر  
آپ کا منصب آپ کا رتبہ  
شاہ و گدا ہیں در کے فقیر  
میری نظر میں میرے لئے  
آپ امیروں کے ہیں امیر  
بھر دو ہر دامن مراد

میری ایک ایک لغزش مہم  
حاصل واقعات بنتی ہے  
دن نکلتا ہے تیری باتوں سے  
تیرے خوابوں سے رات بنتی ہے  
حسن کی بارگاہ میں صادق  
عبد دل سے بات بنتی ہے

میں ازل ہی سے یوں سینہ تری تصویر کا  
کس بندی پر سترا ہے مری تقدیر کا  
مجھ کو ہر شے میں نظر آتا تر حسن و جمال  
یہ اثر دیکھا نگاہ شوق کی تاثیر کا  
مجھ کو سمجھائے ہیں اسرار خودی و بینودی  
کس قدر احساں ہے مجھ پر کاتب تقدیر کا  
بندہ پرور یہ ترے لطف و کرم کی بات سے  
میں نے ہر مفہوم سمجھا ہے تری تحریر کا  
مدتوں پہلے جو تیری دید کا دیکھا تھا خواب  
خاطر ہوں میں اسی اک خواب کی تعبیر کا  
بندہ صبر و رضا ہوں ہے مرا اتنا قصور  
آپ جو چاہیں صلہ دیں میری اس تقصیر کا  
عرشیوں کی بزم میں صادق ہے میرا تذکرہ  
اللہ اللہ اب یہ عالم ہے مری توقیر کا

تیرے دیوانے ابھی اور بنائے ہیں مجھے  
دل کے افسانے ابھی اور بنائے ہیں مجھے  
ایک دنیا کو بنانا ہے پر ستار ترا  
کچھ صنم خانے ابھی اور بنائے ہیں مجھے

ہمیں نے بباروں کو بیٹی لبوں سے  
چمن کو عطا بخش ہم نے کی ہے  
جلا یا ہے ہم نے لبو اپنے دل کا  
ہر اک بزم میں روشنی ہم نے کی ہے  
تمھاری عنایت تمھارے کرم نے  
بہودی سے جو بات بھی ہم نے نہ ہے  
خدا تم کو رکھے ہمیشہ سلامت  
تمہیں سے تو اک دوق ہم نے کی ہے  
ہوا ہے عطا پنچھ نہ کچھ ہم کو صادق  
سلیقے سے جب بندگی ہم سے کی ہے

ان ن نظروں سے بات بنتی ہے  
محبت حیات بنتی ہے  
کشت غم سے بات بنتی ہے  
حادثوں سے حیات بنتی ہے  
فیض بہتا ہے جب محبت کا  
فکر کی کائنات بنتی ہے  
لاکھ طوفان پیش پیش رہیں  
حوصہ ہو تو بات بنتی ہے  
سیکڑوں سال میں کوئی ہستی  
رہبر کائنات بنتی ہے  
اس کی نظروں کی ایک ہی جنبش  
مرزا القات بنتی ہے  
عاصیوں کے لئے ندمت ہی  
مہ راہ نجات بنتی ہے



جنگلات میں جو شمع حقیقت کی طرح  
اپنے افسانے ابھی اور بنانے میں مجھے  
اس طرح برق تپاں دیکھ رہی ہے مجھ کو  
جیسے کاشانے ابھی اور بناتے ہیں مجھے  
تیری الفت سے ہر اک دل کو جلا دیں ہے  
آئینہ خانے ابھی اور بنانے میں مجھے  
مست و مخمور بنانا ہے جہاں والوں کو  
جام و پیمانے ابھی اور بنانے میں مجھے  
آتش حق سے بہت سوگ ہیں پھر بھی صادق  
جانے پیچھے ابھی اور بنانے میں مجھے

کسی کو زندگی عیش جہاں معلوم ہوتی ہے  
میں تو اک مسلسل امتحاں معلوم ہوتی ہے  
تہرے ہجر کے غم نے وہاں پہنچا دیا مجھ کو  
جہاں اب زندگی بارگراں معلوم ہوتی ہے  
کوئی جب غم کا مارا حال دل اپنا سنانا ہے  
مجھے وہ میرے غم کی داستاں معلوم ہوتی ہے  
اندھیرا ہی اندھیرا ہر طرف ہے راہ ہستی میں  
تمہاری راہ مجھ کو ضوفاں معلوم ہوتی ہے  
کبھی طوفان بھی بازوچھ اطفال تھا صادق  
مگر اب موج بحر کیراں معلوم ہوتی ہے

اپنے ہر سانس کو پیام بنا  
زندگی کیسے مقام بنا  
بندگی کا آڑ مزا پا ہے  
عشق کو اپنا تو امام بنا  
سر اٹھائیں نہ خواہشیں دل کی  
اس طرح نفس کو غلام بنا  
جس کی کوئی مثال ہی نہ ملے  
عشق میں ایسا اک مقام بنا  
روئے پر نور سے نقاب سٹ  
ہر طرف جلوہ گاہ عام بنا  
بخش کر مجھ کو روشنی اپنی  
میرے دل کو مہر تمام بنا  
حسن گفتار سے تو اے صادق  
ڈرے ڈرے کو ہم کلام بنا

جس کا دل آئینہ نہیں ہوتا  
اس کے دل میں خدا نہیں ہوتا  
اس کو معراج غم نہیں ہوتی  
جو تری خاک پا نہیں ہوتا  
ٹھوکریں در بدر کی کھاتا ہے  
جو کسی ایک کا نہیں ہوتا  
کس طرح کوئی ان کو سمجھے  
دوستی میں گدہ نہیں ہوتا  
سر فرازی سے نہیں ملتی  
جو تہرے گدا نہیں ہوتا  
نعمت خلق ہے نصیب جسے  
وہ کسی سے برا نہیں ہوتا  
یہ تو تقدیر اپنی اپنی ہے  
کوئی اس برا نہیں ہوتا

دستِ غربت میں وہ سجدی نے بچھے کانٹے  
پاؤں دھرتا نہیں ویرانہ سمجھ کر کہی  
کیسے ممکن ہے کہ انکارِ حقیقت سے کرب  
میرے افسانے کو افسانہ سمجھ کر کوئی  
خانہ دل میں ہے خورشیدِ محبت کی ضیا  
گاش آباد ہو کاشانہ سمجھ کر کوئی  
عیشہ دل کی نزاکت کو سمجھ اسے صادق  
توڑ دے اس کو نہ پہچانہ سمجھ کر کوئی

تیرا نقش قدم نہ ہو جب تک  
نہم سے جدہ ادا نہیں ہوتا  
جس نے زنجیرِ عشق پہنی ہے  
قیدِ غم سے رہا نہیں ہوتا  
تو نے مجھ کو نواز رکھا ہے  
دردِ سب کو عطا نہیں ہوتا  
محفلِ زندگی میں صادق کی  
ذکرِ کب آپ کا نہیں ہوتا

ہم نے ان سے دل کا سودا کر لیا  
عشق کا ہر فرض پورا کر لیا  
آپ کے غم کو مہی کر لیا  
دل کا کک اک زخم اچھا کر لیا  
میں نے رو کر فراقِ دوست میں  
شعہ دل کو بھی ٹھنڈ کر لیا  
میں نے سوچا ہی نہیں انجامِ کار  
دل کو مانوس تنہا کر لیا  
اب کسی طوفان کی پروا نہیں  
آپ پر میں نے بھروسہ کر لیا  
رفتہ رفتہ تیری قربت کے لئے  
میں نے دنیا سے کنارہ کر لیا  
ان کو آنا تھا نہ آئے شامِ غم  
میں نے ہر آنسو کو دریا کر لیا  
آپ تو رہتے نظر کے سامنے  
آپ نے کیوں مجھ سے پردا کر لیا  
اور کیا ایثار کرتے عشق میں

میرے راتی ہو عطا اک جام پھر  
سے مقابلِ گردشِ ایم پھر  
زندگی ہے جب مسلسل امتحان  
کس سے ہو شکوۂ حرم پھر  
جب کہیں سے آسر ملتا نہیں  
تیرے غم آتے ہیں میرے کام پھر  
جب بھروسہ ہے تمہاری ذات پر  
دل میں کیوں آئے خیلِ خام پھر  
تو ہی تو ہے جب نگاہِ شوق میں  
کیوں نظر اٹھتی ہے سونے بام پھر  
پھر ملیں صادق نگاہیں یار سے  
ہو گئے رملین صبح و شام پھر

حال سمجھ نہیں دیوانہ سمجھ کر کوئی  
مجھ کو جانا نہیں انجانہ سمجھ کر کوئی  
فیض و حشمت اسے کہے کہ محبت کا جنوں  
مسکرا دیتا ہے دیوانہ سمجھ کر کوئی

آہاں تو نہیں عشق کی منزل سے گذرنا  
ہر گام ضرورت ہے یہاں راہ نما کی  
ایک ایک قدم سجدے بعد شوق کئے ہیں  
حرمت ہے نظر میں ترے نقش کف پا کی  
قرباں میں ترے خسرو دنیائے محبت  
توفیق مجھے بخش دے تسلیم و رضا کی  
مجھ پر بڑا احسان ہو اے ذوق تصور  
تصویر بنا دے مجھے اس جانا وفا کی  
صادق پہ بھی ہو جائے ذرا چشم عنایت  
مدت سے تمنا ہے ترے لطف و عطا کی

دعا کہہ رہے ہیں ہم اپنا  
بخش دو تم خوشی سے غم اپنا  
کیا کہیں اب کسی سے غم اپنا  
خون دل پی رہے ہیں ہم اپنا  
رخ بدلتی ہے چشم غم اپنا  
رنگ لائیں گے درد و غم اپنا  
سننے والے ہزار تھے لیکن  
کون سمجھ نہیں ام اپنا  
داستان کہہ رہے ہیں ہم اپنی  
کاش افسانہ ہو رقم اپنا  
راہرو راستہ نہ بھولیں گے  
”ہنجر منزل“ ہے ہر قدم اپنا  
آپ کی چشم خاص کے صدقے  
ساری دنیا میں ہے بھرم اپنا  
اک زمانہ وہاں ہے سر بسجود

تیری خاطر خود کو رسوا کر یا  
کے دیا ہم نے جد کر عشق میں  
اپنی راہوں میں اجالا کر یا  
کس قدر نامتبت اندیش ہوں  
چار سانسوں پر بھروسا کر یا  
کوئی بھی پرہاں نہیں تھا عشق میں  
آپ نے صادق کو اپنا کر لیا

بزم سے آفتاب لوٹ گیا  
سردوں کا باب بوٹ گیا  
روزِ اول سے حشر بر پا ہے  
یوں وہ رخ سے نقاب لوٹ گیا  
کون گذرا ہے یوں تنہا سے  
جیسے پہلا ہی باب لوٹ گیا  
پڑھ کے وہ میرا حال نظروں سے  
زندگی کی کتاب لوٹ گیا  
مجھ گنگار کے وہ دامن میں  
رحمتیں ب حساب بوٹ گیا  
ساغر دل بھی ہو گیا ہریز  
وہ نثر سے شراب لوٹ گیا  
یہ ہے معراج بندگی صادق  
عشق سارے حجاب لوٹ گیا

تسلیم کر ایک ایک نفس ہم نے خطا کی  
رکھیں گے مگر لاج دی اپنے گدا کی

ہم نے ہر غم کو بنا رکھا ہے جزوِ زندگی  
 آرزو تھا کھڑی ہے نیکی کے موڑ پر  
 قافلے والے حرم تک کس طرح پہنچیں گے لب  
 خواہشوں کے بت کھڑے ہیں زندگی کے موڑ پر  
 عہد حاضر میں اسے کہتے ترقی یا زوال  
 اک ہجوم تیرگی ہے روشنی کے موڑ پر  
 اب کے اپنا سمجھ میں بے اب کے اپنا کس  
 نفرتیں پھیلی ہوئی ہیں دوستی کے موڑ پر  
 کن مراحل کے مقابل ہے ہماری زندگی  
 حادثوں کی بھیڑ ہے حیرتِ کلی کے موڑ پر  
 کون یاد آیا ہے صادق آج تجھ کو دفعتاً  
 کس کا غم ٹھہرا ہے آنکھوں کی نمی کے موڑ پر

آپ رہتے ہیں رہیں لاکھ گریزاں ہم سے  
 چھوٹ سکتا ہی نہیں آپ کا داناں ہم سے  
 بن گئے دشت و بیاباں بھی گھستا ہم سے  
 درس کیوں لیتے نہیں آج کے انسان ہم سے  
 وقت نے چھین لیا دید کا سماں ہم سے  
 نہ چھپا پھر بھی جمالِ رخِ تاباں ہم سے  
 آپ نے چشمِ توجہ سے بتایا ایسا  
 سیکڑوں مشکلیں ہونے لگیں آسماں ہم سے  
 یہ عنایت یہ کرم یہ ہے نوازش ان کی  
 مطمئن ہونے لگے صاحبِ عرفاں ہم سے  
 مشعلِ راہِ یقین ہے ہماری ہستی  
 شمعِ ہر موڑ پہ ہوتی ہے فرزاں ہم سے

سرِ یاب جس بھی غم اپنا  
 آرزو ناک ہوں مگر اعزاز  
 عرشِ عظم پہ ہے قدم اپنا  
 منتظر میں ہوں اک زمانے سے  
 اب تو فرمائیے کرم اپنا  
 صادق اس ذلت کی خوشی کے لئے  
 ہم نے ہر غم کو سمجھا غم اپنا

کبھی ہم اپنے ادبِ دید کی تاثیر دیکھیں گے  
 وہ دن آئے گا جی بھر تری تصویر دیکھیں گے  
 مرا کوشش احساسِ خیال ماسوا دل سے  
 جہاں کے ذرے ذرے میں تری تصویر دیکھیں گے  
 دل و جوش کی دشت اک نہ اک دن رنگ لائیگی  
 کبھی اپنی کبھی ہم آپ کی تصویر دیکھیں گے  
 مرا قصہ وہ سننے کی کبھی زحمت تو فرما میں  
 وہ میری داستان میں اپنی ہی تصویر دیکھیں گے  
 ہوں تو ٹھنڈا ہوگا اور ان پر یہ اثر ہوگا  
 وہ جب سینہ دیکھیں گے مری تصویر دیکھیں گے  
 تری حسرت بھی ان کے دل سے مٹ جائیگی لے دنیا  
 یہاں جو چشمِ عبرت سے تری تصویر دیکھیں گے  
 میں "میش" میں صادق جس سے یقین کی تلقین ہے  
 جو ہوا نش ہیں مگر میں مری تصویر دیکھیں گے

بارِ خطر اب خوشی ہے ہر خوشی کے موڑ پر  
 زندگی ملتی نہیں ہے زندگی کے موڑ پر

تمناؤں کے شعلے اس طرح دل کے قریب آئے  
مسافر جیسے کوئی اپنی منزل کے قریب آئے  
پرستار محبت دل میں لیر سوز پروانہ  
تصدق جان کرنے شمع محض کے قریب آئے  
مٹا کر اپنی ہستی اور گرد کارواں بن کر  
بہت کم رہر وان عشق منزل کے قریب آئے  
تحریر میں نظر آتی ہے ہر چشم تماشائی  
سفینے جب بھی طغافوں سے ساحل کے قریب آئے  
حادث پے پے آتے رہے ہیں میری ہستی میں  
کہوں کیا سکتے درد و غم مرے دل کے قریب آئے  
جہان ہوش سے بیگانہ ہو کر ہی رہے صادق  
وہ اہل ہوش جو ساتی کی محفل کے قریب آئے

غم کی محفل جی ہوئی سی ہے  
آگ دل میں لگی ہوئی سی ہے  
میری ہر سانس میں خدا شاہد  
تیری خشبو ہی ہوئی سی ہے  
اب لگتا ہے ب تری ہستی  
مجھ میں جیسے چھپی ہوئی سی ہے  
دل سے ابھرے گی رنگ لائے گی  
وہ صدا جو دہی ہوئی سی ہے  
کون سی شے عطر کی ساتی نے  
تشتی کچھ بڑی ہوئی سی ہے  
س کی آمد ہے صحن گلشن میں  
چادر گلن چھپی ہوئی سی ہے  
میں تو کچھ بھی نہیں کرم سے ترے

ب نہ بسیں سے ترے چاہنے والے سے دوست  
اور تک راہ محبت ہے درخشاں ہم سے  
پر تو حسن دل سے ہے تعلق اپنا  
ذرا ذرا ہے یونہی نور بدایاں ہم سے  
کام کیا آئیں گے دنیا میں کسی کے ہم لوگ  
سپنے ہی درد کا ہوتا نہیں درماں ہم سے  
ہم تو سمجھے تھے کہ ہمراں چلے گی لیکن  
تو نے منہ موڑ لیا گردش دوراں ہم سے  
فاصلہ ہے تو فقط دیر و حرم کا صادق  
دور تو کچھ بھی نہیں کوچہ جاناں ہم سے

یاد کا افق میں جس وقت سوال آیا  
جاں پیش کریں ان کو بس اتنا خیال آیا  
بار غم عصیاں سے جب کوئی ٹڈھلا آیا  
بہشت نہ مت پر رحمت کا خیال آیا  
اس جاں و دمام نے اک درد مجھے بخش  
دینے کی تمز میں جب دل سے نکال آیا  
ساتی کی نگاہوں کا ہدف و کرم دیکھو  
نہایت عرفوں سے ہر رند نہال آیا  
آگاہ حقیقت سے یہ راز نہیں پنہاں  
جب نہیں گئی اس دامن شیشے میں ہال آیا  
میں رن روشن سے شرمائے آئینے  
اک ذرا خان پر پوچھو ایسا جمال آیا  
راہی بہ رہا رہن دستور محبت سے  
نہ جب بھی کون آیا صادق یہ خیال آیا



بات میری بنی ہوئی سی ہے  
 اللہ اللہ جہیں زمانے کی  
 تیرے در پر جھکی ہوئی سی ہے  
 ہے مخاطب یہ کون صادق سے  
 نہیں عالم رکی ہوئی سی ہے

طلب کے نام پہ تارِ رباب ٹوٹ گیا  
 نگاہ ملتے ہی جامِ شراب ٹوٹ گیا  
 تمہارے رخ کا جو بند نقاب ٹوٹ گیا  
 مری نظر کا طلسمِ حجاب ٹوٹ گیا  
 تری نگاہ توجہ سے جو ملا تھا مجھے  
 دل و نگاہ کا وہ اضطراب ٹوٹ گیا  
 وہ حسن و عشق کا رشتہ ہے آج بھی قائم  
 بزاوہ حسرت و ارباب کا خواب ٹوٹ گیا  
 یہ انقلابِ زمانے میں کیا آیا ہے  
 ہر ایک سلسلہ انقلاب ٹوٹ گیا  
 یہ میرے عزم و یقین کی ہے بات اے صادق  
 جو راہِ عشق کا ہر بیج و تاب ٹوٹ گیا

جنونِ عشق زندہ ہے دلِ ناشادِ باقی ہے  
 ترے لطف و کرم کی آج بھی بنیادِ باقی ہے  
 کہانیِ قیس کی افسانہ فرہادِ باقی ہے  
 شہیدانِ وفا و عشق کی رودادِ باقی ہے  
 مری ہستی سراپا دردِ بن کر رہ گئی آخر  
 ترا ذوقِ ستم پھر بھی ستمِ ایجادِ باقی ہے

زمانہ داد دے مجھکو مرے صبر و تحمل کی  
 مرے ایثارِ عی سے عشق کی بنیادِ باقی ہے  
 سرِ مقتل ابھی تو سرد و منصور آئے ہیں  
 تمہارے جانثاروں کی بڑی تعدادِ باقی ہے  
 ولی و تیردِ غالبِ داغ و پنجوداب بھی زندہ ہیں  
 جہانِ شاعری میں اب بھی ان کی یادِ باقی ہے  
 سرِ محفل ہمارا تذکرہ کرتے ہیں وہ صادق  
 چلو ہم مٹ گئے لیکن ہماری یادِ باقی ہے

لے کر وہ ذاتِ عشق کا پیغام آگئی  
 ناکامِ زندگی بھی مرے کام آگئی  
 ان کی نگاہِ فیضِ رسا کام آگئی  
 لطیفِ حیات لے کے مرے نام آگئی  
 ہر جہتِ جہاں جو مرے نام آگئی  
 اک نسبتِ حضور مرے کام آگئی  
 مرکزِ پہ اپنے گردشِ ایام آگئی  
 میرے لئے بلا تھی مرے نام آگئی  
 پرواز کر رہی تھی جو مدت سے زندگی  
 آئی جو موتِ ہل میں تہہ دام آگئی  
 مجھ کو تمہارے درد نے جینا سکھا دیا  
 نعتِ تمہارے غم کی مرے نام آگئی  
 اس نے نقابِ چہرے سے اپنے اٹھا دیا  
 میری نظر میں کیفیتِ جام آگئی  
 ساقی کی چشمِ مست کا رخ ہے مری طرف  
 تشنہ ہی بھی آج مرے کام آگئی

دو اشک میری چشمِ ندامت سے کیا گرے  
رحمت کی ہر نگاہ مرے نام آگئی  
صادق ہے جس کی ذاتِ گرامی سے واسطہ  
امداد کے لئے وہ ہر اک گام آگئی

محبت کا زمانہ بھر کے سر انجام کیا ہوگا  
یہ جذبہ خاص ہوتا ہے یہ جذبہ عام کیا ہوگا  
زمانے بھر کے غم کو میں نے سینے سے لگایا ہے  
کوئی میری طرح آسودہ آرام کیا ہوگا  
تسلی چارہ سازوں سے کسی صورت نہیں ہوگی  
مریض غم تمہارا ہوں مجھے آرام کیا ہوگا  
میں دنیا کے ہر اک طوفان پر لبیک کہتا ہوں  
کوئی مجھ سا حریف گردشِ لیام کیا ہوگا  
ہو سے ہم نے سینچا ہے گلستاں کی بہاروں کو  
ہمیں معلوم ہے پھر بھی ہمارے نام کیا ہوگا  
محبت میرا ایمان ہے محبت میرا مذہب ہے  
محبت کے سوا صادق مرا پیغام کیا ہوگا

ایک ناکام آئی گیا  
زیست کی دھوپ ڈھل ہی گئی  
سایہ شام آئی گیا  
اے محبت تری رو میں  
مجھ پہ الزام آئی گیا  
چشمِ ساقی پہ صادقِ ثار  
رقص میں جام آئی گیا

دور منزل ہے قافلہ ہے بہت  
دو قدم کا بھی فاصلہ ہے بہت  
رفعتِ عرش تک بھی پہنچوں گا  
فیضِ نسبت کا سلسلہ ہے بہت  
زندگانی کا رخ بدلنے کو  
آپ کا اک مراسلہ ہے بہت  
بندہ پرور مری وفاؤں کا  
تم نے جو کچھ دیا صد ہے بہت  
مجھ پہ الزام ہے محبت کا  
میرے حق میں یہ فیصلہ ہے بہت  
مجھ پہ افتد ہے زمانے کی  
پھر بھی جینے کا حوصلہ ہے بہت  
دیکھئے کب خدا ملاتا ہے  
آپ میں مجھ میں فاصلہ ہے بہت  
عمر بھر مجھ کو قید رکھنے کو  
تیرے غم ہی کا سلسلہ ہے بہت  
میں مجھادونگا پیاس کاٹوں کی

ذوقِ دل کام آئی گیا  
وہ لبِ بام آئی گیا  
دس کو تابندگی مل گئی  
تیرا غم کام آئی گیا  
مل گیا قلب و جان کو سکوں  
ان کا پیغام آئی گیا  
تیرے در تک نرم سے ترے

پاؤں کا ایک آبلہ ہے بہت  
زندگی ہے اجل کے ہاتھوں میں  
وقت کم ہے مقابلہ ہے بہت  
بال و پر نچ مئے مگر صادق  
ہم اسیروں میں حوصلہ ہے بہت

میرے بھی دل میں آن بسو دیر ہوگی  
مجھ ہے نوا کو لطف و کرم سے نواز دو  
اپنے گدا کی لاج رکھو دیر ہوگی  
پھر چھیڑ دو تجبی نور خدا کی بات  
پھر طور کا فسانہ کہو دیر ہوگی  
صادق نہ رکھو اہل جہاں سے کوئی امید  
دل سے خدا کو یاد کرو دیر ہوگی

طبیعت فصل گل کی شعلہ سامانوں سے ملتی ہے  
چمن کی صورت حالات ویرانوں سے ملتی ہے  
زمانے میں کسی سے شکوہ بیداد ہی کیوں ہو  
ہمیں افتاد اپنے ہی نگہبانوں سے ملتی ہے  
زمین و آسمان جس کے تصور سے لرزتے ہیں  
وہ زحمت آج انسانوں کو انسانوں سے ملتی ہے  
بہاروں میں بھی کلیوں کے کیچے کانپ اٹھتے ہیں  
نظر جس وقت گلشن کے نگہبانوں سے ملتی ہے  
نیا مہتاب روشن ہے نئے انجم درخشاں ہیں  
اندھیروں کی خبر پھر بھی شبستانوں سے ملتی ہے  
ہمارے غم کا اندازہ زمانہ کیا لگائے گا  
ہماری خستہ بربادی بیابانوں سے ملتی ہے  
ہزاروں حادثے درپیش ہیں تو غم نہ کر صادق  
میں زندگی کو وہ طوفانوں سے ملتی ہے

عظمت دیر و حیرم ایک طرف  
آپ کا نقش قدم ایک طرف  
مطہر صبح حرم ایک طرف  
جلوہ روئے صنم ایک طرف  
ساری دنیا کے ستم ایک طرف  
آپ کا حسن کرم ایک طرف  
اک طرف سیکڑوں معذب جہاں  
آپ کا بندہ غم یک طرف  
ہم پہ بھی ایک نظر ہو جائے  
ہم ہیں محتاج کرم ایک طرف  
اک طرف حسن و جمال عام  
آپ کا نور قدم ایک طرف  
آپ کا روز ازل سے ہے یقین  
آپ کے قون و قسم ایک طرف  
آپ کو دل میں سئے پیٹھے ہیں  
آپ کی بزم میں ہم ایک طرف  
اک طرف رہد خرابات جہاں  
اور صادق کا ہرم ایک طرف

میختہ جہاں سے اٹھو دیر ہو گئی  
بس پی چکے یہاں سے چو دیر ہو گئی  
مدت سے چشم شوق سراپا سول ہے  
کچھ مسرا کے ہم سے کہو دیر ہو گئی  
نیا رنگ میں اندھیرا ہے ہر طرف

تمہارے عشق نے اک ایسی آگ بھڑکا دی  
کہ جس سے ہوش و خرد کی کتاب جلتی ہے  
ہمیں ہے آرزو پینے کی چشم سرائی سے  
ہمارے ذوق سے صادق شراب جلتی ہے

کامیاب عشق وہ ہے جس پہ ہر الزام ہو  
تو اسی کا ہے جو تیری راہ میں ہدنام ہو  
کاش مجھ سے بھی کوئی دنیا میں ایسا کام ہو  
میری ہستی ایک دنیا کے لئے پیغام ہو  
آئینہ دارِ وفا بن جائے میری زندگی  
اے محبت کم سے کم اتنا ترا انعام ہو  
منزلیں ملے کر رہا ہے لغزشوں کے باوجود  
غیر ممکن ہے کہ دیوانہ ترا ناکام ہو  
جذبہ جوش طلب وہ معجزہ جھکو دکھا  
میری ہمت ہی حریف گردشِ لیم ہو  
تو مرے ذوقِ نظر کو بخش دے اب مقام  
جس طرف دیکھوں میں تیری جلوہ گاہ عام ہو  
بس یہی صادق تمنا ہے یہی صادق طلب  
وہ نظر کے روبرو ہوں نزع کا ہنگام ہو

طلب کی شاہر لہوں میں ابلا بھی ضروری ہے  
جہاں تم ہو وہاں میرا پہنچنا بھی ضروری ہے  
ابھی اس راز کو اہلِ خرد شاید نہیں سمجھے  
کہ اپنے آپ کا پہچان لینا بھی ضروری ہے

زیست بنتی ہے واقعات نے  
روز ہوتے ہیں حادثات نے  
ہم نئے حادثوں سے گزرے ہیں  
ہم سنائیں گے واقعات نے  
زندگی کا متمم سمجھ گئی  
زخم کھائے گی جب حیات نے  
کہہ رہی ہے فضا ابھی کچھ اور  
رنگ بولے گی کائنات نے  
ان کی تعبیر دیکھئے کیا ہو  
خواب دیکھئے ہیں ہم نے رات نے  
آپ سمجھے نہیں مزاجِ مر  
آپ سے ہیں تعلقات نے  
چشمِ صادق سمیٹتی ہی رہی  
میں کے جلوے تمام رات نے

جہاں رش سے شب بہت ب جلتی ہے  
نظر سے مستکی جامِ شراب جلتی ہے  
ترے جمال کی نہیں شہینوں کی قسم  
بہار دیکھ کے تیرا شباب جلتی ہے  
تجلیوں میں بجھ ایسی تمہارے جلووں کی  
مری نظر بھی قریب نقاب جلتی ہے  
بھرا ہوا ہے مرے ہر نفس میں سوزِ جنوں  
اسی لئے رگِ تارِ رباب جلتی ہے  
یہ س کی سترشِ غم سے ہیں اشکِ انگارے  
یہ کس کی یاد میں چشمِ یز آب جلتی ہے

مری بزمِ تخیل کی خیا فکرِ عمل سے ہے  
 خیالات و تجسس کا مداوا بھی ضروری ہے  
 یہ طوفان و تلاطمِ آئینہ ہیں بحرِ ہستی کا  
 سفینے کے لئے آغوشِ دریا بھی ضروری ہے  
 ہر لمحہ مرے دل سے یہی آواز آتی ہے  
 مشیت کے تقاضوں کا سمجھنا بھی ضروری ہے  
 مری وحشت مرے پاؤں سے چھلے اسکے شلہ ہیں  
 جنونِ عشق کی منزل میں صحر بھی ضروری ہے  
 کسی کی آرزو گویا ہے اپنی جستجو صادق  
 میں اب سمجھ مرے دل کی تمن بھی ضروری ہے

آپ کی آنکھیں آپ کی زلف  
 جو دیکھے ہو جائے مرید  
 آپ کا نام نالی ہے  
 میرے فسانے کی تمہید  
 حق گوئی سے کام میں ہم  
 لوگ کریں گے خود تقلید  
 مجھ سے بھی اب پردہ ہے  
 یہ بھی ہے اک نازِ جدید  
 دنیا کا ہے ڈھنگ جدا  
 کون کرے کس کی تردید  
 ان کی نظر ہے صادق پر  
 ہر آئی ہر ایک امید

مجھے مل رہا ہے غلبہِ سعید  
 آپ کی ہو جاتی ہے دید  
 روشن ہے ہر صبحِ امید  
 میرے لئے ہر روز ہے عید  
 میری تمن میری طلب  
 آپ کا جلوہ آپ کی دید  
 پھر مجھکو دیدار دکھاؤ  
 لطف و کرم فرماؤ مزید  
 کیوں نہ تہدقِ جان کریں  
 آپ میں جب فرقانِ حمید  
 عجم و قمر میں تیرا نور  
 ذلے کرتے ہیں تائید  
 کاش مقدر ہی بن جائے  
 اپنے پیروں کی تقلید

وہ میرے سامنے کس وقت جلوہ گر نہ ہوا  
 یہ اور بات کہ میں صاحبِ نظر نہ ہوا  
 اسے نہ ہوگی کبھی بندگیِ عشق نصیب  
 وہ جس کا کعبہ مقصود تیرا در نہ ہوا  
 جنونِ عشق کی دشوار رہگذاروں میں  
 تمہارے غم کے سوا کوئی ہم سفر نہ ہوا  
 ہے قدسیوں کی زباں پر بھی میرا افسانہ  
 وہ تذکرہ ہوں ازل سے جو مختصر نہ ہوا  
 نفسِ نفس مجھے مٹتے رہتے صدے  
 تمہاری یاد سے پھر بھی میں بے خبر نہ ہوا  
 ہے کشاکش میں زمانے سے زندگی صادق  
 کوئی مقام مری منزل سفر نہ ہوا  
 مجھ سے منہ موڑ کر نہ جائیں آپ



میرا دل توڑ کر نہ جائیں آپ  
 آپ سے تو بڑی امیدیں ہیں  
 یوں مجھے چھوڑ کر نہ جائیں آپ  
 عشق ہر ایک سے نہیں ہوتا  
 رشتہ یہ توڑ کر نہ جائیں آپ  
 بندہ غم کا دن شکستہ ہے  
 جو صد توڑ کر نہ جائیں آپ  
 آپ ہی ساقی رہا نہ ہیں  
 تشنہ لب چھوڑ کر نہ جائیں آپ  
 دل میں رہتی ہے آپ کی تصویر  
 سینہ توڑ کر نہ جائیں آپ  
 رہبر دل میں آپ صادق کے  
 راہ میں چھوڑ کر نہ جائیں آپ

ان کو یہ ہے پاس میرا خلوص  
 گئی مجھ کو جس میرا خلوص  
 میرے خوابوں کی مس میرا خلوص  
 زندگی کی اس میرا خلوص  
 رفتہ رفتہ تجھے بھی لے آیا  
 میری منزل کے پاس میرا خلوص  
 غم کے کاتوں کی فکر کیا معنی  
 خود بچا دے گا پیاس میرا خلوص  
 ایک سے کو بھی نہیں رکھتا  
 ان کے دل کو اجاس میرا خلوص  
 ب انہیں میرا غم گوارا نہیں

بن گیا ہے مٹاس میرا خلوص  
 لاکھ وہ مجھ سے بے نیاز رہیں  
 ہے حقیقت شناس میرا خلوص  
 ان کی آنکھوں میں اب نہیں آنسو  
 کیسے دکھتا اداس میرا خلوص  
 آج اپنوں کی اصل فطرت سے  
 کر گیا روشناس میرا خلوص  
 یاس و امید کے دو راہے پر  
 ہے مرے آس پاس میرا خلوص  
 جھکو پہنا رہا ہے اے صادق  
 حوصلوں کا لباس میرا خلوص

ہم اگر عرض مدعا نہ کریں  
 آپ کیا کچھ ہمیں عطا نہ کریں  
 آپ مالک ہیں اپنی مرضی کے  
 آپ وعدہ کریں وفا نہ کریں  
 میں ہوں دیونہ میر باتوں کو  
 آپ بھی غور سے سن نہ کریں  
 میں مریض غم محبت ہوں  
 میرے حق میں کوئی دعا نہ کریں  
 رستم کی اک عمر ہوتی ہے  
 آپ ظلم ناروا نہ کریں  
 جھکو پہنا کے عشق کی زنجیر  
 زندگی بھر مجھے رہا نہ کریں  
 مجرم عشق جھکو ٹھرا کر



جو ہیں بھٹکے ہوئے سے اب جو لٹان وطن ساقی  
یہ کل کیا تھے انہیں اس بات کا احساس ہو جائے  
پلا ونے ان کو تھوڑی سی تو صہبائے کہن ساقی  
بعد آداب اتنی التجا ہے تجھ سے صداقی کی  
عطا کردے انہیں تو زندگی کا بانگین ساقی

### پیغام صداقت

ہر اک دل کو مئے حب وطن کا جام دینا ہے  
کہ امن و آشتی کا قوم کو پیغام دینا ہے  
ہمیں اپنے وطن کے گوشے گوشے کو سجانا ہے  
محبت کا فریضہ اس طرح انجام دینا ہے  
ہے اس میں فائدہ سب کا رہیں آپس میں مل جل کر  
جو اپنے دیش وای ہیں انہیں پیغام دینا ہے  
مصائب کی فراوانی سے ہاتھوں دل شکستہ ہیں  
پیام زندگی ہر آدمی کے نام دینا ہے  
عزائم ہوں تو پھر مشکل کوئی مشکل نہیں رہتی  
ہمیں اہل وطن کو حوصلہ ہر گام دینا ہے  
میں ہر مذہب و ملت کے لوگوں کو حقوق ان کے  
ہمیں ہر حال میں یہ کام سر انجام دینا ہے  
ہمارے ملک میں بیروزگاری روز افزوں ہے  
ہزاروں لوگ ایسے ہیں جنہیں کچھ کام دینا ہے  
ہمارا فرض ہے آئینہ بن جائیں حقیقت کا  
ہمیں اب امن عالم کے لئے پیغام دینا ہے  
کوئی دنیا میں میری بات مانے یا نہیں مانے  
میں صادق ہوں صداقت کا مجھے پیغام دینا ہے

### ملکت

مجھ سے دنیا کو آشنا نہ کریں  
ظلماتیں دور ہو نہیں سکتیں  
آپ اگر دل کو پر ضیا نہ کریں  
آپ کو کون دیکھ سکتا ہے  
آجب تک نظر عطا نہ کریں  
ہر میخانہ چم دے یہ  
ہم کبھی ہوش میں رہا نہ کریں  
ہے قضا یہ عشق کا صداقی  
ہر کسی بات کا گلہ نہ کریں

### شعور آگہی

نئی تہذیب نے بدلا ہے کچھ ایسا چمن ساقی  
کہ تنگ آدمیت ہو رہے ہیں مرد و زن ساقی  
خط سردار کی ہے ن کے ماتھے پر شکن ساقی  
شرافت کا ہوا ہے چاک کیسا پیر ہن ساقی  
کسی میں نام تک باقی نہیں ہے شرم و غیرت کا  
ہوا ہے درہم و درہم نظام انجمن ساقی  
یہاں پر ارتقا کے نام پر کیا کیا نہیں ہوتا  
ہے جسموں کی نمائش روز جتے ہیں بدن ساقی  
چمن میں ہر گل مرچھا گئی کھنکھنے سے پہلے ہی  
ہر اک گوشے پہ برق و باد ہیں سایہ فگن ساقی  
نشاط و عیش کی شعلہ فشتانی روز افزوں ہے  
نہ جل جائے کہیں اس آگ میں سدا چمن ساقی  
رہیں گے عزت و ناموس آخر کس طرح قائم  
بہت سے لوگ بن کر پھر رہیں ہیں راہزن ساقی  
شعور آگہی کچھ بخش دے تو ان کی ہستی کو

# کلام غیر مطبوعہ

الحاج صوفی محمد حسین خاں صادق دہلوی  
قادری، ابوالعلائی، چشتی، جہانگیری، حنفی



بسم اللہ الرحمن الرحیم

تم ہو تصویر حسن کامل کی  
آرزو ہو تمہیں مرے دل کی  
تم ملے تو خدا ملا مجھ کو  
عاشقی سے یہ بات حاصل کی  
ذات حق تک بجز تمہارے حضور  
کوئی صورت نہیں وصال کی  
تم ہی رحمت ہو تم ہی شمع ہدی  
تم ضیا ہو چراغ منزل کی  
ہرزم عالم کے گوشے گوشے میں  
روشنی ہے تمہاری محفل کی  
دست رحمت ادھر بھی میرے حضور  
حسرتیں ہیں یہ کاسہ دل کی  
حل وہ میرے حضور نے کی ہے  
بات جب آپڑی ہے مشکل کی  
بے دلیل ان کو ہم نے مانا ہے  
کچھ ضرورت نہیں دلائل کی  
ایک جام اور مالک کوثر  
تفکلی کہہ رہی ہے یہ دل کی  
بندہ پرور کرم ہو صادق پر  
یہ ہے آواز غم زدہ دل کی

مہ جبین آپ ہیں دل رہا آپ ہیں  
زندگی کا صیقل مدعا آپ ہیں

چاند سورج ستارے ہیں اپنی جگہ  
میری دنیا میں جلوہ نما آپ ہیں  
آپ سا حسن والوں میں کوئی نہیں  
جان عالم حبیب خدا آپ ہیں  
آپ ہی کا مریض محبت ہوں میں  
میرے درد و الم کی دوا آپ ہیں  
آپ بدرالدجی آپ شمس الضحی  
سچ تو یہ ہے کہ نورالہدی آپ ہیں  
فرش سے عرش تک آپ کا نور ہے  
گویا دونوں جہاں کی ضیا آپ ہیں  
آپ مجھ سے نہ دامن چھڑائیں کبھی  
بندہ پرور مرا آسرا آپ ہیں  
اپنی روداد غم حامی بیکس  
آپ سے کیا کہوں آشنا آپ ہیں  
آپ صادق کے محبوب ہیں بالیقین  
اور خالق کے بھی دل رہا آپ ہیں

محبت کے الم ہیں اور میں ہوں  
وہ رہبر ہر قدم ہیں اور میں ہوں  
زمانے بھر کے غم ہیں اور میں ہوں  
حوادث ہر قدم ہیں اور میں ہوں  
کوئی آساں نہیں تجھ تک پہنچنا  
بلا کے بیچ و خم ہیں اور میں ہوں  
مذاق عشق کو اللہ رکھے  
ترے محبوب غم ہیں اور میں ہوں

میں ہیں، لہٰذا قلب و نظر کی  
تری زنجوں کے خم میں در میں ہوں  
وہاں شاید کوئی پہنچا نہیں ہے  
جہاں تیرے قدم ہیں اور میں ہوں  
خدا رکھے مرے ذوقِ نظر کو  
مقاماتِ حرم ہیں اور میں ہوں  
میں ہوں مصروفِ سمجھنے میں صادق  
مسائلِ کچھ اہم ہیں اور میں ہوں

گردِ دنیا سے مرے دل کو بچائے رکھنا  
دل کے آئینے کو آئینہ بنائے رکھنا  
اپنی آنکھوں سے مرے ہوش اڑائے رکھنا  
زندگی بھر مجھے دیوانہ بنائے رکھنا  
کعبہ دل کو صنمِ خانہ بنائے رکھنا  
اپنی تصویرِ مرے دل میں سجائے رکھنا  
آپ کو اپنے جمالِ ربِّ زیبا کی قسم  
دل میں جو آگ لگائی ہے لگائے رکھنا  
آپ کی بات جدا آپ تو مالک ہیں مرے  
اہل دنیا سے مرا حال چھپائے رکھنا  
راجِ مدہ جائے وہ عالم میں غلاموں کی حضور  
ہم غریبوں کی دُعا بات بنائے رکھنا  
صبرِ خدا کرو پر یہ ہے آدابِ وفا  
کوچہ یار کو غمزدوں بنائے رکھنا  
دھونڈنے والے بھٹک کر نہ آئیں رہ جائیں  
اپنی منزل کا نشان مجھ کو بنائے رکھنا

میری سہولت میں کبھی ہونے اندھیروں کا گدرد  
شمعِ ایمان و یقین اس میں چھائے رکھنا  
مر بلندی کی تمنا ہے اگر اسے صادق  
ان کے قدموں پہ جہیں اپنی جھکائے رکھنا

مدعا عرض جو سرکار سے دل کا نہ کیا  
بے طلب مجھ کو عطا آپ نے کیا کیا نہ کیا  
آپ نے جس کو عطا دیدہ بین نہ کیا  
اس نے دیدارِ جمالِ ربِّ زیبا نہ کیا  
میں نے تو فضلِ محبت کوئی پورا نہ کیا  
پھر بھی سرکار نے مجھ سے کبھی شکوہ نہ کیا  
یوں تو ہونے کو حجاباتِ بہت حاصل تھے  
چہنے دانوں سے سرکار نے پردہ نہ کیا  
آپ کے در کا گدرد چائے کسی کے در پر  
آپ کی شانِ سریشی نے گوارا نہ کیا  
کچھ بھی حاصل نہ کیا اس نے جہاں میں رہا  
جس نے نقشِ قدم یار پہ جدہ نہ کیا  
عم دنیا غمِ عقبی ہی پہ موقوف نہیں  
کون سا درد ہے جو آپ نے اچھا نہ کیا  
لیکڑوں مجھ سے خطائیں جوئیں مرزد لیکن  
آپ نے عیب چھپائے مجھے رسوا نہ کیا  
آپ نے اپنی محبت سے نوازا مجھ کو  
شکر ہے دل کو مرے طالبِ دنیا نہ کیا  
قلبِ صادق کی طلبِ آپ سے پوشیدہ نہیں  
اس نے بھی کبھی اظہارِ تمنا نہ کیا

شکر ہے میرے دست صلب نے  
تیرا دامن تھم لیا ہے  
تیرے تجسس میں دیوانہ  
تیرے در تک پہنچا ہے  
جام عشق پلا کر صادق  
ساقی نے احسان کیا ہے

تمہارے روئے انور کا نظارہ کر لیا میں نے  
نگاہ شوق کو محو تماشا کر لیا میں نے  
تمہیں پا کر ہر اک غم کا مداوا کر لیا میں نے  
علاج دردِ دل دھکبہ مسیحا کر لیا میں نے  
صیبِ دو جہاں تم کو بکرا اپنی آنکھوں میں  
تمناؤں کی محفل میں اجالا کر لیا میں نے  
تمہیں نذر کے قابل کوئی بھی شے نہیں ملتی  
دل و جان پیش کرنے کا ارادہ کر لیا میں نے  
محبت میں رسول اللہ کی سیرت کو اپنا کر  
جنابِ رحمتِ عالم کو اپنا کر لیا میں نے  
خدا شاہد کہ یہ تاثیر ہے اسمِ محمدؐ کی  
کہ ان کا نام لے کر خود کو اونچا کر لیا میں نے  
کوئی طوفان ڈبو سکتا نہیں میرے سفینے کو  
مدینے والے آقا پر بھروسہ کر لیا میں نے  
علمِ سوزِ نبیؐ نے زندگی کو زندگی بخشی  
مریضِ عشق ہو کر خود کو اچھا کر لیا میں نے  
درِ محبوبؐ پر جس دن سے صادق سر جھکایا ہے  
بندگی پر مقدر کا ستارا کر لیا میں نے

محمدؐ وہ حسینؑ و دل رہا معلوم ہوتے ہیں  
سرایا آپؐ ہی نورِ خدا معلوم ہوتے ہیں  
دو عالم میں وہی جلوہ نما معلوم ہوتے ہیں  
خدا شاہد خدا کا آئینہ معلوم ہوتے ہیں  
بنائے دو جہاں سرکار کی ذاتِ گرامی ہے  
وہی تو سرورِ ارض و سما معلوم ہوتے ہیں  
رسالت میں شفاعت میں صداقت میں محبت میں  
ایک بے مثل محبوبؐ خدا معلوم ہوتے ہیں  
بزاروں رازِ ظاہر ہیں بزاروں رازِ پوشیدہ  
یہ اسرارِ خدا سے آشنا معلوم ہوتے ہیں  
مدائے غم امت وہ فرمائیں گے محشر میں  
وہی اک شافعِ روزِ جزا معلوم ہوتے ہیں  
تجلیِ رقص کرتی ہے مرے دل کے شبستاں میں  
صیبِ دو جہاں جلوہ نما معلوم ہوتے ہیں  
جو جس جات میں آئینہ مرے مولا کی سیرت کا  
نقدمانِ نبیؐ وہ اولیاءِ معلوم ہوتے ہیں  
خدا کی بات ہے ہر بات صادق میرے آقا کی  
خدا کی شان ہے شانِ خدا معلوم ہوتے ہیں

جس نے تم سے عشق کیا ہے  
منزل پر بس وہ پہنچا ہے  
عشق نے سازِ دل چھیڑا ہے  
سارا عالم جھوم رہا ہے  
میری خوشی ہے تیری خوشی میں  
تیری رضا میں میری رضا ہے

تعریف جس کی فرض ہے ذات خدا کے بعد  
یہ کوئی نہیں ہے شہ ہمایا کے بعد  
سب کچھ مجھے نصیب ہے ان کی عطا کے بعد  
فصل خدا ہوا ہے انہیں کی رضا کے بعد  
میرا نہ دہنجم، گلستان رنگ و بو  
ہر شے میں بخشی ہے انہیں کی فیاضی کے بعد  
کون حسین ہو نہ سکا کائنات میں  
بد اللہ جی سے پسے نہ بد اللہ جی کے بعد  
رست ہے دو جہاں کے سنے ان کی ذات پاک  
خیر البشر ہے کون شہ دوسرا کے بعد  
بے ان کی ذات ہی پہ رست کا اختتام  
سنے گا ہر کون رسول خدا کے بعد  
دہن رنگ پہ گئے ہوں کے داغ تھے  
دل سمیہ ہے عشق صیب خدا کے بعد  
میت کو ہشتو میں گئے رکاز دو جہاں  
سے اور کون شیع روز جزا کے بعد  
جس در پہ بن رہی ہیں زمانے کی قسمیں  
کوئی بھی در نہیں ہے در مصطفیٰ کے بعد  
صادق ہمیں بھی ان کی غلامی پہ ناز ہے  
سمجھا ہے ہم نے حق کو رسول خدا کے بعد

جنا ہے جاگے جانا  
رک جانے دو دل کی دھڑکن  
اک دن جھکو یاد کریں گے  
مجھ سے جو رہتے ہیں بدظن  
میرے لبہ کی سرخی دیکھو  
رہیں ہے غنچوں کا دامن  
کتنی خام ہے یہ دنیا  
وس جیتی ہے بن کر ناگن  
تجھ سے اپنا حال کہوں کیا  
تجھ پر میرا حال ہے روشن  
جب سے ہوئی سے دید تمہاری  
میرا دل سے رشت گلشن  
صادق ہیں وہ آنے والے  
کہہ تو رہی ہے دل کی بھڑکن

خدا رکھے مرے مولا کی رفعتوں کا چمن  
کھلا ہے عرش معنی پہ رحمتوں کا چمن  
حضور نور جسم ہیں نزہتوں کا چمن  
سراپا ناز ہیں گویا تہذیب کا چمن  
انہیں کی ذات گرامی ہے چاہتوں کا چمن  
ملے گا ان کے گداؤں کو جنتوں کا چمن  
انہیں کے صدقے میں سب کچھ نصیب ہوتا ہے  
انہیں کو حق نے بنایا ہے نعمتوں کا چمن  
خوشی سے ان پہ دل و جاں نثار کرتا ہوں  
مرے حضور ہیں دنیا کی حسرتوں کا چمن

صاف نہیں جب دل کا درپن  
کیسے ہوں پھر ان کے درشن  
دل بھی اگر ہو ان کا مسکن  
ہر گوشہ ہو جائے روشن

اسی کی خوشبو ہے عالم کے گوشے گوشے میں  
مہک رہا ہے مدینے کی دھنوں کا چمن  
کچھ اور تھکے نہیں میرے پاس اے صادق  
میں پیش کرتا ہوں خدمت میں مدحتوں کا چمن

تمہیں جب شمع محفل ہو تو پروانے کہاں جائیں  
دُور تم پر نہ قرباں ہوں تو دیوانے کہاں جائیں  
جنہیں تم سے محبت ہے وہ دیوانے کہاں جائیں  
جو بن کر وہ گئے ہیں غم کے افسانے کہاں جائیں  
تمہاری چشمِ رحمت سے کرم کی آس ہے جن کو  
وہ پینے بادۂ عرفاں کے پیانے کہاں جائیں  
تمہارے صاف دید زندہ ہیں امیدوں پر  
بجئے پیاس آنکھوں کی یہ دیوانے کہاں جائیں  
تمہاری شانِ بندہ پروری کا بول ہوا ہے  
تمہارے بندہ در ہاتھ پھیلنے کہاں جائیں  
نظر بھر کر ذرا تم دیکھ لو اپنے غلاموں کو  
یہ دنیا کی بچاؤں میں ہیں انجانے کہاں جائیں  
کوئی تم سا نہیں ہے مونس و غمخوار جب اپنا  
تو پھر ہم اپنے دل کی بات منوانے کہاں جائیں  
تمہارے فیضِ نسبت سے ہے شہرتِ بندہ غم کی  
نہ ان کا عشق صادق ہو تو پہچانے کہاں جائیں

ان کی ہستی کو ہر زمانے میں  
صرف اہل شعور دیکھیں گے  
دل کی آنکھوں سے دیکھنے والے  
آپ کو دور دور دیکھیں گے  
راہ کی ظلمتوں میں تابندہ  
نقشِ پائے حضور دیکھیں گے  
جو رہے ہیں جو جانبِ صیبر  
ہر شِ رنگ و نور دیکھیں گے  
ہنر گنبد کے دیکھنے والے  
جمتوں کا حضور دیکھیں گے  
چشمِ آق کے فیضِ نسبت سے  
جہوۂ شمع طور دیکھیں گے  
اپنے پیار غم کی حسرت کو  
میرے آقا ضرور دیکھیں گے  
چشمِ رحمت اٹھے گی محشر میں  
خود کو ہم بے قصور دیکھیں گے  
کون دیکھے گا اپنی لبت کو  
جس نظر سے حضور دیکھیں گے  
جن کی صادق طلب ہے اے صادق  
وہ مدینہ ضرور دیکھیں گے

ہے نورِ لٹاں مسکنِ سلطانِ مدینہ  
اللہ رکھے مخزنِ سلطانِ مدینہ  
دنیا میں بھی عقبیٰ میں بھی اے داورِ محشر

جو بھی روئے حضور دیکھیں گے  
شانِ ربِ غفور دیکھیں گے

یہی ہے بخشش و رحمت کے واسطے کافی  
ہمیشہ کلمہ طیب زبان پر رکھے  
خدا نے تم کو بلایا ہے دید کی خاطر  
مرے حضور قدم آسمان پر رکھے  
پڑے جو وقت نہ دیکھو ادھر ادھر صادق  
نگاہ اپنے ہی اس پاسان پر رکھے

تم سے روشن ہے زندگی کا چراغ  
بجھ نہ جائے یہ عاشقی کا چراغ  
تیرہ زیر قدم کا ہر ذرہ  
راہرو کو ہے روشنی کا چراغ  
تیرہ راہوں کی کس کو پروا ہے  
ہے ضیا بار رہبری کا چراغ  
ڈھونڈنے والے ڈھونڈ لیتے ہیں  
تیری منزل کی روشنی کا چراغ  
حاصل راز اک زہد ہے  
نکتہ روشن ہے آگہی کا چراغ  
اب بھٹکنے کا احتمال نہیں  
ہر قدم خود ہے روشنی کا چراغ  
بخش دیتا ہے ظلمتوں کو ضیا  
راہ عرفاں کی روشنی کا چراغ  
دل سے میں حیرا نام لیتا ہوں  
کیوں نہ روشن ہو بندگی کا چراغ  
ساری دنیا کو روشنی بخشے  
تیرے صادق کی زندگی کا چراغ

ہاتھوں میں رہے دامن سلطانِ مدینہ  
ارمان و تمنا کے کھلے جاتے ہیں غنچے  
ب سامنے سے گلشنِ سلطانِ مدینہ  
سینے میں رہے منہد خضریٰ کی تجلی  
آنکھوں میں رہے مسکنِ سلطانِ مدینہ  
محفوظ ہوں میں سردشِ دوراں کے اثر سے  
ہے سایہ قلن دامنِ سلطانِ مدینہ  
کونین کو متی ہے ضیا جس سے شب و روز  
ایسا ہے رخ روشنِ سلطانِ مدینہ  
محشر میں چھپانے کے لئے میری خطائیں  
کام آئے گا پیراہنِ سلطانِ مدینہ  
صادق ہے بلندی پہ مقدر کا ستارہ  
مجھ کو بھی دامنِ سلطانِ مدینہ

نگاہ شوق محمدؐ کی شان پر رکھے  
انہیں کا اسم گرامی زہن پر رکھے  
وہی میں رحمتِ عالم حق میں سرور ہیں  
یقین اپنا خدا کے بیان پر رکھے  
کسی سے آپؐ نے نفرت نہ کی نہانے میں  
ترم فیض اس آن بان پر رکھے  
انہیں کی ذات سے کون دمکاں کی نہانت ہے  
کچھ اتمد و بھروسہ بیان پر رکھے  
انہیں کا سرا کافی ہے روزِ محشر میں  
نگاہ ان کے کرم ان کی شان پر رکھے

تپ میری زندگی بن کر خفا کیوں ہو گئے  
ہر قدم پر ساتھ رہتے تھے جدا کیوں ہو گئے  
ہم تو تھے ہی تم بھی غم سے آشنا کیوں ہو گئے  
دونوں آخر اک مرض میں مبتلا کیوں ہو گئے  
میری ہستی کو بنایا ہے تماشائے جہاں  
میں نے اب سمجھا کہ تم میرے خدا کیوں ہو گئے  
راز کیا جانیں یہ اہل دیر و ارباب حرم  
ہر قدم پر سیکڑوں سجدے روا کیوں ہو گئے  
بندہ پرور مجھ سے آخر کیا ہوئی ایسی خطا  
جو ستم تھے ناروا اب وہ روا کیوں ہو گئے  
صرف اتنی بات پر دنیا ہے ہم سے بدگماں  
آج ہم صادق حقیقت آشنا کیوں ہو گئے

مجھ پر ہے ترے غم کے شراروں کا تسلط  
جیسے کوئی طوفان کے دھاروں کا تسلط  
ہوں سیکڑوں راہوں سے گذر کر بھی مسافر  
مجھ پر ہے تری راہ گذاروں کا تسلط  
کچھ اور نکھرنے دو مرے ذوق جنوں کو  
پھر دیکھنا گلشن پہ بہاروں کا تسلط  
ٹوٹا ہے نہ ٹوٹے گا محبت کا تسلسل  
ہر دور پہ ہے درد کے ماروں کا تسلط  
وہ میرے خدا بن کے مرے سامنے آئے  
اب ختم ہوا سارے سہاروں کا تسلط  
ممکن ہی نہیں ان کا کوئی اور ٹھکانہ  
در پر ہے ترے سجدہ گذاروں کا تسلط

تیرے کرم کی بات نہ سمجھے  
ہم اپنی اوقات نہ سمجھے  
وقت کے جو حالات نہ سمجھے  
مستقبل کی بات نہ سمجھے  
آپ مرے حالات نہ سمجھے  
اچھا ہے جو بات نہ سمجھے  
پیش کئے اشکوں کے موتی  
جن کو وہ سوغات نہ سمجھے  
جن کو دس و جاں پیش کئے ہیں  
وہ بھی میری بات نہ سمجھے  
دنیا مجھ کو راس نہ آئی  
لوگ مرے حالات نہ سمجھے  
یاد میں تیری دن کو دن کیا  
رات کو بھی ہم رات نہ سمجھے  
ٹوٹ پڑے غم دنیا بھر کے  
حوصد تھا کچھ بات نہ سمجھے  
جس کا تجس روز و شب ہے  
دل میں ہے وہ ذات نہ سمجھے  
وقت کی کچھ قیمت ہوتی ہے  
ہم اتنی بھی بات نہ سمجھے  
کون سا غم ہے جس کو صادق  
مشق کی ہم سوغات نہ سمجھے



ب روح کی تصویر تھی صادق مری ہستی  
کام آہی گیا غم کے شراروں کا تسلط

آپ ہیں صادق اقوال صادق ہیں  
عشق صادق کی بھی داستان آپ ہیں

بزم کونین میں صوفیاں آپ ہیں  
رونق دو جہاں جاں جاں آپ ہیں  
حق کی ہر بات کے ترجمان آپ ہیں  
سچ تو یہ ہے خدا کی زباں آپ ہیں  
روز اول ہی سے مہرباں آپ ہیں  
ہر قدم ہر نفس پاہاں آپ ہیں  
یہ کرم یہ نورش مرے حال پر  
زندگی پر مری خیراں آپ ہیں  
نور ہی نور ہیں آپ سرنا قدم  
میری منزل کا روشن نشان آپ ہیں  
آپ ہی کا وسیلہ ہے کافی مجھے  
بالیقین رحمت دو جہاں آپ ہیں  
کیوں نہ بھیجوں درود و سلام آپ پر  
میرا دل آپ میں میری جاں آپ میں  
آپ کا قرب ہی قرب معبود ہے  
کوئی پہنچ نہیں ہے جہاں آپ ہیں  
ساقی میکدہ اور کوئی نہیں  
ہم فقیروں کے بحر مغاں آپ ہیں  
کس کے دل میں نہ ہو آپ کی آرزو  
ہب حبیب خدائے جہاں آپ ہیں  
جس کی خوشبو بسی ہے ہر اک سانس میں  
میرے خوابوں کا وہ گلستاں آپ ہیں

میرا دل روتے ازل ہی سے ہے ممکن آپ کا  
گوشتے گوشتے کو بنا رہا ہے گلشن آپ کا  
آپ کی ہر بات میں ہے زندگانی کا پیوم  
اس لئے تھی ہے جہاں میں نام روشن آپ کا  
جن کے دن میں آرزوئے دید کا ہے اضطراب  
اک نہ اک دن ان کو ہو جائے گا درشن آپ کا  
ان کو حاصل ہے بہر صورت متناہی زندگی  
جن کے ہاتھوں میں مقدر سے ہے دامن آپ کا  
اب سے بد مخالف کی کوئی پروا نہیں  
آپ کے صادق کے ہاتھوں میں ہے دامن آپ کا

اک آگ حسن کی ہے بہاروں کے آس پاس  
تھہرے گا کون ایسے شراروں کے آس پاس  
اب کیوں نہ ہو نصیب مجھے کیف بے خودی  
اں ہے تری نظر کے اشاروں کے آس پاس  
شام غم فراق ہے یہ کس کی جستجو  
نظیر رک ہوئی ہیں ستاروں کے آس پاس  
وہ رہک مایتاب نہیں ہے نظر سے دور  
دیکھا ہے میں نے اس کو ستاروں کے آس پاس  
صادق ہے پیش خیمہ کسی انقلاب کا  
طوفان اٹھ رہے ہیں کناروں کے آس پاس



عشق ہے تو حسین حیات بھی ہے  
ورنہ بے کیف و بے ثبات بھی ہے  
عشرتِ قلب و جاں ہے عشق مگر  
طور و موسیٰ کی واردات بھی ہے  
ہے بھروسہ ترے کرم پہ ہمیں  
یہ ہمارے لئے نجات بھی ہے  
قدیوں میں ہے تذکرہ اپنا  
آسمان پر ہماری بات بھی ہے  
بندہ حرص یہ نہیں مجھے  
صبحِ عشرتِ الم کی رات بھی ہے  
عشق میں جان دینے سے صادق  
واصل حق ہماری ذات بھی ہے

مرا دل آئینہ خند ہے میں ہوں  
فروغِ حسنِ جانانہ ہے میں ہوں  
نگاہِ میرِ میخانہ ہے میں ہوں  
حدیثِ جام و پیکانہ ہے میں ہوں  
تہرا عشق میری زندگی ہے  
مکمل میرا افسانہ ہے میں ہوں  
ترے حسنِ نرم کی بات یا ہے  
ترے طیفِ کریمانہ ہے میں ہوں  
خدا رکھے سلامت فیضِ نسبت  
درِ اقدس ہے جانانہ ہے میں ہوں  
خدا رکھے مری شاہی سلامت  
مرا حال فقیرانہ ہے میں ہوں

توجہ کی نظر میری طرف بھی  
مرا دل تیرا دیوانہ ہے میں ہوں  
تمہاری دوستی کا یہ صلہ ہے  
زمانہ مجھ سے بیگانہ ہے میں ہوں  
بہ فیضِ حضرتِ محمود صادق  
مئے وحدت کا پیکانہ ہے میں ہوں

چشمِ محبوب نے دیوانہ بنایا ہے مجھے  
اپنا غم دے کے ہر اک غم سے چھڑایا ہے مجھے  
عشقِ محبوبِ الہی نے جگایا ہے مجھے  
زندہ رہنے کا ہر اک راز بتایا ہے مجھے  
آج کچھ خاص کرم خاص نوازش ہوگی  
آج محبوبِ الہی نے بلایا ہے مجھے  
مجھ پہ سلطانِ مشائخ کی عنایت دیکھو  
اپنے انوار و تجلی سے سجایا ہے مجھے  
آپ کی بندہ نوازی پہ دل و جاں ہیں تیار  
آپ نے دامنِ رحمت میں چھپایا مجھے  
ناز کیسے نہ مقدر پہ مجھے ہو صادق  
میرے محبوب نے آئینہ بنایا ہے مجھے

ساری دنیا اک طرف سوتی رہی  
رونے والی آنکھ تو روتی رہی  
وہ ہمارے اشکوں کی برسات تھی  
دامنِ عصیاں کو جو دھوتی رہی

کیسے حاصل ہو سکوں کا پھل اسے  
جس کی ہستی نفرتیں بونی رہی  
ہر زہن پر ذکر تیر ہی رہا  
بات ہر دل میں تری ہوتی رہی  
کیا ہمارے جد بھی آیا کوئی  
وہ جسے انسانیت روتی رہی  
آپ کی خاطر غم و آلام کیا  
زندگی ہر بوجھ کو ڈھوتی رہی  
زندگی صادق بہ فیض عشق دوست  
عمر بھر ہیرا رہی موتی رہی

ہر نفس ہے دل کے ارمانوں کا خون  
کچھ نہ پوچھو کس طرح میں زندہ ہوں  
وہ نظر مجھ کو عطا فرمائیے  
عمر بھر میں آپ کو دیکھا کروں  
سنئے والا کون ہے اس سے کہوں  
تم سنو تو قصہ غم چھیڑ دوں  
اس لئے میں کامیاب عشق ہوں  
راں آیا ہے مجھے فیض جنوں  
یاد ہے وہ تیری آنکھوں کا فسوں  
جس نے بخش ہے مرے دل کو سکوں  
تیرے جلوں کے لئے تھا مضطرب  
تیرے جلوں کے لئے بے چین ہوں  
تیری خاطر ساری دنیا چھوڑ دی

کس طرح میں تیر دامن چھوڑ دوں  
کوئی تم جیسا مجھے ملتا نہیں  
تم ہی کہہ دو کس کے قدموں پر بھگوں  
میری فطرت کا تھنسا ہے یہی  
عاشق کی سگ میں جلتا رہوں  
لوگ سو الزام دیتے ہیں مجھے  
آپ ہی کہتے کسی کو کیا کہوں  
آج ہنستے ہیں مجھے رو میں آئے کل  
دیکھنے والے مرا حال زیوں  
مجھ سے کیا ٹکرائے گا طوفان کوئی  
میں تو خود اپنی جگہ طوفان ہوں  
کون اے صادق امین راز ہے  
اپنے دل کا حال میں کس سے کہوں

ترے پیار غم کا عیسیٰ دوسرا خدا حافظ  
اجل آئی ہے بن کر درد کا درماں خدا حافظ  
یہ کہہ کر ہو گئے رخصت حواس و ہوش سب اپنے  
نہیں ہے تجھ سا کوئی بندہ جاناں خدا حافظ  
مرے ہمراہ اے شیخ و برہمن چل کے کیا لوگے  
در جاناں ہے میرا کعبہ ایمان خدا حافظ  
شکتہ ہوئی جب کشتی دل بحر الفت میں  
کہا یہ ناخدا نے دیکھ کر طوفان خدا حافظ  
ہمارے چارہ گر ہم سے یہ کہہ کر چل دیئے صادق  
نہیں ہے دل کے زخموں کا کوئی درماں خدا حافظ

مجھ غم زدہ سے کیفیت شرم غم نہ پوچھ  
روشن مری نظر میں ستارے نہیں رہے  
یہ آرزو تھی ان سے لگاؤں ملائیں گے  
نظریں ملیں تو ہوش ہمارے نہیں رہے  
وہ کو اک اضطراب کا عالم ہے جب نصیب  
کیسے سمجھ لوں ان کے اشارے نہیں رہے  
طوفان میں سفینہ دل ہے خدا پناہ  
اب میری دسترس میں گنارے نہیں رہے  
صادق ہیں ان کے لطف و کرم ہم پر آج بھی  
ہم کس طرح کہیں وہ ہمارے نہیں رہے

چلے تو ہو ہمارے دل سے اٹھ کر  
کرو گے یاد اس محفل سے اٹھ کر  
مری کشتی سے ٹکراتی رہی ہے  
ہر اک موج بلا ساحل سے اٹھ کر  
ذرا تم اپنے دیوانوں کو دیکھو  
تماشا بن گئے محفل سے اٹھ کر  
کچھ ایسے مرحلے بھی پیش آئے  
چلے دو گام بھی مشکل سے اٹھ کر  
کرم کی آس میں بیٹھے ہیں صادق  
کہیں کیا ساتی محفل سے اٹھ کر

مری زندگی بھلائے الم ہے  
میں محتاج ہوں تو سراپا کرم ہے  
محبت میں دنیا کا مجھ پہ ستم ہے  
تری ذات ہی سے اسیر کرم ہے  
نہ دنیا کی حسرت نہ عقبی کا غم ہے  
یہ تیری نوازش ہے تیرا کرم ہے  
تری انجمن تک پہنچنا ہے مجھکو  
ابھی راہ میں بت کدہ ہے حرم ہے  
تو سلطان من ہے تو سلطان عالم  
سر بندگی تیرے قدموں پہ خم ہے  
سوا تیرے تجھ سے طلب کیا کروں میں  
تری ذات ہی بادشاہ کرم ہے  
کہاں جاؤں پناہ مقدر بنانے

ہر نظر تیری جام ہوتی ہے  
زندگی کا پیام ہوتی ہے  
نصیب عشق جس کو کہتے ہیں  
وہ کہاں سب کے نام ہوتی ہے  
جو تری یاد میں نہیں گزری  
زندگی وہ حرام ہوتی ہے  
ہر مسافر کو ہے نصیب سحر  
ہر مسافر کی شام ہوتی ہے  
بجھ رہے ہیں دیے ستاروں کے  
رات آخر تدم ہوتی ہے

اس چشم سے فشاں کے اشارے نہیں رہے  
رندوں کی زندگی کے سہارے نہیں رہے

تو نے جو اپنا غم مجھے دل کھول کر دیا  
میں نے بھی تیرے درد کو انمول کر دیا  
تو نے سجا کے میرے تصور کی بزم کو  
میرے جہن عشق کو انمول کر دیا  
تیری نوزشوں کا ہے ممنون میرا دل  
ایک ایک سے سوا مجھے غم تول کر دیا  
بس ایک جام سے اڑے صادق بہارے ہوش  
ساقی نے کیا نہ جانے ہمیں کھول کر دیا

مری تقدیر میں لکھے گئے ہیں غم زمانے کے  
ہزاروں نام رکھے جائیں گے میرے فسانے کے  
ہمیں نے خون دل سے آبیاری کی گلستاں کی  
ہمیں پر آگئے الزام پھر بھی اک زمانے کے  
کسی سے کس لئے شکوہ کریں ہم جو یہی کا  
ملا کرتے ہیں اپنوں ہی کے ہاتھوں غم زمانے کے  
مجھے پھر حوصلہ بخش ہے تعمیر نشین کا  
نگاہ برق نے تھکے جلا کر آشیانے کے

محبت کے لئے ہر آدمی سے رنگ کھیلیں گے  
دل و جاں پیش کر دیں گے خوشی سے رنگ کھیلیں گے  
وہ اپنے حسن کا جادوگری سے رنگ کھیلیں گے  
ہم عاشق ہیں ہم اپنی زندگی سے رنگ کھیلیں گے  
جہاں تم ہو وہاں سارا زمانہ رنگ کھیے گا  
جہاں ہم ہیں ہم اپنے آپ ہی سے رنگ کھیلیں گے

مرے سامنے تیرا نقش قدم ہے  
تری روشنی ہر طرف ہے جہاں میں  
تو وہ عرب ہے تو میر عجم ہے  
یہ معراج ہے میرے ذوق نظر کی  
جدھر دیکھتا ہوں صنم ہی صنم ہے  
ترے فیضِ نسبت کے قربان جاؤں  
زمانے کی نظروں میں میرا بھرم ہے  
ترا جلوۂ رخ ہے میری نظر میں  
تجھے دیکھنا کیا عبادت سے کم ہے  
ترے عشق میں مضطرب ہے مرا دل  
تری یاد میں دامنِ چشم غم ہے  
مری آرزو کیا مرا مدعا کیا  
سلامت رہو تم کرم ہی کرم ہے  
شبستانِ دل میں ہو تم جلوہ فرما  
مرا دل کوئی عرشِ اعظم سے کم ہے  
میں ہوں اس لئے مست و محمور صادق  
مرا مشغلہ دیدِ روئے صنم ہے

مہ و انجم گل و گلشن کی دنیا بھی نظر میں ہے  
یہ انوار و تجلی کا سراپا بھی نظر میں ہے  
اندھیرا بھی نظر میں ہے اجالا بھی نظر میں ہے  
غرض یہ ہے کہ دنیا کا ترشا بھی نظر میں ہے  
نگاہ مست ہے تسکینِ قلب و روح کا سماں  
میر ساقی کے میخانے کی دنیا بھی نظر میں ہے

نہ ہو خوں وفا جب تک مقام دل نہیں ملتا  
تقاضائے محبت ہے کسی سے رنگ کھیلیں گے  
غم فرقت میں صادق حال دل کچھ بھی سہی لیکن  
ہم ان کے واسطے زندہ دن سے رنگ کھیں گے

حیات سوز تپوں تک چلی تو آئی ہے  
نگاہ حسن بتاں تک چلی تو آئی ہے  
شہنائے غنچہ دن بھی ہو اے بہار چمن  
تری نسیم یہاں تک چلی تو آئی ہے  
چھپا کے رکھا تھا دل میں جسے زمانے سے  
وہ آگ اشک رواں تک چلی تو آئی ہے  
خدا ہی جانے کہ انجام کیا ہو اے صادق  
خدمت عشق زباں تک چلی تو آئی ہے

رخم جب مسکرائیں گے دل کے  
جانے کیا رنگ رانیں گے کھل کے  
چاک دامن تو سل ہی جائے گا  
چاک سی دے کوئی مرے دل کے  
ان کا کوچہ تھا ان کی محفل تھی  
وہ گئے لب مرے جہاں سل کے  
ناخدا بن کے جب سے تم آئے  
ہم بھی اپنے قریب راصل کے

ہر اک نظر میں ہو تم محترم غریب نواز  
ہر ایک پر ہے تمہارا کرم غریب نواز  
ہے کون مجھ سا سراپائے غم غریب نواز  
مری طرف بھی نگاہ کرم غریب نواز  
تمہاری جس پہ ہے چشم کرم غریب نواز  
اسے نہیں ہے کسی غم کا غم غریب نواز  
تمہارے ہجر میں آنکھیں ہیں غم غریب نواز  
دکھا دو جلوہ مرے محترم غریب نواز  
تمہارے فیض نظر سے میں سرفراز ہوا  
تمہارے درپہ مرا سر ہے غم غریب نواز  
تمہاری بارگہ پاک ہے مرے خواجہ  
دیار ہند میں بیت الحرم غریب نواز  
ہزاروں دامن امید بھر دے تم نے  
ادھر بھی کیجئے دست کرم غریب نواز  
بنائے جاتے ہیں گزے ہوئے نصیب یہاں  
تمہارے در سے کہاں جائیں ہم غریب نواز  
میں اپنی منزل مقصود تک پہنچ لوں گا  
جبیں کو مل گیا نقش قدم غریب نواز  
تمہاری شان سخاوت سے آشکارا ہے  
تمہیں ہو صاحب جود و کرم غریب نواز  
دل و جاں تم پہ فدا ہیں مثال پروانہ  
تمہاری ذات ہے شمع حرم غریب نواز  
شرف تمہیں سے یہ "اجمیر" کو ملا خواجہ  
تمہارا کوچہ ہے باغ ارم غریب نواز

تمہاری ذات گرامی پہ ناز ہے مجھ کو  
تمہیں کو رکھنا ہے میرا بھرم غریب نواز  
تمہیں میں جوئے خدا اور رسولؐ کے دیکھے  
تمہیں ہو مطیع صبحِ حرم غریب نواز  
تمہارا آسرا صادق کو چاہئے خوب  
قدم قدم پہ ہے طوفانِ غم غریب نواز

تو ہے سلطان المشیخ تو ہے محبوب الہ  
سرت سو چونسٹھ واں تیرا جشن پیدائش ہے آج  
مادرِ گیتی کے ہر گوشے میں ہے رقصِ بہار  
گلشنِ ہندوستان کی تجھ سے آرائش ہے آج

راوت مند لوگوں کا لگا رہتا ہے میلہ سا  
پے تعظیم سر اپنا جھکاتی ہے ک دنیا  
کہیں کیسے نہ صابقِ جمعۃ العشق میں اس کو  
زیارت گاہ عام حضرت خوشحال کا چلہ

ہمارا دل ہے پریشان کیا کریں کہئے  
ہماری عقل ہے حیرن کیا کریں کہئے  
ہے کون اپنا زمانے میں کون بیگانہ  
ہمیں نہیں ہے یہ پہچان کیا کریں کہئے

کسی سے اپنے خیالت کہہ نہیں سکتے  
ہمارے دں میں ہے جو بات کہہ نہیں سکتے

رباں پہ سکروں تارے قدم قدم پہ  
ہم اپنے عمدے حالات کہہ نہیں سکتے

یہ تو مانا کہ اب غلام نہیں  
یہ بھی تسلیم زیرِ مٹ نہیں  
پھر بھی چہرے بچھے بچھے سے ہیں  
دور تک زندگی کا نام نہیں

کام آئی ہے مرے دل کی لگن عید کے دن  
ہے بہاروں پہ مرے دل کا چھٹ عید کے دن  
جب گلے ملتے ہیں یدارانِ وطن عید کے دن  
تازہ ہوتی ہے ہر اک رسمِ کہن عید کے دن  
ہر طرف نور کی بارش ہے سرت کی بہار  
ایک ہے سارے زمانے کا چھٹ عید کے دن  
ہے خیالت کی دنیو میں وہ خورشیدِ جمال  
حسرت دید کی پھوٹی ہے کرن عید کے دن  
ان کے ہونٹوں پہ ہیں اشعارِ مرے اے صادق  
رنگ لایہ ہے مرا ذوقِ سخن عید کے دن

## ملک گیر فسادات سے متاثر ہو کر

اس قدر کلم و ستم اب عام ہے  
آدمیت لرزہ یہ اندام ہے  
دیش بھر میں فرقہ وارانہ فساد  
بربریت کا کھلا اقدام ہے

قند و شر کی فضا میں گرم ہیں  
 بے گندہوں پر ہر اک الزام ہے  
 نہن انسانی ہے ارزاں اس قدر  
 بیشتر شہروں میں اکہ کہرام ہے  
 ہر طرف اک نفسہ نفسی کا ہے دور  
 کی قیامت کا یہی ہنگام ہے  
 کوئی مظلوموں کی سنتا ہی نہیں  
 گویا ہر سعی عمل ناکام ہے  
 خون ناحق رنگ لانا ہے ضرور  
 کیا نظر ناواقف انجام ہے  
 وقت سے پہلے اندھیرا ہو گیا  
 صبح سستی پر مسطہ شام ہے  
 گوشہ گوشہ بن گیا آتش کدہ  
 کیا بتاؤں میں یہ کس کا کام ہے  
 جتنے دنیا میں ہوئے اہل ستم  
 سامنے ایک ایک کا انجام ہے  
 اتنی ہی پستی پیدا کریں  
 قلب صادق کا یہی پیغام ہے

دیون مسرت کا پیغام نہیں  
 اس سال چراغاں کی نوبت ہی نہیں سہی  
 ہے رات امداد کی بے نور چراغاں ہے  
 تہوار کے چہرے سے غلٹ ہی تمایاں ہے  
 افسردہ امیدیں ہیں یہ جشن بہاراں ہے

اب گھر تو نہیں لیکن اک صورت زنداں ہے  
 مفسس کو غریبی نے زنجیر وہ پہنائی  
 اس سال چراغاں کی نوبت ہی نہیں آئی  
 ارمان و حمتا کے خنچے ہی نہیں کھلتے  
 غم سے جو ہوئے دامن صد چاک نہیں ملتے  
 وہ دور کشکش ہے احباب نہیں ملتے  
 اب بات نہیں کرتے اب ہونٹ نہیں ملتے  
 طوفان حوادث نے اس طرح لی انگڑائی  
 اس سال چراغاں کی نوبت ہی نہیں آئی  
 چھیڑے نہ ہمیں کوئی غربت کے ستارے ہیں  
 دھپک چو خوشی کے تھے ذوقوں نے بھجائے ہیں  
 آفت و مصائب نے یہ رنگ دکھائے ہیں  
 قرضے کی ضرورت نے یہ بھاگ جگائے ہیں  
 یاس و غم و حرماں کی بچنے لگی شہنائی  
 اس سال چراغاں کی نوبت ہی نہیں آئی  
 ہر سمت زمانے میں مہنگائی کا چرچا ہے  
 موجودہ گرانی کے اس دور نے مارا ہے  
 قصبات سے شہروں تک طوفان ہلا کا ہے  
 تقدیر کی گردش نے کیا دقت دکھایا ہے  
 احساس کی دنیا پہ کچھ ایسی گھٹا چھائی  
 اس سال چراغاں کی نوبت ہی نہیں آئی  
 غربت کا ظلم ہے دن رات کے دامن میں  
 سیلاب لبو کا ہے برسات کے دامن میں  
 آلام کی آتش ہے جذبات کے دامن میں

ہر سمت گلستاں میں ہیں چہک رہے ہیں  
کلیں چمک رہی ہیں غنچے مہک رہے ہیں  
محفل میں تیری نظریں چھکا رہی ہیں سحر  
زندانی پارسا بھی ساقی بہک رہے ہیں

جہلی سی بہاروں میں وہ تاثیر نہیں سے  
دیوانہ تو موجود ہے زنجیر نہیں ہے  
میں تجھ سے فقط تیرا کرم مانگ رہا ہوں  
کیا میرے مقدر میں یہ جاگیر نہیں ہے  
ہر غم کو زمانے کے سمجھتا ہوں ترا غم  
مجھ سا بھی کوئی صاحبِ تقدیر نہیں ہے  
جینا ہے تو ایب ایک قدم سوچ کہ دکھو  
گیا سامنے حالات کی تصویر نہیں ہے  
نعمت وہ عطا کر دے مجھے قادرِ مطلق  
قسمت کے نوشتے میں جو تحریر نہیں ہے  
تجھ کر میں ترے در سے کہاں جاؤں بتاؤ  
جب تیرے سوا میر کوئی پیر نہیں ہے  
صادق وہ نوازیں گے نبھی حسنِ طلب سے  
دنیا تو مرے خواب کی تعبیر نہیں ہے

سامانِ تباہی ہے حالت کے اس میں  
افلاس نے اسے صادق وہ سگ سے پھیر دیا  
اس سال چراغ کی نوبت ہی نہیں آئی

لہ کرے پھولے پھلے تیرا باغ  
لہ کرے اور بھی ہو اعلیٰ دماغ  
پیغامِ محبت ہے شفا تیری ذات  
دنیا میں درخشندہ رہے تیرا باغ

اشعار ترے فکر کی تویریں ہیں  
جذباتِ محبت کی یہ تصویریں ہیں  
سمجھیں گے تری بات شفا اہلِ نظر  
عشق کے خوابوں کی یہ تعبیریں ہیں

فصیب تجھ کو ہوئی سر خوشی مبارک ہو  
ترے چمن کو ملی تازگی مبارک ہو  
نئی حیاتِ خدانے تجھے عطا کی ہے  
پریم لالِ حقِ زندگی مبارک ہو

ترے ایمان و قربانی نے دنیا کو جگایا ہے  
تری سچی عمل نے ظالموں کا سر جھکایا ہے  
ترا حسن ہے سندھوتوں کے رہنے والوں پر  
تری دانش نے اس گلشن کی عظمت کو بچایا ہے

سلام اے حضرت شبیرؑ فرزندِ حق  
آپؑ ہیں شاہِ ولایت آپؑ ہیں جانِ نبی  
آپؑ کے دل میں ترپ جو امانتِ جد کی رہی  
نہا یہ سے کہ سرِ مجد سے میں تھا اور جانِ دلی



وارث دین میں ہے آپؐ کی ذات میں  
آپؐ کے ایثار کی تمثیل ملتی ہی نہیں  
آپؐ ابراہیم و اسماعیلؑ کا ارمان ہیں  
آپؐ محبوبِ خدائے دو جہاں کی شہنشاہ ہیں  
آپؐ ہی حضرت علیؑ و سیدہ کی جان ہیں  
آپؐ ہی سرِ ناقِ قدمِ اللہ کا فرمان ہیں  
آپؐ کی ذاتِ گرامی ہے عمل کی روشنی  
زندگی کو بخش دی ہے کائناتِ زندگی

آپؐ میرے کلام سے بولیں  
مجھ کو اپنی نگاہ میں رکھیں  
آپؐ جب اوجِ بام سے بولیں  
توہ وقتِ ذہن میں رکھ کر  
اپنے اپنے مقام سے بولیں  
پیاس کیسی ہے اور کتنی ہے  
تشنہ لب کیسے جام سے بولیں  
قربِ صادق کی یہ تما ہے  
بندہ پروردِ غلام سے بولیں

ہم گر احترام سے بولیں  
وہ بھی اپنے مقام سے بولیں  
فرش سے بولیں بام سے بولیں  
جانے وہ کس مقام سے بولیں  
ان کی محفل میں نام لو میرا  
کیا خبر میرے نام سے بولیں  
ان کو اس طرح تو مخاطب کر  
وہ پیام و سلام سے بولیں  
بات شاید ہو پھر محبت کی  
ایک نازک خرام سے بولیں  
چاکِ دامن کو دیکھ کر وہ بھی  
کیا تعجب ہے بام سے بولیں  
چھوڑیے میرے بولنے کی بات  
آپؐ اپنے مقام سے بولیں  
میرے نعروں میں یوں سا جائیں

تمہاری جستجو میں بام و در سے کون گزرے گا  
سوا میرے مقاماتِ نظر سے کون گزرے گا  
محبت میں جنوں کی رہ گزرے سے کون گزرے گا  
ہمیں گزریں گے راو پر خطر سے کون گزرے گا  
گلستاں میں ہزاروں غنچہ و گل مسکراتے ہیں  
نگاہیں منتظر ہیں اب ادھر سے کون گزرے گا  
ہمارا دل یقیناً حاملِ اسرارِ عالم ہے  
ہمارے اس شعورِ معتبر سے کون گزرے گا  
خدا رکھے ہمارے جذبہٴ ذوقِ بخشش کو  
ہماری زندگانی کے سفر سے کون گزرے گا  
ہمیں نے جان و دل قرہاں کئے ہیں تیری الفت میں  
ہمارے بعد تیری رہگذر سے کون گزرے گا  
اک بل چل سی جہانِ زیست میں محسوس کرتا ہوں  
خدا جانے مرے دل کے نگر سے کون گزرے گا

حوادث ہی حوادث روز و شب در پیش ہیں صادق  
یہاں میری طرح شام و سحر سے کون گزرے گا

## متفرقات

جب سے میں تیرے عشق کے سلچے میں ڈھل گیا  
دل سے مرے خیال دوئی کا نکل گیا

تمہارے عشق کا دیکھا ہے آئینہ جب سے  
ہر آئینے پہ تمہارا گمان ہوتا ہے

سمجھ کی بات ہے دنیا نہ سمجھی اس حقیقت کو  
بجز اس کے مری ہستی کا صادق مدعا کیا ہے

کس کو شکوے تری جفا کے ہیں  
ہم تو بندے تری رضا کے ہیں

جسم ساقی سے ہوئے مخمور ہم  
میکدے کا ہو گئے دستور ہم

مایوس ہو گئے ہیں مرے چارہ ساز بھی  
افشا نہ ہو جہاں پہ مرے غم کا راز بھی

لوگ دو چار قدم ساتھ چے  
عر بھر آپ کے ہم ساتھ چے

اور ہو سکتے ہیں جو آئیں گے دولت مانگے  
ہم تو آئے ہیں ترے در پر محبت مانگے

## تقریظ

## جناب کنھیالال آزاد دہلوی کے مجموعہ کلام ”ساز جنوں“ پر

فطرت کا تبسم ہے عیاں ساز جنوں سے  
نغمے کا تلاطم ہے عیاں ساز جنوں سے  
ہے درد کے ماروں کے لئے رشک میسا  
اجاز تکلم ہے عیاں ساز جنوں سے  
ہر یک غزل زہرہ جبینوں کی ادا ہے  
رنگین تبسم ہے عیاں ساز جنوں سے  
ہے تذکرہ ناز و ادا غمزہ و شوخی  
عاشق کا تکلم ہے عیاں ساز جنوں سے  
افردہ رہیں گی نہ غم بھر کی راتیں  
پرکاری انجم ہے عیاں ساز جنوں سے  
شال ہوئی ہیں گنگ و جمن جن میں بصد شوق  
وہ بحر تکلم ہے عیاں ساز جنوں سے  
ہر شعر میں ہے الفاظ و معانی کا وہ جادو  
معراج تکلم ہے عیاں ساز جنوں سے  
آزاد کے افکار کی تنویر میں ڈھل کر  
حیدر کا تکلم ہے عیاں ساز جنوں میں  
گلکاری جذبات کی تصویر ہے صادق  
جاں سوز ترنم ہے عیاں ساز جنوں سے

# رباعیات

غیر مطبوعہ

الحاج صوفی محمد یسین خاں صادق دہلوی  
قادی، ابوالعلائی، چشتی، جہانگیری، حنفی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جنہیں دیکھا گیا عرش میں پر  
اتر آئے عرب کی سرزمین پر  
مجھے ہے ناز اس حسن یقین پر  
مرا ایمان ہے سلطان دین پر  
سلام ان پر درود ان پر ہزاروں  
رمات ختم ہے سلطان دین پر  
کنز کون است کی نظر ہے  
ہناب رحمت احمیں پر  
نظر ہے سبز گنبد کے کسین پر  
میں شید ہوں حسینوں کے حسین پر  
شفاعت میری فرما میں گئے صادق  
بحرہ ہے شفیق امربیں پر

اس حسن خدا و کی تصویر ملی  
اس جلوہ ہمہ ناز کی تصویر ملی  
بس کے لئے تعمیر ہوئے کون و مکان  
والہ وہ کونین کی تعبیر ملی

ہر حال میں اے میرے خدا ہوں تیرا  
ماں بندہ تسلیم و رضا ہوں تیرا  
یہ بات اگ ہے کہ جہاں کچھ بھی کہے  
مخلوق میں اشرف ہوں گدا ہوں تیرا

اک بندہ یوں آقا پہ نظر رکھتا ہوں  
ہر حال میں داتا پہ نظر رکھتا ہوں  
ہے خلد پہ زاہد کی نظر اے صادق  
میں مرضی مولا پہ نظر رکھتا ہوں

ہر گام پہ ک طور بنایا میں نے  
قدرت کو تھا منظور بنایا میں نے  
کونین میں میری ہی درخشاں ہے  
ہر ذرے کو ہے نور بنایا میں نے

طوفان میں سفینہ بھی میں ہو جاتا ہوں  
بچنے کا طریقہ بھی میں ہو جاتا ہوں  
خائف نہیں ہوتا کبھی باطل سے ضمیمہ  
خبر پہ کینہ بھی میں ہو جاتا ہوں

دیوانہ تو پتھر بھی ہا کرتا ہے  
ہر حال میں ہوشیار رہا کرتا ہے  
صادق کے شہروں کا سمجھتا مشکل  
اسلوب سے ہر بات کہہ کرتا ہے

میں تیری نگاہوں کو جو مرغوب رہا  
دیوانہ ترے نام سے منسوب رہا  
خود کو کسی قابل کبھی سمجھا ہی نہیں  
بندے پہ یہ انعام بہت خوب رہا

جو سلس ہے پیغامِ فنا دیتا ہے  
بھولی ہوئی منزل کا پتا دیتا ہے  
ہمراہ ترے زادِ سفر ہے کہ نہیں  
پیری کا زمانہ یہ صدا دیتا ہے

اعضا نے کیا پیر بڑھاپا آیا  
حسرت ہے کروں سیر بڑھاپا آیا  
خیر ہے جو انجامِ مراد ہوتا ہے  
اللہ مرے خیر بڑھاپا آیا

دنیا میں بہت پیدا کئے میں نے رقیب  
یہ دور سمجھتا ہے مگر اپنا حبیب  
پیری نے بھروسے کی وہ حزنِ چشتی  
جو ہو نہ سکی مجھ کو جوانی میں نصیب

قدرت کی تراشیدہ عمارت ہی تو ہے  
ہستی مری بوسیدہ عمارت ہی تو ہے  
جو دیکھ سکے غور سے تو، دیکھ ذرا  
صدق یہ جہاں دیدہ عمارت ہی تو ہے

معلوم ہے پیری مجھے حاصل ہوگی  
اس وقت اسیری مجھے حاصل ہوگی  
موت آگئی دنیا سے پھڑانے جس دم  
برزخ کی اسیری مجھے حاصل ہوگی

یہ چول یہ بولے یہ گلستاں شراب  
یہ انجمنِ مہر و نجوم و مہتاب  
کہنے کو تو مخلوق بہت اور بھی ہیں  
انسان کی ہستی کا مگر کیا ہے جواب

جب ہوش بہر حال سنبھلا میں نے  
ہستی کا کیا حسن دوبار میں نے  
آئینہ تنویر سرپا بن کر  
بخشا ہے اندھیروں کو اجالہ میں نے

ایسے مشیت کا تقاضا ہوں میں  
تنویرِ حجابِ رخِ مولیٰ ہوں میں  
یہ راز فرشتے بھی نہ سمجھے صادق  
مخلوق میں وہ افضل و اعلیٰ ہوں میں

### پیری

اسد کے اعزازِ بیاں کرتا ہوں  
اوصاف کے اندازِ بیاں کرتا ہوں  
یہ بات سمجھتے ہیں سمجھنے والے  
اک راز میں سو رازِ بیاں کرتا ہوں

امان بہت آنے لگے ہیں جی میں  
کچھ طغ سا آتا ہے ہوسِ گیری میں  
اعضا نے تو رخِ موڑ لیا ہے صادق  
دسمار مر کوئی نہیں پیری میں

## دوست

ہو تیری نظر کا جو اشارا اے دوست  
ہر موج کو مل جائے کنار اے دوست  
بیکار ہے محتاج دعا بیکار خدا  
کچھ تو ملے جینے کا سہارا اے دوست

کھلتی جو گئیں عشق کی راہیں اے دوست  
ملتی ہی گئیں تیری پناہیں اے دوست  
پیہم جو رہا مجھ کو تجس تیرا  
پہچان گئیں میری نگاہیں اے دوست

دل سے غم جاں سوز منادے اے دوست  
ہر دہخ کو آئینہ بنادے اے دوست  
میت سے ہے آزاد دل دیوانہ  
کچھ جرم محبت کی سزا دے اے دوست

دل میں ہے تمنائے محبت اے دوست  
معلوم تقاضائے محبت اے دوست  
چاہت میں کم و بیش کا کیا مطلب ہے  
ہاں بخش دے دنیائے محبت اے دوست

تو دل میں محبت کا ذخیرہ کر لے  
جلوؤں سے مزین یہ جزیرہ کر لے

انوارِ ربخ دوست پہ نظریں تو جما  
کچھ اپنی نگاہوں کو بھی ذخیرہ کر لے

میں کچھ نہ سہی میری طلب کچھ تو ہے  
دریا میں موج کا سبب کچھ تو ہے  
اے دوست ہے شاہد مری خاموشی خود  
الفت میں مجھے پاس ادب کچھ تو ہے

دھوکا نہ کہیں دے مجھے میری ہمت  
احباب مرے دیتے ہیں مجھ کو دعوت  
اللہ ہے یہ کیسی پڑی ہے افتاد  
دل میرا نہیں مائل عیش و عشرت

جس کو نگہ ناز کا پکانے ملے  
کیسے نہ وہ پھر ہوش سے بیگانہ ملے  
اس راہ میں اے دوست جو بیکے نہ کبھی  
وہ واقفِ رازِ درِ جانانہ ملے

آنسو ہیں کہ طوفان کے دھارے اے دوست  
ٹوٹے ہیں امیدوں کے سہارے اے دوست  
اب تو ہی بتا فیصلہ تجھ پر موقوف  
جائیں گے کہاں درد کے مارے اے دوست

ہر بات پہ حاصل نہیں متدبر مجھے  
مختار بنایا ہے کہ مجبور مجھے  
اس میں بھی کوئی راز تو پس نہ ہو  
انسان کیا آپ نے مشہور مجھے

دل کیف سے سرور بھی کر دیتے ہیں  
ظلمت کدہ پر نور بھی کر دیتے ہیں  
جس پر وہ کرم کرتے ہیں اس کو صاف  
پھر اپنا ہی مشہور بھی کر دیتے ہیں

ہستی ہے کہ معیوب ہوئی جاتی ہے  
شہرت مری محبوب ہوئی جاتی ہے  
اب تیرے سوا کون سنبھالے مجھ کو  
یہ زینت ہی مغلوب ہوئی جاتی ہے

کب تک مری اوہام پرستی رہتی  
کب تک وہ ہوا بازی و مستی رہتی  
وہ چھپ کے مجھے کر گئے ظاہر صادق  
پوشیدہ کہاں تک مری ہستی رہتی

کیا بخت بنا ہے بعد آلام مری  
اب دیکھئے کیا ہوتا انجام مری  
افادہ پہ افادہ الہی تو پہ  
ارباب بدکش میں ہے کیا نام مری

اک خواب کی تعبیر بنا جاتا ہے  
آئینہ تصویر بنا جاتا ہے  
یہ تیری توجہ کا سبب ہے اے دوست  
دل درد کی تصویر بنا جاتا ہے

بادہ نگہ یار میں شہید ہے بھرا  
کچھ نشہ سا گفتار میں شہید ہے بھرا  
دس میرا کھنچ جاتا ہے خود جانب دوست  
جادو کوئی رفقہ میں شہید ہے بھرا

دل درد کی دوست کے لئے چھوڑ دیا  
دیدار کی حسرت کے لئے چھوڑ دیا  
یہ تیری محبت کا ثمر ہے اے دوست  
دنیا کو بخودت کے لئے چھوڑ دیا

احباب بہت سے جو غلغلہ رکھتے ہیں  
ہم ان سے بھی الفت کی روش رکھتے ہیں  
صادق بخدا پیکر اخلاص ہیں ہم  
خاموش نگاہوں میں کشش رکھتے ہیں

### قتشہیر

کہتا ہے جہاں بندہ جانانہ مجھے  
اک شمع جہاں سوز کا پروانہ مجھے  
یہ کیسا معمہ ہے خدا ہی جانے  
دمشت نے بنا رکھا ہے افسانہ مجھے

## عشق و عاشقی

درد اور کچھ انعام تمنا کا دے  
سرد آہ مرے دل کا لہو مگر مادے  
اے سوزِ دروں دے مجھے بڑھ کر شعلے  
اے عشق تو ہر راز مجھے سمجھا دے

اس دل میں ابھی سوز و تپش باقی ہے  
جذبات کی دنیا میں کشش باقی ہے  
اللہ کا میں شکر ادا کرتا ہوں  
عشق کی پارینہ روش باقی ہے

گل نشترِ غم دل کی طرف آتے ہیں  
اسرار کے حامل کی طرف آتے ہیں  
یہ ہم سفرِ عشق ہیں بے شک صادق  
سب اپنی ہی منزل کی طرف آتے ہیں

آسودہ غم ہوں ذرا دیکھو مجھ کو  
مرہونِ ستم ہوں ذرا دیکھو مجھ کو  
اب عشق نے پہنچایا ہے اس منزل پر  
تصویرِ الم ہوں ذرا دیکھو مجھ کو

ہر بات پہ خاموش رہا کرتا ہوں  
ہر حال میں صد شکر ادا کرتا ہوں

رکھتا ہوں نہاں جذبہ صادق دل میں  
عاشق جو تمہارا ہوں وفا کرتا ہوں

ہر بحر سے بے خوف گذر جاتا ہوں  
اب عشق کے طوفان سے گھبراتا ہوں  
میں دیکھ کے دنیا کے حوادثِ صادق  
تاریخ کے اوراق ہی دہراتا ہوں

اے عشق ترے گھر سے مجھے کیا نہ ملا  
یہ حق ہے کہ آساں نہیں تیرا رستا  
دنیا نے مظالم پہ مظالم توڑے  
ہے پیشِ نظر معرکہ کرب و بلا

جان اپنی جو افست میں لٹا جاتا ہے  
دنیا کی نگاہوں میں سما جاتا ہے  
رہتا ہے روِ عشق میں مثلِ خورشید  
چھپتا ہے تو لاکھوں کو جگا جاتا ہے

جو بات ہے دل میں وہ عیاں بھی کروں  
اظہار کچھ اسرارِ نہاں بھی کروں  
اس عشق نے بخشی ہے مجھے جو نعمت  
وہ دردِ سوا ہو تو بیاں بھی کروں



دل کا کبھی ارمان بھی بن جاتے ہیں  
وہ زیست کا عنوان بھی بن جاتے ہیں  
جب عشق میں ہو جائے لطافت پیدا  
ہر درد کا درمان بھی بن جاتے ہیں

دن گردشِ دریاں نے دکھائے کیا کیا  
طوفانِ بلا خیز اٹھائے کیا کیا  
یہ عشق کا سود بھی عجب ہے سودا  
کانٹے مری راہوں میں بچھائے کیا کیا

جس دن سے ترے عشق کا پیغام ملا  
سچ بات ہے ہم کو بڑا انجام ملا  
خالی رہ رہا دامنِ ہستی صادق  
ہر شخص سے ہر طرح کا الزام ملا

جب سے میں ترے عشق کا دیوانہ بنا  
دامن میں سمٹ آیا ہے طوفانِ بلا  
ہر وقت دھڑکتا ہے تڑپ کر کیوں دل  
اللہ کو معلوم ہے انجام ہو کیا

جو زخمِ ملا عشق میں کھاتے ہی رہے  
ہر غم کو تبسم میں چھپاتے ہی رہے  
اس حسن کے دیوانوں کی ہمت دیکھو  
طوفانِ بلا سر پہ اٹھاتے ہی رہے

افسانہ غم ہجر کا پیرینہ کہو  
دل عشق کے جذبات کا آئینہ کہو  
کیا جانے وہ کب جلوہ دکھادیں صادق  
دیدار کے ارمان کو گنجینہ کہو

### امید، حسرت و ارمان

اک آہلہ پا وشت و دمن میں پہنچا  
یہ کس کی تمنا لئے بن میں پہنچا  
سیراب کئے سیکڑوں کانٹے پیاسے  
کس طرح بھلا دل کی لگن میں پہنچا

صد شکر ترے عشق میں رسوا ہوں میں  
دنیا کی نگاہوں میں تماشا ہوں میں  
جو اہلِ محبت ہیں وہ دیکھیں صادق  
اس شہر میں تصویرِ تمنا ہوں میں

جو زخمِ دریدہ ہے اسے سینا ہے  
اپنی ہی تمنا کا لہو چٹنا ہے  
یہ سوچ کے دنیا کو بتایا اپنا  
اب مرضیِ مول کے لئے جیتا ہے

یہ بات انگ ہے کہ بہت خستہ ہیں  
ہاں راہِ محبت میں کمر بستہ ہیں  
ہم قافلہِ واہ کو ہے منزل کی تلاش  
کے مادیِ مہ سے وابستہ ہیں

تقدیر سے تدبیر نکالی میں نے  
تدبیر سے تقدیر سنبھالی میں نے  
خود ہے مری کوشش کا محافظ معبود  
ہر حسرت دلییر مثالی میں نے

### نعت

آقا کی فطائی کا شرف حاصل ہے  
مجھ کو بھی سلام کا شرف حاصل ہے  
سرکار کی ہے رحیم کرم اے صادق  
ہر بزم میں جاتی کا شرف حاصل ہے

مرغوب ہے مرغوب نظر میں رکھو  
محبوب ہے محبوب نظر میں رکھو  
طالب کے لئے خوف حوادث ہے سود  
مطلوب ہے مطلوب نظر میں رکھو

عشق شد خوبیوں ہے ہمارے دل میں  
اب دولت ایمان ہے ہمارے دل میں  
حاصل ہے ہمیں کیف مئے حب نبی  
میخانہ عرفان ہے ہمارے دل میں

اے قبلہ دل کعبہ جاں حاصل دین  
صدقے میں ملے ہیں تیرے ایمان و یقین  
اے رحمت حق فخر رسل شاہ امر  
خورشید رسالت ہے تری ذات ہمیں

کچھ ناگ ہیں ان رات ڈسے جاتے ہیں  
حالات ہیں حالات ڈسے جاتے ہیں  
میں عشق میں الزام کسے دوس صادق  
مجھ کو مرے جذبات ڈسے جاتے ہیں

اللہ سے رکھتا ہے جو امید کرم  
چمکوں سے زمانہ اے دیتا ہے الم  
ہنس ہنس کے ستم سہتا ہے سب کے صادق  
ہے کلمہ حق جس کے لبوں پر ہر دم

ہر عیش مجھے غم کا پتا دیتا ہے  
یہ فرمیں ہستی ہی جد دیتا ہے  
پیدا نہ ہو ایسا کوئی ارماں یارب  
آباد گھرانے جو مٹا دیتا ہے

پیغام مد تیری نظر کا مجھ کو  
اب خوف نہیں فتنہ و شر کا مجھ کو  
تازہ ہوئی مرجھائی ہوئی دل کی کلی  
دامن مایہ و اثر کا مجھ کو

شاکر جو میں خود اپنے مقدر پہ ہوا  
اللہ نے پوچھا کہ بتا اپنی رضا  
میں نے بعد آداب کیا عرض یہی  
صادق کی صلب چمچ بھی نہیں تیرے سوا

یہ مہر یہ انجم جو درخشندہ ہیں  
سرکار کے انوار سے تابندہ ہیں  
سب حسن تصرف ہے یہ ان کا صادق  
ہم جن کی محبت کے لئے زندہ ہیں

ہر حال میں "گاہِ حقائق" ہے وہی  
دنیا میں محبت کے بھی رائق ہے وہی  
اللہ کی ہے خاص عنایت جس پر  
مخلوق میں مقبوعِ خدائق ہے وہی

جس راہ سے بھی اہل گو گزرتے دیکھا  
تا حدِ نظر دور بکھرتے دیکھ  
اس جانِ دو عالم کی جلی کے طفیل  
ہم نے رنجِ کونین سنوتے دیکھا  
ساقی

اے ساقی محفل جو ہیں پروائے ترے  
مخمر ہیں سرشار ہیں مستانے ترے  
یہ جوش ہے بہارِ کرم کا شاید  
بالائے حدِ فہم ہیں دیوائے ترے

کیوں دامنِ امید سے خالی ساقی  
میں بھی ہوں ترے وہ گا سوالی ساقی  
اوروں پہ نوازش کا نہیں گوئی لگہ  
مجھ کو بھی ملے ایک پیالی ساقی

ساقی ترے پیغام کی رنگینی میں  
میخانے کے ہر جام کی رنگینی میں  
تیرے ہی تو جلووں کی ضیا پاش ہے  
ہر صبح کی ہر شام کی رنگینی میں

آنکھوں کا پری خندہ الٹ دے ساقی  
صدِ مستی بیانہ الٹ دے ساقی  
ہے نقشہ زمانے سے ترا رہ خراب  
میخانے کا میخانے الٹ دے ساقی

میخانے میں ساقی کے قدم چوم لئے  
آنکھوں نے مری نقشِ حرم چوم لئے  
کیا جام و سبو غنچہ و گل پر موقوف  
کیفیتِ رندی میں صنم چوم لئے

ساقی کے اشاروں نے جہاں رقص کیا  
ہم بادہ گسروں نے وہاں رقص کیا  
وہ بزمِ خدا جانے کہاں تھی صادق  
محسوس یہ ہوتا ہے یہاں رقص کیا

مخمر ہے مخمر "ترا" رہ خراب  
دنیا میں ہے مشہور "ترا" رہ خراب  
تفسیرِ نابحق ہے توجہ سے ترقی  
ہے وقت کا منصوبہ "ترا" رہ خراب

ہے رنج و مصائب کا اثر اے ساقی  
ہیں بارگراں شام و سحر اے ساقی  
سب مشکلیں آسان مری ہو جائیں  
ہو جائے اگر تیری نظر اے ساقی

پتا ہوں میں ساقی کی نگاہوں سے شراب  
کہتا ہے زمانہ مجھے اک رند شراب  
یہ راز بھلا اہل خرد کیا جانیں  
وہ کیف ہے حاصل کہ نہیں جس کا جواب

صورت ہے تری یا مدد کامل ساقی  
آنکھیں ہیں کہ انوار کی محفل ساقی  
مجبور ہوں میں تجھ سے محبت کے لئے  
ہے عشق ترا زینت کی منزل ساقی

پھر مشرب رندی مرے کام آیا ہے  
پھر بزم میں وہ مسک خرام آیا ہے  
مے بار نگاہوں کو ہوئی پھر جنبش  
پھر ایک چھلکتا ہوا جام آیا ہے

گل خیز تبسم ہے نظر میں اپنی  
مے ریز ترنم ہے نظر میں اپنی  
مستی کا وہ عالم ہے کہ اللہ اللہ  
لبریز مے خم ہے نظر میں اپنی

سارگر کی حمیتا ہے نہ بیٹا کی طلب  
مستی کی ضرورت ہے نہ صہبا کی طلب  
بس ایک نظر اور ذرا صادق پر  
پہر کو ساقی ہے مسیحا کی طلب

ساقی تری آنکھیں ہیں ظہور بادہ  
چھلکا دے نگاہوں سے وہ نور بادہ  
دل میرا مصائب سے پراگندہ ہے  
مجھ کو بھی عطا کر دے سرور بادہ

ساقی کی نگاہوں کا تصرف کیا خوب  
کرتی ہیں عطا جام تصوف کیا خوب  
صد شکر کہ رہتے ہیں بہر حال بحال  
ہم بادہ گساروں پہ تلطف کیا خوب

اہم ہے دنیا میں کلام ساقی  
توحید سے لبریز ہے جام ساقی  
ہیں کوثر و تسنیم کی موجیں دل میں  
رندوں کی زبانوں پہ ہے نام ساقی

پر کیف ہوئی ہے مری ہستی کیا خوب  
کس اوج پہ ہے رندی و مستی کیا خوب  
راں آہی گئی نسبت ساقی جھکو  
صادق ہے مری بادہ پرستی کیا خوب

دنیا کا اہم دور بھی ہو جاتا ہے  
دل نور سے معمور بھی ہو جاتا ہے  
جس شخص کے دل میں ہو طلب اے صادق  
وہ وقت کا منصور بھی ہو جاتا ہے

کہنے کو تو اک بندہ یزداں ہوں میں  
مہر و مہ و انجم میں درخشاں ہوں میں  
جس گلشنِ عالم کی بہاریں مجھ سے  
انوار و تجلی کا گلستاں ہوں میں

ایمانِ مشیت کا تقاضا ہوں میں  
تخیرِ جمالِ ربّ مولا ہوں میں  
یہ راز فرشتے بھی نہ سمجھے صادق  
مخلوق میں وہ افضل و اعلیٰ ہوں میں

وہ مہر و درخشاں نظر آتا ہے مجھے  
شاداب گلستاں نظر آتا ہے مجھے  
یہ وہم ہے یا عینکِ عرفاں کا اثر  
ہر رخ، رخ، جاں نظر آتا ہے مجھے

تو خود ہی مہر و مہر میں روشن تو نہیں  
تو خود ہی دل آویزی گلشن تو نہیں  
یہ نور کے منظر یہ بہاروں کی فضا  
تو خود ہی نظر کش پس چمن تو نہیں

ہر دم کا ہے دسارِ پیامِ ساقی  
ہے صورتِ اعجازِ پیامِ ساقی  
اک کیف سا طاری ہے مری ہستی پر  
ہے عیب کی آوازِ پیامِ ساقی

انوار چمن ہیں تری آنکھیں ساقی  
نسرین و سمن ہیں تری آنکھیں ساقی  
اب تو ہی بتا کیسے حفاظت ہوگی  
ایمان شکن ہیں تری آنکھیں ساقی

### جلوہ طلب جلوہ

دل جلوہ گہ طور ہوا جاتا ہے  
اک نور سے معمور ہوا جاتا ہے  
ہر سانس پہ سنتا ہوں صدائے ارنی  
اب عشق میں مخمور ہوا جاتا ہے

پُر نور کیا آنکھوں کا سادہ دامن  
یہ یاد نے تیری کئے دیکھ روشن  
زندہ ہوں اس امید پہ اک مدت سے  
شاداب کبھی ہوگا مرا بھی گلشن

جو بارگہ حسن میں رہتا موجود  
مل جاتا یقیناً وہیں تیرا مقصود  
لیکن یہ تری عقل کی کوتاہی ہے  
تو خود کو سمجھتا ہے ابھی تک محدود

ہر گھر کو بناؤں گا مثال گلشن  
ہر در پہ چلاؤں گا چراغ ایمن  
کچھ اور تجلی کے جواہر جن لوں  
پھر ظلمتِ عالم کو کروں گا روشن

کتنا ہی زمانے میں کوئی خوار رہے  
تازیت مگر طالبِ دیدار رہے  
تے نہ بھی ذوقِ تجسس میں کمی  
ہر چند کہ رسوا سر بازار رہے

نوار کی برسات بھی ہو جاتی ہے  
تابندہ سید رات بھی ہو جاتی ہے  
میں ان کے تصور میں جو کھو جاتا ہوں  
پھر ان سے ملاقات بھی ہو جاتی ہے

حاصل جو ابھی تک مجھے مقدور نہیں  
شید مرے معبود کو منظور نہیں  
میں تو یہ سمجھتا ہوں نہیں کچھ بھی نصیب  
جوؤں سے اگر دل مرا معبود نہیں

انوار و تجلی کے ہیں لاکھوں پردے  
ہم کیا جہاں جبرئیل نہ پر مار سکے  
ادراک سے باہر ہے تصور تیرا  
دیکھے گا کہاں تک کوئی جلوے تیرے

روشن ہوئی تقدیر مرے خوابوں کی  
اب نکلی ہے تعبیر مرے خوابوں کی  
تا حدِ نظر ہے ترے جلوؤں کا ہجوم  
اللہ سے تویر مرے خوابوں کی

احساس کے میدان میں کوئی اور نہیں  
ادراک کے داماں میں کوئی اور نہیں  
اک لو ہے تری جلوۂ ایمن کی قسم  
جذبات کے طوفاں میں کوئی اور نہیں

دیدار کا مقدور جہاں تک ہوتا  
پردے میں وہ مستور وہاں تک ہوتا  
منظور نہ تھا روپ دکھاتا ہی اسے  
دل جلوہ گہ طور کہاں تک ہوتا

یہ تارے یہ خورشید و قمر یہ ذلے  
سب تیری ہی تصویر کے جوہر نکلے  
جوئے ترے ہر شے سے عیاں ہیں یارب  
کیا چیز ہے تو کوئی یہ مجھ سے یہ پوچھے

اک حسن کے ہیروں پہ نظر رکھتا ہوں  
فطرت کے منیروں پہ نظر رکھتا ہوں  
خالق نے عطا کی ہے عجب چشمِ بصیر  
جوؤں کے ذخیروں پہ نظر رکھتا ہوں

دنیا یہ درختاں ہی درختاں ہو جائے  
ہر سمت گلستاں ہی گلستاں ہو جائے  
میں جائے اگر میری نظر زاہد کو  
ہر شے سے عیاں جلوہ جاناں ہو جائے

وہ میرے تصور کا تاجن ہوتے ہیں  
دنیا میں مری جلوہ گلن ہوتے ہیں  
اک یاد سے جب پھوٹتے ہیں وہ تپتے  
تنگھوں سے رواں گنگ و جمن ہوتے ہیں

### معراج

معراج جنوں نے کیا عاشق مجھ کو  
حکمت نے بنایا تری حاذق مجھ کو  
اے جانِ وہ عالم تری نسبت سے طفیل  
کچھ لوگ کہا کرتے ہیں صادق مجھ کو

کچھ علم بندی نہ شعور پستی  
اللہ رہے یہ عالم جوشِ مستی  
معراج محبت کی قسم سے صادق  
منفقوہ ہے احساں وجود ہستی

درد کی دوست کا فرماندہ ہے  
غم خانہ ہستی مرا تابندہ ہے  
معراج محبت تو بھی ہے صادق  
افت سے مری زلیست درخشاں ہے

چھنے تھے بہت تیرے لئے دشت و دمن  
دھرتی پہ اتارا تھا اسی دھن میں گنگن  
بیدار ہوئے جب مرے ادراک و شعور  
محسوس کیا دل میں ہے تو جلوہ گلن

سب حسنِ نسیم ترا پنہاں پنہاں  
جلوے میں تری ذات کے عریاں عریاں  
چنا جو نہیں ان کے لئے کچھ بھی نہیں  
جو دیکھ رہے ہیں وہ ہیں حیراں حیراں

غم خانے سے دکھ دور ہوا جاتا ہے  
ماحول بھی بڑا نور ہوا جاتا ہے  
ہر گوشے میں الفت کی جلی کے طفیل  
دن جہوں سے معمور ہوا جاتا ہے

پیدا ہو بہر ارض و سما ہوتے ہیں  
اوساف بھی ان سب کے جدا ہوتے ہیں  
یہ بات سمجھ لی ہے کرم سے ان کے  
ہر چیز میں وہ جلوہ نما ہوتے ہیں

ہستی مری یہ طرفہ تماشا تو نہیں  
آئینہ ہوں آئینہ دنیا تو نہیں  
وہ جانتی ہیں جہر کر مری نظریں صادق  
ہر شے سے عیاں تیرا ہی جلوہ تو نہیں

اس راہ میں سائل کوئی ہو کر دیکھے  
جہوں کے مقابل کوئی ہو کر دیکھے  
معراجِ محبت اسے ہو جائے گی  
اس حسن پہ ماں کوئی ہو کر دیکھے

قدرت کی ودیعت بھی عجب ہوتی ہے  
معراجِ محبت بھی غضب ہوتی ہے  
کیا کھیل ہے طوفانِ حوادث پہ عبور  
اس خیر میں بہت بھی سبب ہوتی ہے

دل میرا تارِ رہن جانت رہا  
وہ شمع رہے اور میں پروانہ رہا  
شاید یہی معراجِ جنوں ہو صادق  
دنیا کی زباں پر مرا فسانہ رہا

### محبت

بخش ہے محبت نے مجھے حسنِ شعور  
تا حدِ نظر دیکھتا ہوں نور ہی نور  
سرکارِ عالم کی توجہ کے طفیل  
دل بادِ عرفا سے ہوا ہے مخمور

رکھ دل پہ نظرِ عشق میں آزرہ نہ ہو  
توہین ہے توہین تو غمِ خوردہ نہ ہو  
اس راہ میں کچھ عزم و یقیں ہیں درکار  
نادانِ محبت ہے تو افسردہ نہ ہو

ہو پیش نظر گردشِ افدک تو کیا  
دامانِ حمنا بھی ہو صد چاک تو کیا  
منہ تیری محبت سے نہ موزوں گا کبھی  
سو کروٹیں لیں وقت کے سفاک تو کیا

جو عرش پہ روشن تھا وہ اختر ہوں میں  
ہوں صنعتِ رب کب فنِ آذر ہوں میں  
کچھ خوف نہیں اب کسی طوفاں کا مجھے  
دریائے محبت کا شناور ہوں میں

ہر چند کہ رسوا سرِ بازلہ ہوا  
دنیا کی نگاہوں میں بہت خوار ہوا  
اربابِ جنوں کیوں نہ قدم میں اس کے  
جو تیری محبت میں گرفتار ہوا

اک فاصلہ دیر و رم رکھ ہے  
پوشیدہ زمانے سے الم رکھ ہے  
وہ انجمنِ دل میں ہوئے جہوہ لگن  
دنیا کے محبت کا بھرم رکھا ہے

مدہوش سہی پھر بھی نہیں وہ نادان  
میں دیکھنے والوں کی نگاہیں حیراں  
کس شان سے زنجیرِ محبت پہنی  
شہرتِ ثرے وحشی کی ہے زنداں زنداں



خاموش ضیا ہر جو سینے میں ہے  
وہ خاص محبت سے دہنے میں ہے  
دل پر جو نظر کی تو یہ معلوم ہوا  
تصویر ہی کی تو گننے میں ہے

بیدار سے دنیا کی نہیں آزرده  
ہوں اس کی محبت میں عجب غم خوردہ  
یہ شدت احساس کا عالم ہی تو ہے  
زندہ ہوں میں اس طرح کہ جیسے مردہ

جس دل کو بھی توفیق محبت ہو جائے  
دنیا کے لئے خضر کی صورت ہو جائے  
راہتی نہیں اس دل میں تمنا کوئی  
جس دل کو ترے نام سے رغبت ہو جائے

تفائق پہ جب شب کو ستارے چمکے  
ارمان و تمنا کے شمارے چمکے  
تو نے بڑا احسان کیا شرم و راق  
دنیاے محبت نے سہارے چمکے

فردہ طبیعت بھی دمک جائے گی  
دنیاے محبت بھی جھمک جائے گی  
بیدار ذرا ہوٹل خودی ہونے دو  
تقدیر کی تحریر چمک جائے گی

اس دور ہوں کار میں نیکل ہونا  
دشوار ہے وابستگی دل ہونا  
ہاں صرف محبت ذرا پیدا کر لے  
مشکل نہیں سدا منزل ہونا

جو شخص زمانے کی نگاہوں سے گرا  
تسلیں کا ٹھکانہ وہ نہیں پا نہ سکا  
یہ کچھ ہے کہ اس کی کوئی قیمت نہ رہی  
جس بندے نے دامن محبت چھوڑا

لذت عطا کر دے محبت مجھ کو  
مل جائے بس اب دید کی دولت مجھ کو  
رحمت کا اگر تیری اشارا ہو جائے  
دنیا ہی میں مل جائے وہ بخت مجھ کو

بخشا ہے محبت نے مجھے حسن شعور  
سناں نگاہوں سے ہو ہے مستور  
یہ فیض ہے نسبت سے کسی کی صادق  
دل نور کی لذت سے ہوا ہے معمور

دنیا کی محبت کے طلبگار ہیں ہم  
خود اپنی تہی کے خریدار ہیں ہم  
اللہ کی محبت سے گریزاں ہی رہے  
کہنے کے لئے حق کے پرستار ہیں ہم

ان مست نگاہوں سے تصادم جو ہو  
محسوس ہوا عقدہ کھرا قسمت کا  
ختر مرے جذبات محبت ابھرے  
میں بن گیا یوں آئینہ صبر و رضا

پھر متش خاموش سے اٹھتا ہے دھواں  
پھر جوش محبت سے ہیں جذبات جواں  
پھر یاد ہوئی تازہ کسی کی صادق  
پھر اونچ پہ ہے سلسلہ آہ و نغمہ

سم درس حقیقت کے جو رٹ آئے ہیں  
وہ دامن کے دامن سے لپٹ آئے ہیں  
یہ جذبہ صادق کا اثر ہے صادق  
انوار محبت کے سمت آئے ہیں

گزر محبت میں جو آجاتا ہے  
خوش رنگ بہاروں میں آجاتا ہے  
جو حد تعین سے گذرتا ہے کوئی  
وہ منزل مقصود بھی پا جاتا ہے

### حمد

اک عرش نہیں صرف مقام معبود  
دنیا میں بھی رہتا ہے قیام معبود  
یہ راز سمجھتے ہیں فقط اہل نظر  
محکم ہے دو عالم میں نظام معبود

آرام سے آرام گذر جاتے ہیں  
یہ زینت کے ایام گذر جاتے ہیں  
ہم نیکی محبت کا سہارا لے کر  
سنت سے بہر گام گذر جاتے ہیں

بہار محبت کو روا دے کے چلے  
خاموش تحفظ کو روا دے کے چلے  
یہ صف و نرم خوب کئے صادق پر  
جذبات کے شعور کو روا دے کے چلے

اک وہ تو نہیں میرے ہزاروں ہیں رقیب  
بخش ہے محبت نے مجھے کیا نصیب  
س طرح یہ صدقات میں برداشت کروں  
تدبیر تو ہی کوئی بتا میرے حبیب

تمہیں ارادت کے لئے نکلے ہیں  
کونین کی خدمت کے لئے نکلے ہیں  
گرد و آواٹ ہوں کہ طوفان بد  
ہم تیری محبت کے لئے نکلے ہیں

جس دن سے مجھے اس نے محبت دے دی  
پروانے کو اک شمع کی صورت دے دی  
حاصل ہے مجھے آج نشاط ہستی  
آرام نے وہ درد کی دولت دے دی



جس نور کا سرکار ہو عالم میں مشہور  
جس ذات کو کائنات سے جس رب غفور  
مرسمت ضیاء ہر میں جلوہ اس کے  
ہے اس کی تجلی سے یہ دنیا معمور

وہ جس کی محبت ہے رگ و پے میں نثار  
ہر شے سے نمایاں ہے وہ ہر شے سے تیار  
سب اس کی تجلی کی فراوانی سے  
دنیا نظر آتی ہے مجھے نور انش

حق ہے تو ذات سے تیری ہی عظیم  
جو چاہے نہ چاہے تو کرب تقسیم  
میں بندہ تسلیم و رضا ہو کے رہوں  
یارب تو مجھے بخش دے وہ عزم مصمم

محمود سے کوئی تو یوں دلی ایاز  
سمجھے گا بھد کون ترے راز و نیاز  
ہے ملک و مختار تری ذات عظیم  
جو چاہے جسے بخش دے تو بندہ نواز

برہم اصد بچہ دین اور سہیل  
داراں صبا بقی سے ہر شے کی دلیل  
جب ستش نمود کا ہوتا ہے ظہور  
گلزار بنا دیتا ہے رب ہر ضعیف

ہے شک جو ہے جن و ملک کا معبود  
نورین کی ہر شے میں وہی ہے موجود  
کچھ تیری بصیرت میں کمی ہے ورنہ  
تحلیل کی پرواز نہیں کچھ محدود

یہ مہر و مد و عجم یہ گلشن یہ شمیم  
تخلیق کے شہد میں ہر اطراف ریم  
حلق تو ہی خود رحمت بحد سے نفیس  
ہر دیدہ و دل میں ہے بھد شش تیر

تو میری نظر میں سب حکیموں کا خیر  
میرے بھی غم دل کا مداوا ہو خیر  
ہے تیری نورش پہ نگاہ صاف  
تجھ سا نہ کوئی تھا نہ کوئی ہوگا حیر

نغمات کی دنیا میں صدائیں تیری  
غزے ہیں ترے اور ادائیں تیری  
تیری ہی عنایت سے میں یہ سمجھا ہوں  
ہر شے میں ہیں موجود ضیائیں تیری

### گناہ یا معصیت

بندہ کوئی کتنا ہی سیہ کار رہے  
اس راز سے ہر وقت خبردار رہے  
امید کرم رکھے خدا سے صادق  
ہر حال میں بخشش کا طلبگار رہے

آئینہ ہستی کی جہاں کیے  
تبدیل ترے دس میں خدا کیے  
فرست نہیں اک لمحہ گناہوں سے تپے  
ظلمت کدو دس میں ضیا کیے

اس راہ میں ہر گام مرا غالب ہے  
دل میرا گناہوں کی طرف راغب ہے  
یارب مری فطرت پہ نوازش فرما  
آرام کا ہر سانس مرا طاب ہے

اس نفس نے عیار بنا رکھا ہے  
شیطان نے غدار بنا رکھا ہے  
وہ حرص و ہوس ہے کہ اپنی توبہ  
ہر سانس گنہگار بنا رکھا ہے

بارہ جو گناہوں کا بیج ہے میں نے  
یہ نشہ شب و روز کیا ہے میں نے  
بھر بھر کے لئے جام مئے عشرت کے  
اک آسرا رحمت کا لپکا ہے میں نے

کیا ملتا ہے دیکھیں تو شجر عصیاں کا  
ہے باغ میں ہستی کے شجر عصیاں کا  
ظاہر میں تو ڈرتا ہوں گھر باطن میں  
اس دل کو بنا رکھا ہے گھر عصیاں کا

نہ دس میں نہیں روزِ خدا کرتا ہے  
بے خوف کوئی ہو کے کہاں مرتا ہے  
دیسوں تو رحمت سے نہیں ہے صادق  
دس اور محشر سے بہت ڈرتا ہے

طوں مری آہوں کا سر حشر اٹھا  
یا شور پتاہوں کا سر حشر اٹھا  
اند کی رحمت کا سہارا لینے  
اک میل عمر ہوں کا سر حشر اٹھا

مثل شب بھراں مری دنیا تو نہیں  
آئینہ عصیاں مری دنیا تو نہیں  
ہے پاؤں میں زنجیر گو زیب ہے طوق  
صادق نہیں زندں مری دنیا تو نہیں

اس طرح ہے ہیں کہ الہی توبہ  
وہ جام پئے ہیں کہ الہی توبہ  
چھوڑا نہ زمانے میں کوئی ہم نے گناہ  
وہ عیش کئے ہیں کہ الہی توبہ

پیتا ہوں میں ہر وقت شراب عصیاں  
ظاہر کوئی بخشش کا کہاں ہے امکاں  
لے ڈوبا ہے یہ نوحہ صہبا مجھ کو  
ہے تیری کریں پہ بھروسا یزداں

بندے ہیں جو عیار کہاں جائیں گے  
 نہ کار ہیں بدکار کہاں جائیں گے  
 تو نے ہی نہ فرمائے اگر رحم و کرم  
 رحمت کے طلبگار کہاں جائیں گے

نوا قنفذ سرگن ہوں کا ہوں  
 بر محہ مرادوار گن ہوں کا ہوں  
 سایہ تری رحمت کا ہے درکار مجھے  
 یرب بڑا انہر گن ہوں کا ہوں

پہنچی ہے کہاں عیش پرستی میری  
 کس اوج پہ تکی ہے یہ پستی میری  
 تو مشغولے یرب تو کرم ہے تیرا  
 تقصیر ہی تقصیر ہے ہستی میری

ظلمت ہے مرے غم کدہ مستی میں  
 عصیاں بہت آباد ہیں اس ہستی میں  
 دنیا کی محبت میں ہوں سرشار ایسا  
 احساس مجھے کچھ بھی نہیں مستی میں

چاہت ہے تجھے جس کی عطا ہو کیسے  
 مقبول ترے دل کی دعا ہو کیسے  
 غافل ترے سر پر تیں گن ہوں کے سحاب  
 تخیل میں وہ جلوہ نما ہو کیسے

کیا رنگ دکھائیں گے یہ کیف و مستی  
 چہچہے مرے ہونے لگے ہستی ہستی  
 تعبیر نہیں جس کی مناسب کون  
 وہ خواب گنہوں کا ہے میری ہستی

ہر بات کہاں کہنے کی طاقت ہے مجھے  
 دائد کہیں اتنی جسارت ہے مجھے  
 ے وادہ محشر تری رحمت کی قسم  
 خود کردہ گناہوں پہ ندامت ہے مجھے

کچھ ان کی اداؤں سے نہ فرصت پائی  
 دنیا کی جفاؤں سے نہ فرصت پائی  
 کچھ دیر تو اب یاد خدا بھی کر لے  
 تا عمر خطاؤں سے نہ فرصت پائی

### خواب عشرت

یہ تم نے کہاں لاکے مجھے چھوڑ دیا  
 کیوں سلسلہ لطف و کرم توڑ دیا  
 جس بات کو میں نے کبھی سوچا بھی نہیں  
 اس سمت خیالات کا رخ موڑ دیا

ہر گل کہیں صد رنگ ہوا کرتا ہے  
 ہر بات پہ کیوں دنگ ہوا کرتا ہے

خوابیدہ عشرت کو یہ معلوم نہیں  
برزخ میں بہت دور ٹھکانا ہوگا

## راہ و منزل

پر کیف مناظر تھے گزر گاہوں میں  
مستی کے علاطم تھے مری راہوں میں  
جب سے تو ہوا میری نظر سے اوچھل  
ہر لمحہ گذرتا ہے مرا آہوں میں

کیا غمِ وفا زیت بھی کر سکتے ہیں  
کیا موت سے پہلے کبھی مر سکتے ہیں  
جس راہ سے گزرے کبھی اربابِ بنیوں  
کیا ناصح و زائد بھی گزرنے لگتے ہیں

عرفان کی راہوں سے گذرتا مشکل  
جینا بہت آسان ہے مرنے مشکل  
جو بندہ تسلیم نہ ہو اے صادق  
مشکل ہے اسی کا تو سنورنا مشکل

منزل سے نہیں دور سر منزل ہے  
ناقص نظر آتا ہے مگر کامل ہے  
آنکھوں پہ بٹھاتے ہیں ملائک اس کو  
جس کو تری محفل کا شرف حاصل ہے

صادق تجھے معلوم نہیں ہے شاید  
جینے کا عجب ڈھنگ ہوا کرتا ہے

پابندِ رضا کون ہوا کرتا ہے  
توفیقِ وفا کون دیا کرتا ہے  
یہ بات ہے احساس کی حد سے باہر  
ہر دکھ کی دوا کون بنا کرتا ہے

دس صبر کی وسعت سے کشادہ کر لے  
اشت کے لہاوے کو لہاوہ کر لے  
عشرت میں شب و روز گزارے صادق  
غربت میں بھی جینے کا ارادہ کر لے

کچھ ایسی روش اہل جہاں کی بدلی  
حالت ہے عجب پیر و جوان کی بدلی  
یارب ہو کرم تیرا ترے بندوں پر  
حیراں ہوں بنے کیسے یہاں کی بگڑی

سکھوں فقیری میں شہنشاہی ہے  
دشمنوں کی اسیری میں شہنشاہی ہے  
سینے میں ازل سے ہے متاعِ الفت  
دل ہی کی امیری میں شہنشاہی ہے

دامن کو زمانے سے چھڑانا ہوگا  
ظلمتِ کدہ دہر سے جانا ہوگا

## دعا

اب دل میں نہیں حسرت گلزارِ فیض  
بس وید کا طالب ہوں کرم کر دے رحیم  
اس راہ میں حائل ہیں ہزاروں پردے  
یارب تو عطا کر دے مجھے چشمِ کلیم

معلوم ہے تجھ کو جو طب ہے میری  
آپ ہوں ترے در پہ سون میں بھی  
کچھ میرے لئے بخش نظر کو جنبش  
سے شہرہ آفاق تری دریا دن

اتنا تو محبت کا طہگار رہے  
انساں کو کسی سے نہ سروکار رہے  
صادق یہ محبت کا تقاضا ہے ہی  
بس پیش نظر حسن ضیا بار رہے

مومن ہے اگر تو تو ہو غازی پہے  
اس دل کو بنالے تو نمازی پہے  
محمود زمانہ بھی تو بن جائے گا  
سبھی تو سہی زلف ایزی پہے

یہ خاک کے ذرے جو درخشندہ رہے  
پتو سے ترے حسن کے تابندہ رہے

حقوق میں افضل نہیں انسان سے دن  
اس اوج پہ بھی چاہئے شہد

یارب مرا ایمان مکمل کر دے  
تو زیت کا عنوان مکمل کر دے  
کچھ میری طرف چشمِ توجہ فرما  
انساں تو ہوں انسان مکمل کر دے

## دنیا

خو صبر کی دل میں ہو تو ایوب ہو  
ممکن ہے کہ خالق کے بھی محبوب ہو  
ہر شخص کہے دیکھ کے ہے سورۃ حق  
دنیا کی نگاہوں میں وہ مکتوب ہو

جذبات کو ہر دل کے ابھارا میں لے  
ماحول کی زلفوں کو سنوارا میں نے  
اے حسن ازل تیرا اشارا پا کر  
مستقبل دنیا کو نکھارا میں نے

کچھ فکر خوشی کی نہ ہے پردا غم کی  
سنتا ہوں عجب بات تو آتی ہے ہنسی  
ہر چیز کو جو دیکھتا ہے عبرت سے  
دنیا سے رہا کرتا ہے بیگانہ دہی

اس دور کے لمحات الہی توبہ  
ناسازیِ حالت الہی توبہ  
اندک کرے ضبط کا دامن نہ چھنے  
آلام کے اوقات الہی توبہ

لٹی ہے تو مل جائے گی عبرت بھی یہیں  
دشوازی منزل بھی ہے ہمت بھی یہیں  
کردار پہ قائم ہے مالِ ہستی  
دوزخ بھی یہیں دیکھ لے جنت بھی یہیں

تھی حسرت دنیا سے بہت پامالی  
جو سر پہ مصیبت تھی وہ ہم نے نہ لی  
برسوں میں سہی ہوش مگر کیا تو  
دنیا کی تمن سے کیا دل خالی

ہر سانس یہ کہتا ہے ہوس کے پیاسے  
آیا ہے تو جانا ہے تجھے دنیا سے  
کیا توشہ لیا راہرو ملکِ عدم  
کس چیز پہ امید ہے پھر عقبی سے

رکنتی آرام سے آگاہ تو ہوں  
ہر صبح سے ہر شام سے آگاہ تو ہوں  
دل ہے کہ کھنچا جاتا ہے تیری جانب  
دنیا ترے انجام سے آگاہ تو ہوں

آنکھوں میں سلایا ہے شبابِ دنیا  
جج ہے کہ نہیں کوئی جوابِ دنیا  
بادی ہے اگر عزم تو مشکل کیا ہے  
گو لاکھ ہوں عرفاں میں حجابِ دنیا

تہذیب کے پھولوں سے سجادوں تجھ کو  
جینے کے کچھ آداب سکھادوں تجھ کو  
دنیا کی ہوسِ دل سے مٹا دے ناداں  
آمیرے قریب آکہ ضیادوں تجھ کو

دنیا کے ستم جان کے سر لیتا ہوں  
قوت تو نہیں ضبط کی، کر لیتا ہوں  
خالی نہیں رہتا مرا دامنِ صادق  
کھیاں نہ سہی کاتوں سے ہر بیتا ہوں

دنیاے خیریت کا نقشہ بدلے  
ممکن ہے کہ جذبات کا نقشہ بدلے  
تیا سامنے کچھ ایسے حقائقِ صادق  
شاید مرے حالات کا نقشہ بدلے

ہر گام پہ مبہم سے اشارے کیا خوب  
بنتے ہیں حسین شوخ شرے کیا خوب  
ارشاد ہے گہیر اندھیروں میں رہو  
کج فہمی دنیا کے سہارے کیا خوب



احساس کے تاروں کو نہ چھیرو دیکھو  
جذبات کے دھاروں کو نہ چھیرو دیکھو  
دنیا یوں ہی برگشتہ ہوئی جاتی ہے  
تم غم کے سہاروں کو نہ چھیرو دیکھو

دنیاۓ خرابات کا آئینہ ہوں  
غم خوردہ خیالات کا آئینہ ہوں  
عبرت سے مجھے اہل زمانہ دیکھیں  
ماحول کے حالات کا آئینہ ہوں

تا حدِ نظر میں نے چمن کو دیکھا  
کانٹوں سے الجھتا رہا دامن میرا  
یہ سچ ہے کہ دنیا سے گزرنے کے لئے  
آساں نظر آتا نہیں کوئی رستا

عقبی نے مجھے فکر کا آغوش دیا  
دنیا نے مجھے خواب بلا نوش دیا  
بیدار ہوئے میرے شعور و احساس  
تحکیل سے پھر بادۂ سر جوش دیا

یہ مسجد و مندر یہ شوالے گر جا  
دنیا کو بتاتے رہے تیرا رستا  
مجھ کو جو تعجب ہے تو اس بات کا ہے  
کیوں ڈھونڈنے والوں کو تو پھر بھی نہ ملا

دنیا سے اگر طالب دنیا ہوگا  
یہ سوچ لے حاصل تجھے کیا کیا ہوگا  
کہتا ہے مرا تجربہ زیست یہی  
وہ بھی نہ ملے گا کہ جو ملنا ہوگا

جذبات کی دنیا ابھی تابندہ رہے  
ہستی کی ہر اک راہ درخشندہ ہے  
گو لاکھ حوادث ہیں مقابل صادق  
میں شکر ادا کرتا ہوں دل زندہ ہے

اس دور پر آشوب میں سوداگی ہوں  
اک میٹر شام غم تنہائی ہوں  
خواہش ہے یہی تو کسی صورت سے ملے  
میں تیری محبت کا تمنائی ہوں

وحدت سے بھرا جام دیا ہے مجھ کو  
تسکین کا پیغام دیا ہے مجھ کو  
حسرت سے مجھے دیکھ رہی ہے دنیا  
اللہ نے انعام دیا ہے مجھ کو

کہنا کچھ ابھی اور اے دنیا ہے مجھے  
خود اپنی نظر ایک تماشا ہے مجھے  
کچھ اور تحیل کو جلا دینی ہے  
عرفان کے جلووں کی تمنا ہے مجھے

اس راز کو اب جان لیا ہے میں نے  
کیا چیز ہے تو مان لیا ہے میں نے  
اب حیرتی حقیقت ہے مرے پیش نظر  
دنیا تجھے پہچان لیا ہے میں نے

دنیا کی تمنا میں جو دیوانے ہیں  
کہتا ہے انہیں کون؟ وہ فرزانے ہیں  
پوچھے گا پس مرگ انہیں کیا کوئی  
جو زندہ ہی مدفون سے افسانے ہیں

اے دل یہ بتا دے ترا فشا کیا ہے  
دنیا ہے یہ نادان ارے دنیا ہے  
بیدار جہاں کیوں نہ پریشاں کروے  
راحت جسے کہتے ہیں یہاں عتقا ہے

نادان ہے نادان تو سمجھا کیا ہے  
اک دور پر آشوب ہے دنیا کیا ہے  
اللہ نے اعزاز تجھے کیا بخشا  
تو بھول گیا ہے تجھے کتنا کیا ہے

### اشعار اور اردو

حیرت ہے نہیں جانتے اردو کے رقیب  
کیسے یہ بنی سارے زمانے کی حبیب  
دنیا کے مذاہب کا جو اک سنگم ہے  
یہ شان ہے بس اردو زباں ہی کو نصیب

دنیا تو بہر رنگ بجا ہے دنیا  
ہو اس کی محبت تو یہ دیتی ہے کیا  
جو کچھ مجھے حاصل ہوا سن اے صادق  
بس حسرت ناکام ملی کچھ نہ ملا

حاصل ہے ترے عشق میں ثروت کیسی  
بخشی ہے ترے درد نے راحت کیسی  
اب عشرت دنیا کی نہیں مجھ کو ہوس  
پس آگئی صادق کو بھی غربت کیسی

جب عشق کی دنیا میں ٹھکانا ہوگا  
جب اپنا مخالف یہ زمانہ ہوگا  
تکمیل جنوں ہوگی اسی عالم میں  
جب چاروں طرف میرا فسانہ ہوگا

پوچھے کوئی مجھ سے کہ کہاں تک سمجھا  
اک بحر کا عالم ہے جہاں تک سمجھا  
غرقاب ہوئے اس میں سفینے لاکھوں  
دنیا کی حقیقت بھی یہاں تک سمجھا

دنیا ہے کہ دیتی ہے بہر گام فریب  
نیکی کا بھی رکھا ہے یہاں نام فریب  
پوشیدہ نہیں مجھ سے حقیقت کوئی  
کھاتا ہوں میں پھر بھی سحر و شام فریب

اک مرکزِ اربابِ سخنِ دلی ہے  
افکار و تخیل کا چینِ دلی ہے  
صادق مجھے پھر کیوں نہ سکوں حاصل ہو  
یہ نازِ بجا ہے کہ وطنِ دلی ہے

فہموں میں مضامینِ حسین بستے ہیں  
اظہارِ خیالات کے سو رستے ہیں  
اک تازگی ملتی ہے دلوں کو ان سے  
اردو کے ہیں اشعار کہ گلہستے ہیں

ہر صبح عیاں ان میں ہے ہر رات نہاں  
ہیں ان میں جنوں خیز خیالات نہاں  
آئینہٴ اسرار ہے میری ہستی  
اشعار کے پردے میں ہے ہر بات نہاں

رودادِ زمانے کی جو کرتی ہے بیاں  
اردو ہے وہ مخلوق کی مرغوبِ زبان  
ہر دل یہ سمجھتا ہے مری باتیں ہیں  
ہے سینے میں اس کے بھی عجب سوزِ نہاں

اردو نے سکھایا ہے زمانے کو ادب  
کہنی ہی پڑی بات یہ ایمان کی اب  
جو پشیمہٴ اردو پہ پہنچ جاتا ہے  
صادق اسے دیکھا ہے بھلا پیاسا کب

ہر بہروِ منزل کے لئے جاوہ ہے  
ہر جام کی زمیئت کے لئے پادہ ہے  
اس ملک پہ اردو کے بہت احسان ہیں  
ہر مذہب و ملت کی یہ دلدادہ ہے

یہ تیری روش تیرا چلن کیا کہنا  
پر نور ہے ہر داغِ کہن کیا کہنا  
افکار پریشاں بھی مرے کام آئے  
ہے موج پہ دریائے سخن کیا کہنا

اشعار کی صورت میں جو گلہستے ہیں  
دنیاۓ سخن کے لئے اک رستہ ہیں  
ہے نازِ فصاحت پہ بجا اے صادق  
ہم داغ کے اسکول سے وابستہ ہیں

ملشت

### **IDARA KITAB-US SHIFA**

✦ 2075, 1st Floor, Masjid Mazar Wali, Nahar Khan Street  
Kucha Chellan, Darya Ganj, New Delhi-110002

Ph. : 011-23283494, Mob.: 09312273887

E-mail : [idara.kitabusshifa@gmail.com](mailto:idara.kitabusshifa@gmail.com)

[idara.asad@gmail.com](mailto:idara.asad@gmail.com)